
بنگال ، یونان ، مصر
کا
کالا جادو
حصہ اول
مؤلف : سید حسن الہاشمی (انڈیا)
ترتیب و تشکیل
قاری محمد عبدالرشید قاسمی
بابِ ردِ سحر

کیا اور کہاں

دُعَا

سفلی عمل اور جادو ٹونے کی آفت ونحوست گھر گھر میں پھیلی ہوئی ہے ـــــــ ہم دعا کرتے ہیں کہ ـــ اے پروردگار عالم! 'طلسماتی دنیا' کے تمام قارئین کو اور اپنے تمام بندوں کو جادو ٹونے کی نحوست سے اور جادوگروں کی خباثتوں سے محفوظ رکھ۔

(آمین)





اور جب پہنچا ان کے پاس رسول ۔ اللہ کی طرف سے تصدیق کرنیوالا اس کتاب کی جو ان کے پاس ہے ۔ تو پھینک دیا ایک جماعت نے اہل کتاب میں سے کتاب اللہ کو اپنی پشت کے پیچھے گویا کہ وہ اس کی قدر و منزلت سے واقف ہی نہیں ۔ اور پیچھے ہو لئے اُس علم کے جو پڑھتے تھے شیاطین سلیمان کی بادشاہت کے وقت اور کفر نہیں کیا سلیمان نے ۔ لیکن کفر کیا شیطانوں نے کہ وہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو ۔ اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو اُترا تھا دو فرشتوں پر شہرِ بابل میں ۔ اُن فرشتوں کا نام تھا ہاروت ماروت ۔ اور فرشتے نہیں سکھاتے تھے جبتک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو آزمائش کیلئے ہیں ۔ تو آپ لوگ کافر نہ بنو پھر ان سے وہ سیکھتے تھے جادو جس کے ذریعہ وہ جدائی ڈالتے تھے میاں بیوی کے درمیان اور وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے ۔ اللہ کی مرضی کے بغیر ———— اور ایسے لوگ سیکھتے ہیں وہ چیز جو انہیں فائدہ نہ پہنچا کر نقصان پہنچاتی ہے ۔ اور وہ خوب جانتے ہیں کہ جس نے جادو اختیار کیا نہیں ہے اس کیلئے آخرت میں سے کوئی حصّہ ۔

(سورۂ بقرہ آیت ۱۰۲ سپارہ ۱)

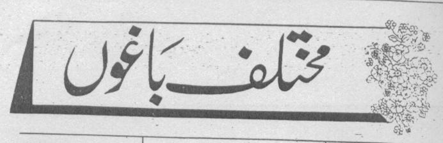
ادار یہ

فضلِ ربّی

بقلم خاص

فضلِ ربّی ہے کہ جادو ٹونا نمبر اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ لاکھ کوششوں کے باوجود جادو ٹونا نمبر وقت پر نہ آسکا۔ ایک مہینے کی تاخیر کے ساتھ اس کی اشاعت عمل میں آئی ہے۔ لیکن ـــــ ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا ـــــ یقین کریں کہ رسالہ جب بھی لیٹ ہوتا ہے۔ جتنی کوفت آپ کو ہوتی ہے۔ اس سے دگنی کوفت خود ہمیں بھی ہوتی ہے۔ لیکن رسالہ بے شمار لوگوں کے تعاون اور فعل و عمل سے مرتّب ہوتا ہے۔ ایڈیٹر کا کام رسالے کو مرتّب کر دینا ہے۔ اس کے بعد یہ عزّت و عافیت کے ساتھ اگر کاتبوں اور کمپیوٹر والوں کے ہاتھ سے بروقت آزاد ہو جائے تو حُسنِ قسمت۔ ورنہ عرصہ دراز تک یہ ان ہی کے ہاتھوں کا کھلونا بنا رہتا ہے۔ اس کے بعد نمبر آتا ہے تصیح کرنے والے حضرات کا۔ وہ بھی ہماری دُنیا ہی کی مخلوق ہیں۔ اُنہیں بھی مصروفیت رہتی ہے اور ان کے بھی ناز نخرے ہنس ہنس کر برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے بعد پریس والے رسالے سے مستفیض ہوتے ہیں اور وہ بھی اس بے زبان کی اچھی خاصی گت بنا دیتے ہیں۔ کیوں کہ وہ بھی اپنے ملازمین کے سامنے اسی طرح بے بس ہوتے ہیں جس طرح کوئی روایتی شوہر اپنی بیوی کے سامنے مجبور اور بے بس ہوتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد رسالے کی بائنڈنگ کرنے والوں کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ اور ان کا بھی ستانے کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے۔ اور بھی مراحل درمیان میں تہہ کرنے پڑتے ہیں۔ تب کہیں جا کر رسالہ آپ کے مبارک ہاتھوں تک پہنچتا ہے۔ لیکن اپنا اپنا نصیب ہے۔ گالیاں صرف بیچارے ایڈیٹر ہی کو کھانی پڑتی ہیں ـــــ حالانکہ تاخیرِ اشاعت میں اس کی بے خطائی کا دس فیصد سے زائد دخل نہیں ہوتا۔ جو لوگ گالیاں نہیں دے سکتے وہ بیچارے شکایت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ شکایت بھی نہیں کرتے وہ صبر کرتے ہیں۔ لیکن دل ہی دل میں کوفت محسوس کرتے ہیں۔ اور گمان یہی کرتے ہیں کہ قصور ایڈیٹر ہی کا ہے۔ اور اسی کی غیر ذمہ داریوں کی وجہ سے ہمیں انتظار کی زحمت اُٹھانی پڑتی ہے۔ اس بحث سے قطعِ نظر کہ کس ڈیپارٹمنٹ کی کوتاہی کتنی ہے۔ اور ایڈیٹر کی چارج شیٹ کیا کہتی ہے ہم تو آپ سے اظہارِ معذرت کرتے ہیں۔ اور اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور یقین دہانی کراتے ہیں کہ انشاء اللہ آئندہ رسالے کو بروقت چھاپنے کے لئے ہم انتظام کے ہر ہر شعبے پر نظرِ ثانی کریں گے۔ اور اپنے گریبان میں بھی جھانکیں گے ہمیں امید ہے کہ جادو ٹونا نمبر "دیر آید درست آید" کے مصداق انشاء اللہ اس دور کا قیمتی شاہکار ثابت ہوگا۔ اور عوام و خواص اس کے علمی اور عملی سرمائے سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کو ٹھکانے لگائے۔ اور ہمیں روحانی علیات کے سلسلے میں اس سے زیادہ محنت اور خدمتِ خلق کی توفیق دے۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین۔



ارشاداتِ نبویؐ

● جس نے نیکی کی طرف رہنمائی کی اس کے لئے اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس نیکی کرنے والے کیلئے ہے۔

● تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرتے ہیں۔

● ذکر الٰہی سے بڑھ کر انسان کا کوئی عمل عذاب سے نجات دلانے والا نہیں۔

● وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

● اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی روزی نہیں ہے۔

● جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس کی درازیٔ عمر کی دعا کرو۔

(مرسلہ: نکہت پروین ــــــ دہلی)

کرنیں

● ایک چھوٹی سی نیکی ایک بہت بڑے نیک ارادے سے بہتر ہوتی ہے۔

● خواہش اگر پرندہ ہوتی تو ہر شخص اپنی جیب میں رومال کی جگہ جال رکھتا۔

● نفرت ایک ایسا نیزہ ہے جس کی نوک اس کے اپنے بدن ہی میں سوراخ کر دیتی ہے۔

● دوسروں کا گلا کاٹنا آسان ہے۔ لیکن اپنی انگلی کی تکلیف برداشت کرنا مشکل ہے۔

● اگر آپ کے پاس علم ہے لیکن دانائی نہیں ہے تو آپ ایسی کار ہیں جس میں انجن نہیں ہے۔

انمول موتی کتابوں کا مطالعہ دماغ کو روشن

آئینۂ افکار

● قسمت پہیے کی مانند گھومتی ہے کوئی نیچے آجاتا ہے اور کوئی اوپر۔ جب تم اوپر آؤ تو نیچے والوں کا ہاتھ تھام لو کیونکہ ممکن ہے کہ اگلے چکر میں تمہیں ان کے سہارے کی ضرورت پڑ جائے۔

● کسی پر کیچڑ مت اچھالو کیونکہ دوسروں کے دامن اس سے آلودہ ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن تمہارے ہاتھ کیچڑ سے ضرور آلودہ ہو جائیں گے۔

● صرف یہی ظلم نہیں کہ ہم انسانوں سے نفرت کریں۔ بلکہ یہ بھی ظلم ہے کہ ہم انسانوں سے بے اعتنائی برتیں۔

شہ پارے

● نادان لوگ دولت کیلئے دل کا چین کھو بیٹھتے ہیں اور دانا سکون پانے کیلئے دولت قربان کر دیتے ہیں۔

● دنیا میں خوش رہنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ اپنی ضروریات کو کم کریں۔

● بے وقوف لوگ کھانے پینے کیلئے جیتے ہیں اور عقلمند لوگ اس لئے کھاتے پیتے ہیں۔ تاکہ زندہ رہ سکیں۔

نفرت برائی سے کرنی چاہیئے۔ نہ کہ برائی کرنے والے سے۔

احساسِ خودی

● کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈرتا رہ۔

● خوشی اور ناخوشی ہر حالت میں انصاف کی بات کر۔

● امیری اور غریبی دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہ۔

● اگر بڑا آدمی بننا چاہتا ہے تو ایک دن یہ فیصلہ کرتا ہے۔

● محنت وہ کنجی ہے جو دولت کے دروازے کھول دیتی ہے۔

● ہر خوبی اپنانے کے قابل ہے خواہ وہ دشمن ہی میں کیوں نہ ہو۔

● دل آئینہ کی طرح صاف، زبان شہد کی طرح میٹھی اور کام کی رفتار چیونٹی کی چال کی طرح دھیمی اور مستقل ہونی چاہیئے۔

● اگر تم مالدار بننے کے آرزومند ہو تو اپنی فرصت کے اوقات ضائع مت کرو۔

● ہمیشہ خوش کلامی والا طرز اختیار کرو۔ دنیا عزت کرنے پر مجبور ہوگی۔

● وہ علم ضائع ہو جاتا ہے جو عمل کے لباس سے محروم ہو۔

درسِ حیات

● اگر وفا کا درس لینا ہے تو پھول سے لو جو پودے سے جدا ہوتے ہی مرجھا جاتے ہیں۔

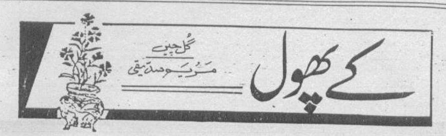
● اگر پہاڑ کو ہٹانے کا ارادہ ہو تو پہلے ذرّوں کو سرکانا سیکھو۔

● ناکامی کے جذبے سے کامیابی پیدا ہونا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا ببول کے درخت سے گلاب کھلنا ناممکن ہے۔

● دشمن کو معاف کر دینا اس سے انتقام لینے کا سب سے اچھا طریقہ ہے۔

● برے لوگ اچھی باتوں میں برا پہلو تلاش کر لیتے ہیں جس طرح مکھیاں تمام خوبصورت جسم کو چھوڑ کر صرف زخموں ہی پر بیٹھنا پسند کرتی ہیں۔

(مرسلہ: ساجدہ یوسف انصاری۔ تھانہ)



کرلے۔

- جو مجھ سے کٹے گا میں اس سے جڑوں گا۔
- جو مجھے محروم کرے گا میں اُسے دونگا۔
- جو مجھ پر زیادتی کرے گا میں اُسے معاف کردوں گا۔
- میری خاموشی تفکر کی خاموشی ہوگی۔
- میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہوگی۔
- میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہوگی۔
- اگر ان باتوں پر تونے عمل کرلیا تو ایک دن تو بہت بڑا آدمی بنے گا۔

(مرسلہ: سیدہ آرزو ناز ـ ہزاری باغ)

محبت کے رنگ روپ

- محبت انسان کو عظمت، پاکیزگی، انسان دوستی بھائی چارہ اور امن و امان کا سبق دیتی ہے۔
- محبت انسانوں کے درمیان حائل شدہ دیوار کو گرادیتی ہے۔
- محبت کسی ذات برادری اور فلسفے کی قائل نہیں۔
- محبت وہ کھیل ہے جس میں عقل ہار جاتی ہے۔
- محبت کے اظہار کیلئے خوبصورت الفاظ کی ضرورت نہیں۔
- محبت میں آنکھوں کی اپنی زبان ہوتی ہے۔
- محبت خوبصورتی کی بھی قائل نہیں۔ محبت دل سے دل کو ہوا کرتی ہے۔ اور جب محبت ہوجاتی ہے تو محبوب کی ہر بُری ادا بھی پسند آتی ہے۔

(مرسلہ: کلیم اختر کوثر کوثریاپار)

بُرا اور بڑا آدمی

اگر سڑک پر چلتے ہوئے گاڑی سامنے آجائے تو سڑک کے کنارے تک ہٹ جاؤ۔ گھوڑا گاڑی ہو تو پانچ گز تک ہٹنا ضروری ہے ہاتھی ہو تو دس گز تک ہٹ جاؤ۔ لیکن اگر بُرا آدمی نظر آجائے تو ایک سو گز تک ہٹ جاؤ اسی میں عافیت ہے۔

بچھو کے دُم میں زہر ہوتا ہے۔ سانپ کے دانتوں میں زہر ہوتا ہے۔ مچھر کے سَر میں زہر ہوتا ہے۔ لیکن بُرے آدمی کے پورے جسم اور اسکی باتوں میں بھی زہر ہوتا ہے۔

بڑے آدمی میں جو خوبیاں ہوتی ہیں وہی خوبیاں چھوٹے آدمیوں میں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ چھوٹے لوگوں میں وہ خوبیاں جسمانی طور پر ہوتی ہیں۔ اور بڑے لوگوں میں یہ خوبیاں گہرائی تک ہوتی ہیں۔ چھوٹے لوگ اپنی خوبیوں سے خود فائدے اُٹھاتے ہیں۔ اور بڑے لوگوں کی خوبیوں سے ایک عالم مستفیض ہوتا ہے۔

حسن و جمال

ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی۔

حضرت! میرا شوہر دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔

اگر اس شخص کے نکاح میں اس وقت دو عورتیں نہیں تو یہ نکاح جائز ہے۔

وہ عورت بولی۔ حضرت اگر ہمارے مذہب میں غیر عورتوں کو دیکھنا جائز ہوتا تو میں اپنا پردہ اُٹھا کر دکھاتی کہ جس مَرد کے نکاح میں مجھ جیسی حسین عورت ہو اس کو دوسرا نکاح کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

عورت کی بات سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے۔ وہ گھبرا گئی اور اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے تمہاری بات سنکر یاد آیا کہ ایک بار حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر کسی بشر کو میرا دیدار کرنا نصیب ہوتا تو میں اپنا حجاب اُٹھا کر اس پر ظاہر کردیتا کہ جس کا مجھ جیسا رب ہو اس کو کسی خدا کی ضرورت نہیں اور اس کے لئے کسی در پر سر جھکانا جائز نہیں۔

مہکتے پھول

- اچھا دوست خدا کا بہترین تحفہ ہے۔ جو قسمت والوں کو ملتا ہے۔
- مطلب کی دوستی کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔
- فتح ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے۔
- خوبصورت وہ ہے جو خوبصورت کام کرے۔
- وقت خاموشی کے ساتھ بہنے والا ایسا دریا ہے جو اپنے دامن میں ماضی کے بڑے بڑے واقعات کو چھپا کر مستقبل کی طرف بڑھ جاتا ہے۔
- دنیا امتحان گاہ ہے یہاں ہر قدم کو عقل کی ترازو میں تولنا پڑتا ہے۔
- ہر چیز کے ثواب کا اندازہ ہے مگر صبر کے ثواب کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

برکت ہی برکت

حرکت میں برکت ہے۔ برکت میں رحمت ہے۔ رحمت میں کرم ہے۔ کرم میں نعمت ہے۔ نعمت میں لطف ہے۔ لطف میں جوش ہے۔ جوش میں جذبہ ہے۔ جذبے میں ہمت ہے۔ ہمت میں کوشش ہے۔ کوشش میں مصیبت ہے۔ مصیبت میں صداقت ہے۔ صداقت میں نور ہے۔ نور میں

کشش ہے کشش میں صلاحیت ہے صلاحیت میں اُجالا ہے اُجالے میں عافیت ہے۔
(مرسلہ: محمد راشد بھاگل پور)

عظیم انسان

● عظیم انسان وہ ہے جو بظاہر سمندر کی طرح پرسکون ہو لیکن اس کی گہرائی میں ہزاروں تمنائیں دم توڑتی ہوں۔ دلوں کے ہزار طوفان اُٹھتے ہوں۔
● خواہشات کرچیاں بنکر اس کے وجود کو زخمی کرتی ہوں لیکن اس کے چہرے پر مسکراہٹ کے سوا کچھ نہ ہو۔

تکمیل عورت

جب عورت کو خدا نے بنایا تو فرشتوں کو حکم دیا۔ چاند کی چاندنی شبنم کی ٹھنڈک ستاروں کی روشنی بلبل کی آواز چکور کا حوصلہ گلاب کی رنگت۔ کوئل کی پکار سمندر کی گہرائی آسمان کی بلندی۔ شام کا سکون۔ صبح کا نور لیکر آؤ۔ فرشتوں نے کہا۔ اے خدا آپ اپنی طرف سے کیا عطا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ نور محبت۔
(مرسلہ: یعقوب خاں بریلی)

منتخب اشعار

لوگ سطحی میں نکلے کے پھرا کرتے ہیں
اپنے زخموں کو زمانے کو دکھایا نہ کرو
●
شعور دیتے ہیں دنیا کو جو بھی دیوانے
جھانکو کہ گھروں میں وہاں اندھیرا ہے
●
خاموش مزاجی تجھے جینے نہیں دے گی
اس دور میں جینا ہے تو کہرام مچا دے
●
تم میں ہیرے کی صفت ہے تو اندھیرے میں چلو
دھوپ میں کانچ کے ٹکڑے بھی چمکتے ہیں
●
ترے خیال سے پہلے کئی خیال آئے
کوئی خیال نہ آیا ترے خیال کے بعد

میں نے دیکھی ہیں ہر اک پھول کی آنکھیں پُرنم
کس طرح کہدوں کہ گلشن میں بہار آئی ہے
●
عدل و انصاف کسی حشر پہ موقوف نہیں
زندگی خود ہی گناہوں کی سزا دیتی ہے
●
یارب کسی سے چھین کے مجھ کو خوشی نہ دے
جو دوسروں پہ بار ہو وہ زندگی نہ دے
●
عشق اُن کو عطا نہیں ہوتا ____
جن کے دل میں خدا نہیں ہوتا
●
تعویذ دیئے ہیں نے محبت کے کبھی کو
اور خود میں توجہ سے بھی محروم رہا ہوں

کامیاب میاں بیوی

کامیاب شوہر وہ ہے جو بیوی کے خرچ کرنے کی طاقت سے زیادہ کماتے ____ اور کامیاب بیوی وہ ہے جو شوہر کے کمانے کی طاقت سے زیادہ خرچ کرے۔

شادی شادی وہ منزل ہے جہاں مرد اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا شروع کر دیتا ہے اور عورت اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا بند کر دیتی ہے۔

پریشانی میں بیوی کی یادداشت کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔
انہیں کوئی بات یاد نہیں رہتی ہوگی۔
نہیں۔ بلکہ پریشانی کی بات یہ ہے کہ اسے ہر بات یاد رہتی ہے۔

کہاسنی کیا: دیر سے تمہاری کہاسنی ہو جاتی ہے۔ جی ہاں ہر روز۔ وہ کہتی ہے اور میں سُنتا ہوں۔

مبارک دن مبارک ہو دوست آج کا دن تمہارے لئے مبارک ہے۔
لیکن میری شادی تو کل ہے۔؟
اسی لئے تو تمہارے لئے آج کا دن مبارک ہے۔

منظوری ایک رنگ روغن کی دکان پر ایک بورڈ پر یہ عبارت تحریر تھی۔ "رنگ پسند کرنے والے کے پاس بیوی کی تحریری منظوری ضروری ہے۔"

چند سنہری باتیں

● عمل کے بغیر علم ایک ایسا جسم ہے جس میں روح نہیں ہے۔
● زندگی میں کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو خیال سے شروع ہو کر خیال ہی پر ختم نہ ہوتا ہو۔
● حیات کی ابتدا کتنی ہی شاندار کیوں نہ ہو ایک دن اسے سناٹوں سے گزرنا پڑتا ہے۔
● دنیا مٹی کا ایک کھلونا ہے جس کا مقصد بالآخر ٹوٹ کر بکھر جانا ہے۔
● قربت کے طوفانوں کے مقابلے کیلئے بہتر قلعہ ہے
● انسان ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ لیکن انسانیت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

آنکھ

● لڑتی ہے تو دنیا کی ہر چیز بھلا دیتی ہے۔
● جھکتی ہے تو زمانہ بھر کی حیا اپنے اندر سمو لیتی ہے۔
● اُٹھتی ہے تو گزاروں کو بھی گلزار بنا دیتی ہے۔
● کھلتی ہے تو کائنات کے رازوں کے پردے کھول دیتی ہے۔
● دیکھتی ہے تو سمندر کی گہرائی سے موتی نکال لاتی ہے۔
● مسکراتی ہے تو ستاروں کی چمک اُچک لیتی ہے۔
● اور روتی ہے تو عرش معلّے کو ہلا دیتی ہے۔
(مرسلہ: روبینہ اسلم کلکتہ)

اتنا بھی کافی ہے محمد ابن حسین بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں ابو عثمان مغربیؒ کے پاس گیا اور دل میں خیال کیا کہ شاید وہ مجھ سے کچھ مانگ لیں۔ اس پر ابو عثمانؒ نے فرمایا کہ لوگوں کیلئے یہ کافی نہیں ہے کہ میں ان کی چیزیں قبول کر لیتا ہوں کہ وہ اب مجھ سے یہ چاہتے ہیں کہ میں ان کے آگے اپنا دامن بھی پھیلاؤں۔





صنم خانۂ عملیات کا سولھواں باب "ردِ سحر" ایک اہم ترین باب ہونے کی وجہ سے اس کتاب کا اہم ترین حصّہ ہے۔ اس باب کے ذریعہ
ہم اس کتاب کے ناظرین کو ایسے سو طریقے عنایت کریں گے جن کا سہارا لیکر جادو کے بُرے اثرات پر قابو پایا جا سکتا ہے اور سفلی اور گندے علم
کے سنگین حملوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے

یہ بات مسلّم اور طے شدہ ہے کہ اس دنیا میں کسی بھی معاملے میں کوئی بھی فارمولہ اور کوئی بھی طریقہ اُس وقت تک کارگر اور نتیجہ خیز ثابت نہیں
ہو سکتا جبتک مالکِ کون ومکاں کی مرضی شاملِ حال نہ ہو۔ تعویذات ہوں یا وظائف ہوں یا عملیات کے ذخیرے ہوں سب کے سب بے روح اور
بے جان قرار پاتے ہیں۔ اگر مالکِ کون ومکان کی رضا وقضا سے یہ محروم ہوں۔ تعویذ فی نفسہٖ مؤثر نہیں ہے۔ تعویذ کی حیثیت اگر اللہ جل جلالہٗ
کی مرضی شامل نہ ہو تو فقط کاغذ کے ایک پُرزے کی سی ہے۔ لیکن صرف ایک تعویذ ہی نہیں۔ بلکہ دنیا کے ہر ہر طریقۂ علاج کی بعینہٖ یہی حیثیت
ہے۔ اگر اللہ جل جلالہٗ اسمیں اپنی مرضیات کو داخل نہ کریں ٹیبلیٹ اور کیپسول، چابلیٹ اور چمبک سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اگر حق جل مجدہٗ
مریض کو شفا دینے کا ارادہ نہ فرمائیں آج کی دنیا کے مادہ پرست لوگوں نے یا اُن کورے جاہلوں نے جو اسلامی عقائد کی گہرائیوں سے
واقف نہیں ہیں۔ تعویذات کے خلاف تو بہت لے دے کی ہے اور ان کی تاثیرات کے خلاف بہت ہنگامے مچائے ہیں۔ لیکن ان ہی حضراتِ عقلِ کل
نے دواؤں اور خمیروں کو عملاً فی نفسہٖ مؤثر مانا ہے۔ گو زبان سے وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال واحوال سے صاف
طور پر یہ مترشح ہوتا ہے کہ جشوندے اور خمیرہ مروارید اور ڈیکسا اور ٹیٹرا کیپسول وغیرہ کو وہ فی ذاتہٖ مؤثر خیال کرتے ہیں اور ان پر ایمان
لاتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی تمام دواؤں کی بھی وہی پوزیشن ہے۔ جو ازراہِ عقیدہ تعویذات کی ہے۔ اللہ کی مرضی کے بغیر اگر روحانی عملیات
بے حیثیت ہیں تو اللہ کی مرضی کے بغیر میڈیسن اور جڑی بوٹیاں بھی قطعاً ہیچ اور لایعنی ہیں ——— حدیث پاک سے یہ بات ثابت
ہے کہ دوا حلق میں جاتے وقت اپنے رب سے سرگوشی کرتے ہوئے یہ کہتی ہے کہ میں اس مریض کے مرض کو بڑھاؤں یا گھٹاؤں یا اسی حالت
پر رہنے دوں؟ اور پھر جو فیصلہ حق تعالیٰ کا ہوتا ہے اسی نوعیت کا اثر دوا کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ دوا کبھی فائدہ بھی کرتی ہے۔ اور
کبھی نقصان بھی پہنچاتی ہے۔ عرفِ عام میں اس کو ریکشن کہتے ہیں۔ شریعت نے دُنیا کو دارالاسباب مانتے ہوئے امراض سے نمٹنے کیلئے
علاج کی اجازت دی ہے اور علاج ہر نبی کی سنّت بھی رہا ہے۔ لیکن شریعت نے کسی وسیلۂ مدافعت اور کسی طریقۂ علاج کو معیوب قرار نہیں
دیا ہے۔ از روئے شرع صرف ان طریقوں کو مَردود بتایا گیا ہے جن میں غیر اللہ سے استعانت طلب کیجاتی ہو یا جن پر بھروسہ حد سے زیادہ
کرلیا جاتا ہو یعنی اس انداز میں کرلیا جاتا ہو جیسے کہ یہ طریقے مؤثر بالذات ہیں اور اپنی تاثیرات کے خود ہی خالق ہیں۔ ورنہ شریعت اسلامیہ
میں علاج کا کوئی بھی طریقہ مبغوض نہیں ہے۔ جس طریقے سے انسان کو شفا نصیب ہونے کا امکان ہو اس طریقے کو برائے علاج اختیار
کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یونانی علاج ہو یا ایلوپیتھک یا ہومیوپیتھک یہ سب ہی جائز ہیں۔ اسی طرح جو علاج حروف واعداد کے ذریعہ
کیئے جاتے ہوں۔ وہ بھی سب کے سب جائز ہیں اور ان پر بھی شریعت کسی بھی طرح کی کوئی قدغن نہیں لگاتی۔ البتہ شریعت اس بات کی متقاضی

ہر جگہ نظر آتی ہے کہ ہر بندہ ہر طرح کے علاج و معالجے سے فائدہ اُٹھاتے وقت اس یقین کو پامال نہ ہونے دے کہ بیماری کے بعد شفا اور صحت عطا کرنیوالی اصل ذات خالق کائنات کی ہے اور آفتوں کے بعد راحتیں اور طوفانوں کے بعد سکون عطا کرنے والی ذات بھی خالق کائنات ہی کی ہے۔ یہ ذات گرامی اگر کسی کو زندگی دینے کا فیصلہ کر چکی ہو تو زہر ہلاہل بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور یہ ذات گرامی کسی کو موت دینے کا ارادہ کر بیٹھی ہو تو تریاق بھی اسے زندگی عطا نہیں کر سکتا۔ یہ یقین کر کرنے اور عطا کرنیوالی ذات اللہ کی اور صرف اللہ کی ہے۔ اگر دل کی گہرائی میں جاگزیں ہو تو پھر علاج دوا سے ہو، جڑی بوٹی سے ہو یا حروف اور اعداد سے ہو، عقل سے ہو یا مشینوں سے ہو۔ انسان کے عقیدے کو مجروح نہیں کرتا۔ اور اسے گنہگار نہیں بناتا۔

اس رنگ برنگی دنیا میں جہاں بیشمار اور لاتعداد حقائق پیدا کیئے ہیں۔ وہاں سحر کی بھی ایک حقیقت پیدا کی گئی ہے۔ لیکن بیشمار لوگ اس دنیا میں آج بھی ایسے ہیں جو جادو کی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ جو لوگ تہذیب زدہ ہیں ان کا ذکر تو چھوڑ یئے لیکن افسوسناک بات تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو خود کو صاحب عقیدہ سمجھتے ہیں وہ بھی جادو کی حقیقت کو جھٹلاتے ہیں۔ جب کہ جادو کا تذکرہ اللہ کی آخری کتاب قرآن حکیم میں جگہ جگہ آیا ہے۔ اگر جادو بے حقیقت ہوتا تو قرآن پاک میں اس کا تذکرہ کرنے کے بعد اس کو بے حقیقت بتایا جاتا۔ لیکن قرآن نے کسی جگہ جادو کو بے اثر اور بے حقیقت قرار نہیں دیا ہے۔ بلکہ مختلف انداز سے اس کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ جس طرح بندوق کی گولی اور تلوار کی دھار اپنے اندر ایک اثر رکھتی ہے اور یہ اثر اللہ ہی کا پیدا کردہ اثر ہے۔ اسی طرح جادو ٹونا بھی اپنے اندر تاثیر رکھتا ہے۔ لیکن لاریب یہ تاثیر اذنِ خداوندی کی بالکل اسی طرح محتاج ہے جس طرح دنیا کی ہر اثر انگیز چیز اپنا اثر دکھانے میں اذن خداوندی کی محتاج ہے

سحر اور جادو کے سلسلے میں برسہا برس تک علماء اور عقلاء کے درمیان بحث ہوتی رہی ہے کوئی اس کی حقیقت کو مانتا رہا۔ کوئی منکر رہا لیکن اکثر علماءِ حق کی رائے یہ ہے کہ سحر ایک حقیقت ہے اور سحر مضرت رساں بھی ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مصلحت کاملہ کے پیش نظر اس میں اسی طرح کے مضر اثرات پیدا کر دیئے ہیں جس طرح دوسری اشیاء میں موجود ہیں۔ مثلاً زہر انسان کی زندگی کو نقصان پہنچاتا ہے اور تریاق انسان کو حیاتِ نو بخشتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ حکم خداوندی ہی سے ہوتا ہے۔ اگر اللہ کا حکم اور استیذان نہ ہو تو زہر کسی کو مار نہیں سکتا اور تریاق کسی کو جلا نہیں سکتا۔ آگ بلاشبہ جلانے کی صلاحیت رکھتی ہے لیکن یہی آگ کسی کیلئے گلزار بھی بن سکتی ہے۔ پانی ڈبو دینے کی اہلیت رکھتا ہے لیکن یہی پانی کسی کیلئے پتھر کی طرح جامد بھی بن جاتا ہے۔ وہ دریا ہی تو تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لئے بارہ راستے بن گئے تھے۔ اور وہ بھی دریا ہی تھا جس نے فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا تھا اور موسیٰؑ اور ان کے اصحاب اس پر سے گزر گئے تھے کیوں کہ حکم خداوندی یہی تھا کہ فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو ڈبو دو اور موسیٰ علیہ السّلام اور ان کے ساتھیوں کو پار کرا دو۔ جیسا خدا کا حکم ہوتا ہے۔ ویسا ہی اس کائنات کی ہر مؤثر چیز اپنا اثر دکھاتی ہے۔

جو لوگ جادو کو مؤثر بالذات سمجھتے ہیں وہ کافر ہیں۔ لیکن جادو میں حکم خُداوندی سے ایک اثر پنہاں ہے اور اس حقیقت کو تمام علماءِ اہل سنّت والجماعت نے تسلیم کیا ہے۔ البتہ جادو کی تعلیم حاصل کرنا یا کسی کو جادو کی تعلیم دینا دونوں ہی باتیں منجملہ کفریات ہیں۔ اور شریعت نے جادو کو شرک قرار دیا ہے۔ البتہ ایسے فنون سیکھنا جن سے جادو جیسے مضر چیزوں پر قابو پایا جاسکے ضروری ہے۔

جادو کی اپنی ایک تاریخ ہے۔ اور کچھ حد بندیوں کے ساتھ اس کی تعلیم زمانۂ قدیم کے مسلمانوں نے بھی حاصل کی ہے پھر رفتہ رفتہ جب اسکے برگ و بار پر کفر و شرک کے پھل پھول آنے لگے تو اسلامی شریعت نے ان چیزوں سے کنارہ کش ہونے کی تاکید کی ــــــ اور پھر بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جادو کا فن رفتہ رفتہ قریب الختم ہو گیا۔ کیوں کہ مسلمانوں نے خود اس کی بیخ کنی کرنے کی جدوجہد کی۔

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اپنی تصنیف "رموزِ مقطعات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"زمانۂ قدیم میں علم نجوم اور علم سحر کی طرف لوگوں کا عام رجحان رہا ہے۔ وہ ان علوم کو دوسرے علوم پر فوقیت دیتے تھے۔ کلدانیوں، سُریانیوں اور قبطیوں کو ان علوم میں نسبتاً زیادہ کمال حاصل تھا۔ دراصل ان ہی قوموں سے یہ علوم دفنون یونانیوں اور پارسیوں وغیرہ نے حاصل کئے تھے۔ قرآن حکیم میں بھی کچھ ایسے واقعات پر روشنی موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے زمانہ میں سحر کافی عروج پر تھا۔ بڑے بڑے ساحر جگہ جگہ موجود تھے جو اپنی فنکارانہ اور علمی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے لوگوں کو مبہوت کر ڈالتے تھے۔ بعض ممالک میں تو لوگ ان کی ہولناک حرکتوں سے اس قدر عاجز آ گئے تھے کہ ان کیلئے سلامتی کے ساتھ زندہ رہنا مشکل ہو گیا تھا۔ تنگ آمد بہ جنگ آمد۔ پھر یہ ہوا کہ پریشان حال لوگوں نے منصوبہ بند طریقوں سے ساحروں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ حکومتی سطح پر بھی ان کو سزائے موت دی گئی اور ان کے علمی ذخیرے کو دریا برد کر دیا گیا۔ تاہم کچھ نہ کچھ علم باقی رہ گیا۔ سب کا سب ضائع نہ ہو سکا۔ عظیم مؤرخ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں کو فتوحات کے نتیجے میں مختلف ممالک سے اہم نوادرات کے علاوہ فلسفہ و حکمت، ریاضی اور سحری علوم کا ذخیرہ ملا ہے۔ مگر چونکہ شریعت اسلامی نے خاص طور پر علم سحر کو حرام قرار دے دیا تھا اور ساحروں کیلئے سخت ترین عذاب کی بات کہی تھی۔ اس لئے مسلمانوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ بلکہ اس کو شدید نفرت و حقارت کی نگاہوں سے دیکھا اور یونانی علوم کے تراجم کرتے وقت بالقصد اس علم کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اسی لئے وہ ذخیرہ بھی جو غیر مرتب صورت میں حاصل ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ ضائع ہو گیا۔ یا ضائع کر دیا گیا۔ صرف مسلمانوں نے ہی نہیں دوسرے لوگوں نے بھی سحری علوم کو ختم کر ڈالنے کی کوششیں کی۔ لیکن اس کے باوجود یہ علم کسی نہ کسی درجے میں پھر بھی باقی رہ گیا۔ اور آج تک سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے۔"

بہرحال جادو کی حقیقت کو تمام علمائے قدیم نے تسلیم کیا ہے اور یہ بات بھی تسلیم کی ہے کہ ذخیرۂ سحر بڑی حد تک تلف ہو جانے کے باوجود سلسلۂ علم سحر سینہ بہ سینہ کسی نہ کسی درجے میں باقی رہا۔ اور آج تک باقی ہے۔

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ جادو صرف شعبدے بازی اور نظر بندی کو کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں۔ جب کہ جادو ایک ایسی حقیقت کا نام ہے کہ جس کا سہارا لیکر حقائق کو متغیر کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ جنس بھی بدل دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے فتنے اس کے ذریعہ ظہور میں آ جاتے ہیں۔ جو عموماً خلق خدا کے لئے ضرر رساں بنتے ہیں۔ اسی لئے جادو کو شرعاً حرام قرار دیا گیا ہے۔

ایک روایت میں حضرت کعبؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہودی میرے ایمان لانے سے بہت چراغ پا ہوئے۔ اور اگر میں ایک عزیمت کو اپنے ورد میں نہ رکھتا تو وہ مجھے جادو کے زور سے گدھا بنا دیتے لیکن میں عزیمت کا ورد کرنے کی وجہ سے ان کی سازش سے محفوظ رہا۔ اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جادو کے زور سے انسان کو گدھا بھی بنایا جا سکتا ہے۔

بے شمار واقعات اور شواہد سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ بذریعہ جادو میاں بیوی کے تعلقات میں کشیدگی پیدا کر دی جاتی ہے۔ اور بسا اوقات طلاق تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ بعض گھر میں یہ دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر جان چھڑکتے ہیں اور پھر اچانک یہ ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی صورتوں سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ یہ دراصل کسی کرتوت کی بنا پر ہوتا ہے۔

جادو کے ذریعہ لڑکیوں کے رشتوں کی بندش کر دی جاتی ہے۔ اسکے بعد قابل قبول لڑکیوں کے بھی پیغامات آنے بند ہو جاتے ہیں بلکہ

لگے لگائے رشتے بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور رشتے داروں میں دراڑ پڑ جاتی ہے۔ جادو جانوروں پر بھی کیا جاتا ہے۔ اور جادو سے متأثر ہونیکے بعد گائے، بھینس، بکریاں جو دودھ دینے میں بے مثال ہوتی ہیں۔ اچانک دودھ سے بھاگ جاتی ہیں اور انکے تھنوں میں دودھ سوکھ جاتا ہے۔ فاسق و فاجر لوگ کمسن بچوں پر بھی سحر کرا دیتے ہیں۔ اس طرح بچے سحر کی لپیٹ میں آکر سوکھ کر مر جاتے ہیں۔ جادو کے ذریعہ عورتوں کی کوکھ بندی کر دی جاتی ہے۔ کوکھ بندھ جانیکے بعد حمل قرار نہیں پاتا۔ جادو کے ذریعہ "عقدِ فرج" کر دیجاتی ہے۔ اور اسکے بعد مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ اسکی رجولیت اور مردانگی تقریباً ختم ہو جاتی ہے۔ جادو کے ذریعہ روزگار کی بندش کر دیجاتی ہے انسان جہاں بھی جاتا ہے اُسے ناکامی ہوتی ہے۔ اور اگر روزگار لگ جاتا ہے تو اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔ جادو کے ذریعہ خاندان کے خاندان تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ گھروں کا سکون ختم ہو جاتا ہے۔ باہمی تعلقات نفرت اور عداوت میں بدل جاتے ہیں۔ زندگیاں ناسور بنکر رہ جاتی ہیں۔ ہر وقت طناطنی اور کشاکشی کا ماحول بنا رہتا ہے۔

جادو کے ذریعہ چہرے بھی بگاڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور قدرتی حسن کو پامال کر دیا جاتا ہے۔ اور بہت سے نقصانات۔ جادو کے ذریعہ اللہ کے بندوں کو پہنچائے جاتے ہیں۔ اور ان کی زندگیوں میں زہر گھول دیا جاتا ہے۔ اور یہ ظلم و ستم کسی ایک علاقے کی کہانی نہیں ہے بلکہ کسی جگہ بھی چلے جائیں آپ کو سفلی عمل اور جادو ٹونے اور چوکیاں اور ہانڈیاں چھوڑنے کے واقعات سننے کو مل جائیں گے۔ جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کرنا کسی کے کاروبار کو تباہ و برباد کرنا کسی کی ترقی میں رکاوٹ ڈالنا کسی کو اسکے جائز مقام سے محروم کرنا یا کسی کو بیماری میں مبتلا کر دینا وغیرہ جیسے تمام کام کبیرہ گناہ میں شامل ہیں۔ بلکہ انکا تعلق کسی نہ کسی درجے میں کفر و شرک سے جڑا ہوا ہے۔ جادو کرنا یا کرانا قطعاً حرام ہیں۔ اور ایسے لوگ آخرت میں اللہ کی بازپرس سے نہیں بچ سکتے ۔۔۔ زنا، چوری، ڈکیتی، شراب نوشی، سود خوری، ماں باپ کی نافرمانی کرنا جیسے قبیح کاموں سے بھی بدتر ہے کسی پر جادو کرنا یا کرانا۔ جب سے خوفِ خداوندی اور فکرِ احتساب آخرت کا جوہر مسلمانوں میں عنقا ہوا ہے۔ تب سے ایسی نازیبا حرکتیں اور اس طرح کے کالے کرتوت دل کھولکر ہونے لگے ہیں۔ اور اس طرح ظلم و ستم کا سلسلہ پورے معاشرے میں آندھی اور طوفان کی طرح پھیل گیا ہے۔ جادو کی ستم نوازیوں اور سفلی عمل کی چیرہ دستیوں سے نمٹنے کیلئے اور جادو ٹونے کے اثرات کو رفع کرنے کیلئے ہم نے "باب ردِّ سحر" قائم کر کے ۳۰ ایسے طریقے منتخب کر کے اپنے ناظرین کیلئے نقل کئے ہیں کہ جن کو "صنم خانۂ عملیات" کا خاص الخاص سرمایہ کہا جا سکتا ہے۔ ان روحانی فارمولوں میں بعض فارمولے تو ایسے ہیں جو آپ کی نظروں سے پہلے بھی گزرے ہونگے بعض فارمولے ایسے ہیں جنہیں آپ پہلی بار پڑھیں گے اور بعض فارمولے ایسے بھی ہیں جنہیں کوئی عامل لاکھوں روپے لیکر بھی عطا کرنے کیلئے تیار نہ ہوتا لیکن ہم نے خدمتِ خلق کے ارادے سے اور حصولِ رضاءِ خداوندی کی نیت سے ہدیۂ ناظرین کر دیئے ہیں۔ درخواست یہ ہیکہ پڑھنے والے ان گرانقدر روحانی فارمولوں سے فائدہ اُٹھاتے وقت راقم الحروف کو اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں گے اور اللہ کے بندوں کو جادو ٹونے کی اذیت ناک آفتوں سے نجات کی مومنانہ جد و جہد کریں گے۔ انمیں اکثر فارمولے تو وہ ہیں جو اُن عاملین کیلئے پیش کئے گئے ہیں جو روحانی عملیات کے ذریعہ خلق کی خدمت میں مصروف ہوں اور انمیں بعض فارمولے ایسے بھی ہیں کہ جن کے ذریعہ ہر پڑھنے والا اپنا اور اپنے گھر والوں کا علاج کر سکتا ہے۔ یاد رکھیں کہ اجازت کسی باضابطہ عامل سے اس وقت لینی ضروری ہے جب یہ کام بحیثیت عامل دوسروں کیلئے انسان کرنے کا ارادہ کرے۔ اگر صرف اپنی ذات یا اپنے گھر کی دہلیز کے اندر رہنے والے افراد کیلئے کسی عمل کو کرنے کی ضرورت پڑے تو اجازت لینی ضروری نہیں ہے۔ پھر بھی احتیاط اس میں ہے کہ جن عملیات کی اجازت عام نہ ہو۔ انہیں کرنے سے پہلے آپ کسی روحانی رہنما سے رجوع کر لیں اور اپنی جان کو ضیق میں نہ ڈالیں۔ لیجئے آپ ان طریقوں پر نظر ڈالیں جو آپ کیلئے سونے چاندی کی دولت سے کہیں زیادہ قیمتی ہیں۔

طریقہ ۱

اگر کسی پر جادو کر دیا جائے تو اس کو دفع کرنے کیلئے ستّو مرتبہ روزانہ سورۃ فلق اور ستّو بار روزانہ سورۃ ناس پڑھے۔ لگاتار چالیس دن تک یہ دونوں سورتیں قرآن حکیم کی آخری سورتیں ہیں اور یہ اس وقت نازل ہوئی تھیں جب ایک یہودی نے فخرِ دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا۔ اور آپ اس جادو کے اثر سے متاثر ہو کر بیمار ہو گئے تھے۔ اس وقت فرشتوں نے آکر صحیح رہنمائی کی اور باذن اللہ اس جادو کا توڑ بتایا: اور بتایا کہ اس جادو کی چیزیں کس کنوئیں میں ڈالی گئی ہیں اگر روز پڑھنا مشکل ہو تو پھر ان دونوں سورتوں کو تین سو تین سو مرتبہ پڑھ کر ایک بوتل پانی پر دم کر کے رکھ لیا جائے اور چالیس دن تک یہ پانی صبح و شام جادو زدہ کو پلایا جائے۔ ان سورتوں کے نقش اکابرین سے دونوں طرح منقول ہوتے چلے آرہے ہیں۔ لفظی بھی اور عددی بھی۔
لفظی نقش یہ ہیں۔ اس نقش کو لکھتے وقت زیر زبر لگانے کی ضرورت نہیں۔

نقش سورۃ فلق

۷۸۶

قل اعوذ	برب الفلق	من شر ما خلق	ومن شر
غاسق	اذا	وقب	ومن
شر	النفثٰت	فی العقد	ومن
شر	حاسد	اذا	حسد

نقش سورۃ ناس

۷۸۶

قل اعوذ برب الناس	ملک الناس	الٰہ الناس	من شر الوسواس الخناس
ملک الناس	الٰہ الناس	من شر الوسواس الخناس	الذی یوسوس
الٰہ الناس	من شر الوسواس الخناس	الذی یوسوس	فی صدور الناس
من شر الوسواس الخناس	الذی یوسوس	فی صدور الناس	من الجنۃ والناس

عددی نقش یہ ہیں۔

۷۸۶

۲۱۶۱	۲۱۷۵	۲۱۷۲	۲۱۶۹
۲۱۷۳	۲۱۶۸	۲۱۶۲	۲۱۷۴
۲۱۶۷	۲۱۷۰	۲۱۷۷	۲۱۶۳
۲۱۷۶	۲۱۶۴	۲۱۶۶	۲۱۷۱

۷۸۶

۱۳۱۶	۱۳۳۰	۱۳۲۷	۱۳۲۳
۱۳۲۸	۱۳۲۲	۱۳۱۷	۱۳۲۹
۱۳۲۱	۱۳۲۵	۱۳۳۲	۱۳۱۸
۱۳۳۱	۱۳۱۹	۱۳۲۰	۱۳۲۶

جادو زدہ انسان کیلئے ان میں سے کوئی بھی لفظی یا عددی نقش بنا کر دائیں یا بائیں بازو پر باندھیں اور ان دونوں نقوش کا مجموعی نقش بنا کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ اور یہ تینوں نقش موم جامے کے بعد کالے کپڑے میں پیک کریں۔ اور ڈورا بھی کالا ہی استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ چالیس دن کے اندر اندر جادو کے اثرات سے نجات ملے گی۔

دونوں کا عددی نقش یہ ہے۔

۳۴۸۵	۳۴۹۹	۳۴۹۶	۳۴۹۳
۳۴۹۷	۳۴۹۲	۳۴۸۶	۳۴۹۸
۳۴۹۱	۳۴۹۴	۳۵۰۱	۳۴۸۷
۳۵۰۰	۳۴۸۸	۳۴۹۰	۳۴۹۵

طریقہ ۲

قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر سرسوں کے تیل پر دم کر کے جادو زدہ انسان کی آنکھوں، کانوں، ناک اور بیسوں ناخنوں پر لگائیں۔ انشاء اللہ ۱۱ ہی دن میں جادو کے اثرات سے نجات مل جائے گی۔

ان دونوں سورتوں کی زکوٰۃ ادا کردی جائے تو اثر انگیزی میں زبردست اضافہ ہوجاتا ہے۔

طریقہ زکوٰۃ یہ ہے کہ دونوں ہی سورتوں کو چالیس مرتبہ روزانہ ۴۱ دن تک پڑھیں۔ پہلے دن اور اکتالیسوے دن روزہ رکھیں اور اس دن ۳ غریبوں کو کھانا اپنے ساتھ افطار کے وقت کھلائیں۔ ان تینوں غریبوں سے اپنا خونی رشتہ نہیں ہونا چاہیے۔ انشاءاللہ زکوٰۃ ہوگی اور پھر حسبِ ضرورت یہ سورتیں برائے مسحور پڑھی جائیں گی تو فوراً ان کا اثر سامنے آئے گا۔

طریقہ ۳

جادو اُتارنے کا یہ طریقہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے منقول ہے۔ اور بے حد مؤثر اور تیر بہدف ہے۔ ایک کورے گھڑے میں سات کنوؤں کا تازہ پانی بھر کر اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے مریض کو اس سے گیارہ دن تک غسل کرائیں۔ انشاءاللہ سحر کا اثر زائل ہوجائے گا۔ بے حد مجرب ہے۔ اگر سات کنوؤں کا پانی دستیاب ہونا مشکل ہو تو سات مسجدوں کا پانی بشرطیکہ مسجدیں حوض والی ہوں یا برے والی ہوں لے لیں۔ یہ بھی مشکل ہو تو چھ مسجدوں کا پانی لیکر اسمیں ایک کنوئیں کا پانی بھی شامل کرلیں تب بھی انشاءاللہ مفید رہے گا۔

آیات قرآنی یہ ہیں۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۔ (سورہ یونس آیت ۸۱،۸۲ سپارہ ۱۱) فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (سورۂ اعراف آیت ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲ سپارہ ۹) اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى (سورہ طٰہٰ آیت ۶۹ سپارہ ۱۶)

مریض کو غسل کراتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ پانی نالی میں نہ جائے بہتر ہے۔ کچی زمین میں گڑھا کھود کر اس میں غسل دیں ورنہ ریت پھیلا کر اس پر غسل دیں اور پھر اس ریت کو سکھا کر کسی تالاب، نہر یا کنوئیں میں پھینک دیں۔ یا کہیں جنگل میں دبا دیں۔ (نہلانے کے معاملے میں ہمیشہ یہ اصول یاد رکھیں کیوں کہ اس اصول کو ہم اس کتاب میں بار بار بیان نہیں کریں گے)

طریقہ ۴

ان ہی آیات کے عمل کا ایک اور طریقہ اکابرین سے دوسرے انداز سے منقول ہے۔ وہ بھی اپنی جگہ بے حد مؤثر ثابت ہوتا اس میں بجائے کنوؤں کے پانی کے مندرجہ ذیل تفصیل ذہن میں رکھیں۔

ایک گھڑا بارش کا پانی ایسی جگہ سے لیں جہاں بارش ہوتے ہوئے کسی کی نظر نہ پڑی ہو۔

ایک گھڑا پانی ایسے کنوئیں کا لیں جس کا پانی کوئی ڈول سے نہ نکالتا ہو۔

جمعہ کے دن ایسے، درختوں کے پتے توڑ کر لائیں جن پر کھانے والے پھل نہ آتے ہوں۔

دونوں پانی ایک جگہ کر کے ان میں یہ سب پتے ڈال دیں۔ اور طریقہ ۳ میں بیان کردہ تینوں آیاتِ قرآنی کو کسی کاغذ پر کالی روشنائی سے لکھ کر اس میں گھول دیں گھولتے وقت تین تین مرتبہ ان آیات کو پڑھیں۔ ضرورت سمجھیں تو پانی کو گرم کرلیں۔ ورنہ ٹھنڈے ہی پانی سے غسل دیں۔ اور اس طریقہ میں غسل کسی تالاب کے کنارے پر دیں غسل دیتے وقت ۳ آدمیوں سے زیادہ مریض کے پاس نہ ہو غسل کے وقت مریض کا ستر ڈھاپے رکھیں۔ اور مریض کو دوران غسل کھڑا رکھیں۔ اس صورت میں صرف ۷ دن تک غسل دیں۔ انشاءاللہ سحر باطل ہوگا۔

طریقہ ۵: قرآن حکیم کی اس آیت کو اور عزیمت کو گلاب زعفران سے چینی کی پلیٹ پر لکھ کر لگاتار سات دن تک مریض کو پلائیں۔

انشاء اللہ بحکم الٰہی سحر باطل ہو جائے گا۔ اور مریض کو شفا نصیب ہوگی۔ یہ عمل بھی مجرب اور آزمودہ ہے۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰہَ سَیُبْطِلُہٗ بَطَلَ بَطَلَ السِّحْرُ بِاِذْنِ اللّٰہِ ✡ ۱۱۱م ✡

طریقہ ۶

اگر کسی شخص پر جادو کرا دیا گیا ہو تو ہفتے کے دن بعد نمازِ عصر قرآن حکیم کی وہ تین سورتیں لکھ کر گلے میں ڈالیں جن میں "ک" نہیں ہے۔ اور وہ سورتیں یہ ہیں۔ سورۂ عصر، سورۂ قریش، سورۂ فلق (سپارہ نمبر ۳۰) ان ہی سورتوں کو ۷ دن تک ۲۱۔۲۱ مرتبہ پڑھ کر ایک کٹورا پانی پر دم کر کے مریض کو پلاتے رہیں۔ انشاء اللہ ۷ ہی روز میں کیسا بھی جادو ہوگا۔ خواہ وہ علوی ہو یا سفلی اتر جائے اور بفضلِ رحمٰن و رحیم مریض رو بہ صحت ہوگا۔

طریقہ ۷

اگر کسی مریض پر جادو ٹونا بندش اور ٹوٹکا وغیرہ ہو یا مریض کو سفلی اور گندے علم کے ذریعہ بے بس کر دیا گیا ہو تو اس مریض کو زمین پر چت لٹائیں۔ اور مریض مرد ہو تو تن کے کپڑوں کے علاوہ کوئی اور کپڑا نیچے اوپر نہ ڈالیں۔ اگر مریض عورت ہو تو اوپر موٹی سی چادر ڈال سکتے ہیں۔ لیکن کچھ نہ ڈالیں جس جگہ لٹائیں وہ جگہ پاک اور صاف ہونی ضروری ہے۔

اس کے بعد عامل ایک چاقو لے۔ چاقو پورا لوہے کا ہو۔ اس میں لکڑی وغیرہ کا دستہ نہ ہو۔ چاقو نہ ہو تو پوری لوہے کی چھری لے اور اس چھری پر ۷ مرتبہ قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں پڑھ کر دم کرے اور مریض کے سر سے پیروں کی طرف چھری اُتار کر بائیں سے دائیں لکیر کھینچ دے۔ سات لکیریں کھنچ جانے کے بعد مریض کو اُلٹا لٹا دے اور اس کے بعد عمل مذکورہ کر کے ان ہی لکیروں کے اوپر۔ اوپر سے نیچے کی طرف لکیر کھینچے اور کُل ۳ لکیریں کھینچے۔ بائیں سے دائیں ۷ لکیریں کھینچنی ہیں اور اوپر سے نیچے ۳ لکیریں کھینچنی ہیں۔ اور لکیر کھینچنے سے پہلے چاقو یا چھری پر سات سات مرتبہ دونوں سورتیں پڑھ کر دم کرنا ہے۔ اور دم کر کے چاقو یا چھری کو مریض کے سر سے پیروں کی طرف اُتارنا ہے اس کے بعد لکیر کھینچنی ہے۔ یہ ایک دن کی کاٹ ہوئی۔ اسی طرح لگاتار ۷ روز تک کاٹ کرنی ہے۔ اگر یہ کاٹ عصر اور مغرب کے درمیان کیجائے تو بہتر ہے۔ انشاء اللہ اس کاٹ سے کتنا بھی سفلی اور گندہ جادو ہوگا کٹ جائے گا اور مریض ایک ہی ہفتے میں بحکم الٰہی بھلا چنگا ہو جائیگا لکیروں کی صورت یہ رہے گی۔

شروع　بائیں سے دائیں　شروع　　اوپر سے نیچے　ختم

ختم

طریقہ ۸

پاک و صاف مٹی سے ایک گولہ بنائے جو وزن میں ڈھائی سو گرام کا ہو۔ اس پر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر دم کریں۔ پھر اس کو کسی بھٹی میں ڈال دیں۔ جب یہ خوب تپ جائے اس وقت اس کو پانی میں ڈال دیں۔ اور صبح و شام اور دوپہر دن میں ۳ مرتبہ یہ پانی جادو زدہ کو پلائیں۔ انشاء اللہ جادو کا اثر زائل ہو جائے گا۔

دعا یہ ہے۔ آیت الکرسی دل قرآن آب چلے تو رحمان حلقہ حلقہ سات آسمان سات زمین سات گلی ایک دربان پاؤں رکھے جبرئیل

کرم کرے رحمان موجود اس کا کرم موجود بارگاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا در کھلا رہے چلّہ وہ نہ کرے جو جادو کرے سو مرے۔ یہ عمل بھی بے حد مجرب ہے۔

طریقہ ۹ اگر کسی مکان پر سحر کا شبہ ہو۔ تو اُس مکان میں یہ نقش لکھ کر کسی فریم میں لگا کر دیوار پر آویزاں کر دیں انشاءاللہ گھر سے سحر کے اثرات ختم ہوجائیں گے۔

۷۸۶

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

		۴		
	۳		۹	
۸		۵		۲
	۱		۷	
		۶		

طریقہ ۱۰ جادو علوی ہو یا سفلی اس عزیمت کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالیں اور کنوئیں کے پانی پر ۲۱ مرتبہ اسی عزیمت کو پڑھکر دم کر دیں پھر اس پانی کو ۲۱ روز تک مریض کو صبح و شام پلاتے رہیں۔ اور اسی عزیمت کو ۲۱ مرتبہ سرسوں کے تیل پر دم کر کے رات کو مریض کے پورے بدن کی مالش کرتے رہیں۔ انشاءاللہ مریض کو شفا ہوگی۔

عزیمت یہ ہے۔

موسیٰ و ہارون کی لاٹھی ٹوٹکا کرنے والے کی ٹوٹے پائی ساحر
پڑے موت کی کھائی۔ کعبہ کی نظر بیکار ہوا جادو کا اثر بسم اللہ
اللہ اکبر۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

طریقہ ۱۱ اس نقش کو لکھ کر اگر کسی جادو زدہ کے جسم پر مندرجہ ذیل نقش کو آگ میں جلادیں اور لگاتار ۷ دن تک اسی طرح سات نقش جلائیں تو انشاءاللہ مریض سحر کے اثرات سے نجات پائے گا ________ نقش یہ ہے۔ اور یہ نقش "یاسلامُ" کا ہے۔

۷۸۶

۴۵	۳۹	۴۷
۴۶	۴۴	۴۱
۴۰	۴۸	۴۳

طریقہ ۱۲ اگر کسی شخص پر کسی نے زبردست جادو کر دیا ہو۔ یا سفلی عمل کے ذریعہ سے بالکل مفلوج کر دیا ہو۔ یا ایسی گرٹ کر دی ہو کہ جس کی نشاندہی نہ ہو پا رہی ہو اور اس وجہ سے وہ شخص اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا ہو تو اس کے ایک بے حد مجرب عمل یہ ہے۔ انشاءاللہ اس عمل کے ذریعہ اس پر کئے ہوئے جادو، گندے علم اور گرٹ وغیرہ کی مکمل کاٹ ہو جائے گی۔ اور چالیس دن میں مریض جادو کی لپیٹ سے انشاءاللہ پوری طرح نجات پالے گا۔

سب سے پہلے رائی اور اجوین تقریباً ڈھائی سوگرام لیکر آئیں اس میں دو سو گرام اجوین ہو اور ۵۰ گرام رائی۔ پھر ان دونوں کو ملالیں۔ اور اس پر سات مرتبہ یہ عزیمت پڑھ کر دم کردیں۔

جَیلُوْسَ، فَیلُوْسَ، بَرْمُوْنَ، جَبُوْنَ، سَلْمُوْسَ، مَرْطُوْسَ، مَیْلُوْمَاتَ، یَادَرُسَرْفَرَ وَدُبِهَاحُوْنَ۔

اس کے سفید کاغذ پر چار نقش لکھیں۔ اور ان کے فتیلے بنائیں۔ پھر چار چراغوں میں جو اس سے پہلے استعمال نہ ہوتے ہوں۔ تلوں کا تیل ڈالیں اور ان میں ان فتیلوں کو روئی میں بتی بنا کر مریض کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے جلائیں۔ جبتک ان کی بتیاں پوری طرح جل نہ جائیں۔ چراغ کو بجھنے نہ دیں۔ بجھ جائے تو فوراً ہی دوبارہ جلادیں۔ چراغوں کے جلنے کے دوران۔ ایک انگیٹھی کوئلے دہکا کر مریض کے سامنے رکھ لیں اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اجوین اور رائی اس میں ڈالتے رہیں۔ اگر اجوین اور رائی چراغ بجھنے سے پہلے ختم ہوجائے تو انگیٹھی بجھادیں ڈھائی سو گرام سے زیادہ ان رائی اور اجوین کا استعمال نہ کریں۔

وہ چاروں نقش یہ ہیں۔ ان نقوش میں فلاں کی جگہ مریض اور اس کی ماں کا نام لکھیں۔

اس نقش کو مریض کے دائیں طرف جلائیں۔

۷۸۶

۱۱۱ھ ه + ۱۱ ۱۱ھ و		
٦	١	٨
٧	٥	٣
٢	٩	٤
فلاں ابن فلاں ہر قسم کے سحر سے محفوظ ہوجائے		

اس نقش کو مریض کے پشت پر جلائیں۔

۷۸۶

دوس ح رع ل وی دس ف ل ی		
٤	٩	٢
٣	٥	٧
٨	١	٦
فلاں ابن فلاں ہر قسم کے سحر سے محفوظ ہوجائے		

اس نقش کو مریض کے دائیں طرف جلائیں

۷۸۶

۱۱۱ح ه + ۱۱ ۱۱ھ ه		
٤	٣	٨
٩	٥	١
٢	٧	٦
فلاں ابن فلاں آفات سے محفوظ ہوجائے۔		

۷۸۶

۱۱۱ح ه + ۱۱ ۱۱ھ ه		
٦	٧	٢
١	٥	٩
٨	٣	٤
فلاں ابن فلاں آفات سے محفوظ ہوجائے		

یہ عمل صرف ایک دن کرنا ہے۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل نقش چالیس عدد بنائے جائیں۔ اور اس نقش کو روزانہ فجر کی نماز کے بعد ایک گلاس پانی میں ڈال دیں۔ اگر نقش مٹی کے پیالے یا لوٹے میں گھولیں۔ زیادہ مؤثر ثابت ہوگا۔ اور اس پانی کو عصر اور مغرب کے درمیان مریض کو پلادیں۔ نقش کا غذ کسی کیاری یا گملے میں یا کسی درخت کی جڑ میں دبادیں۔ انشاء اللہ چالیس دن پورے ہونے سے پہلے ہی مریض کی حالت سدھرنی شروع ہوجائے گی۔ اور ہر قسم کے علوی اور سفلی جادو سے نجات نصیب ہوگی۔ وہ نقش جو چالیس عدد لکھ کر چالیس دن پلانا ہے۔ وہ یہ ہے۔ نیچے کی سطر میں اگر مریض عورت ہو تو مرد کے بجائے عورت لکھیں۔ پلانے نقش میں نام کی ضرورت نہیں ہے۔

۷۸۶

١٠٣٠	١٠٣٩	١٠٣٢
١٠٣٣	١٠٣٥	١٠٣٧
١٠٣٨	١٠٣١	١٠٣٦
یاالٰہی اس مرد کو جادو سے نجات دے		

طریقہ ۱۳

سات نمازیوں کے وضو کا پانی (جو پنج وقتہ نمازی ہوں) ایک بوتل میں جمع کرلیں اور اس پر دو سو مرتبہ سورۂ یٰسین کی آیت "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ" پڑھ کر دم کردیں۔ سات چھوارے لیں اور ان میں سے ہر چھوارے پر بھی آیت ۲۱ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔ مریض کو عصر اور مغرب کے درمیان ایک چھوارہ کھلا کر بوتل کا پانی پلائیں۔ صرف سات دن کا علاج ہے سات دن پورے ہوجانے پر اسی آیت کا نقش مثلث مریض کے گلے میں ڈالیں۔ انشاء اللہ جادو کے اثرات سے نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے۔

۲۸۴	۲۷۹	۲۸۶
۲۸۵	۲۸۳	۲۸۱
۲۸۰	۲۸۷	۲۸۲

طریقہ ۱۴

سحر زدہ کیلئے یہ طریقۂ علاج بھی کافی سود مند ثابت ہوا ہے طریقۂ علاج یہ ہے کہ ۲۱ درختوں کے پتے جو تعداد میں کل ۳۰۳ ہوں، توڑ کر لائیں۔ اور ہر ایک پتے پر سات مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھ کر دم کردیں۔ کُل تعداد پڑھائی کی اکیس سو اکیس مرتبہ ہوجائے گی۔ یہ تعداد زیادہ سے زیادہ تین نشستوں میں مکمل ہوجانی ضروری ہے۔ اس کے بعد ان پتوں کو پانی میں پکائیں اور سحر زدہ کو اس پانی سے غسل کرائیں۔ لگاتار سات دن تک اس عمل کو دُہرائیں۔ اور روزانہ پتے توڑ کر لائیں انشاء اللہ سات دن میں مکمل کاٹ ہوجائے گی۔ اور کتنا بھی سخت جادو ہوگا اُتر جائے گا۔ اس کے بعد ایک نقش لَاحَولَ وَلَاقُوَّة کا مریض کے گلے میں ڈلوا دیں۔ اور ایک بوتل پانی پر ۲۱ مرتبہ لاحولَ پڑھ کر دم کر کے رکھ دیں۔ اور اس پانی کو ۲۱ روز تک صبح و شام پلائیں۔ اور سرسوں کے تیل پر بھی ۲۱ مرتبہ دم کر کے رکھ دیں۔ اور ۲۱ روز تک تیل کی مالش کرائیں۔ انشاء اللہ مکمل صحت نصیب ہوگی۔

نقش جو گلے میں ڈلے گا وہ یہ ہے۔

۷۸۶

۳۷۸	۳۸۲	۳۸۵	۳۷۱
۳۸۴	۳۷۲	۳۷۷	۳۸۳
۳۷۳	۳۸۷	۳۸۰	۳۷۶
۳۸۱	۳۷۵	۳۷۴	۳۸۶

طریقہ ۱۵

اگر کسی انسان پر زبردست جادو ہوا ور کسی بھی طرح جادو کے اثرات سے نجات نہ ملتی ہو تو "ہفت سلام" کے نقوش کے ذریعہ روحانی علاج کرنے سے جادو کے اثرات سے نجات مل جاتی ہے۔ اور انسان پوری طرح بحکم الٰہی اور بہ برکت قرآن حکیم صحتیاب ہوجاتا ہے۔ جمعرات کے دن سے علاج شروع کرنا چاہیے۔ اور درج ذیل تفصیل کے ساتھ نقوش پلانے چاہئیں۔ ۲۸ دن کا علاج ہے۔

ہر نقش چار مرتبہ پلانا ہے۔

وہ ساتوں نقش جو ہفتے کے سات دنوں میں پلانے میں ہیں ۔۔۔ وہ یہ ہیں۔

جمعرات کے دن پلانے والا نقش ←

۷۸۶

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ			
۳۲۲	۱۱۶	۱۱۰	۱۳۱
۱۰۹	۱۳۲	۳۲۱	۱۱۷
۱۳۳	۱۱۲	۱۱۴	۳۲۰
۱۱۵	۳۱۹	۱۳۴	۱۱۱

جمعہ کے دن پہننے والا نقش۔

۷۸۶

سلامٌ علےٰ موسیٰ وھارون			
۱۳۱	۱۱۰	۱۱۶	۲۶۸
۱۱۷	۲۶۷	۱۳۲	۱۰۹
۲۶۶	۱۱۴	۱۱۲	۱۳۳
۱۱۱	۱۳۴	۲۶۵	۱۱۵

ہفتے کے دن پہننے والا نقش۔

سلامٌ علےٰ الِ یٰسین			
۱۳۱	۱۱۰	۳۱	۷۰
۳۲	۶۹	۱۳۲	۱۰۹
۶۸	۲۹	۱۱۲	۱۳۳
۱۱۱	۱۳۴	۶۷	۳۰

اتوار کے دن پہننے والا نقش۔

سلامٌ قولاً من ربِ الرحیم			
۱۳۱	۱۳۷	۲۹۲	۲۸۹
۲۹۳	۲۸۸	۱۳۲	۱۳۶
۲۸۷	۲۹۰	۱۳۹	۱۳۳
۱۳۸	۱۳۴	۲۸۶	۲۹۱

پیر کے دن پہننے والا نقش۔

سلامٌ علیٰ من اتبع الھدیٰ			
۱۳۱	۱۱۰	۵۶۳	۵۰
۵۶۴	۴۹	۱۳۲	۱۰۹
۴۸	۵۶۱	۱۱۲	۱۳۳
۱۱۱	۱۳۴	۴۷	۵۶۲

منگل کے دن پہننے والا نقش۔

سلامٌ علیکم طبتم فادخلوھا خالدین			
۱۳۱	۱۷۰	۴۵۱	۱۴۲۲
۴۵۲	۱۴۲۱	۱۳۲	۱۶۹
۱۴۲۰	۴۴۹	۱۷۲	۱۳۳
۱۷۱	۱۳۴	۱۴۱۹	۴۵۰

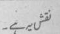
بدھ کے دن پہننے والا نقش۔

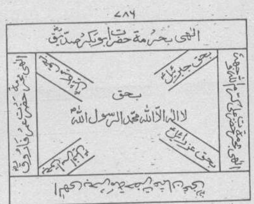
سلامٌ ھی حتیٰ مطلع الفجر			
۱۳۱	۴۳۳	۱۴۹	۳۱۴
۱۵۰	۳۱۳	۱۳۲	۴۳۲
۳۱۲	۱۴۷	۴۳۵	۱۳۳
۴۳۴	۱۳۴	۳۱۱	۱۴۸

"سلامٌ قولاً من ربِ الرحیم" والا نقش گلے میں ڈال دینا چاہیئے۔ انشاء اللہ کیسا بھی جادو ہوگا علوی یا سفلی پوری طرح اس نجات مل جائے گی۔ اور ۲۸ دن میں مریض صحتیاب ہوجائے گا قاعدہ یہ ہے کہ ہر نقش چار کی تعداد میں بنانے چاہئیں اور اوپر دی ہوئی ہدایت کے مطابق انہیں استعمال کرنا چاہیئے۔ پھر دیکھئے کہ ان "ہفت سلام" کا کرشمہ کیا ہے۔

طریقہ ۱۶

سحر کا اثر اگر معمولی ہو اور بالخصوص میعاد کے دوران عامل کو خدمت کا موقعہ ملجائے تو عامل کو چاہیئے کہ وہ مندرجہ ذیل نقش پر کالی روشنائی سے لکھ کر موم جامے کے بعد اسکو کالے رنگ کے کپڑے اور کالے ہی رنگ کے ڈورے میں کر کے مریض کے گلے میں ڈلوادے۔ یہ نقش جمعرات کے دن سورج نکلنے سے پہلے پہلے مریض کے گلے میں ڈالیں۔ تو افضل ہے ورنہ جب بھی موقعہ ہو ڈالدیں۔ انشاءاللہ سحر کے اثرات سے پندرہ دن کے اندر نجات مل جائے گی۔ اور مریض بفضلِ ربّ العٰلمین رو بہ صحت ہوگا۔





طریقہ ١٧ سخت سے سخت جادو کیلئے یہ طریقہ بھی مؤثر ثابت ہوا ہے۔ اکثر اکابرین جادو اُتارنے کیلئے اس طریقے کو استعمال کرتے تھے۔ طریقہ یہ ہے کہ ایک بوتل پانی سامنے رکھ کر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورۂ یٰسین کی تلاوت کریں۔ سورۂ یٰسین میں ٧ مُبین ہیں۔ ہر مبین پر رُک کر سورۂ یٰسین کی آیت "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمٍ" ١٤ مرتبہ پڑھیں اور بوتل پر دم کردیں۔ اسیطرح ساتوں مُبین پر رُک کر ١٤ مرتبہ مذکورہ آیت پڑھیں اور ہر مرتبہ بوتل پر دم کرتے رہیں۔ ختم سورۃ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر بوتل پر دم کردیں۔ اور یہ پانی صبح وشام۔ صبح کو نہار منہ اور شام کو مغرب سے پہلے اور عصر کے بعد مریض کو پلائیں اور مندرجہ ذیل نقش کالے کپڑے میں پیک کر کے مریض کے گلے میں ڈلوادیں۔ انشاء اللہ سحر سے نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے۔

٧٨٦

٦٤٨	٦٥١	٦٥٤	٦٤٠
٦٥٣	٦٤١	٦٤٧	٦٥٢
٦٤٢	٦٥٦	٦٤٩	٦٤٦
٦٥٠	٦٤٥	٦٤٣	٦٥٥

طریقہ ١٨ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس پر جو سحر کیا گیا ہے وہ سحر کرانے والے کی طرف لوٹ جائے تو سورۂ کوثر روزانہ سو مرتبہ بلا درود شریف پڑھا کرے اور یہ نقش جو سورۂ کوثر کا نقش ہے۔ کالے کپڑے میں پیک کر کے اپنے گلے میں ڈال لے۔ انشاء اللہ ٦ دن کے اندر اس پر چڑھا ہوا جادو کرانے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔

نقش یہ ہے۔

٧٨٦

٩١٩	٩١٤	٩٢١
٩٢٠	٩١٨	٩١٦
٩١٥	٩٢٢	٩١٧

طریقہ ١٩ اگر کوئی شخص سفلی جادو کے اثرات میں مبتلا ہو اور اس کی وجہ سے جسم میں مختلف امراض پیدا ہوگئے ہوں۔ اور کاروبار وغیرہ کی بندش ہو کر رہ گئی ہو تو سورۂ فاتحہ کے اس نقش کے ذریعہ اس کا علاج کریں۔ اس نقش کو

مربع آتشی چال سے لکھیں۔ اور کل چار عدد یہ نقش لکھیں۔ ۱۔ نقش کو مریض کے گلے میں ڈالیں ۲۔ نقش کو مریض جہاں سوتا ہو وہاں چھت میں لٹکائیں اس طرح کہ نقش مریض کے اوپر رہے ۳۔ نقش کو خاص طور سے گلاب و زعفران سے لکھیں اور بوتل میں ڈال کر پانی بھر دیں پھر یہ پانی مریض کو صبح و شام ۲۱ روز تک پلائیں۔ اور ۴۔ نقش کو لکھ کر اس کے نیچے یہ عبارت بھی لکھیں۔

"یا اللہ بہ برکتِ ایں نقش فلاں ابن فلاں را از سحر نجات عطا کن۔"

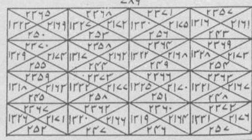
فلاں ابن فلاں کی جگہ مریض اور اس کی والدہ کا نام لکھیں۔ اور اس نقش کو کسی بیری کے درخت پر یا کسی ایسے درخت پر جس پر کھانے والے پھل آتے ہوں۔ اور وہ درخت کانٹوں دار بھی ہو لٹکا دیں۔ انشاء اللہ ۲۱ دن میں مریض پوری طرح صحتیاب ہو جائے گا۔ نقش لکھتے وقت زیر زبر لگانے کی ضرورت نہیں۔ نقش یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین	اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم	غیر المغضوب علیھم ولا الضالین	الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین	الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم	مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین	اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم	غیر المغضوب علیھم ولا الضالین	اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم	مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین
اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم	مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین	الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم	غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

طریقہ نمبر ۲۰

جادو زدہ انسان کیلئے چار سورتوں کا مجموعی نقش بھی بے حد مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ جب کسی جادو زدہ کا علاج کرنا ہو تو یہ مجموعی نقش ۳ عدد تیار کرنے جائیں۔ ایک نقش مریض کے پلنگ کے اوپر لٹکا دیا جائے۔ دوسرا نقش مریض کے بستر کے نیچے رکھ دیا جائے اور تیسرا نقش مریض کے گلے میں ڈلوا دیں۔ مریض کے پاس ۱۴ دن تک کوئی ایسی عورت نہ آئے جسے دمِ نفاس یا دمِ حیض آ رہا ہو۔ ۱۴ دن کے بعد یہ پرہیز ختم ہو جائے گا۔ اگر ۱۴ دن کے اندر اندر ایسی کوئی عورت مریض کے قریب آ گئی تو تعویذوں کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے اس بارے میں شدید احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس مجموعی نقش کو کامل احتیاط کے ساتھ لکھنا چاہیئے۔ کیوں کہ غلطی کا امکان رہتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ نقش سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے نقوش کا مجموعہ ہے۔ نقش یہ ہے۔



۷۸۶

۲۳۶۵ ۱۳۲۲ ۲۱۶۹ ۲۵۰	۲۳۶۸ ۱۳۲۷ ۲۱۷۲ ۲۵۳	۲۳۷۱ ۱۳۳۰ ۲۱۷۵ ۲۵۶	۲۳۵۷ ۱۳۱۶ ۲۱۶۱ ۲۴۳
۲۳۷۰ ۱۳۲۹ ۲۱۷۴ ۲۵۵	۲۳۵۸ ۱۳۱۷ ۲۱۶۲ ۲۴۴	۲۳۶۴ ۱۳۲۳ ۲۱۶۸ ۲۴۹	۲۳۶۹ ۱۳۲۸ ۲۱۷۳ ۲۵۴
۲۳۵۹ ۱۳۱۸ ۲۱۶۳ ۲۴۵	۲۳۷۳ ۱۳۳۲ ۲۱۷۷ ۲۵۸	۲۳۶۶ ۱۳۲۵ ۲۱۷۰ ۲۵۱	۲۳۶۳ ۱۳۲۱ ۲۱۶۷ ۲۴۸
۲۳۶۷ ۱۳۲۶ ۲۱۷۱ ۲۵۲	۲۳۶۲ ۱۳۲۰ ۲۱۶۶ ۲۴۷	۲۳۶۰ ۱۳۱۹ ۲۱۶۴ ۲۴۶	۲۳۷۲ ۱۳۳۱ ۲۱۷۶ ۲۵۷

طریقہ ۲۱ یہ نقش بھی جادو کے اثرات ختم کرنے میں بے حد مؤثر ثابت ہوا ہے اور یہ نقش حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ ۸ نقش تیار کئے جائیں۔ ایک نقش مریض کے گلے میں ڈالیں اور ۷ نقش مریض کو روزانہ دودھ میں گھول کر پلائے جائیں۔ نقش ہمیشہ رات کو سوتے وقت پلایا جائے۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۶۵۱۸	۱۶۵۲۱	۱۶۵۲۵	۱۶۵۱۱
۱۶۵۲۴	۱۶۵۱۲	۱۶۵۱۷	۱۶۵۲۲
۱۶۵۱۳	۱۶۵۲۷	۱۶۵۱۹	۱۶۵۱۶
۱۶۵۲۰	۱۶۵۱۵	۱۶۵۱۴	۱۶۵۲۶

طریقہ ۲۲ مندرجہ ذیل کلمات اور آیاتِ قرآنی ۲۱ مرتبہ پانی پر دم کر کے روزانہ مغرب کے بعد ۲۱ روز تک پلائیں۔ اگر روزانہ پڑھنا دشوار ہو تو ایک ہی دن ۲۱ مرتبہ ان کلمات کو پڑھ کر کسی بوتل میں پانی بھر کر اسے دم کر کے رکھ لیں اور روزانہ مغرب کے بعد یہ پانی ۳ گھونٹ ۲۱ دن تک پلائیں۔ انشاء اللہ سحر سے پوری طرح نجات ملے گی اور اگر اس عمل کے بعد کوئی شخص پھر جادو کرائے گا۔ تو اسی کی طرف وہ جادو لوٹ جائے گا۔

وہ کلمات یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ بجری بجری کواڑ بجری باندھوں دسوں دوار بجری آئے بجری جائے سب جگ سمائے ٹونا جادو سب رد ہو جائے جو ٹونا جادو کرائے الٹ پلٹ وہاں کا وہیں پر جائے۔ جو کرے سو مرے۔ بحق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۔ سپارہ ۱۵)

طریقہ ۲۳ اگر کوئی شخص جادو میں مبتلا ہو تو اس کے لئے مندرجہ ذیل صرف دو نقش گلاب و زعفران سے تیار کئے جائیں۔ ایک مریض کے گلے میں ڈال دیں اور ایک بوتل میں ڈال کر اس میں پانی بھر دیں پھر صبح و شام یہ پانی مریض کو پلائیں۔ انشاء اللہ مریض کو جادو سے نجات ملے گی۔ یہ نقش "اَلَيْسَ اللّٰہُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ" قرآن حکیم کی ۲۴ ویں سپارے کی آیت کا ہے۔

نقش یہ ہے۔ اس آیت کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ چالیس دن تک گوشت سے پرہیز کے ساتھ روزانہ گیارہ سو مرتبہ پڑھیں۔ بعدہٗ روزانہ صرف ۱۱ مرتبہ پڑھتے رہیں۔

۷۸۶

۸۸	۹۱	۹۵	۸۱
۹۴	۸۲	۸۷	۹۲
۸۳	۹۷	۸۹	۸۶
۹۰	۸۵	۸۴	۹۶

طریقہ ۲۴ اگر کوئی آسیبی اثرات کا شکار ہو یا جناتی جادو کا شکار ہو تو سرسوں کے تیل پر اول و آخر سات مرتبہ درود شریف پڑھیں اور درمیان میں ایک بار سورۂ فاتحہ اور سات مرتبہ سورۂ ناس قرآن حکیم کی آخری سورۃ بغیر سین کے پڑھیں۔ مثلاً قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّا۔ مَلِكِ النَّا۔ اِلٰہِ النَّا وغیرہ۔ واضح رہے کہ یہ عمل قدیم عاملین سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ پھر بھی بہتر یہ

ہے کہ چونکہ قرآن حکیم کا معاملہ ہے اس لئے شرعی فتویٰ حاصل کر کے یہ عمل کیا جائے اور اس عمل کو اس وقت اختیار کریں جب دوسرے عملیات سے فائدہ نہ ہوا ہو۔

طریقہ ۲۵

اگر یہ شبہ ہو کہ کسی شخص کو کسی نے کچھ کھلا پلا دیا ہے جس سے جسم کے اندر جادو کے اثرات پیدا ہو گئے ہیں۔ تو ایسے شخص کے علاج کے لئے اس نقش کو روزانہ طشتری پر لکھ کر دن میں ۳ مرتبہ پلائیں۔ انشاءاللہ جسم کے اندر سے جادو کے اثرات نکل جائیں گے اور اس شخص کو شفا حاصل ہوگی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۳۴۲۳۸	۳۴۲۳۳	۳۴۲۴۰
۳۴۲۳۹	۳۴۲۳۷	۳۴۲۳۵
۳۴۲۳۴	۳۴۲۴۱	۳۴۲۳۶

طریقہ ۲۶

جس شخص پر سحر کا اثر ہو اس مریض پر مندرجہ ذیل سب سورتیں پڑھ کر دم کریں۔ اس کے بعد ایک بوتل میں پانی بھر کر اس پانی کو بھی اسی طرح دم کریں۔ اور دن کے ۱۲ گھنٹوں میں ہر ایک گھنٹے میں ایک گھونٹ یہ پانی مریض کو پلائیں۔ اس طرح سات دن تک عمل کریں۔ انشاءاللہ کیسا بھی مہلک اور سفلی جادو ہو گا اُتر جائے گا۔ جو کچھ پڑھا جائے گا اس کی تفصیل یہ ہے۔

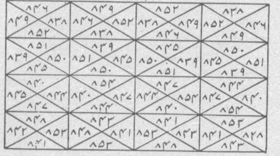
بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک بار۔ سورۂ فاتحہ سات بار، آیت الکرسی سات بار، سورۂ کافرون ۷ بار، سورۂ اخلاص ۷ بار، سورۂ فلق ۷ بار، سورۂ ناس ۷ بار۔ عمل کے شروع اور آخر میں تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں۔

طریقہ ۲۷

حروف مقطعات کے چاروں عناصر کا اجتماعی نقش دو عدد بنائیں۔ ایک گلاب و زعفران سے بنا کر بوتل میں ڈالیں اور پھر اس میں پانی بھر دیں۔ اور اس پانی کو صبح دوپہر شام تین تین گھونٹ سحر زدہ کو پلائیں اور دوسرا نقش کالی روشنائی سے لکھ کر کالے کپڑے میں پیک کر کے گلے میں ڈالیں۔ انشاءاللہ دن میں سحر کے اثرات سے نجات مل جائے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶



طریقہ ۲۸

جس پر جادو کرایا گیا ہو اس پر روزانہ ۲۱ مرتبہ یہ کلمات پڑھ کر دم کریں، ۷ دن تک اور ان ہی کلمات کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالیں۔ انشاءاللہ سحر سے نجات ملے گی۔

کلمات یہ ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ علیقاً ملیقاً تلیقاً خالقاً مخلوقاً فاناً فیاناً شافیاً اِرتضی مرتضی بحق بابدوح وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ بحق اسالاساسالوسا۔

طریقہ ۲۹ سحر کو دفع کرنے کیلئے سورہ یٰسین کی درج ذیل آیت روزانہ ۳۶۰ مرتبہ پڑھ کر ۷ روز تک دم کریں۔ انشاء اللہ سحر کے اثرات رفع ہوں گے۔ آیت یہ ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۔ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۔ اسی آیت کو لکھ کر مریض کی کمر میں باندھیں کہ تعویذ پشت پر رہے۔ اور گرہ آگے پیٹ پر۔

طریقہ نمبر ۳۰ سورہ طٰہٰ (سپارہ ۱۶) کی تلاوت بھی جادو کے دفعیہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ روزانہ اس کی تلاوت مریض کے پاس بیٹھ کر کی جائے اور تلاوت کے بعد مریض پر دم کردیں۔ اور سورہ طٰہٰ کا نقش مریض کے گلے میں ڈالیں۔ تلاوت ۱۱ روز تک لگاتار کریں۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۹۹۸۲۰	۹۹۸۲۳	۹۹۸۲۷	۹۹۸۱۳
۹۹۸۲۶	۹۹۸۱۴	۹۹۸۱۹	۹۹۸۲۴
۹۹۸۱۵	۹۹۸۲۹	۹۹۸۲۱	۹۹۸۱۸
۹۹۸۲۲	۹۹۸۱۷	۹۹۸۱۶	۹۹۸۲۸

طریقہ ۳۱ مندرجہ ذیل دونوں نقش چینی کی بڑی پلیٹ پر لکھ کر مسحور کو پلائے جائیں۔ ۱ نقش صبح کو پلایا جائے ۲ نقش شام کو پلایا جائے۔

۱ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ

۶۶۸۴	۶۶۸۷	۶۶۹۱	۶۶۷۷
۶۶۹۰	۶۶۷۸	۶۶۸۳	۶۶۸۸
۶۶۷۹	۶۶۹۳	۶۶۸۵	۶۶۸۲
۶۶۸۶	۶۶۸۱	۶۶۸۰	۶۶۹۲

۲ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ

۸۳۴۰	۸۳۴۵	۸۳۵۰	۸۳۳۹
۸۳۴۶	۸۳۴۳	۸۳۳۶	۸۳۴۹
۸۳۳۷	۸۳۴۸	۸۳۴۷	۸۳۴۲
۸۳۵۱	۸۳۳۸	۸۳۴۱	۸۳۴۴

طریقہ ۳۲:۔ اگر کوئی شخص اس دعا کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اور ہر نماز کے بعد ورد کرے گا۔ اگر کسی شخص نے اس پر جادو کیا ہوگا

تو کرنے والے پر لوٹ جائے گا اور تمام جنات شیاطین اور انسانوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ یہ عمل قادریہ سلسلہ کا ہے اور بے حد مؤثر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ سدّ بین اخواۃ الجن والانس والشیاطین والسحرۃ والا بالسنۃ من الجن والانس والشیاطین ونبوذ بیھم باللہ العزیز الاعز باللہ الکبیر الاکبر برحمتک یا ارحم الراحمین بحق محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔

طریقہ ۳۳ ایک کاغذ پر ساعتِ عطارد میں جب چاند چڑھ رہا ہو اور برجِ عقرب سے محفوظ ہو لکھ کر مریض کے گلے میں مندرجہ ذیل عزیمت ڈال دیں۔ انشاء اللہ جادو باطل ہو جائے گا۔ یہ عمل علامہ سیوطیؒ سے منسوب ہے۔

ابطلوہ ابطلوہ اخرجوہ اخرجوہ حلوہ حلوہ انفعوہ انفعوہ شراھیا بعزۃ اللہ یزول بقوۃ اللہ یزول کل باس وبقدرۃ اللہ یحل کل معقود مع اطلسم ۱۰۱ ۲۱۱ ۱۱۱ ۲۱۱۔

طریقہ ۳۴ سحر زدہ کیلئے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا طریقہ علاج یہ تھا کہ مریض کے گلے میں مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی لکھ کر ڈالا کرتے تھے۔ آیات یہ ہیں۔ فلما القوا قال موسیٰ ما جئتم بہ السحر ان اللہ سیبطلہ ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین ویحق اللہ الحق بکلمٰتہ ولو کرہ المجرمون (سورۂ یونس سپارہ ۱۱) اور پوری سورۂ فلق اور پوری سورۂ ناس۔ اور ان ہی آیات اور سورتوں کو پانی پر دم کر کے مریض کو نہلایا کرتے تھے اور مریض بحکمِ الٰہی شفایاب ہو جاتا تھا۔

طریقہ ۳۵ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی پر جادو کر دیا گیا ہو تو اس کے گلے میں قرآن حکیم کی یہ آیات لکھ کر ڈالیں۔ انشاء اللہ اس کو شفا ہوگی۔

آیات یہ ہیں۔ یٰبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیٰمۃ کذٰلک نفصل الاٰیٰت لقوم یعلمون قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطٰنا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون (سپارہ ۸ رکوع ۱۱)

طریقہ ۳۶ چینی کی صاف طشتری یا پلیٹ پر کالی روشنائی سے مندرجہ ذیل آیت لکھیں پھر اس پر اصلی گھی گائے کا لگا کر اسے مٹا دیں۔ اور پھر یہ مریض کو صبح و شام چٹائیں۔ ایک ہفتے لگاتار یہ عمل کریں۔ انشاء اللہ مریض کو صحت نصیب ہوگی۔

(سپارہ ۸ رکوع ۱۱)

طریقہ ۳۷ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحبؒ نے جادو کے علاج کیلئے اسم محمدؐ کے اعداد تجویز کئے ہیں۔ اور موصوف کی یہ تجویز تجربات کی کسوٹی پر پوری اترتی ہے۔

طریقہ اس کا یہ ہے کہ اسم محمدؐ کا نقش مربع مریض کے گلے میں ڈلوائیں اور نقش مثلث اکتالیس لکھ کر روزانہ ایک نقش عصر اور مغرب کے درمیان پانی میں گھول کر اس میں قدرے شکر ڈال کر مریض کو پلائیں۔ انشاء اللہ اکتالیس دن میں مریض کو شفا نصیب ہوگی۔

نقش مربع یہ ہے ←

۷۸۶

۲۳	۲۶	۲۹	۱۵
۲۸	۱۶	۲۱	۲۷
۱۷	۳۱	۲۴	۲۰
۲۵	۱۹	۱۸	۳۰

نقش مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۳۲	۲۶	۳۴
۳۳	۳۱	۲۸
۳۷	۳۵	۳۰

طریقہ ۳۸

اگر جادو کے ذریعہ کسی عورت کا دل اس کے شوہر کی طرف سے پھیر دیا گیا ہو اور عورت کو اپنے شوہر سے نفرت ہو گئی ہو تو اس صورت میں سورہ یوسف کے ذریعہ علاج کرنا چاہیئے۔ اس کیلئے تین طریقوں پر عمل کریں۔ عورت کو سورہ یوسف کا دم کیا ہوا پانی پلائیں۔ سورۂ یوسف پڑھیں اور ایک بوتل پانی پر دم کر کے رکھ لیں اور اس پانی کو روزانہ رات کو سوتے وقت عورت کو تین گھونٹ کے بقدر پلائیں۔ دوسرے یہ کریں کہ سورۂ یوسف روزانہ پڑھ کر عورت کے اوپر دم کریں۔ انشاء اللہ سات ہی روز میں اس کے دل کی کج روی درست ہو گی۔ یہی عمل اُس مَرد کے لئے بھی کارآمد ہے جس کا دل بذریعہ سحر اپنی بیوی کی طرف سے پھیر دیا گیا ہو۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۲۵۹۹۴	۱۲۵۹۹۸	۱۲۶۰۰۱	۱۲۵۹۸۷
۱۲۶۰۰۰	۱۲۵۹۸۸	۱۲۵۹۹۳	۱۲۵۹۹۹
۱۲۵۹۸۹	۱۲۶۰۰۳	۱۲۵۹۹۶	۱۲۵۹۹۲
۱۲۵۹۹۷	۱۲۵۹۹۱	۱۲۵۹۹۰	۱۲۶۰۰۲

طریقہ ۳۹

اگر کسی لڑکی کو بذریعہ عملِ سحر باندھ رکھی ہو تو اس کے توڑ کے لئے اس طرح نقش بنوا کر اس کے گلے میں ڈالیں انشاء اللہ ایک ماہ کے اندر اندر سحر باطل ہو گا اور کہیں سے پیغام موصول ہو گا۔ (یہی عمل اُس لڑکے کے لئے بھی مفید ثابت ہو گا۔ جس کے رشتے کو بذریعۂ جادو باندھ دیا گیا ہو)۔ ــــــ دو نقش اس انداز سے بنائیں۔

۷۸۶

۲۱۷۵۲	۲۱۷۵۶	۲۱۷۵۹	۲۱۷۴۵
۲۱۷۵۸	۲۱۷۴۶	۲۱۷۵۱	۲۱۷۵۷
۲۱۷۴۷	۲۱۷۶۱	۲۱۷۵۴	۲۱۷۵۰
۲۱۷۵۵	۲۱۷۴۹	۲۱۷۴۸	۲۱۷۶۰

بحق اھیًا اشراھیًا

۷۸۶

۵۷۶۷	۵۷۷۰	۵۷۷۳	۵۷۵۹
۵۷۷۲	۵۷۶۰	۵۷۶۶	۵۷۷۱
۵۷۶۱	۵۷۷۵	۵۷۶۸	۵۷۶۵
۵۷۶۹	۵۷۶۴	۵۷۶۲	۵۷۷۴

طریقہ ۴۰

خوفِ خدا سے بے پرواہ لوگ سفلی عمل کے ذریعہ بعض عورتوں کی کوکھ باندھ دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حمل ٹھہرتا ہی نہیں۔ اور اگر ٹھہرتا بھی جاتا ہے تو ضائع ہو جاتا ہے۔ اور حمل پورا ہونے کی نوبت نہیں آتی۔ اس لئے اکابرین نے ایسی عورتوں کیلئے ایک طریقۂ عمل تجویز کیا ہے۔ وہ یہ کہ سورۂ واقعہ کا ایک نقش بنایا جائے اور اُس نقش کے اوپر آیت سحر کو لکھ دیا جائے۔ اس کے بعد یہ نقش عورت کے گلے میں ڈال دیں۔ اس کے بعد ایک بوتل پانی لیں۔ اس پر سورہ واقعہ پڑھ کر دم کریں ـــ ۹۹ اسماء الٰہی ایک ایک مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔ اور ستّر مرتبہ آیت سحر پڑھ کر دم کریں۔ اور یہ پانی ۷ دن تک پلائیں۔ ہر ہفتے اس طرح ایک بوتل تیار کریں اور صبح و شام پلا کر ختم کر دیں۔ انشاء اللہ حمل محفوظ رہے گا۔ (واضح رہے کہ پانی پلانے والا عمل حمل ٹھہرنے کے ۲ ماہ بعد کیا جائے گا)

نقش یہ ہے۔

۲۵۷۳۳	۲۵۷۴۷	۲۵۷۴۴	۲۵۷۴۱
۲۵۷۴۵	۲۵۷۴۰	۲۵۷۳۴	۲۵۷۴۶
۲۵۷۳۹	۲۵۷۴۲	۲۵۷۴۹	۲۵۷۳۵
۲۵۷۴۸	۲۵۷۳۶	۲۵۷۳۸	۲۵۷۴۳

طریقہ ۴۱ اگر کسی شخص کی قوتِ مردانگی کو باندھ دیا گیا ہو تو اس کیلئے یہ عمل انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ یہ عمل قرآنِ حکیم کی ۳ آیات کا ہے۔ آیت ۱: وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ۔ (سورۂ بقرہ سپارہ ۱)

اس آیت کو ۳۳ مرتبہ پانی پر دم کر کے ۱۱ دن تک مریض کو صبح و شام پلائیں۔

دوسری آیت ہے سورہ یٰسین کی۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ الرَّحِيمِ۔ اس آیت کو دو سو مرتبہ سرسوں کے تیل پر پڑھ کر رکھ لیں اور روزانہ ۱۱ دن تک پورے جسم کی مالش کرائیں۔ مریض اگر ہوش و حواس میں ہو تو وہ خود مالش کرے۔ مالش کے بعد پانی پر ۱۱ سو مرتبہ "یاسلامُ" پڑھ کر دم کر کے مریض کو نہلا دیں۔

تیسری آیت سورۂ اسراء کی ہے۔ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ (آیت ۸۱ سپارہ ۱۵) اس آیت کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈلوا دیں۔ انشاء اللہ گیارہ دن میں جادو سے نجات مل جائے گی۔

طریقہ ۴۲ جادو کو رفع کرنے کیلئے مندرجہ ذیل نقش کو چینی کے بڑے پیالے میں لکھ کر ۲۴ گھنٹے تک رکھ کر پھر اس میں پانی ڈال دیں۔ پانی ڈالنے کے ایک گھنٹے کے بعد پیالے کو دھو کر مریض کو پلا دیں۔ انشاء اللہ ۳ بار ایسا کرنے سے جادو کے اثرات سے نجات حاصل ہوگی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ
یارحمٰن	یاکریم	یااللہ	یاعلی	یارحمٰن	یاکمال
ام	بلدہ	علی	علی	علی	علی
ع	ع	مجید	ح	ی	ی
لاالٰہ	الاّاللہ	محمد	رسول	اللہ	ام
علی	ولد	م	م	م	م

طریقہ ۴۳ یہ عمل شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے منسوب ہے۔ عمل یہ ہے کہ سات کنوؤں کے پانی پر مجبوراً ایک ہی کنوئیں کے پانی پر چاروں قُل ۲۱ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور لگاتار ۱۱ دن تک صبح و شام سحر زدہ کو پلائیں۔ انشاء اللہ سحر کے اثرات سے نجات ملے گی۔

طریقہ ۴۴: یہ عمل مولانا احمد رضا خان صاحبؒ سے منسوب ہے۔ حروفِ مقطعات کو گیارہ سو مرتبہ پڑھ کر دریا کے پانی پر دم کر کے رکھ لیں۔

اور مریض کو سوتے وقت پلائیں۔ اور پانی کے چند قطرے صبح و شام مریض کے چہرے پر ملیں۔ انشاء اللہ سحر سے نجات ملے گی۔

طریقہ ۴۵

مواہب لدنیہ میں کتاب مدخل سے نقل کیا ہے کہ شیخ ابو محمد مرجانی کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر رفع سحر کیلئے یہ علاج تلقین فرمایا۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ عمل نہایت مؤثر ہے۔

عمل یہ ہے۔ ایک مرتبہ یہ آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (آیت ۱۲۸۔۱۲۹ سورہ توبہ سپارہ ۱۱) ایک مرتبہ یہ آیت وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ (آیت ۸۲ سورہ اسراء سپارہ ۱۵) اور ایک مرتبہ یہ آیات لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (آیت ۲۲ تا ۲۴ سورہ حشر سپارہ ۲۸) اور ایک ایک مرتبہ چاروں قل لکھ کر زعفران و گلاب سے

پھر یہ دعا لکھیں۔ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمُحْيِي وَأَنْتَ الْمُمِيتُ وَأَنْتَ الْبَارِئُ وَأَنْتَ الْمُصَوِّرُ وَأَنْتَ الشَّافِي خَلَقْتَنَا مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ جَعَلْنَا فِي قَرَارٍ مَّكِيْنٍ إِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ بِأَسْمَآءِ الْحُسْنٰى وَصِفَاتِكَ الْعُلْيَا يَا مَنْ بِيَدِهِ الْإِبْتِلَاءُ وَالْمُعَافَاتُ وَالشِّفَاءُ وَالدَّوَاءُ أَسْئَلُكَ بِمُعْجِزَاتِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَبَرَكَاتِ خَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ وَبِحُرْمَةِ كَلِيْمِكَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ۔

متواتر یہ تمام کلمات مریض کو سات دن تک سورج نکلنے سے پہلے پہلے پلائے جائیں۔ کتنا بھی خطرناک جادو ہوگا انشاء اللہ سات دن میں اُتر جائے گا۔

طریقہ ۴۶

یہ نقش کیمیائے حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور کیسا بھی سخت سے سخت جادو یا جن کا اثر ہو یا کیسا بھی مہلک مرض ہو اس نقش کی برکت سے مریض شفایاب ہو جاتا ہے یہ نقش قرآن حکیم کی ان پانچ سورتوں کا ہے جو بیماری آسیبی اثرات اور جادو ٹونے کی نحوست رفع کرنے کیلئے بیحد مؤثر ہیں یہ نقش کالے کپڑے میں تعویذی شکل کیساتھ مریض کے گلے میں ڈالدیا جائے انشاء اللہ مریض بہت جلد شفایاب ہوگا۔ نقش یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل یاَیھا الکٰفرون لَا اعبد مَا تعبدون وَلَا انتم عٰبدون مَا اعبد وَلَا انا عابدٌ ماعبدتم وَلَا انتم عٰبدون مَا اعبد لکم دینکم وَلِیَ دین یا مخلص لہ الدین یا مذل کل جبار عنید بقھار عزیز سلطانہ یا مذل

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین ۝ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس یا مخلص لہ الدین یا مذل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد یا مخلص لہ الدین یا مذل کل جبار عنید بقھار عزیز سلطانہ یا مذل

طریقہ ۴۷ جادو ٹونے کو لوٹانے کیلئے سورۂ عبس (سپارہ ۳۰) کا نقش بھی بے حد مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ اس نقش کو مریض کے گلے میں ڈالیں۔ اور ایک بوتل پانی پر سورۂ عبس ۱۳ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور صبح و شام مریض کو یہ پانی پلائیں۔ مغرب کے بعد مریض کو سورۂ عبس تین مرتبہ پڑھنے کی تاکید کریں۔ اگر وہ پڑھنے پر قادر نہ ہو تو تین مرتبہ پڑھ کر اس پر دم کریں انشاء اللہ گیارہ دن کے اندر اندر جادو کے اثرات کرنے اور کرانے والے کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۲۸۲۸	۱۲۸۳۱	۱۲۸۳۴	۱۲۸۲۱
۱۲۸۳۳	۱۲۸۲۲	۱۲۸۲۷	۱۲۸۳۲
۱۲۸۲۳	۱۲۸۳۶	۱۲۸۲۹	۱۲۸۲۶
۱۲۸۳۰	۱۲۸۲۵	۱۲۸۲۴	۱۲۸۳۵

طریقہ ۴۸ جادو کے اثرات سے حفاظت کیلئے اس نقش کو فریم میں لگا کر گھر میں آویزاں کریں۔ انشاء اللہ آسیبی اثرات اور جادو کے اثرات سے پوری طرح حفاظت رہے گی۔

نقش یہ ہے۔ یہ نقش سورۂ علق کا ہے۔

۷۸۶

۵۶۳۵	۵۶۲۸	۵۶۴۱	۵۶۲۷
۵۶۴۰	۵۶۲۸	۵۶۳۴	۵۶۳۹
۵۶۲۹	۵۶۴۳	۵۶۳۶	۵۶۳۳
۵۶۳۷	۵۶۳۲	۵۶۳۰	۵۶۴۲

طریقہ ۴۹ آیت الکرسی کا نقش آسیب و سحر کیلئے تیر بہدف ہے۔ اکثر اکابرین کے معمولات میں شامل رہا ہے۔ اگر اس نقش کو شرفِ مشتری میں چاندی کی تختی پر کندہ کرا کر گلے میں ڈالیں تو ہر آفت سے حفاظت رہتی ہے۔ سحر زدہ انسان کو ا نقوش پینے کیلئے دیئے جائیں اور ایک گلے میں ڈال دیا جائے۔ کیسا بھی سحر ہوگا۔ انشاء اللہ اس سے نجات مل جائے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۴۵۵۸	۴۵۵۳	۴۵۶۰
۴۵۵۹	۴۵۵۷	۴۵۵۵
۴۵۵۴	۴۵۶۱	۴۵۵۶

طریقہ ۵۰ قرآن حکیم کی آیت وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ (آیت ۴۷ سورۂ ابراہیم سپارہ ۱۳) جادو کے اثر کو زائل کرنے میں تیر بہدف ہے۔ طریقۂ علاج یہ ہے کہ اس آیت کا مربع نقش آتشی چال سے بنا کر مریض کے گلے میں ڈالیں۔ اور دو مثلث نقش آتشی چال سے مثلث بنا کر دائیں بازو پر باندھیں۔ تینوں نقش کالے کپڑے میں پیک کریں۔ اس کے علاوہ مثلث آتشی چال سے گیارہ نقش گلاب و زعفران سے بنا کر روزانہ ایک نقش مریض کو پانی میں گھول کر پلایا جائے۔ انشاء اللہ گیارہ دن میں جادو کے اثرات

نجات ملے گی۔

نقشِ مربع یہ ہے۔

۷۸۶

۳۶۶	۳۷۹	۳۷۶	۳۷۳
۳۷۷	۳۷۲	۳۶۷	۳۷۸
۳۷۱	۳۷۴	۳۸۱	۳۶۸
۳۸۰	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۵

نقشِ مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۴۹۲	۴۸۴	۴۸۹
۴۸۶	۴۸۸	۴۹۱
۴۸۷	۴۹۳	۴۸۵

طریقہ ۵۱

قرآن حکیم کی آیت قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ (آیت ۱۵ سورۂ مائدہ سپارہ ۶) یہ آیت بھی جادو کے اثرات کو زائل کرنے میں تیر بہدف ہے۔ طریقہ بالکل طریقہ ۵۰ جیسا ہے۔

نقشِ مربع یہ ہے۔

۷۸۶

۲۷۰	۲۸۳	۲۸۰	۲۷۷
۲۸۱	۲۷۶	۲۷۱	۲۸۲
۲۷۵	۲۷۸	۲۸۵	۲۷۲
۲۸۴	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۹

نقشِ مثلث یہ ہے۔

۳۷۴	۳۶۶	۳۷۲
۳۶۸	۳۷۱	۳۷۳
۳۷۰	۳۷۵	۳۶۷

طریقہ ۵۲

قرآن حکیم کی آیت فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (آیت ۱۳۷ سورۂ بقرہ سپارہ ۱) طریقہ بالکل طریقہ ۵۰ جیسا ہے۔ یہ آیت بھی جادو کے اثرات زائل کرنے میں تیر بہدف ہے۔

نقش مربع یہ ہے

۷۸۶

۱۶۵	۱۷۸	۱۷۵	۱۷۲
۱۷۶	۱۷۱	۱۶۶	۱۷۷
۱۷۰	۱۷۳	۱۸۰	۱۶۷
۱۷۹	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۴

نقشِ مثلث یہ ہے۔

۲۳۳	۲۲۶	۲۳۱
۲۲۸	۲۳۰	۲۳۲
۲۲۹	۳۳۴	۲۲۷

طریقہ ۵۳

قرآن حکیم کی آیت لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (آیت ۹ سورۂ حدید سپارہ ۲۷) یہ آیت بھی سحر کے اثرات زائل کرنے میں مفید و مؤثر ہے۔ طریقۂ علاج پہلے ہی طریقے کے مطابق ہے۔

نقش مربع یہ ہے۔

۷۸۶

۶۶۳	۶۷۶	۶۷۳	۶۷۰
۶۷۴	۶۶۹	۶۶۴	۶۷۵
۶۶۸	۶۷۱	۶۷۸	۶۶۵
۶۷۷	۶۶۶	۶۶۷	۶۷۲

نقش مثلث یہ ہے۔ ۷۸۶

۸۹۸	۸۹۱	۸۹۶
۸۹۳	۸۹۵	۸۹۷
۸۹۴	۸۹۹	۸۹۲

طریقہ ۵۴

قرآن حکیم کی آیت وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا۔ (آیت ۳ سورۂ فتح سپارہ ۲۶) یہ آیت بھی راقم الحروف کے تجربے میں سحر کے اثرات کو زائل کرنے میں آئی ہے اور تیر بہدف ثابت ہوئی ہے۔ طریقۂ علاج وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

۷۸۶

۲۱۲	۲۲۵	۲۲۲	۲۱۹
۲۲۳	۲۱۸	۲۱۳	۲۲۴
۲۱۷	۲۲۰	۲۲۷	۲۱۴
۲۲۶	۲۱۵	۲۱۶	۲۲۱

۷۸۶

۲۹۶	۲۸۸	۲۹۴
۲۹۰	۲۹۳	۲۹۵
۲۹۲	۲۹۷	۲۸۹

طریقہ ۵۵

قرآن حکیم کی آیت فَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (آیت ۴۵ سورۂ مومن سپارہ ۲۴) اس کے ذریعہ بھی سحر زدہ کا علاج راقم الحروف کے تجربے میں آیا ہے اور ہمیشہ اُسے مؤثر پایا ہے۔ طریقۂ علاج پہلے ہی طریقے جیسا ہے۔

نقشِ مربع یہ ہے

۷۸۶

۳۸۲	۳۹۶	۳۹۲	۳۸۹
۳۹۳	۳۸۸	۳۸۳	۳۹۵
۳۸۷	۳۹۰	۳۹۸	۳۸۴
۳۹۷	۳۸۵	۳۸۶	۳۹۱

نقشِ مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۵۱۳	۵۰۵	۵۱۱
۵۰۷	۵۱۰	۵۱۲
۵۰۹	۵۱۴	۵۰۶

طریقہ ۵۶

سات بتاشوں پر مندرجہ ذیل عزیمت سات سات مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور روزانہ ایک بتاشہ عصر اور مغرب کے درمیان مریض کو کھلائیں۔ انشاء اللہ ۷ روز میں مریض کو آرام ملے گا۔ اور سحر سے نجات ملے گی۔

عزیمت یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَهِيًّا اَشَرَاهِيًّا بحقِ یَا بَاسِطُ وبحق قُل هُوَ اللّٰهُ احد وبحقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وبحقِ قُلْ اَعوذ بِرَبِّ النَّاس وبحقِ یَا شمعلونی۔ اگر اس عزیمت کو سو مرتبہ چالیس روز تک پڑھ لیا جائے بہ نیتِ زکوٰۃ تو اس کی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

طریقہ ۵۷

ایک چینی کی پلیٹ پر مندرجہ ذیل آیت گلاب و زعفران سے لکھ کر سات روز تک مریض کو پلائیں۔ روزانہ نئی پلیٹ پر لکھیں اور ایک ساتھ سات پلیٹوں پر لکھوا کر رکھ لیں۔ صبح کو ۹ بجے پلیٹ دھو کر پلائیں۔ اور گلاب کے سات پھولوں پر اس آیت کو ایک پھول پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کر کے اس پھول کو مریض کے پورے بدن پر ملیں۔ اور مندرجہ ذیل نقش سحر زدہ کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ سات ہی روز میں سحر سے نجات مل جائے گی۔ آیت یہ ہے۔ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ (آیت ۱۰۲ سورۂ بقرہ سپارہ ۱)

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۳۶۳	۳۵۵	۳۶۱
۳۵۷	۳۶۰	۳۶۲
۳۵۹	۳۶۴	۳۵۶

طریقہ ۵۸ کیسا بھی جادو ہو علوی ہو یا سفلی کالا ہو میلا ہو ہر قسم کے جادو کو زائل کرنے کیلئے مندرجہ ذیل عزیمت کو زرد رنگ کے کاغذ پر لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالیں۔ بارش کے پانی یا نہر کے پانی پر اس عزیمت کو چالیس مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور سحر زدہ کو صبح و شام گیارہ دن تک پلائیں۔ اور اتنی ہی تعداد میں سرسوں کے تیل پر دم کر کے رکھ لیں اور گیارہ دن تک اس تیل سے مریض کے سر پر مالش کریں۔ انشاء اللہ کیسا بھی جادو ہو گا اتر جائے گا۔ اس عزیمت کو اگر سات مرتبہ پانی پر دم کر کے گیارہ دن کے درمیان ۳ مرتبہ غسل بھی اگر سحر زدہ کو کرادیں تو اور بھی جلدی جادو کے اثر سے نجات ملے گی۔

یا الٰہی بطل السحر بحق آدم و بطل السحر بحق موسیٰ و عیسیٰ و ھارون و بطل السحر بحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و بحق اصحاب لوط و بحق اصحاب بدر و بحق جمیع المرسلین و بحق جمیع الاولیاء و بحق جمیع المؤمنین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

طریقہ ۵۹ اس نقش کو سحر زدہ کو لگاتار ۲ دن تک پلائے اور ایک نقش کو لکھ کر گلے میں ڈالیں۔ انشاء اللہ سحر کے اثرات سے نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۸	۲	۱۰
۹	۷	۴
۳	۱۱	۶

طریقہ ۶۰ بسم اللہ کا یہ نقش بھی جادو سے نجات کیلئے تیر بہدف ہے۔ طریقہ علاج یہ ہے۔ ایک نقش تو لکھ کر گلے میں ڈالیں۔ سات گلاب و زعفران سے لکھ کر سات دن تک روزانہ ایک نقش مریض کو پلائیں اور سات نقش کالے کاغذ پر کچی پنسل سے لکھ کر مریض کے بدن پر مَل کر اس کو جلادیں اور مریض کو غسل کرادیں۔ انشاء اللہ سات دن میں جادو سے نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۶۳	۲۵۸	۲۶۵
۲۶۴	۲۶۲	۲۶۰
۲۵۹	۲۶۶	۲۶۱

طریقہ ۶۱ چار سو چالیس چنے کے دانے لیں۔ ہر ایک چنے پر ایک مرتبہ آیتِ کریمہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں پھر چالیس چنے اُبال کر ایک دن میں کھلائیں اور لگاتار ۱۱ دن تک اس عمل کو جاری رکھیں۔

دوسرا عمل اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ ایک بوتل پانی پر آیت کریمہ تین سو مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں۔ آٹا گوندھتے وقت تھوڑا سا پانی اس بوتل میں سے ڈالیں۔ اس طرح ایک روٹی اس پڑھے ہوئے پانی کی پکا کر مریض کو کھلائیں۔ اس عمل کو بھی ۱۱ دن تک جاری رکھیں ——— تیسرا عمل اس کے ساتھ ساتھ یہ کریں۔ اس آیت کا نقش مثلث بنا کر ۱۱ عدد روزانہ ایک نقش ۱۱ دن تک لگاتار پلایا کریں۔ اور ایک نقش اسی آیت کا مربع نقش بنا کر مریض کے گلے میں ڈلوادیں۔ انشاء اللہ گیارہ دن میں مریض کو سحر کے اثرات سے نجات ملے گی۔

۷۸۶

۷۹۲	۷۸۷	۷۹۴
۷۹۳	۷۹۱	۷۸۹
۷۸۸	۷۹۵	۷۹۰

۷۸۶

۵۹۳	۵۹۶	۵۹۹	۵۸۵
۵۹۸	۵۸۶	۵۹۲	۵۹۷
۵۸۷	۶۰۱	۵۹۴	۵۹۱
۵۹۵	۵۹۰	۵۸۸	۶۰۰

طریقہ ۶۲

آسیب اور سحر دونوں کیلئے ایک نادر عمل نقل کیا جاتا ہے۔ یہ عمل "اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ" کا ہے۔ یہ آیت ۲۴ ویں سپارے کے پہلے ہی رکوع کی ہے۔ ایک بوتل یا نصف بوتل پانی پر اس کو گیارہ سو مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اس کے بعد ایک سفید مرغ لیں۔ یہ مرغ اذان دینے والا ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر آسیب زدہ یا سحر زدہ عورت ہو تو پھر سفید مرغی لینی چاہیئے۔ اور مرغی ایسی ہونی چاہیئے جس نے کم سے کم ایک مرتبہ انڈا دیا ہو۔ اس مرغے یا مرغی کو ذبح کر لیں۔ اور اس کی دائیں ٹانگ کو جدا کر دیں۔ اور بائیں بازو کو بھی الگ کر لیں۔ اور پھر اس کو پکا لیں۔ اس کو پکاتے وقت ان چیزوں کو استعمال کریں۔

کشنیز، سیاہ مرچ، مرغی کے انڈے کی زردی، سونٹھ، روغن زیتون۔ ورنہ گائے کے اصلی گھی میں پکائیں۔ اُن کے علاوہ ذائقہ پیدا کرنے کیلئے حسبِ خواہش کچھ اور بھی ڈال سکتے ہیں۔ لیکن یہ چیزیں ضروری ہیں۔ اور ان کی مقدار حسبِ خواہش رکھنی چاہیئے۔ نمبر ایک ایسا شخص جس کی ماں ہو باپ نہ ہو۔ نمبر دو ایسا شخص جس کا باپ ہو ماں نہ ہو۔ نمبر تین ایسا شخص جسکے ماں باپ دونوں نہ ہوں۔ نمبر چار ایسا شخص جس کے ماں باپ دونوں موجود ہوں۔ کھانا کھلانے کے بعد ان چاروں حضرات کے ہاتھ اسی بالٹی میں دھلوائیں جس بالٹی میں مریض کے ہاتھ دھلوائے تھے۔ اس کے بعد ایک چینی کی پلیٹ پر سورۂ کافرون کا نقش گلاب و زعفران سے لکھیں اور دوسری پلیٹ پر سورۂ قریش کا نقش لکھیں۔ پھر ان دونوں پلیٹوں کو دھو کر آدھا پانی مریض کو پلا دیں۔ اور آدھا پانی اُس بالٹی میں ڈال دیں جس میں مریض کے اور چاروں حضرات کے ہاتھ دھلوائے گئے تھے۔ اس کے بعد اس پانی کو نیم گرم کر کے اگر سردی ہو تو تیز گرم کر کے مریض کو نہلا دیں۔ اور اس کے بعد مریض کے گلے میں "اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ" کا نقش لکھ کر ڈال دیں۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۸۸	۹۱	۹۵	۸۱
۹۴	۸۲	۸۷	۹۲
۸۳	۹۷	۸۹	۸۶
۹۰	۸۵	۸۴	۹۶

سورۂ کافرون کا نقش جو چینی کی پلیٹ پر لکھنا ہے وہ یہ ہے۔

۷۸۶

۹۴۵	۹۴۰	۹۴۷
۹۴۶	۹۴۴	۹۴۲
۹۴۱	۹۴۸	۹۴۳

تین دن تک مریض کو عصر اور مغرب کے درمیان اس عزیمت کو لکھ کر کاغذ کو کالے کپڑے میں لپیٹ کر پھر کوئلے جلا کر اس میں یہ کپڑا ڈال دیں
اور مریض کو دھونی دیں۔ کوئلوں پر ۲۱ دانے سیاہ مرچ کے اور کچھ لوبان بھی ڈال لیں
عزیمت یہ ہے۔ حم س حم س بسم س بسم س احرقنا فرعون وثمود وصهال ھھ ھ والھ ھا۔ انشاء اللہ تین دن
ہی میں جادو اور ٹوٹکے کے اثرات سے نجات مل جائے گی۔

طریقہ ۶۳

آسیب زدہ مریض یا سحرزدہ مریض کیلئے ایک اور نادر عمل نقل کیا جاتا ہے جس میں قدرے محنت تو زیادہ کرنی پڑتی ہے۔
لیکن اللہ کے فضل و کرم سے مریض سات دن ہی میں صحت مند ہو جاتا ہے۔ بالخصوص اس سحرزدہ کیلئے یہ طریقہ علاج
سود مند ثابت ہوتا ہے جس پر سحر جنات کے ذریعہ مسلط کیا گیا ہو مریض کے گلے میں آیت الکرسی اور سورۂ فاتحہ کا مشترک نقش لکھ کر ڈالیں۔
دائیں بازو پر" یاخالق الارض والسماء" لکھ کر باندھیں۔ بائیں بازو پر اصحاب کہف مندرجہ ذیل طریقے سے لکھ کر باندھیں۔
یملیخا ۔ مکسلمینا ۔ کشفوطط ۔ کشافطیونس ۔ اذرفطیونس ۔ تبیونس ۔ یوانس بوس وکلبھم قطمیر وعلی اللہ قصد السبیل ومنھا جائر
ولو شاء لھدٰکم اجمعین۔ یاالٰہی بحرمت اسماءِ اصحاب کہف ہر قسم کا آسیب و نظر بد و سحر در وجود ایں را دفع شود انک علیٰ کل شئ قدیر
آیت الکرسی اور سورۂ فاتحہ کا مشترک نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۳۶۵ / ۱۸۷	۲۳۶۸ / ۴۹	۲۳۷۱ / ۱۱۰	۲۳۵۷ / ۱۳۷
۲۳۷۰ / ۱۰۹	۲۳۵۸ / ۱۳۸	۲۳۶۳ / ۱۸۶	۲۳۶۹ / ۵۰
۲۳۵۹ / ۱۳۹	۲۳۷۳ / ۱۱۲	۲۳۶۶ / ۴۷	۲۳۶۴ / ۱۸۵
۲۳۶۷ / ۴۸	۲۳۶۴ / ۱۸۴	۲۳۶۰ / ۱۴۰	۲۳۷۲ / ۱۱۱

مریض کو تین دن تک ان چیزوں کی دھونی دو۔
کھجور کے درخت کے ریشے، ناریل کے ریشے، گدھے اور بلی کے ناخن ایک مرتبہ میں صرف ایک ایک اور مندرجہ ذیل عزیمت کا
کاغذ پر لکھ کر کوئلے دہکا کر مریض کو ان سے دھونی دیں۔ عزیمت یہ ہے۔ ساما سا بعلاج منہ وملہ واسقہ۔
مریض کو تین دن تک روٹی شہد سے کھلائیں۔ بقیہ چار دنوں میں بکرے کا گوشت کھلا سکتے ہیں۔ ورنہ سات دنوں تک صرف روٹی
اور شہد پر قناعت کریں۔ ایک بوتل پانی پر سورۂ حشر کی آخری تین آیات سو مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور مریض کو صبح و شام یہ پانی
پلائیں۔ ساتویں دن تین رنگوں کا بکرا خریدیں۔ اس کو ذبح کر کے اس کا خون مریض کے گھر کے چاروں کونوں میں ڈلوا دیں اور گوشت
غریبوں میں بٹوا دیں۔ البتہ اس کا سر مریض کے اوپر سے ۷ مرتبہ اتار کر جنگل میں دبوا دیں۔
اگر جادو حد سے زیادہ خطرناک ہو تو بکرے کے گوشت کا کچھ حصہ پکا کر سات فقیروں کو کھانا کھلائیں۔ اور ہاتھ ایک بالٹی میں ڈھلوا کر
اس پانی سے مریض کو ساتویں دن نہلا دیں۔ سات دن کے بعد مزید ۱۲ دن تک مندرجہ ذیل آیات اور عزیمت گلاب و زعفران سے لکھ کر
ایک بوتل میں گھول لیں۔ ۱۲ دن تک یہ پانی مریض کو بعد نماز عشاء مریض کو پلاتے رہیں۔
معوذتین، سورۂ طارق، سورۂ حشر کی آخری ۳ آیات آخر میں یہ کلمات لکھیں۔ طلعس باسواللہ شافی و باسواللہ کافی و محق

یاصمدُ یااحدُ یافردُ یوحتاف یاارحم الراحمین۔ (زیر زبر لگانے کی ضرورت نہیں ہے) انشاء اللہ اس طریقۂ علاج سے کتنا بھی خطرناک جادو یا جن کا اثر ہوگا۔ سات دن میں زائل ہوجائے گا۔ احتیاطاً ۲۱ روز تک مزید دوسرا پانی جس کی وضاحت کردی گئی ہے۔ سوتے وقت مریض کو پلاتے رہیں۔

طریقہ ۶۴

سحر و آسیب سے حفاظت کیلئے اور اگر ان میں سے کسی بھی آفت کا شکار ہوجائے تو اس کو رفع کرنے کیلئے آیت الکرسی کا نقش بے حد مؤثر اور مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگر اس نقش کو اپنے گلے میں ڈال لیا جائے یا دائیں بازو پر باندھ لیا جائے تو سحر اور آسیب سے حفاظت رہتی ہے۔ اگر اس نقش کو فریم کرا کر گھر میں آویزاں کریں یا تعویذی شکل میں گھر میں لٹکائیں تو وبائی امراض اور آفات ارضی و سماوی سے حفاظت ہوتی ہے اور جس گھر میں آیت الکرسی کا نقش ہو وہ سحر و آسیب کی نجاستوں سے بھی پاک صاف ہوجاتا ہے۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۴۵۵۸	۴۵۵۳	۴۵۶۰
۴۵۵۹	۴۵۵۷	۴۵۵۵
۴۵۵۴	۴۵۶۱	۴۵۵۶

طریقہ ۶۵

آج کے پُرفتن دور میں جب کہ حسد اور جلن عام اور جادو ٹونا عام در عام ہوکر رہ گیا ہے اور کسی بھی شخص کی جان، مال اور عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ ہر شخص پہلے ہی اپنی حفاظت کی فکر کرے۔ نماز کی پابندی رکھے۔ اور ہر فرض نماز کے بعد قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں پڑھنے کا معمول بنائے۔ رات کو سونے سے پہلے تین مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اپنے آیت الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے سوئے۔ اور اپنے گھر میں حروف مقطعات کے اس نقش کو فریم کرا کر آویزاں کرلے۔ انشاء اللہ پورا مکان جادو ٹونے سے محفوظ رہے گا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۷	۱۱۱۹	۱۱۲۶	۱۱۳۲	۱
۱۱۲۷	۱۱۲۸	۲	۸	۱۱۲۰
۳	۹	۱۱۲۱	۱۱۲۳	۱۱۲۹
۱۱۱۷	۱۱۲۴	۱۱۳۰	۴	۱۰
۱۱۳۱	۵	۶	۱۱۱۸	۱۱۲۵

طریقہ ۶۶

حروفِ نورانی کا نقش بھی سحر کو رفع کرنے میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس نقش کو لکھ کر گلے میں ڈالنے سے سحر کے اثرات رفع ہوجاتے ہیں۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۳۲	۲۲۷	۲۳۴
۲۳۳	۲۳۱	۲۲۹
۲۲۸	۲۳۵	۲۳۰

طریقہ ۶۷

سفلی اور کالے جادو کی کاٹ بعض اکابر اسم "یا ممیت" کے ذریعہ بھی کیا کرتے تھے۔ طریقہ یہ ہے کہ اس اسم کو ۷ ہزار مرتبہ (زعفران والے نقش) پڑھ کر ایک گلاس پانی پر دم کر کے جادو زدہ کو پلائیں اور اس پر دم بھی کریں۔ اگر کوئی شخص خود ہی سحر کی لپیٹ میں ہو تو پانی خود پڑھ کر پی لے اور خود ہی اپنے اوپر دم کر لے۔ اس عمل کو سات روز تک جاری رکھے اگر جمعرات سے شروع کرے تو افضل ہے انشاء اللہ سات روز ہی میں جادو سے نجات ملے گی۔ اور صحت عطا ہوگی۔ عمل کے شروع اور اخیر میں گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف ضرور پڑھیں۔

اگر جادو زدہ کے گلے میں مذکورہ عمل کے ساتھ ساتھ یہ نقش بھی ڈالیں تو تاثیر عمل اور بھی بڑھ جائے گی اور فائدے کے امکانات اور زیادہ ہو جائیں گے۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۲۲	۱۲۵	۱۲۸	۱۱۵
۱۲۷	۱۱۶	۱۲۱	۱۲۶
۱۱۷	۱۳۰	۱۲۳	۱۲۰
۱۲۴	۱۱۹	۱۱۸	۱۲۹

طریقہ ۶۸

اسم "یا قہار" کا ورد بھی جادو کے اثرات کو زائل کرنے میں بے حد مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ گیارہ مرتبہ آیت الکرسی پڑھیں اس کے بعد ۱۸۳۶ مرتبہ "یا قہارُ" پڑھیں۔ آخیر میں گیارہ مرتبہ قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں پڑھیں اور پانی پر دم کر کے مریض کو پلادیں۔ اس عمل کو بدھ کے دن شروع کر کے گیارہ دن تک لگاتار جاری رکھیں۔ انشاء اللہ کیسا بھی سخت سے سخت اور مضر سے مضر جادو ہوگا۔ رفع ہو جائیگا۔ اور مریض کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحت حاصل ہوگی۔

طریقہ ۶۹

آج کل یہ خباثت عام ہوگئی ہے کہ فتنہ پرور اور حاسد قسم کے لوگ چلتے چلاتے کاروبار کو سفلی عمل کے ذریعہ باندھ دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اچھا خاصا کاروبار تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور انسان کا ہاتھ تنگ ہو جاتا ہے قرض بڑھنے لگتا ہے۔ گھر میں معاشی تنگی شروع ہو جاتی ہے اور انسان کی عزت داؤ پر لگ جاتی ہے جو شخص یہ محسوس کرے کہ اس کی اور اس کے کاروبار کی بندش کردی گئی ہے۔ وہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد "یا مُنتقمُ" ۶۴۰ مرتبہ پڑھے گا۔ آگے پیچھے درود شریف سات سات مرتبہ پڑھے۔ اور اس نقش کو لکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھ لے۔ اور ایک نقش دُکان میں لٹکا دے۔ انشاء اللہ ۲۱ دن کے اندر اندر بندش کھل جائے گی اور بُرے اثرات سے نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۷۲	۱۷۵	۱۷۸	۱۶۵
۱۷۷	۱۶۶	۱۷۱	۱۷۶
۱۶۷	۱۸۰	۱۷۳	۱۷۰
۱۷۴	۱۶۹	۱۶۸	۱۷۹

طریقہ ۷۰

اسم ذات کے ذریعہ بھی اکابرین سحرزدہ لوگوں کا علاج کیا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل نقش ۲۱ عدد لکھ کر سحرزدہ کو پینے کیلئے دیئے جائیں اور عصر و مغرب کے درمیان روزانہ ایک نقش مریض کو پلایا جائے اور ایک نقش مربع مریض کے گلے میں ڈالا جائے۔

پلانے والا نقش یہ ہے

۷۸۶

۲۵	۱۸	۲۳
۲۰	۲۲	۲۴
۲۱	۲۶	۱۹

گلے میں ڈالنے والا نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱	۴۶	۱۱	۸
۱۲	۷	۳	۴۵
۶	۹	۴۸	۳
۴۷	۴	۵	۱۰

طریقہ ۱: اگر کوئی مہلک قسم کے جادو میں مبتلا ہو اور کسی طور نجات حاصل نہ ہو رہی ہو تو چہل کاف کے ذریعہ اس کا علاج کیا جائے۔ انشاء اللہ جادو سے نجات ملے گی۔ طریقہ علاج یہ ہے کہ چہل کاف ۲۱ مرتبہ پڑھ کر ایک بوتل پانی پر دم کر کے مریض کو ۷ روز تک صبح و شام پلائے اور ۲۱ مرتبہ سرسوں کے تیل پر دم کر کے مریض کے پورے بدن کی مالش بھی ۷ روز تک کرائے۔ ایک دن ۲۱ مرتبہ پڑھ کر سرسوں کے تیل پر دم کر کے رکھ لیں اور روزانہ سوتے وقت مالش کرائیں۔ اور ساتویں دن مریض کو نہلائیں۔ انشاء اللہ سات ہی روز میں نجات مل جائے گی۔ مندرجہ ذیل نقش پہلے ہی دن مریض کے گلے میں ڈالیں۔

چہل کاف یہ ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کَفَاکَ رَبُّکَ کَمْ یَکْفِیْکَ وَاکِفَۃٌ کِفْکَافُھَا کَکَمِیْنٍ کَانَ کَلْکَ تُکَرُّ کَرَّ اَلْکَرِّ اَلْکَرِّ فِیْ کَبَدٍ تَحْلِیْ مُشْتَکِیَۃٌ کَلْکُلُکَ کَلَکَ کَفَاکَ الْکَافُ کُرْبَتَہٗ یَا کَوْکَبًا کَانَ تَحْکِیْ یَا کَوْکَبَ الْفَلَکِ

جو نقش گلے میں ڈالے گا وہ یہ ہے۔

۷۸۶

۹۹۰۹	۹۹۲۲	۹۹۱۹	۹۹۱۶
۹۹۲۰	۹۹۱۵	۹۹۱۰	۹۹۲۱
۹۹۱۴	۹۹۱۷	۹۹۲۴	۹۹۱۱
۹۹۲۳	۹۹۱۲	۹۹۱۳	۹۹۱۸

طریقہ ۲: بعض حاسد یا مخالف قسم کے لوگ لڑکیوں کے رشتوں کی بندش کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے پیغامات آنے بند ہو جاتے ہیں اور ان کی شادی کی عمر ہی نکل جاتی ہے۔ اگر کسی لڑکی کے بارے میں یہ محسوس ہو کہ اس کے رشتوں کی بندش کر دی گئی ہے اور اس کے پیغامات موصول نہیں ہو رہے ہوں یا موصول ہونے کے بعد ختم ہو جاتے ہوں تو جمعہ کے دن ساعتِ زہرہ میں مندرجہ ذیل نقش ۷ عدد لکھ کر رکھ لیں اور روزانہ گیارہ بجے دن میں لڑکی اس نقش سے غسل کرائیں۔ طریقہ غسل یہ ہے کہ اس نقش کو پانی میں ڈال کر پانی کھولائیں۔ اس کے بعد اس کی گرمی اور حدت جب کچھ کم ہو جائے تو اس پانی سے لڑکی کو غسل کرا دیں۔ آٹھویں دن ساعتِ زہرہ میں پھر دو نقش لکھ کر ایک کسی پھلدار درخت پر باندھیں اور ایک لڑکی کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ جلد ہی کسی جگہ بات پکی ہو جائے گی۔

تعویذ یہ ہے۔

ط۱۱۱ حافظ۱۱۱ ۱۱۹ ۱۱ ۱۱۱ ۱۱ ۹ ۱۱۱ ۵ ح

۱۱ ۶ ۱۸۸ ۸۸۸ ع ہ ۱۱ ۱۱۸ ۱۱ ۶

یا اللہ جل جلالہ بہ برکت ایں تعویذ پیغامِ نکاح موصول شد

طریقہ ۳: حزب البحر کا نقش بھی جادو کا اثر زائل کرنے میں تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔ یہ نقش لکھے جائیں۔ تین نقش کالی روشنائی

سے لکھے جائیں اور ایک نقش زعفران سے لکھا جائے۔ زعفران والے نقش کو بوتل میں ڈال کر پانی بھر دیں پھر مریض کو صبح و شام، روزانہ یہ پانی پلائیں۔ ایک نقش مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ ایک نقش مریض کے سرہانے کی طرف باندھ دیں۔ اور ایک نقش مریض جہاں لیٹا ہو اس کے اوپر چھت وغیرہ میں لٹکا دیں۔ انشاء اللہ سحر سے نجات عطا ہوگی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۰۴۶۲۸۶	۱۰۴۶۲۹۹	۱۰۴۶۲۹۶	۱۰۴۶۲۹۳
۱۰۴۶۲۹۷	۱۰۴۶۲۹۲	۱۰۴۶۲۸۷	۱۰۴۶۲۹۸
۱۰۴۶۲۹۱	۱۰۴۶۲۹۴	۱۰۴۶۳۰۱	۱۰۴۶۲۸۸
۱۰۴۶۳۰۰	۱۰۴۶۲۸۹	۱۰۴۶۲۹۰	۱۰۴۶۲۹۵

طریقہ ۷۴

اگر کوئی شخص علوی یا سفلی میں مبتلا ہو تو بعد نمازِ فجر ۴۱ مرتبہ یہ آیت پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے ہاتھ بدن پر پھیرلے۔ انشاء اللہ ۱۱ دن میں سحر سے چھٹکارا ملے گا۔ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھے۔

آیت یہ ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ (آیت ۹، سورۂ یٰسین)

طریقہ ۷۵

سفلی اور سفلی علم کی کاٹ کیلئے ایک سفلی عمل بزرگوں سے یہ بھی منقول ہے۔ طریقہ علاج یہ ہے کہ نیچے دی گئی عبارت کو ۲۱ مرتبہ سرسوں کے دانوں پر پڑھ کر گھر کے تمام گوشوں میں یہ سرسوں ڈال دیں۔ ۲۱ ہی مرتبہ سرسوں کے تیل پر دم کر کے رکھ لیں اور روزانہ سوتے وقت اس کی مالش مریض کو کرائیں۔ پورے جسم پر تیل کی مالش کریں۔ صبح کو مریض کو روزانہ نہلا دیں۔ ۷ دن لگاتار ایسا کریں نہلانے کے بعد روزانہ پڑھا ہوا پانی پلائیں۔ پانی پر بھی ۲۱ مرتبہ یہ عبارت پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں۔ اور اس عبارت کے تین نقش پیر کے دن ساعت قمر میں لکھ کر ایک مریض کے گلے میں ڈالیں۔ ایک گھر کی چھت پر لٹکائیں ایک دروازے کی چوکھٹ پر گاڑ دیں۔ انشاء اللہ ۷ دن میں فائدہ ہوگا اور جادو اُتر جائے گا۔ بلکہ جادو کرنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔

عبارت یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بند بند بند سحر بند اثر بند آسیب بند کرتوت بند دشمن کا دماغ بند دشمن کا دل بند دشمن کا ہاتھ بند دشمن کا پیر بند دشمن کا وار بند بحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ و بحق یا ولیؑ یا علیؑ لا الٰہ الا اللہ کی کہائی محمد رسول اللہ کی دہائی۔ العجل العجل العجل۔ الساعۃ الساعۃ الساعۃ۔

طریقہ ۷۶

عملیات کی لائن میں ایک عمل "عقدِ فرج" بھی ہوتا ہے۔ اس عمل کے ذریعہ عورت کو بیکار کر دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے شوہر سے صحبت نہیں کر پاتی۔ بلکہ اسے صحبت سے نفرت اور دہشت ہوتی ہے۔ اگر کسی عورت پر اس طرح کے اثرات محسوس ہوں تو اس کو عورت کیلئے ایک کاغذ پر مندرجہ ذیل آیت ستر مرتبہ لکھ کر بوتل میں ڈال لیں اور اس بوتل میں پانی بھر لیں۔ روزانہ صبح شام اس بوتل کا پانی کسی گلاس میں نکال چند قطرے شہد کے ڈالیں اور عورت کو پلا دیں۔ انشاء اللہ ۷ ہی روز میں "عقدِ فرج" سے نجات ملے گی۔

آیت یہ ہے۔ اِمْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ (آیت ۱۰، سورۂ تحریم، سپارہ ۲۸)

طریقہ ۷۷

حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ سحر کو رفع کرنے کیلئے یہ نقش دیا کرتے تھے اور اللہ کے فضل و کرم سے مریض صرف ایک ہی نقش سے شفایاب ہو جاتا تھا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۵۱	۲۵۵	۲۵۸	۲۴۴
۲۵۷	۲۴۵	۲۵۰	۲۵۶
۲۴۶	۲۶۰	۲۵۳	۲۴۹
۲۵۴	۲۴۸	۲۴۷	۲۵۹

طریقہ ۷۸ محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت مولانا نظام الدین اولیاؒ سورۂ مزمل کے ذریعہ جادو کا علاج کیا کرتے تھے۔ سورۂ مزمل پانی پر دم کر کے مریض کو دیا کرتے تھے۔ صبح و شام مریض یہ پانی پینے سے جادو کے اثرات سے نجات پا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص سورۂ مزمل کو روزانہ پڑھے گا اور اس کو اپنے پاس لکھ کر رکھے گا۔ اس پر کوئی بلا نازل نہیں ہوگی۔ خدا کی مخلوق کی نظروں میں وہ ذی عزت ہوگا۔ اللہ اس کو اپنا ولی بنائے گا اور اس سورہ کی پابندی سے تلاوت کرنیوالے پر آسیب و سحر اثر انداز نہیں ہونگے۔

طریقہ ۷۹ حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہاں آبادیؒ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر کوئی سحر زدہ شخص عشاء کی نماز کے بعد بیت اللہ کیطرف رُخ کر کے ۱۱۰ مرتبہ "یَا سُبُّوحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَوالجَلَال پڑھے گا تو انشاء اللہ ۲۱ روز میں اس کو سحر کے اثرات سے نجات نصیب ہوگی۔

طریقہ ۸۰ سفید کاغذ پر یہ عبارت کالی روشنائی سے لکھیں۔ "یَا ذی حرز لبطش الشدید انت الذی لا یُطاقُ انتقامہ یاقاھر اس کو مریض کے دائیں بازو پر باندھیں۔ دوسرے کاغذ پر یہ عبارت لکھیں۔ یامذل کل جبار عنید بقھر عزیز سلطانہ یامذلؔ۔ اس کو مریض کے بائیں بازو پر باندھیں۔ اور یہ دونوں عبارتیں ایک کاغذ پر لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ اس دن کے اندر سحر کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔

طریقہ ۸۱ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ جادو زدہ شخص کو یہ عبارت لکھ کر دیتے تھے۔ وہ نقش بنا کر گلے میں ڈال لیا کرتا تھا۔ اور بفضل خداوندی ٹھیک ہو جاتا تھا۔

الٰہی رحم۔ کن۔ کرم کن۔ بر حالِ فلاں ابن فلاں

انَّکَ غَفُوْرُ الرَّحِیْم۔ انَّکَ سَمِیْعٌ مجیب و انَّکَ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

زیر زبر لگانے کی ضرورت نہیں۔ فلاں ابن فلاں کی جگہ جادو زدہ کا نام اور اس کی والدہ کا نام لکھنا چاہیئے۔

طریقہ ۸۲ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ محدث دہلوی مسحور پر ۳ مرتبہ سورۂ فاتحہ ۳ مرتبہ سورۂ اخلاص اور تین تین مرتبہ معوذتین پڑھ کر دم کرتے تھے۔ لگاتار ۷ دن اس عمل کی برکت سے سحر رفع ہو جاتا تھا۔

طریقہ ۸۳ عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن حکیم کی ۳۳ آیات ایسی ہیں کہ اگر ان کو روزانہ پڑھا جائے تو جادو سے حفاظت ہوتی ہے۔ اور اگر جادو کے زیر اثر ہو تو بفضلِ خداوندی جادو سے نجات مل جاتی ہے۔ وہ ۳۳ آیات یہ ہیں۔ الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا
وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ
الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ
مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ
وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا
مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ
قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی
الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ
اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ
رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ
وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۝

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ۝

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی
الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ فَاسْتَفْتِهِمْ
اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ ۝

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ یُرْسَلُ عَلَیْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
یَتَفَكَّرُوْنَ ۝

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّہْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ وَّاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّاَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْہُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا ۙ

طریقہ ۸۴ علامہ شیخ ابوالعباس احمد ابن علی بونیؒ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کے چار اسمار کا نقش آتشی چال سے سحر کو دفع کرنے میں بے حد مفید اور مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ طریقۂ علاج یہ ہے کہ آتشی چال سے ان اسماء کا نقش چار طریقوں سے تیار کیا جائے ایک نقش مریض کے گلے میں ڈالیں۔ ایک نقش دائیں بازو پر ایک نقش بائیں بازو پر باندھیں اور ایک نقش جہاں مریض لیٹتا ہے ہاں لٹکا دیں۔ انشاء اللہ دس دن کے اندر اندر مریض کو سحر کے اثرات سے نجات مل جائے گی۔

وہ اسمارِ الٰہی یہ ہیں ـــــ اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ کریم۔

نقش اس طرح بنائیں۔

بحق یاممیت — بحق یامنتقم بحق منتقم — بحق یامذل

اللہ	الکریم	الرحیم	الرحمٰن
الرحیم	الرحمٰن	اللہ	الکریم
الرحمٰن	الرحیم	الکریم	اللہ
الکریم	اللہ	الرحمٰن	الرحیم

الرحمٰن	اللہ	الکریم	الرحیم
الکریم	الرحیم	الرحمٰن	اللہ
الرحیم	الکریم	اللہ	الرحمٰن
اللہ	الرحمٰن	الرحیم	الکریم

بحق یامذل — بحق یاقہار بحق یاقہار — بحق یاممیت

بحق یامذل — بحق یاقہار بحق یاقہار — بحق یاممیت

الرحیم	الرحمٰن	اللہ	الکریم
اللہ	الکریم	الرحیم	الرحمٰن
الکریم	اللہ	الرحمٰن	الرحیم
الرحمٰن	الرحمٰن	الکریم	اللہ

الکریم	الرحیم	الرحمٰن	اللہ
الرحمٰن	اللہ	الکریم	الرحیم
اللہ	الرحمٰن	الرحیم	الکریم
الرحیم	الکریم	اللہ	الرحمٰن

بحق یاممیت — یامنتقم بحق یامنتقم — بحق یامذل

یہ عمل جلالی اور جمالی اسمارِ الٰہی کا مرکب اور مشترک عمل ہے اور ہر مزاج کے مریض کو راس آتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی جادو میں مبتلا ہو تو اس عمل کے ذریعہ علاج کر کے فائدہ اٹھائیں۔

طریقہ ۸۵ نقش حروفِ نورانی کے ذریعہ بھی سحر کو رفع کرنے کا کام لیا جاتا ہے اور بفضلِ خداوندی مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ ان حروف کا مزاج مربع نقش گلے میں ڈالنا چاہیئے۔

مربع نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۶۵	۱۷۹	۱۷۶	۱۷۳
۱۷۷	۱۷۲	۱۶۶	۱۷۸
۱۷۱	۱۷۴	۱۸۱	۱۶۷
۱۸۰	۱۶۸	۱۷۰	۱۷۵

اور پینے کیلئے مثلث کے ۹ نقش بنا کر روزانہ ایک نقش عصر اور مغرب کے درمیان مریض کو پلائیں۔ انشاء اللہ ۹ دن میں سحر سے نجات ملے گی۔
نقش مثلث یہ ہے۔ اس کو گلاب و زعفران سے لکھیں۔

۷۸۶

۳۲۲	۲۲۷	۳۳۴
۳۳۳	۲۳۱	۲۲۹
۲۲۸	۲۳۵	۲۳۰

طریقہ ۸۶ سات سچے موتی لیں ہر ایک موتی پر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کر کے ایک بوتل میں ڈال دیں اور اس میں پانی بھر دیں۔ یہ پانی مریض کو صبح و شام سات دن تک پلائیں۔ آٹھویں دن موتیوں میں سے ایک موتی کی انگوٹھی بنوا کر مریض کو پہنا دیں اور چھ موتی ۶ الگ الگ کنوؤں میں ڈال دیں۔ کنواں مسجد کا ہو تو بہتر ہے۔ انشاء اللہ جادو کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔ اور آئندہ جب تک یہ انگوٹھی انگلی میں رہے گی۔ جادو نہیں ہو سکے گا۔

طریقہ ۸۷ جست کے ٹکڑے میں حروفِ مقطعات کندہ کرا کر اُسے کسی جگ میں ڈال دیں۔ اور پانی بھر لیں پھر یہ پانی صبح و شام سحر زدہ کو پلائیں۔ انشاء اللہ ۲۹ دن میں سحر سے نجات مل جائے گی۔

طریقہ ۸۸ ایک نیلے رنگ کی بوتل لیں۔ اس میں پانی بھر دیں پھر اس پر کسی بھی دن نماز فجر کے بعد سورۂ رحمٰن پڑھ کر دم کریں۔ آگے پیچھے گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ پھر یہ بوتل دھوپ میں رکھ دیں۔ صبح ۸ بجے سے شام ۵ بجے چھپنے تک اسے دھوپ میں رکھیں۔ یہ پانی سحر، جادو ٹونے اور پاگل پن کو رفع کرنے میں انشاء اللہ مفید اور موثر ثابت ہوگا۔ یہ پانی دن میں تین تین مرتبہ پلائیں۔ صبح کو نہار منہ رات کو سونے سے پہلے اور دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد انشاء اللہ ایک ماہ میں پوری طرح سحر کے اثرات سے اور جنون کیفیت سے نجات مل جائے گی۔

طریقہ ۸۹ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جادو زدہ کا علاج کیا جاتا ہے۔ طریقہ ہے کہ اسم مبارک کا مربع نقش گلے میں ڈالیں اور مثلث نقش ۹ دن تک لگاتار بعد نماز فجر پلائیں۔ انشاء اللہ جادو سے نجات عطا ہوگی۔

نقش مربع یہ ہے۔

۷۸۶

۲۲	۲۶	۲۹	۱۵
۲۸	۱۶	۲۱	۲۷
۱۷	۳۱	۲۴	۲۰
۲۵	۱۹	۱۸	۳۰

نقش مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۳۲	۲۶	۳۴
۳۳	۳۱	۲۸
۲۷	۳۵	۳۰

طریقہ ۹۰ سورۂ یٰسین کی آیت جسے سورۂ یٰسین کا دل قرار دیا گیا ہے ــــ اس کے ذریعہ بھی جادو کا علاج کیا جاتا ہے۔ راقم الحروف کا تیس سالہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جادو خواہ کیسا بھی ہو سفلی ہو یا میلا اس آیتِ پاک کے ذریعہ اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ بہت ہی محتاط اندازے کے ساتھ میں عرض کرتا ہوں کہ اس آیتِ کریمہ کے نقوش کے ذریعہ میں نے ابتک دس ہزار سے زیادہ جادو زدہ لوگوں کا علاج کیا ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے اکثر لوگوں کو جادو کے اثرات سے نجات مل گئی ہے۔ اس آیتِ کریمہ کی تاثیرات سے پوری طرح مستفیض ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس آیت کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ

میں کسی جمعرات سے زکوٰۃ کی شروعات کی جائے اور ۳۱۲۵ مرتبہ روزانہ پڑھ کر ۴۰ دن میں سوا لاکھ کی تعداد پوری کیجائے۔ چالیس دن میں زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ اس کے بعد روزانہ ۱۰۰ مرتبہ اس آیت کو ورد میں رکھیں۔ آیت یہ ہے۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ۔

جب کسی جادو زدہ کا علاج کرنا ہو تو سات چھوارے لیکر ہر چھوارے پر ۲۵ مرتبہ اس آیت کو پڑھ کر دم کردیں۔ اور سات کنوؤں کا پانی لیں۔ یا سات مسجدوں کے حوضوں کا پانی لیں۔ یا سات ایسی مسجدوں سے پانی لائیں جہاں کنواں یا بَرما ہو۔ یہ ساتوں پانی ایک بوتل کے بقدر ہوں۔ اس ایک بوتل پانی پر دو سو مرتبہ مذکورہ آیت اس طرح پڑھیں کہ سات سات مرتبہ شروع اور آخر میں درود شریف بھی پڑھیں۔ اور پانی پر دم کردیں۔ یہ پانی سات دن تک نہار منہ اور سونے سے پہلے مریض کو پلائیں۔ چھوارہ عصر کے بعد مریض کو کھلائیں اور اس کے فوراً بعد مذکورہ آیت کا نقش مثلث پانی میں گھول کر پلادیں۔ اس نقش کو پلانے سے ایک گھنٹے پہلے پانی میں گھول دیں۔

نقش یہ ہے۔

٧٨٦

٢٨۴	٢٧٩	٢٨٦
٢٨۵	٢٨٣	٢٨١
٢٨٠	٢٨٧	٢٨٢

اس طرح کے سات نقش گلاب و زعفران سے لکھے جائیں۔ سات دن میں چھوارے بھی نمٹ جائیں گے۔ اور نقش بھی اور بوتل والا پانی بھی جس دن علاج شروع کریں اسی دن سرسوں کے تیل پر دو سو مرتبہ مذکورہ آیت کو پڑھ کر دم کردیں۔ اور روزانہ سوتے وقت مریض کے جسم پر اس تیل کی مالش کریں۔ پوشیدہ مقامات کو چھوڑ کر جسم کے ہر ہر حصے پر تیل لگائیں۔ سات راتوں تک ایسا کریں جس دن چھوارے پانی اور نقوش ختم ہوجائیں۔ اُس دن مریض کو غسل کرادیں۔ اور غسل کے بعد مذکورہ آیت کا مربع نقش مریض کے گلے میں ڈال دیں انشاء اللہ کتنا بھی خطرناک جادو ہوگا ایک ہفتے میں ختم ہوجائے گا۔ اور مریض بھلا چنگا ہوجائے گا۔

نقش مربع یہ ہے۔

٧٨٦

٢١٢	٢١۵	٢١٨	٢٠۴
٢١٧	٢٠۵	٢١١	٢١٦
٢٠٦	٢٢٠	٢١٣	٢١٠
٢١۴	٢٠٩	٢٠٧	٢١٩

طریقہ ۹۱

اگر کسی شخص پر سفلی عمل کرادیا گیا ہو اور اس کی جان خطرے میں ہو تو بعد نمازِ مغرب اس کے سامنے بیٹھ کر عامل کو چاہیئے کہ حصارِ قطبی بآواز بلند پڑھے۔ اتنی آواز سے کہ مریض سُنتا رہے اور یہ عمل صرف تین دن تک لگاتار کرے۔ انشاء اللہ جادو ٹونے سے نجات مل جائے گی۔

حصارِ قطبی یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ یا میکائیلُ یا میکائیلُ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَۃً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَۃً مِّنْکُمْ وَطَآئِفَۃٌ یا رفتمائیلُ یا رفتمائیلُ قَدْ اَھَمَّتْھُمْ اَنْفُسُھُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاھِلِیَّۃِ یا سرطائیلُ یا سرطائیلُ یَقُوْلُوْنَ ھَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ یُخْفُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا یا امرائیلُ یا امرائیلُ ھٰھُنَا

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ یَا اسرافیلُ یَا اسرافیلُ یَا اسرافیلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ
مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ یَادردائیلُ یادردائیلُ یادردائیلُ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَهْیَا
شَرَاهِیَا علیفا ملیفا تلیفا خالفا مخلو قابحق ک ھا یا عین صاد و بحق حا میم عین سین قاف و بحق اِیَّاكَ نَعْبُدُ
وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ـ برحمتک یا ارحم الراحمین ـ

اس حصار کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ میں جمعرات سے شروع کریں۔ اور سات مرتبہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھیں۔ اوّل وآخر میں ایک ایک مرتبہ درود تنجینا پڑھیں۔ لگاتار چالیس دن تک یہ عمل جاری رکھیں۔ اکتالیسویں دن دودھ کی کھیر بنائیں اور گیارہ نمازیوں کو کھلائیں۔ انشاء اللہ زکوٰۃ ادا ہوگی۔ چونکہ حصارِ قطبی بانوکل ہے۔ اس لئے چالیس دن تک ترکِ جمالی کو ملحوظ رکھیں۔ اور دوران پڑھائی سستی اور غفلت کو قریب نہ پھٹکنے دیں۔ یہ حصارِ قطبی اور بھی بے شمار چیزوں میں کام آئے گا۔ اور سب سے بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ اس کے عامل سے جنات اس طرح ڈرتے ہیں جس طرح عوام الناس جنات سے ڈرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جو شخص حصارِ قطبی کا عامل ہوگا وہ روحانی طور پر بادشاہ کہلانے کا حق دار ہے۔

طریقہ ۹۲ کیسا بھی سفلی عمل ہو اور کیسا بھی خطرناک سے خطرناک جادو ہو۔ انشاء اللہ رفع ہوگا۔ یہ جادو اگر جنات کے ذریعہ بھی کرایا گیا ہو گا تب بھی انشاء اللہ اس کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے مریض کے گلے میں اسماءِ الٰہی الغنی، الشافی، الکافی کا نقش مربع آتشی چال سے تیار کر کے ڈال دیا جائے۔ جو اس طرح بنے گا۔

۷۸۶

٣٩٠	٣٩٣	٣٩٦	٣٨٣
٣٩٥	٣٨٤	٣٨٩	٣٩٤
٣٨٥	٣٩٨	٣٩١	٣٨٨
٣٩٢	٣٨٧	٣٨٦	٣٩٧

دوسرا کام یہ کریں کہ یہ سات حروف "و ا ی ح و ا ل" گلاب و زعفران سے لکھ کر آبِ زمزم، آبِ بارش یا سفید گائے کے دودھ میں تحلیل کر کے ۳ دن تک دن میں تین مرتبہ پلائیں۔ اس طرح ان حروف کو ۹ کاغذ کے پرزوں پر لکھ کر رکھ لیں۔

تیسرا کام یہ کریں۔ کالی گائے کا سینگ تقریباً ایک انچ حاصل کریں۔ اس کا برادہ بنالیں۔ دس گرام نئی روئی لیں۔ ۲۵ گرام سنبل لیں۔ ۲۵ گرام لوبان لیں۔ ۲۵ گرام سیاہ کیوٹی لیں۔ اگر سیاہ کیوٹی حاصل نہ ہو تو ۲۵ گرام سیاہ مرچ لیں۔ ان سب چیزوں کو ملا کر ان کے سات حصے کر لیں اور ۳ دن تک مریض کو بعد نمازِ عصر ان سے دھونی دیں۔ دھونی کا طریقہ عام فہم ہے۔ کوئلے کسی برتن میں دہکا کر اس میں یہ چیز ڈال کر جو دھواں نکلے وہ مریض کے جسم سے گزاریں۔ انشاء اللہ تین ہی دن میں جادو کا اثر ٹوٹ جائیگا۔

طریقہ ۹۳ جادو کے اثرات زائل کرنے کا ایک نادر طریقہ یہ ہے کہ "اللہ محمد" کے مشترک اعداد سے ایک نقش مربع تیار کر کے مریض کے گلے میں ڈالیں۔

مشترک نقش مربع یہ ہے۔

۷۸۶

٣٩	٤٢	٤٥	٣٢
٤٤	٣٣	٣٨	٤٣
٣٤	٤٧	٤٠	٣٧
٤١	٣٦	٣٥	٤٦

ان ہی اسماءِ مبارکہ کے مشترک نقش مثلث ۴ اعدد تیار کئے جائیں اور مریض کو سات دن تک صبح و شام دو نقش روزانہ دودھ میں گھولکر پلائیں۔

مشترک نقش مثلث یہ ہے۔

۷۸۶

۵۴	۴۸	۵۶
۵۵	۵۳	۵۰
۴۹	۵۷	۵۲

علاج شروع کرنے سے پہلے یہ کریں کہ ایک پاؤ تل، ایک چھٹانک نیا لوہا، ایک تولہ نیل چار کھیتوں میں سے ایک ہی طرح کے اناج (گندم، جو، چنا، باجرہ وغیرہ میں سے) ایک ایک شاخ توڑ لیں۔ پھر ان سب چیزوں کو آدھے میٹر کالے کپڑے میں پوٹلی بنا کر مریض کے سر سے پیر کی طرف ۷ مرتبہ اُتار کر جنگل میں دبا دیں۔ اس کے بعد مذکورہ علاج کریں۔ انشاءاللہ جادو کے بُرے اثرات سے نجات ملے گی۔

طریقہ ۹۴
مریض سے ۳ کوری ہانڈی ڈھکن سمیت منگائیں اور تین پاؤ اڑد ثابت منگائیں۔ الگ الگ تھیلی میں ہر ایک پاؤ اڑد پر سات مرتبہ یہ آیت اس انداز سے پڑھ کر دم کریں۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ بطل السحر باذن اللہ بطل السحر باذن اللہ بطل السحر باذن اللہ اور ہر تھیلی میں یہ نقش بھی لکھ کر ڈال دیں۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۱۷۳	۱۱۷۶	۱۱۷۹	۱۱۶۶
۱۱۷۸	۱۱۶۷	۱۱۷۲	۱۱۷۷
۱۱۶۸	۱۱۸۱	۱۱۷۴	۱۱۷۱
۱۱۷۵	۱۱۷۰	۱۱۶۹	۱۱۸۰

اس کے بعد اس ہانڈی کو مریض کے اوپر سے ۳ مرتبہ اُتاریں۔ یا مریض کے ہاتھوں سے اُڑد اور تعویذ ہانڈی میں ڈلوائیں۔ ایک دن میں ایک ہانڈی درمیانی آنچ پر پکائیں۔ ڈھکن ہانڈی کے اوپر رکھ کر اس کے چاروں طرف گُندھا ہوا آٹا لگا دیں۔ ہانڈی میں اڑد اور تعویذ کے علاوہ کوئی چیز نہ ڈالیں۔ ۴۵ منٹ پکانے کے بعد ہانڈی چولہے سے اُتار دیں۔ اور جب یہ ٹھنڈی ہو جائے اس کو لیجا کر جنگل میں دفن کر دیں۔ لگاتار ۳ دن تک یہ عمل کریں۔ تیسرے دن ہانڈی کے دفن ہونے کے بعد بعد مریض کو غسل دیں۔ اور یہ تعویذ اس کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاءاللہ جادو ٹوٹ جائے گا۔ اور رفتہ رفتہ مریض صحت مند ہو جائے گا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۶۸۱	۶۸۴	۶۸۸	۶۷۴
۶۸۷	۶۷۵	۶۸۰	۶۸۵
۶۷۶	۶۹۰	۶۸۲	۶۷۹
۶۸۳	۶۷۸	۶۷۷	۶۸۹

طریقہ ۹۵:۔ ایک بوتل پانی پر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ سات سات مرتبہ چاروں قل پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور مریض کو صبح و شام

بربانی سات دن تک پلائیں۔ سورۂ فاتحہ کے چار چالوں سے چار نقش تیار کر کے رکھ لیں۔ نمبر ۱ نقش مریض کے گلے میں ڈلوائیں ۲۴ گھنٹے کے بعد اس کو اُتار کر آٹے میں گولہ بنا کر ڈورے سمیت پانی میں پھینک دیں۔ پھر نمبر ۲ نقش مریض کے گلے میں ڈالیں۔ چوبیس گھنٹے کے بعد اس کو اُتار کر کہیں جنگل میں دبا دیں۔ اور تیسرا نقش مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ چوبیس گھنٹے کے بعد اس کو اُتار کر کسی بیری کے درخت پر باندھ دیں۔ اور چوتھا نقش گلے میں ڈال دیں۔ اس نقش کو چالیس دن تک کم سے کم باندھے رکھیں۔ انشاء اللہ سحر رفع ہو گا۔ تمام نقوش کالے رنگ کے کپڑے میں پیک کرائیں۔

طریقہ ۹۶

"ہفت سلام" کے ذریعہ بھی جادو کا علاج کیا جاتا ہے۔ یہ سات دن کا علاج ہوتا ہے۔

پہلے دن سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔

دوسرے دن۔ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔

تیسرے دن۔ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِیْمَ کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔

چوتھے دن۔ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔

پانچویں دن۔ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ یَاسِیْنَ کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔

چھٹے دن۔ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔

ساتویں دن۔ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں۔ عصر اور مغرب کے درمیان۔

بالترتیب ان کے نقوش یہ ہیں۔ ہفت سلام کا دوسرا طریقہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

①

۷۸۶

۲۸۴	۲۷۹	۲۸۶
۲۸۵	۲۸۳	۲۸۱
۲۸۰	۲۸۷	۲۸۲

②

۷۸۶

۲۰۷	۲۰۲	۲۰۹
۲۰۸	۲۰۶	۲۰۴
۲۰۳	۲۱۰	۲۰۵

③

۷۸۶

۱۶۵	۱۶۰	۱۶۷
۱۶۶	۱۶۴	۱۶۲
۱۶۱	۱۶۸	۱۶۳

④

۷۸۶

۲۳۷	۲۳۲	۲۳۹
۲۳۸	۲۳۶	۲۳۴
۲۳۳	۲۴۰	۲۳۵

⑤

۷۸۶

۱۳۳	۱۲۷	۱۳۵
۱۳۴	۱۳۲	۱۲۹
۱۲۸	۱۳۶	۱۳۱

⑥

۷۸۶

۲۲۱	۲۱۶	۲۲۳
۲۲۲	۲۲۰	۲۱۸
۲۱۷	۲۲۴	۲۱۹

۷۸۶

۱۹۹	۱۹۴	۲۰۱
۲۰۰	۱۹۸	۱۹۶
۱۹۵	۲۰۲	۱۹۷

اس کے بعد ان ساتوں سلام کا مجموعی مربع نقش سحر زدہ کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ سحر کے اثرات سے نجات ملے گی۔
پلانے والے نقش گلاب و زعفران سے لکھے جائیں۔
مجموعی مُربع نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۰۵۶	۱۰۶۰	۱۰۶۳	۱۰۴۹
۱۰۶۲	۱۰۵۰	۱۰۵۵	۱۰۶۱
۱۰۵۱	۱۰۶۵	۱۰۵۸	۱۰۵۴
۱۰۵۹	۱۰۵۳	۱۰۵۲	۱۰۶۴

طریقہ ۹۷

سورۂ جن کے نقش کے ذریعہ بھی جادو کا علاج کیا جاتا ہے۔ ۱۱ نقش پلیٹ پر لکھ کر پلیٹ کو دھو کر مریض کو صبح ۸ اور دس بجے کے درمیان پلائیں۔ اور ایک نقش مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ سحر سے نجات مل جائے گی۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۲۰۲۱۲	۲۰۲۰۷	۲۰۲۱۴
۲۰۲۱۳	۲۰۲۱۱	۲۰۲۰۹
۲۰۲۰۸	۲۰۲۱۵	۲۰۲۱۰

طریقہ ۹۸

”آیتِ سحر“ کے ذریعہ علاج کا ایک اور طریقہ بزرگوں سے منقول ہے۔ سب سے پہلے بارش کا پانی ایسی جگہ سے لیں۔ جہاں بارش کا پانی جمع ہوتے وقت کسی کی نظر نہ پڑی ہو۔
طریقہ جمع کرنے کا یہ ہے کہ جب بارش ہو تو برتن ایسے مقام پر رکھ دیں کہ وہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ کسی ایسے کنوئیں سے پانی نکالیں کہ جو کنواں معطل ہو۔ یا عام طور پر استعمال میں نہ آتا ہو۔ ایسا کنواں نہ ہو تو پھر اس تالاب کا پانی مجبوراً لے لیں۔ جس میں دھوبی کپڑے نہ دھوتے ہوں۔ ان دونوں پانیوں کو ایک جگہ کر لیں۔ اور اس میں مندرجہ ذیل نقش جو دراصل آیتِ سحر کا نقش ہے کالی روشنائی سے لکھ کر ڈال دیں۔ اور اس میں ۱۴ پتے کسی ایسے درخت کے ڈال دیں۔ جس کے پھل کھانے میں نہ آتے ہوں۔ اس کے بعد اس پانی کو چولہے پر رکھ دیں۔ جب اس میں کھدے پڑ جائیں تو پانی کو چولہے پر سے اُتار لیں۔ اور ٹھنڈا کر لیں۔ اس کے بعد سحر زدہ انسان کو جنگل لیجائیں۔ اور کسی تالاب کے کنارے میں لے جائیں۔ اور اس کو پانی میں کھڑا کر دیں۔ پانی اس کے گھٹنوں تک آجانا چاہیئے۔ اس کے سر پر پانی ڈالیں۔ غسل کے بعد گھر آ کر اس کے گلے میں یہی نقش کالی روشنائی سے لکھ کر ڈال دیں۔ اور ایک بوتل پانی پر آیتِ سحر ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں۔ اور سات دن تک صبح و شام یہ پانی مریض کو پلائیں۔ انشاء اللہ سات دن میں مکمل آرام مل جائے گا۔ اور جادو کے اثرات سے پوری طرح نجات مل جائے گی۔

۷۸۶			
۹۷۶	۹۷۹	۹۸۳	۹۶۹
۹۸۲	۹۷۰	۹۷۵	۹۸۰
۹۷۱	۹۸۵	۹۷۷	۹۷۴
۹۷۸	۹۷۳	۹۷۲	۹۸۴

...یہ ہے۔ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ط فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ ... بِطِلُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ط۔

طریقہ ۹۹ اکابرین سے ایک طریقہ سحر کو اُتارنے کا منقول ہے کہ ۴۱ اگربتی لیں ہر ایک اگربتی پر وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ" گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کردیں۔ اور اس آیت کا نقش بنا کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ صبح ... اگربتی مریض کے سر ... ئیں۔ اور ایک بوتل پانی پر مذکورہ آیت سو مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں لیں۔ جس وقت اگربتی ... جائے اس وقت ... پانی کا ایک دو گھونٹ مریض کو پلا دیں۔ اگربتی کے نیچے کوئی مٹی کا برتن رکھیں۔ تاکہ راکھ محفوظ کی جاسکے۔ ... ۴۰ دن میں ختم ... ئیں گی۔ ان سب کی راکھ جمع کر کے رکھ لیں۔ اور ۲۱ ویں دن مریض غسل خانہ میں جا کر اس راکھ اپنے ... دن پر ملے۔ پو... یدہ مقامات چھوڑ دے۔ راکھ زیادہ سے زیادہ سینے اور دل پر لگائے۔ چند منٹ کے بعد غسل کر لے انشاء اللہ ... اثرات سے پوری طرح نجات مل جائے گی۔
... کریمہ ... نقش یہ ہے۔

۷۸۶			
۴۶۶	۴۶۹	۴۷۲	۴۵۹
۴۷۱	۴۶۰	۴۶۵	۴۷۰
۴۶۱	۴۷۴	۴۶۷	۴۶۴
۴۶۸	۴۶۳	۴۶۲	۴۷۳

طریقہ ۱۰۰ آیت کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ کا نقش ہر مشکل ہر دشواری اور ہر طرح کے سحر کو رفع کرنے کیلئے اکسیر ثابت ہوتا ہے۔ ایک نقش گلاب و زعفران سے لکھ کر بوتل میں ڈال دیں اور پانی بھر لیں پھر صبح ... یہ پانی مریض کو پلائیں۔ ایک نقش کالے کپڑے میں کر کے مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ بہت جلد سحر کے اثرات سے نجات ملیگی۔
نقش یہ ہے۔

۷۸۶			
۵۹۳	۵۹۶	۵۹۹	۵۸۶
۵۹۸	۵۸۷	۵۹۲	۵۹۷
۵۸۸	۶۰۱	۵۹۴	۵۹۱
۵۹۵	۵۹۰	۵۸۹	۶۰۰

سحر وجادو کے اثرات کی حقیقت

سید فیض احمد صاحب نقوی

عوام وخواص کے اذہان میں جادو سحر ایک خوفناک اور پریشان حقیقت کے طور پر موجود ہے۔ مدت سے اس فن متین کے حقائق سے ناواقف لوگوں کے ہاں جادو اور سحر کے متعلق جو تیں مشہور ہیں ان کے مطابق یہ سمجھا جاتا ہے کہ جادو اپنے اثرات کے اعتبار سے تباہی وبربادی کے سوا کوئی دوسرا فائدہ ہرگز نہیں پہنچاتا یہ نظریہ جواب ایک اصولی شکل کی صورت میں تسلیم کرلیا گیا ہے۔ قطعی طور پر غلط ہے جادو کا موضوع اس حقیقت پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ محض اور محض خطرناک اور پریشان کن بنیادوں پر استوار علم ہے۔ یہ تو اس فن کی ابجد سے ناواقف لیکن خود کو اس فن کے عظیم ماہر وعامل سمجھنے والے نام نہاد عاملین وکاملین کا خود ساختہ نظریہ ہے۔ جو کسی صورت بھی اس فن کے اثرات کے سلسلہ کی تحقیق کرتے وقت کوئی بھی محقق تسلیم نہیں کرتا۔

اس کا سبب یہ ہے کہ اس غلط العام نظریہ کو علمائے متقدمین ومتاخرین نے ٹھکرادیا ہے اور سحر وجادو کے اثرات کے باب میں اس سلسلہ کی وضاحت کرتے ہوئے واضح طور پر اس کی تردید کی ہے۔ سر دفتر علماء وعاملین امام ہرمس اپنی مشہور زمانہ تصنیف طلسمات ہرمس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جادو وسحر واقعاتی طور پر دو صورتوں میں اثر انداز ہوتا ہے۔ پہلی صورت تباہی وبربادی اور نقصان کے حقائق پر مشتمل ہے۔ جبکہ دوسری صورت تباہی وبربادی اور ہر قسم کے نقصان کے ازالہ اور دفعیہ کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔ امام ہرمس کا یہ نظریہ سحر وجادو کے سلسلہ میں اس کے موضوع کی بنیاد کے طور پر مانا گیا ہے اور باقی علمائے مخفیات وطلسمات نے اپنی اپنی کتب معتبرہ میں اس نظریہ کو اپنے موضوعات کی بنیاد بنا کر اس کی تفصیل میں بہت کچھ لکھا ہے۔ واضح طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جادو کا موضوع صرف نقصان پہنچانا ہی نہیں، نقصان کا ازالہ کرنا بھی ہے۔ تباہی وبربادی کا پیدا کرنا نہیں، تباہی وبربادی کا حل بھی پیش کرنا ہے۔

فصل اول میں ہم اس سلسلہ کے چند ایک اعمال کو درج کرچکے ہیں ان کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ تخریبی اعمال کے ساتھ تعمیری پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ دونوں صورتیں ایک ساتھ موجود نظر آتی ہیں۔ اس مختصر سی تفصیل کے بعد ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سحر وجادو اپنے اثرات کے اعتبار سے کس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ کیا سحر وجادو کے کلمات وحروف کے تابع مؤکلات اور اس سلسلہ کی دوسری مخفی قوتیں عامل کے حکم کے تابع ہو کر نفع ونقصان اور خیر وشر کے حالات پیدا کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بحث زمانۂ قدیم سے آج تک جاری ہے اور اس فن کے ماہرین اس سلسلہ میں کوئی کلمات وحروف کے زیر اثر مؤکلات وروحانیات کی قوتوں سے کسی عمل کا سرانجام دے لینا یہ حقیقت تو سمجھ میں آتی ہے لیکن محض عمل کے اشکال وحروف کی عبارات کا کسی عمل کے لئے مؤثر ہونا پیچیدہ قسم کی حقیقت ہے جس کا سمجھنا عام لوگوں کی بجائے خواص تک محدود ہے۔

قاضی برہان الدین بربری شائل والسحر میں رقم طراز ہے کہ جس طرح کسی مغنیہ کا اس کی دلکش آواز میں گانا کانوں میں رس گھول دیتا ہے اور کسی تلخ اور بھدی آواز کے مالک شخص کی آواز بے چینی واضطراب پیدا کردیتی ہے۔ یا جیسے قرآن حکیم کی آیات مقدسہ کی تلاوت قلوب واذہان میں سکون وراحت پیدا کرتی ہے۔ کیا ان آیات میں کوئی ایسی مخفی قوتیں موجود ہوتی ہیں جو فرحت وانبساط پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں یا حروف وکلمات کی قوتیں ہی مؤثر

ثابت ہوتی ہیں۔ اس سلسلہ میں جو بھی کوئی فیصلہ کرے کر سکتا ہے۔ لیکن نرمی اور ترشی میں فرق واضح ہے۔ کوئل اور زاغ کی آواز میں فرق کو دور نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح یہ چیزیں انسانی طبیعت پر خوشگوار و ناخوشگوار اثر رکھتی ہیں بالکل اسی طرح سحر و جادو کی عبارت کے الفاظ و حروف کا اثر تسلیم کیا گیا ہے۔ لوگوں کے جم غفیر میں اچانک یہ اعلان کر دینا کہ سانپ آگیا ہے مجمع کی پراگندگی اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ ہر شخص کے ذہن میں سانپ کے خطرناک ہونے کا تصور اسے اپنی جان بچانے کی تدابیر کے لئے پریشانی کا پیدا ہوجانا قدرتی امر ہوتا ہے۔ ایسے ہی جادو اور سحر کا شک بھی پریشانی اور خوف کو پیدا کرتا ہے۔ چونکہ جادو خود بھی خطرناک اور پریشان کن حقیقت کا دوسرا نام ہے اس لئے اس کا تصور جنبہ پریشان کن ہوتا ہے اور اس بات کو جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ نفع و نقصان اور خیر و شر کے ہر قسم کے عملیات کے لئے جادو اور سحر کا متذکرہ بالا دونوں صورتوں میں اثر انداز ہونا ثابت ہے، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی وضاحت کے لئے ایک عمل بطور نمونہ تحریر کر دیا جائے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

دشمن کو بیمار کر دینے کے لئے

شائل والسحر میں دشمن کو بیمار کر دینے کے عجیب و غریب حقائق کا حامل ایک عمل اس طرح پر تحریر ہے۔

کہ عامل اگر اپنے دشمن کو بیمار ڈالنے کے لئے جادو کے اثرات کا تجربہ کرنا چاہتا ہو تو ہفتہ کے روز زوال ماہ قمری میں طلوع آفتاب کے بعد دو ساعت گزرنے پر جب مریخ کی ساعت آئے تو گھریلو جانوروں میں سے کسی جانور مرغی یا بطخ وغیرہ کو پکڑ کر ذیل کے کلمات و حروف کو کاغذ پر تحریر کر کے پانی سے دھو کر اس جانور کو پلا دے تو دیکھتے ہی دیکھتے دو یا تین روز کے اندر ہی جانور مذکور سخت قسم کا بیمار ہو کر مرنے کے قریب ہو جائے گا۔ قُفُوسُ قُفُوسُ قُوفُوسُ

اب آپ اس قریب المرگ جانور کو ذبح کر دیں اور ذبح کرتے وقت جو خون حاصل ہوا سے کسی برتن میں سنبھال رکھیں۔ جانور مذکور کے تمام جسم کو گڑھا کھود کر زمین میں دفن کر دیں اور مریخ و زحل کی ہی کسی منحوس ساعت میں اس جانور کے خون سے ان ہی الفاظ کو کاغذ پر تحریر کر کے جس بھی صحت مند، توانا اور تندرست آدمی کو پانی میں گھول کر کسی بھی طریقہ سے کھلا پلا دیں گے تو ایسی پیچیدہ اور خطرناک قسم کی بیماریوں اور عوارضات میں جکڑا جائے گا کہ کسی قسم کا کوئی بھی روحانی و جسمانی علاج اس کے لئے کارگر ثابت نہ ہو سکے گا اور جب تک وہ عامل اس عمل کے معکوس عمل کی مدد سے خود اس کا علاج نہ کرے گا کوئی بھی دوسرا عامل خواہ کس قدر بھی عامل و حاذق کیوں نہ ہو اس کے علاج پر قادر نہ ہو سکے گا اور وہ شخص اس عذاب میں مبتلاء مختلف بیماریوں کا شکار بستر مرگ پر پڑا رہے گا۔

صاحب شائل طلسمات اس عمل کو بطور نمونہ لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ اس خطرناک سفلی عمل کو طلسماتی زبان میں "سیف الاعداء" کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ جس کا عامل اگر خوفِ خدا نہ رکھتا ہو تو خلق خدا تعالیٰ کو اس کے ظلم و شر سے محفوظ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ امام ہرمس فرماتے ہیں کہ سحر و جادو کے دور اول کی تصانیف میں علمائے متقدمین نے اس عمل کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ علمائے کالدوسربان نے عمل "سیف الاعداء" کے اس سفلی عمل کی نسبت ساحر فرعون سامری کی طرف بیان کی ہے جو اس عمل کا پہلا عامل تھا۔ کتاب الآیات میں جسے صاحب شائل سامری کی تصنیف قرار دیتا ہے۔ اس عمل کی اجازت صرف اور صرف دشمن کو بیمار کر دینے کی حد تک محدود ہے۔ چنانچہ عامل جب دشمن کو چند روز تک مبتلائے مصائب و آلام ہوتے ہوئے دیکھ لے تو فوراً اس کے علاج کی طرف توجہ کرے ورنہ اس کا دشمن یقینی طور پر ہلاکت کے گھاٹ اتر جائے گا اور اس کے کچھ ہی عرصہ بعد اس عمل کی قوت و تاثیر سے خود عامل بھی انتہائی خطرناک اور تکلیف دہ بیماریوں میں مبتلاء ہو کر یقینی طور پر جان بحق ہو جائے گا۔

سحر و جادو کے متاثرہ متذکرہ بالا حالات کے شکار مریض کے علاج کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ عامل متذکرۃ الصدر سحری الفاظ و حروف کے اول و آخر (مَا اور هيَا) کے اضافہ کے ساتھ ترتیب دے اور مریض کے خون فصد سے تحریر کر کے آب باراں یا جاری پانی سے دھو کر اس کو پلائے تو بحکم خدائے تعالیٰ قریب المرگ مریض اس عمل کی خیر و برکت سے صحیح و تندرست ہو جائے گا الفاظ یہ ہیں۔

مَاقُفُوسُ هَيَا مَاقُفُوسُ هَيَا مَا قُوفُوسُ هَيَا

کتاب الآیات میں تحریر کیا گیا ہے کہ سحر و جادو کے زیر اثر بیمار ہونے والے مریض کے دوبارہ علاج کے لئے اس عمل کو بجالاتے وقت عامل کے لئے ظاہری پاکیزگی عمل کے مکان کا پاک و صاف ہونا، خوشبویات کا جلانا اور عمل کو کسی سعید ساعت میں سرانجام دینا ضروری ہے۔

عمل کی تفصیل

شائل طلسمات میں مرقوم و مسطور ہے کہ دشمن کو بیمار کر دینے کے اس عمل کی عبارت کے یہ سحری کلمات سُریانی لغت میں ہیں۔ پہلا لفظ قُفُوسُ ہے جس کا عربی میں متبادل لفظ اَلْقَهرُ ہے۔ علمائے عملیات و طلسمات نے اَلْقَهرُ کے شَمَائِيلُ ۔ هَوَائِيلُ اور مَوَائِيلُ تین مؤکل بیان کئے ہیں۔ جن

کا وظیفہ بیماری اور ہر قسم کے دماغی عوارضات کو پیدا کرتا ہے۔ دوسرا لفظ قَفُوس ہے جس کے لئے عربی میں وَالغضب کا لفظ موجود ہے۔ لفظ غضب کے طَوائیلُ اور قَمائیلُ دو موکل لکھے گئے ہیں جو بیماری میں اضافہ کرنے اور اسے کبھی نہ ختم ہونے والے اثرات کی پیچیدگی میں بدل دیتے ہیں۔ تیسرا لفظ قُوفُوسُ ہے۔ اس کے لئے عربی میں لفظ وَالهَلاکَتْ ملتا ہے جس کا عِزرَائیل اور رَعزَائیل دو موکلات سے تعلق ہے۔ یہ ہر دو موکل بیمار کو اس کے انجام یعنی موت تک پہنچانے کے وظیفہ پر مقرر ہیں۔ صاحب شائل طلسمات تحریر کرتا ہے کہ دشمن کو بیمار کرنے کے حقائق پر مشتمل یہ سحری عمل حقیقت میں اسی طرح ترتیب ہے۔

قَفُوسُ یا شَمائیلُ یاهَوائیلُ یا مَوائیلُ قَفُوسُ یاطَوائیلُ
یا قَمائیلُ قُوفُوسُ یا عِزرَائیلُ یارَعزائیلُ

ہرمس تحریر کرتا ہے کہ چونکہ یہ عمل اپنے موضوع کے اعتبار سے جامع الاعمال عمل تسلیم کیا گیا ہے اس لئے اس کے تکوینی اثرات کا دائرہ بھی عمل کے استعمال کی تین صورتوں پر محیط ہے۔ پہلی صورت اس عمل کو کھلانے پلانے سے تعلق رکھتی ہے جس کا ذکر گذر چکا ہے۔ دوسری صورت کھلانا پلانا ناممکن العمل ہو تو جادو اور سحر کو ترتیب دے کر دشمن پر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو تیسری صورت میں دشمن کے خیال و تصور ہی کو بنیاد بناکر عمل کی مدد سے اسے نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ ہرمس کہتا ہے کہ اگر دشمن کو کھلانا پلانا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں متذکرہ بالا صورت کی سحری عبارت کو شرائط و آداب عمل کے مطابق کسی منحوس ساعت میں دشمن اور اس کی والدہ کے نام کے ساتھ تحریر کرکے پارچہ کاغذ کو جلا کر اس کی جو خاک تیار ہو اسے کسی طریقہ سے دشمن کے جسم پر ڈال دے۔ ایسا ممکن نہ ہونے کی صورت میں دشمن کی رہائش گاہ یا اس کے راستہ میں دفن کردے تو دشمن عامل کے مقصود کے مطابق بیمار پڑ جائے گا۔ اس کے بعد جب اس سحری عمل کے متاثرہ مریض کا علاج کرنا ہو تو اس عبارت عمل کے اول و آخر (یا اور ھوٗ) کا اضافہ کرکے تحریر کرے۔ ترتیب عبارت اس طرح پر ہے۔

یاقَفُوسُ یاشَمائیلُ یاهَوائیلُ یامَوائیلُ هُویا قَفُوسُ
یاطَوائیلُ یاقَمائیلُ هُو یا قُوفُوسُ یا عِزرَائیلُ یا رَعزَائیلُ هُو.

اس عبارت کو کسی سعید ساعت میں کاغذ پر تحریر کرکے دشمن کی بیماری کو ختم کردینے کے ارادہ کے ساتھ عبارت عمل کو پانی میں گھول کر اگر ممکن ہو سکے تو مریض کو پلائے یا اس کے جسم پر چھڑکے یا پھر اس کے راستہ میں پھینک دے تو دشمن سحری اثرات کے سبب پیدا ہونے والے عوارضات سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور اس عمل کے نتیجہ میں جلد ہی صحت یاب ہو جائے گا۔ سحری قوت و تاثیر کے حامل اس عمل کی دوسری صورت کو بجالانے کی کوئی تدبیر کارگر نظر نہ آتی ہو تو پھر عامل تیسری صورت سے کام لے۔ شائل طلسمات میں اس تیسری صورت کی عبارت عمل کو دوسری صورت کی عبارت عمل کے الفاظ و حروف کے اول و آخر (اَوْ اور سْنا) کے اضافہ سے ترتیب دے کر لکھا گیا ہے۔ جس کی صورت یوں ہے۔

اَوْقَفُو سنشاً یا شَمائیلُ یا هَوائیلُ یا مَوائیلُ اَوْ قَفُوْ
سنشا یاطَوائیلُ یا قَمائیلُ اَوْ قُوفُوْ سنشا یاعزرائیلُ یا رَعزائیلُ

چونکہ اس تیسری صورت میں دشمن کے دور ہونے کی وجہ سے اسے نہ کھلایا پلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی عمل سے ترتیب کردہ کسی چیز کو اس کے جسم پر ڈالا جاسکتا ہے۔ نہ ہی اس کی راہ گذر میں دفن کیا جاسکتا ہے کہ جس پر سے وہ گذر جائے۔ اس کے لئے اس عمل کو پارچہ کاغذ پر نام دشمن مع نام والدہ کے لکھ کر جلاکر سات روز تک متواتر اس کی خاک کو دشمن کے بیمار کردینے کے ارادہ کے ساتھ ہوا میں اڑا دیا جاتا ہے۔ اس عمل کے نتیجہ میں دشمن جہاں بھی اور جس قدر بھی دور رہتا ہے یقینی طور پر اس عمل کے نقصان دہ اور خطرناک اثرات کا شکار ہو جاتا ہے اور سخت قسم کا بیمار ہو کر لاعلاج بن جاتا ہے۔ پھر جب عامل کو اپنے دشمن کے بیمار ہونے کی خبر پہنچے تو اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ فوراً اصلاح احوال کی طرف متوجہ ہو اور تیسرے طریقہ سے ترتیب کردہ عبارت عمل کے ہر لفظ کے اول و آخر (قَیا اور سوٗ) کے الفاظ کا اضافہ کرکے جو عبارت بنے اسے کاغذ پر تحریر کرکے اس کے نیچے دشمن اور اس کی ماں کا نام لکھے پھر اس تحریر کے آگے دشمن کے لئے اس کی بیماری سے شفا پانے کے الفاظ کا اضافہ کرکے روزانہ اس عمل کو لکھ کر سات روز تک بلاناغہ جلائے اور خاک کو جاری پانی میں ڈال دیا کرے۔ دشمن صحت یاب ہو جائیگا اور اس پر سحری اثرات کا اثر جاتا رہے گا۔ اس عبارت کی ترتیب یہ ہوگی۔

قَیا اَوْقَفُو سنشا سوٗیا شَمائیلُ یا هَوائیلُ یا مَوائیلُ قَیا
اَوْ قَفُوْ سنشا سوٗیا طَوائیلُ یاقَمائیلُ قیااَوْ قُوفُوْ سنشا سوٗیا
عِزرَائیلُ یارَعزائیلُ الشفاء اَشفَاءُ۔ الشفاءُ فُلانِ ابنِ فُلانَۃ۔

علمائے فن کے نزدیک سحر و جادو کو اس کے موضوع کے اعتبار سے بیسیوں عنوانات پر تقسیم کرکے بیان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جس طرح یہ موضوع اپنے اثرات کے اعتبار سے ایک ہمہ گیر اثرات کا مجموعہ ہے بالکل اسی طرح اس کے تباہ کن اور پریشان کن اثرات کا مقابلہ کرکے انہیں دفع کرنے کے لئے رد سحر و جادو کے جو عملیات ملتے ہیں وہ بھی اپنے حقائق کے اعتبار سے مختلف موضوعات پر تقسیم ہیں۔

فیوض طلسمات کا یہ باب سحر و جادو کے اثرات کے رد و بطلان کے

جن عملیات پر مشتمل ہے اس میں سحر وجادو کو اس کے عنوان کے اعتبار سے تشخیص کر کے اس کے متعلقہ اصولی عملیات واوراد کو بیان کیا گیا ہے۔ اس باب میں اگرچہ اس موضوع کے سلسلہ کے تمام تر عملیات، اعمال کا ضبط تحریر میں لانا مشکل ہی نہیں ناممکن نظر آتا ہے۔ تاہم۔ ہم اپنی کوشش کے مطابق سحر وجادو کے مختلف قسم کے ملے جلے اثرات کو رد کرنے کے سلسلہ کے کوئی پچاس ایک کے قریب عملیات کو صاحبان علم وفن کے لئے ضبط تحریر میں لا رہے ہیں۔

سحر وجادو کے اثرات کی مختلف اقسام کا بیان

حکیم انالیوسس اپنے قصائد میں رقمطراز ہے کہ ایک ماہر وحاذق روحانی طبیب کی ذمہ داری ہے کہ وہ علاج سے قبل اپنے زیر علاج مریض کے مرض کی سب سے پہلے بڑے غور وفکر اور کامل احتیاط کے ساتھ تشخیص کرے جب تشخیص کر چکے تب چل کر علاج کی طرف متوجہ ہو۔ حکیم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عامل اساتذہ فن کے تعلیم کردہ اصول وقواعد کی پرواہ نہیں کرتا اور علاج معالجہ کرتے وقت خود کو اصول وقواعد عملیات کا پابند نہیں سمجھتا تو وہ کبھی بھی نیک نامی اور کامیابی حاصل نہیں کر سکے گا۔ ایسا شخص خود بھی مختلف مواقع پر ذلیل ورسوا ہوتا ہے اور اپنی بے اصولی کے سبب علم وفن کی بدنامی ورسوائی کا بھی موجب ٹھہرتا ہے۔

حکیم کے نزدیک طلسماتی معالجات درحقیقت روحانی ونورانی اثرات کا مجموعہ ہیں جن کے حقائق کو سمجھنے کے لئے ایک سلیم وکریم ذہن کی ضرورت ہے اور ان حقائق سے استفادہ کے لئے بھی صابر وشاکر، مستقل مزاج اور بااصول ہونے کی شرط ہے۔ حکیم کی تحقیقات کے مطابق سحر وجادو کے اثرات کی موضوع کے اعتبار سے مختلف قسمیں ہیں جن میں سے دو اقسام جن کو عمومی وخصوصی اقسام کا نام دیا جاتا ہے زیادہ تر مشہور مقبول ہیں۔

سحر وجادو کی عمومی قسم کی تعریف

صاحب مجمع الاعمال کے مطابق حکیم انالیوسس کی تحقیقات سے جو نتیجہ نکلتا ہے اس کے مطابق سحر وجادو کی عمومی قسم سے مراد سحر وجادو کے ایسے اثرات کے حامل اوراد ووظائف ہیں جن کا اثر وقتی، عارضی اور معمولی قسم کا ہوتا ہے۔ جیسے دو دوستوں، میاں وبیوی اور اولاد ووالدین کے درمیان نفرت وعداوت کا پیدا کر دینا۔ یا جیسے دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے اس کی دوکان بندی کر دینا کسی کمزور وناتواں شخص کا اپنے مد مقابل ظالم وجابر دشمن کے شر وفساد سے بچنے کے لئے کسی ساحر وعامل کی مدد سے مطلوبہ شخص کی زبان بندی کر دینا یا جیسے کسی شریر وخبیث عورت ومرد کا قریبی ہمسایوں کے گھروں میں خوف وہراس پیدا کر کے اپنی انا کی تسکین کرنا یا پھر جیسے ازراہ دشمنی ومحبت کسی طالب کا اپنے مطلوب کی خواب بندی کر دینا یہ اور اس جیسے تمام تر عملیات جنہیں غیر استقلالی عملیات کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ چونکہ یہ عملیات واوراد اپنے اثرات کے اعتبار سے بہت زیادہ تباہ کن نہیں ہوتے، نہ ہی ان کا اثر مستقل اور حقیقی ہوتا ہے اس لئے یہ غیر مستقل اثرات پر مشتمل عملیات سحر وجادو کی عمومی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں اور اپنے استقلالی اثرات کے اعتبار سے عمومی عملیات کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ عمومی قسم کے عملیات بھی چونکہ اپنے اثرات کے اعتبار سے ایک مدت کے بعد چل کر نقصان دہ پریشان کن اور تباہی وبربادی پیدا کرنے کا سبب بن سکتے ہیں اس لئے عمومی قسم کے عملیات کے اثرات کا مکمل علاج نہ کرنا بھی اکثر حالتوں میں انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

سحر وجادو کی خصوصی قسم کی تعریف

صاحب مجمع الاعمال تحریر کرتا ہے کہ قصائد انالیوسس میں مذکور ومسطور ہے کہ سحر وجادو کی خصوصی قسم سے مراد سحر وجادو کا اپنے مکمل اور قوی تر اثرات کے اعتبار سے اثر انداز ہوتا ہے۔ سحر وجادو کی یہ قسم مستقل اور دیرپا اثرات پر مشتمل ہوتی ہے اس لئے اس کے اثرات بھی خطرناک، کربناک، اذیت ناک اور مہلک وبرباد کن ہوتے ہیں۔ سحر وجادو کی اس خصوصی قسم کا عامل اپنے عمل کے زیر اثر مخصوص قسم کی جناتی وشیطانی قوتوں کو اپنے مطلوبہ کام کی سرانجام دہی کے لیئے مقرر کرتا ہے جس کے نتیجہ میں عامل کے ظلم وستم کا نشانہ بننے والا شخص جسمانی وروحانی اور مالی ومعاشی ہر اعتماد سے تباہی وبربادی کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔

سحر وجادو کی خصوصی قسم کے عملیات کے زیر اثر مسحور افراد درست تشخیص نہ ہونے کے سبب ایسے حالات ومشکلات میں مبتلاء ہو جاتے ہیں جن سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کے مصداق ایسے لوگوں کی مشکلات وپریشانیاں دن بدن بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔ صاحب مجمع الاعمال اروس بیلی نے قصائد انالیوسس سے سحر وجادو کے خصوصی عملیات کے باب میں جن مثالی عملیات کو نقل کیا ہے ان میں سے ایک عمل بطور مثال ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

اروس بیلی لکھتا ہے کہ سحر وجادو کی خصوصی قسم کا ایک عمل جس میں دشمن کے کاروبار اور مال ومتال کو ختم کر دینا مطلوب ہوتا ہے وہ کچھ اس طرح پر ہے کہ ایک ساحر کے پاس سائل آ کر اپنا یہ مقصود بیان کرتا ہے کہ اسے

اپنے فلاں دشمن کے کاروبار کو بستہ کراتا ہے۔ ایسا بستہ کراتا ہے کہ جس کی نہ تو تشخیص ہی ممکن ہو سکے اور نہ ہی کوئی علاج کارگر ہو سکے۔ اس طرح پر کہ اس کے دشمن کا کاروبار اور مال و معاش ایسی تباہی و بربادی کا شکار ہو کہ اس کا اثر استقلالی صورت اختیار کر جائے۔ ساحر اپنے سائل کے مطلوب مقصود کے مطابق اس کے دشمن کے لئے سحر و جادو کا جو ایک خصوصی عمل تجویز کرتا ہے اس کے مطابق حکیم کہتا ہے کہ ایسا ساحر قصائد انالیوسس میں مندرجہ ترکیب کے مطابق قمر ناقص النور میں گربہ سیاہ دشتی کو حاصل کر کے ایک قفس آہنی میں بند کر دیتا ہے۔ اس عمل کو سات یوم تک اس ترتیب کے ساتھ بجالاتا ہے کہ گربہ کو صبح و شام پانی کی بجائے شراب پلاتا ہے اور خوراک میں حرام جانوروں کا گوشت کھانے میں دیتا ہے۔

عمل کے لئے عمل کے مقررہ وقت یعنی غروب آفتاب کے وقت وہ گربہ کو اس کے پنجرہ سے نکال کر اپنے سامنے پکڑ کر بٹھا دیتا ہے اور ذیل کے اسمائے طلسمات کو تین سو انیس (۳۱۹) مرتبہ پڑھ کر اس کے تمام جسم پر پھونکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی گربہ کو مخاطب کر کے یہ الفاظ دہراتا ہے کہ:-

"اے گربہ دشتی تجھے فلاں بن فلاں کے ہاں اس کے کاروبار کی تباہی و بربادی کے لئے بھیجتا ہے۔ تجھ پر اسماء مذکورہ کی قسم ہے کہ تجھے یہ کام سر انجام دینا ہوگا ورنہ تجھے قوم جنات کی صف سے نکال دیا جائے گا۔"

یَا غَرّ اَغرُ غَر غَر غَیرِ رَغَا غَیاغَیرًا غَرْبًا غَیرًا بَا غَرْیَا یَا غَرغَرُ غَرَا غَرْ.

صاحب مجمع الاعمال لکھتا ہے کہ اسماء کی مندرجہ بالا صورت در حقیقت اس عمل کی مختصر لغات پر مشتمل ہے مختصر لغات پر مشتمل یہ عمل اگرچہ مندرجہ مقصد کے لئے مؤثر بیان کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس عمل کی ایک چلہ میں سوا لاکھ کی تعداد کے مطابق زکوۃ کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ عمل کی تفصیلی شکل کو ادائے زکوۃ کے بغیر ہی مؤثر و مفید تحریر کیا گیا ہے۔ جس کی صورت درج ذیل ہے:-

یَاغَرًّا غَیَائِیلُ غَرُ غَرْ غَرَاقِیلُ یَا غَیرِ رَغَا غَیلُ غَیَا غَیرًا غَرَائِیلُ غَرْبًا غَیرَابًا غَرْبَائِیلُ غَرْبًا یَاغَرْ غَرْ غَرَائِیلُ غَرَاغَر غَرَا قِیلُ.

سات روز کے بعد ساحر اس گربہ کو اپنے سائل کے حوالے کر دیتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے کہ وہ اس سحری جانور کو اپنے مطلوبہ دشمن کے کاروباری مکان میں چھوڑ آئے۔ عمل تمام ہوا۔ حکیم لکھتا ہے کہ جوں ہی وہ شخص اس گربہ کو اپنے دشمن کے کاروباری ٹھکانہ پر چھوڑ آتا ہے تو یہ جانور اس سحری عمل کے زیر اثر اس شخص کی کاروباری جگہ پر صبح و شام آنا جانا شروع کر دیتا ہے اور اس جگہ پر کچھ دیر کے لئے بیٹھ کر روتا دھوتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے۔

یہ جانور مسلسل سات روز تک اس دشمن کے ہاں اسی ترکیب کے ساتھ آتا جاتا رہتا ہے جس کے نتیجہ میں اس شخص کا کاروبار دیکھتے ہی دیکھتے تباہی و بربادی کی نذر ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نحوستیں اس قدر غالب آجاتی ہیں کہ وہ کاروباری جگہ ویران ہو کر رہ جاتی ہے۔ ہر شخص کا دل اس جگہ سے اکتا جاتا ہے۔ بے سکونی بے برکتی بے چینی اور خوف و ہراس وہاں اپنا ڈیرہ جمائے ہے۔ حکیم اس عمل کو تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ یہ ایک ایسا سحری اور جادوئی عمل ہے کہ اگر اس عمل کو ایک پوری انسانی بستی کے لئے بھی کیا جائے تو یقینی طور پر وہ انسانی بستی تباہ و برباد ہو کر کھنڈرات کی شکل اختیار کر جائے۔ حکیم فرماتے ہیں کہ سحر و جادو کی مخصوص قسم کا یہ مثالی عمل انتہائی خطرناک اور تباہ کن اثرات کا حامل ہے اس لئے اس عمل کا بجالانا سوائے خصوصی ضرورت کے کسی طور پر بھی جائز و مباح نہیں ہے۔

حکیم لکھتا ہے کہ اس عمل کو بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ کسی عمل کی تشخیص کرتے وقت عمل کی حقیقت کا پتہ چل جائے کہ وہ عمل کس قسم کا ہے۔ چونکہ سحر و جادو کی خصوصی قسم کی تعریف بیان کرتے ہوئے اس عمل کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس خطرناک قسم کے سفلی عمل کا روحانی علاج بھی اس جگہ پر ہی تحریر کر دیا جائے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صاحب مجمع الاعمال نے بھی بحوالہ قصائد انالیوسس مندرجہ بالا مثالی عمل کو نقل کرنے کے بعد اس عمل کے اثرات کو باطل کر دینے والے حقائق پر مشتمل ایک عجیب و غریب عمل کو جس کی نسبت حکیم انالیوسس کی طرف بیان کی جاتی ہے اس طرح پر نقل کیا ہے:-

اگر عامل یہ تشخیص کرے کہ اس کے زیر علاج مسحور شخص کے کاروباری نقصان کا سبب مذکورہ بالا عمل ہے تو اس کے علاج کے لئے عامل قمر زائد النور کے دنوں میں بندریا کے بچے کو حاصل کر کے ذیل کے عمل کو جو مذکورہ بالا عمل کا معکوس عمل ہے بھوج پتر پر تحریر کر کے کسی بن بیاہی لڑکی کے دوپٹہ میں لپیٹ کر بندریا کے بچے کے گلے میں باندھے اور اسے مقررہ مکان میں چھوڑ دے اس عمل کے نتیجے میں ایک چلۂ کامل کے بعد چل کر مذکورہ سحر و جادو کا اثر باطل ہو سکے گا اور اس جگہ سے نحوست دب بے برکتی کا پہرہ ختم ہو جائے گا۔ خوف و ہراس کی کیفیت جاتی رہے گی اور اس طرح بندریا کے بچے کے ذریعے کئے جانے والے اس عمل کی مدد سے وہاں کا بستہ کاروبار دوبارہ کشادہ ہو جائے گا۔

اردس بیلی کہتا ہے کہ مذکورہ بالا سحری اثرات کے مکمل خاتمہ تک بندریا کے بچے کا وہاں رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اردس بیلی کا خیال ہے کہ اگرچہ متذکرۃ الصدر سحری اثرات سے تباہ و برباد ہو چکی ہو وہاں پر بندریا کے بچے کا سالہا سال تک رکھنا ضروری ہو جاتا ہے تاکہ پہلے سے کئے ہوئے اثرات بھی دور ہو سکیں اور آئندہ کے لئے بھی کوئی اثر وغیرہ نہ ہو سکے۔ عمل کی عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

أمَا يَاغَرَاغيَا ئيَلُ غَيَا أمَاغَرُ غَر غَرَاقيلُ سَوَاهَا أسَوَيَا غَيَر رَغَا غيَلُ غَيَاهَا أهَا غَيَا غيَراً غَيَزَائيلُ هَسَا يَاغَرَبًا. غَيَرَابَا غَرَبَائيلُ سَوَاهَا ألاغَرَيَا يَا غَرغَرَ غَرَائيلُ هَسَا يَا غَرَاغَرَ غَرَا قيلُ قَسَا.

محولہ بالا کاروباری تباہی و بربادی کے اثرات کا حامل عمل اور اس جیسے دوسرے عمل و سحر و جادو کی خصوصی قسم کے عملیات کا موضوع ہیں۔

سحر و آسیب کی تشخیص کے عجیب و غریب طلسماتی عملیات

طلسمات کے باب میں آسیب و جنات اور سحر و جادو کی تشخیص کے سلسلہ کے جو طریقے زمانۂ قدیم سے آج تک استعمال میں لائے جا رہے ہیں اور اپنے حقائق کے اعتبار سے کامیاب و بے خطا چلے آ رہے ہیں ان میں سے تشخیص کے چند ایک صدری طریقے جو میرے پاس صدیوں سے میرے خاندان کے اکابر بزرگوں کے موروثی عطیات کے طور پر موجود و محفوظ ہیں اور جو میرے روزانہ کے معمولات و مجربات کے طور پر کام میں لائے جا رہے ہیں، قارئین فیوض طلسمات کے لئے ضبط تحریر میں لائے جا رہے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ شائقین حضرات ان اعمال کے عامل بن کر اپنی پسند کے عملیات میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

عمل نمبر ا۔ تشخیص آسیب و جن کا معجزاتی عمل

یہ جاننے کے لئے کہ عامل کے زیر علاج مریض آسیبی و جناتی اثرات کے زیر اثر ہے یا قدرتی و جسمانی طور پر متاثر ہے۔ مریض کو عامل ننگے سر اور پاؤں سورج کی طرف منہ کر کے چمکتے ہوئے سورج کے ہالہ میں دیکھنے کا حکم دے اور خود اس کے پس پشت کھڑے ہو کر ذیل کے کلمات و حروف کو پڑھے۔ مریض آسیبی و جناتی خلل کے زیر اثر ہو گا تو اسی لحہ ہی چکرا کر منہ کے بل زمین پر گر پڑیگا اس طرح پر کہ اسے اپنی اور اپنے ماحول کی چنداں خبر تک نہ رہے گی۔ اور وہ مکمل طور پر بے سدھ ہو جائے گا اور اگر اس کے مرض کا سبب قدرتی و جسمانی یا خلل دماغی ہو گا۔ تو اس صورت میں وہ بالکل سکون و سکوت کے ساتھ سورج کی ٹکیہ کی طرف دیکھتا رہے گا۔ عبارت عمل ملاحظہ ہو۔

عَزَمْتُ عَلَيكُمْ مَلاَ نِكَةُ الجِنّ وَالشّيَاطِين أحضُرُوفِي هٰذِهِ السَّاعَةِ عَلىٰ هٰذَا الآدَمِيّ اِنْ كُنتُمْ بَاسَائِرِ الأحْوَال يَاايُّهَاالغَابِرُوْنَ بِحَقّ عَلُوشِ دَهُوشِ هَرْ هَرْ ظَلُوشِ عَزَمْتُ عَلَيكُمْ يَاايُّهَا الغَابِرُوْنَ الَّذِينَ سُلِطَتَ عَلَى العَبْدِ وَادْفَعُوا عَنْهُ فِى هٰذِهِ السَّاعَةِ بِحَقّ مَا هَلَفْتُ لَكُمْ مِنْ أسْمَاءِ الكَرِيمَةِ وَبِحَقّ صَاحِبُ السَّيْفِ وَالاَمْرِ وَلِيُّنَا وَوَلِيُّكُمْ حَضرتِ مُحَمَّدُ المَهْدِى عَلَيهِ السَّلاَم يَاجَمِيعُ الجِنَّاتِ وَالشُّرُودِ بِحَقّ هُوَ مَا جَلَدِ طُوْتَا قَلْبِ يُوهَلْ هَادِ بِالذُّنُوب يَا اَيُّهَا المُذنِبُوْنَ اَنْتُمْ وَحَرِيمُكُمْ اَلوَحَا اَلعَجَا اَلسَّاعَة۔

یاد رہے کہ اس عمل کو ابر آلودگی کے اوقات میں بجالانے کی ممانعت ہے۔ چونکہ اس عمل میں مریض کا سورج کی ٹکیہ کی طرف دیکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اس لئے اس عمل کا بہترین وقت چاشت کا وقت ہے عمل کے لئے عامل اور مریض دونوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ عمل بجالانے سے قبل غسل کر کے پاکیزہ لباس پہنا جائے اور عمل کو کسی کھلی اور کشادہ پر سکون جگہ پر بجالایا جائے۔ شرائط عمل کے مطابق تشخیص کے اس عمل کی مدد سے یہ جان لینے کے بعد کہ مریض کے مرض کا سبب غیر قدرتی یعنی آسیبی و جناتی ہے۔ جب مریض عمل کے زیر اثر سورج کی طرف دیکھتے ہوئے گر پڑے تو عامل زمین پر پہلے سے بچھائے ہوئے فرش پر دو زانو ہو کر تشہد کی حالت میں بیٹھے اور اسمائے عمل کو بلا تعین تعداد تلاوت کرتا رہے اور مریض کچھ ہی دیر کے بعد خود بخود پر سکون ہو کر ہوش میں آجائے گا۔ عامل اس عمل کو عمل کی حقیقت کے مشاہدہ کے لئے ایک ہی نشست میں جتنی مرتبہ چاہے بجالا سکتا ہے۔

سو د اوراق ارباب علم و فن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہے کہ تشخیص کا یہ عمل در حقیقت جناتی و آسیبی مریض کے لئے حاضراتی عمل کے طور پر کام میں لایا جاتا ہے۔ اس عمل میں جونہی مریض سورج کی ٹکیہ کی طرف بغور ٹکٹکی لگائے ہوئے دیکھتا ہے تو اسے سورج کے ہالہ کے آئینہ میں اپنے جسم پر باطنی حیثیت سے مسلط ہونے والے آسیب و جن کی شکل و صورت دکھائی دیتی ہے۔ مریض مسلسل اس عجیب و غریب مشاہدہ کا نظارہ کرتا رہتا ہے اور عامل عمل کی تلاوت کرتا رہتا ہے جس کے نتیجہ میں کچھ ہی دیر بعد مریض کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے سورج کے ہالہ میں نظر آنے والی اشکال و ہیات عجیبہ اس کے دائرہ سے نکل کر بڑی تیزی کے ساتھ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اس پر جھپٹ پڑنے کو تیار ہیں جس پر وہ خوفزدہ ہو کر

چیخ اٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو کر چکرا کر گرتا ہے۔

عمل کی تفصیل

تشخیص کے اس عمل کو علمائے طلسمات نے تشخیص کے اسراری عملیات میں شمار کیا ہے۔ اس عمل کی صداقت کے لئے اسی قدر ہی کافی ہے کہ علمائے فن نے اس عمل کو اپنی اپنی تصانیف میں بڑی تعریف کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور طلسمات کا عامل بننے کے لئے تشخیص کے متعلقہ اس جیسے عملیات میں مہارت تامہ حاصل کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ قاضی صاعد صاحب نیابیع الطلسمات کے نزدیک تشخیص کا یہ عمل ایک طلسماتی معجزہ ہے جس کے متعلق موصوف رقمطراز ہیں کہ یہ عمل میرے معمولات و مجربات میں سب سے بڑھ کر مفید اور ایک عجیب چیز ہے۔ عمل کی تسخیر کی تفصیل کے سلسلہ میں نیابیع الطلسمات میں مسطور و مذکور ہے کہ جو شخص اس عمل سے استفادہ کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے لئے سب سے پہلے عمل کی تسخیر کا ارادہ کرے جس کی مختصر تفصیل یوں ہے کہ عمل کو ترکِ حیوانات جمالی جلالی کی پابندیوں کے ساتھ ایک چلہ میں ستر ہزار (۷۰،۰۰۰۰) کی مقررہ و معینہ تعداد کے مطابق پڑھ کر سدھ کرے۔ عمل قابو میں آجائے گا اور عامل اس سے حسب ضرورت و حالات جب چاہے استفادہ کر سکے گا۔

عمل کی تسخیر کے بعد بھی عمل کے اسماء و کلمات کو مداومت کے طور پر عامل جس قدر چاہے ایک تعداد مقرر کر کے روزانہ پڑھتا رہے۔ مداومت کے عمل سے عمل کی قوت تاثیر نہ صرف برقرار رہتی ہے بلکہ اس میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ میں بفضلہ تعالیٰ خود اس عمل کا عامل ہوں۔ میری طرف سے شائقین حضرات کے لئے اجازت عام ہے کہ وہ جب چاہیں عمل کو تسخیر کر کے طلسمات کے حقائق کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

عمل نمبر۲۔ سحر وجادو کی تشخیص کا عجیب و غریب طلسماتی عمل

تشخیص کا یہ عمل جو میرا ذاتی طور پر آزمودہ اور مجرب و بے خطا ہے سحر وجادو کی تشخیص کے حقائق کا ایک ایسا عمل ہے جو زمانہ قدیم کے علماء کا بیان کردہ عمل ہے اور اس وقت سے لے کر آج تک قابل عمل اور اپنے موضوع کے اعتبار سے مفید و مؤثر ہوتا چلا آرہا ہے۔ سحر وجادو کی تشخیص کے اس عمل کا ذکر کرتے ہوئے حکیم انالیوسس اپنے افادات میں تحریر کرتا ہے کہ سحر وجادو کی تشخیص کا ایک عمومی طریقہ یہ ہے کہ مریض کی آنکھوں میں غور سے جھانک کر دیکھا جائے تو مسحور کی آنکھیں پھٹی پھٹی خمار سے بھری ہوئی اور خوف کے زیر اثر دہشت ناک دکھائی دیتی ہیں سحر وجادو کے متاثرہ مریض کی تشخیص کی ایک دوسری عمومی علامت یہ بھی ہے کہ ایسا مریض ہر وقت اداس، پریشان، تھکا ماندہ، مضطرب و بے چین، وہمی، شکی المزاج اور چڑچڑی طبیعت کا مالک بن جاتا ہے۔

تشخیص کی تیسری عمومی صورت کے متعلق حکیم کا تجربہ ہے کہ سحر زدہ مریض کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق بڑی تشویش رکھتا ہے۔ اسے ہر وقت یہ سوچ رہتی ہے کہ کہیں اس کے کھانے پینے کی چیزوں میں اس کی ہلاکت کے لئے کوئی زہر وغیرہ تو نہیں ملا دیا گیا۔ حکیم فرماتے ہیں کہ ہر سحر زدہ مریض کو مذکورہ بالا علامات کے اعتبار سے شناخت کیا جا سکتا ہے۔ ایک قابل اور ماہر عامل کسی قسم کا کوئی عمل بجالائے بغیر ہی غور و فکر اور تجربہ کی بنیاد پر تشخیص کی ان علامتوں کو محسوس کر کے سحر زدگی کے متعلق حتمی فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود کہ علامات مذکورہ بالا سے سحر زدہ مریض کے سحر وجادو کی تشخیص کی جا سکتی ہے۔ اگر عامل سحر زدگی کی خصوصی تشخیص کرنا چاہے تو اس کے لئے ذیل کے کلمات کو سات مرتبہ پڑھ کر پھونکے اور جس مریض کی تشخیص کرنا ہو اسے پلائے۔ سحر زدہ ہونے کی صورت میں وہ پانی سخت قسم کا کڑوا ہو جائے گا جس کے پینے سے سحر زدہ مریض انکار کر دے گا۔ جبکہ یہی پانی عام لوگوں کے لئے کسی قسم کی بو اور ذائقہ کے بغیر عام پانی کی طرح ہوگا۔ کلمات عمل یوں ہیں۔

نَہُوْاً تَہُوْاً یَہُوْاً مَہُوْاً حَیَاجَزْہَ تَیَا خَزْ بِالسِّحْرِ وَالْوَسْوَاسِ مِنْہَا طُوْثُ مَہَافُوْثَ قَرْہَنْ تَرُوْثَا اَیَا جُنُوْدَ الْجِنْ وَالشَّیَاطِیْنِ ھَرِیْزًا قَرِیْزًا سَرِیْزًا۔

عمل نمبر۳۔ سحر وآسیب کی تشخیص کے لئے

قاضی ریحان الیافوجی کتاب الآیات کے حوالے سے اپنی تصنیف جلیلہ الجہد الاسرار میں سحر وآسیب کی مشترکہ تشخیص کے حقائق کا حامل ایک سہل الحصول قسم کا عمل تحریر کرتے ہوئے اس کی تفصیل میں رقمطراز ہیں کہ عامل جس مریض کے متعلق تشخیص کرنا چاہے کہ اس کے مرض کا سبب سحر وجادو ہے یا اس پر آسیب وجنات کا تسلط ہے۔ اس کے لئے مطلوبہ مریض کو اپنے سامنے بٹھا کر ذیل کے کلمات کو اکیس اکیس مرتبہ تلاوت کر کے اس کے دونوں کانوں میں دائیں سے بائیں بالترتیب پھونکے۔ مریض کے سحری اور جادوئی اثرات کے زیر اثر ہونے کی صورت میں مریض پر عمل کے وقت عارضی و وقتی غنودگی طاری ہونے لگے گی اور اس کی آنکھیں خود بخود بند ہونے لگیں گی۔ یہ اس وقت تک اثر باقی رہے گا۔ جب تک عامل تشخیص کے عمل کو جاری رکھے گا۔ اگر اس عمل کے نتیجہ میں مریض خاموشی کے ساتھ پر

سکون بیشمار ہے اور ظاہر ہو جائے کہ اس پر کسی قسم کا کوئی سحر وجادو وغیرہ نہیں ہے تو اس کے لئے کہ کیا اس پر آسیبی اثر ہے تو عامل کلمات عمل کو کسی سفید کاغذ پر تحریر کرے اور تعویذ کی صورت میں لپیٹ کر مریض کو دے کہ وہ اس تعویذ کو اپنی داڑھوں کے نیچے رکھ کر دبائے۔ جونہی مریض ایسا کرے گا تو اس پر آسیب وجناتی خلل ہونے کی صورت میں اس کا ایذاء دہندہ جسم آسیب وجن میں سے جو بھی ہو گا فوری طور پر اس پر آحاضر ہو گا۔

یاد رہے سحر وآسیب کی تشخیص کا یہ عمل سحر وجادو کی تشخیص اور سحر وجادو کے ذریعے مسلط کردہ آسیب وجن کی تشخیص کے لئے ہی ہے۔ قدرتی وحادثاتی طور پر مسلط آسیب وجن کی تشخیص کے لئے یہ عمل کار آمد نہیں ہے۔ اگر قدرتی وحادثاتی آسیب وجن کی تشخیص کرنی ہو تو اس کے لئے ہم پچھلے اوراق میں ایک عمل تحریر کر چکے ہیں جس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ کلمات عمل کو ضبط تحریر میں لانے سے پہلے ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ کے لئے یہ عرض کر دیا جائے کہ آسیب وجن کے کسی شخص پر مسلط ہو جانے کی جو وجوہات بیان کی گئی ہیں ان میں سے دو ایک کثیر الوقوع وجوہات ہیں۔ جن میں سے پہلی وجہ کسی پر آسیب وجن کا قدرتی وحادثاتی طور مسلط ہو جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ کوئی شخص غلطی سے آسیبی وجناتی ماحول میں گرفتار ہو جائے۔ دوسری صورت اس طرح پر ہے کہ دشمن کے سحر وجادو کے کلمات کے متعلقہ مؤکلات وجنات کسی پر مسلط کر دئے جائیں۔ چونکہ دونوں صورتوں میں ایک واضح فرق موجود ہے۔ اس لئے تشخیص کرتے وقت بھی نوعیت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف طریقہ جات کو بروئے عمل لایا جاتا ہے۔

طلسمات میں اس سلسلہ کا ایک عظیم ذخیرہ ملتا ہے۔ چنانچہ اگر تشخیص پر مبنی عملیات واوراد کو ہی یکجا کر دیا جائے تو اس کے لئے بھی ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ تشخیص کے سلسلے کے متذکرۃ الصدر عملیات کو درج کرنے کے بعد ہم محسوس کرتے ہیں کہ تشخیص امور کے لئے اس قدر عملیات ہی کافی ہیں۔ مذکورہ بالا عمل کے کلمات درج ذیل ہیں۔

صنہا صنا قہاصنا مہاصنا

یہ عمل بھی میرا آزمودہ ومجرب المجرب ہے۔ میرے عملیاتی ذخیرہ میں تشخیص کے لئے اس سے زیادہ کوئی دوسرا اسہل الحصول عمل موجود نہیں ہے۔

عمل کی تفصیل

البحیۃ الاسرار میں مندرجہ مذکورہ بالا عمل کی تفصیل بیان کرتے ہوئے الیافوجی تحریر کرتے ہیں کہ عمل کے کلمات جو سحر وآسیب کی مشترکہ تشخیص کے لئے مؤثر ومجرب تسلیم کئے جاتے ہیں در حقیقت قوم جنات کے تین عظیم المرتبت فرمانرواؤں کے نام ہیں۔ جب کہ اس کے علاوہ یہ تینوں نام ملائکہ رحمت کے اسمائے کریمہ اور شریفہ ہیں۔ صنہا صنا ملک ابر سحاب کا نام ہے، عبرانی کلمہ ہے۔ عربی میں اس کے لئے اسمٰعیل آتا ہے۔ قہاصنا دریاؤں وسمندروں پر مقرر ملک مقرب کا نام ہے، عربی زبان میں اس کا ترجمہ کیا جائے تو سرفائیل آتا ہے تیسرا اسم مہاصنا ہے۔ عبرانی کے اس کلمہ کے مطابق عربی میں سوطائیل ہے۔ یہ ملک مقرب کھیت وکھلیان اور ریاض وگلستان پر مقرر ہے۔ چونکہ قوم جنات کے سرداراں کے اسماء مذکورہ بالا ملائکہ کے اسمائے موسوم ہیں۔ شاید اسی اعتبار سے جنات کے ان سرداروں کو ابر وباد، پانی اور باغات وغیرہ کے مقامات واوقات کے سلسلہ کے جنات کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔

الیافوجی فرماتے ہیں کہ تشخیص کے اس عمل سے کام لیتا ہو تو اس سلسلہ کی ترتیب کردہ اسمائے ملائکہ وجنات کی عبارت یوں بنتی ہے۔

أؤصنہا صنائیلُ واسمع نِدائی أیا قہا صائیلُ وانصُرلِرجائی یامہاصائیلُ واشفِ لِدائی وعلیکُمْ تحیۃٌ وسلامٌ بارکَ اللہُ فیکُمْ وعلیکُمْ یاملائکۃُ المقرّبُونَ بنُصرۃِ اللہِ العزیزِ الحمیدِیا أیا أبا ہیا ہُوہیا۔

جہاں تک اس عمل کی تسخیر کا تعلق ہے بحیۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ یہ عمل اپنی اثر آفرینی کے سبب بغیر کسی چلہ ووظیفہ کے ہی مؤثر ثابت ہوتا ہے میرے نزدیک یہ بات کسی عمل کی واقعاتی وکراماتی حیثیت کو تو واضح کرتی ہے لیکن میں اپنے طور پر سمجھتا ہوں کہ ہو وہ عمل جو ادائے زکوۃ کے بغیر ہی پر اثر تسلیم کیا جاتا ہے اس کے لئے بھی کچھ پابندیاں بہر حال موجود ہیں۔ چنانچہ عامل کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاک باطن ہو۔ شریعت مقدسہ ومطہرہ کا عامل ہو۔ تقوی وطہارت کا پابند ہو اور عملیاتی شرائط میں سے کم از کم ترک حیوانات کا خیال رکھتا ہو۔ مذکورہ خصوصیات کا حامل عامل ہی اس قسم کے عملیات سے استفادہ کر سکتا ہے۔ بہر حال کس وناکس کے لئے ان عملیات سے مستفید مستفیض ہونا ممکنات میں سے نہیں ہے۔

میرے معزز قارئین کرام میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عملیات خواہ چلہ کشی پر مشتمل ہوں یا چلہ کشی کی شرائط بغیر ہوں عامل کے لئے بہر حال عملیاتی اوصاف کا مالک ہونا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ جب تک کوئی عامل خود اپنی ذات میں عمل وکردار کے اعتبار سے مثالی نہ بن سکے گا کسی بھی عمل سے کما حقہ استفادہ نہیں کر سکے گا۔ جس طرح کچھ عملیاتی اصول وقواعد ہیں بلکہ اسی طرح

عامل بننے کے لئے بھی اوصاف رکمالات کا ایک باب تجویز کیا گیا ہے۔ جب تک عامل اپنے میں وہ اوصاف وکمالات پیدا نہیں کر لیتا نہ وہ عامل بن سکتا ہے اور نہ ہی اسے عامل کہلوانے کا کوئی حق پہنچتا ہے۔ تشخیص کے مذکورہ بالا عمل کو تحریر کرنے کے بعد اب ہم فیوض طلسمات کے دوسرے باب کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ باب بھی عملیاتی حقائق کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آئے گا جس کو ہم نے کوزہ کی حدود کے اندر اندر رکھنے کا اہتمام کر دیا ہے۔

عمل نمبر ۴۔

سحر وجادو کے ذریعے کاروبار کو باندھ دینے کا عمل سفلی اور سحری عاملین کے یہاں عام اور خصوصی عمل کے طور پر مشہور ومروج ہے۔ اس عمل میں مالی اور معاشی پریشانیاں پیدا کر کے جس شخص کو سحر وجادو کا نشانہ بنایا جاتا ہے اسے تباہ وبرباد کر کے، ذلیل ورسوا کر کے معاشی طور پر اس حد تک مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ بھیک مانگنے پر اتر آتا ہے۔ رزق کے سارے دروازے اس پر بند کر دئے جاتے ہیں کہ کہیں سے بھی اس کو سہارا نہیں مل سکتا اور اس طرح وہ شخص مالی پریشانیوں کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر بھی مفلوج وناکارہ بن جاتا ہے۔ ایسے ہی اثرات کے حامل عملیات واوراد سحر وجادو کا موضوع ہیں۔ چونکہ اس قسم کے عملیات کثیر الوقوع ہیں جو حسد وبغض کی بنیاد پر عمل میں لائے جاتے ہیں۔ ایسے عملیات کے عواقب ونتائج پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو یہ دیکھ کر روح انسانی تڑپ اٹھتی ہے کہ محض چھوٹی چھوٹی دشمنیوں کے نتیجہ میں ایک انسان اپنے ہی ایک دوسرے بھائی بند کو کس قدر ذلیل ورسوا کرنے پر اتر آتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ ظالم سفاک قسم کے عاملین وماہرین حضرات بھی قابل مذمت ہیں۔ انسانیت کے مجرم ہیں جو محض معمولی سی اجرت کے لالچ میں کسی ایک کے کہنے پر دوسرے شخص کا مالی ومعاشی طور پر بیڑہ غرق کر دینے کے لئے اچھے برے عملیات بجالانے کے لئے ہمہ مستند اور تیار رہتے ہیں۔

ہم پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں کہ مخفی علوم وفنون میں سے کسی بھی علم وفن کا موضوع کسی بھی شخص کو ناجائز طور پر تنگ کرنا اور نقصان پہنچانا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ سحر وجادو جیسے علم وفن کا موضوع بھی محض حسد وانتقام کی بنیاد پر کسی کو نقصان پہنچانا نہیں ہے۔ بلکہ یہ علم وفن بھی ایسے موضوعات سے بحث کرتا ہے جس میں صرف دشمن کو جوابی طور پر اس کے ظلم وجبر کے مقابلہ اور بدلہ میں نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ تاہم یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ مخفی علوم وفنون کو علمائے علم وفن نے ضبط تحریر میں لاتے ہوئے صرف رمز وکنایہ کی زبان میں ہی لکھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرن اول کے علماء کی مرموز وجناتی عبارتوں پر مشتمل عملیاتی ذخیروں سے ان کے بعد آنے والی نسلیں، دلچسپی رکھنے والے حضرات اور ارباب علم وفن بالکل نابلد رہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرن ثانی کے علمائے علم وفن نے اپنے طور پر مخفی علوم وفنون کی ترتیب وتدوین کرتے ہوئے خیر وشر کے عملیات میں کوئی ترتیب نہ رکھی بلکہ رطب ویابس کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا۔

چنانچہ قرن ثانی کے عہد کے علمی وفنی ذخیرہ جات ومخطوت کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں جو سحری ومخفی علوم وفنون پر مشتمل عملیات واوراد ترتیب دینے والے جو ماہرین فن تھے ان میں سے زیادہ تر کا تعلق یہود وہنود سے رہا ہے۔ ان ماہرین حضرات نے اس علم وفن کو بطور خیر اچھائی کے نہیں شر وعناد کے طور پر لکھا اور متعارف کرایا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔ لیکن گردش روزگار کہیئے کہ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ علم وفن کی شناخت محض تباہی وبربادی اور شر وعناد کے طور پر ہی ہونے لگی اور غالباً اس کا اثر آج تک باقی ہے کہ ہر شخص سحر وطلسمات کا نام سن کر اپنے ذہن میں جو پہلا تصور قائم کر لیتا ہے وہ صرف اور صرف یہی ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ تخریبی صورت ہے۔ جس سے بچنے اور محفوظ رہنے کی ضرورت ہے۔

قائین کرام اس سلسلہ کی ہم زیادہ تفصیل نہیں بیان کرنا چاہتے بلکہ صرف یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کسی طور پر بھی کسی غیر مجرم شخص کو کسی قسم کی کوئی اذیت پہنچانا جیسے بیمار کر دینا یا معاشی طور پر تباہ حال کرنا مستحسن نہیں ہے۔ کیونکہ کسی بھی علم وفن کا موضوع ظلم واستحصال نہیں ہے۔ ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ سحر وجادو کے باب میں کسی شخص کے مال ومتال کو تباہ برباد کر کے معاشی وسائل کو ختم کرنے اور اسے اقتصادی طور پر تباہ حال کر کے بھوک وافلاس کے اتھاہ سمندروں میں گرا دینے والے منحوس اور ذلیل کن عملیات ووظائف کا ایک بہت بڑا مجموعہ آج بھی موجود ہے۔ اس مجموعہ کے وارث وامین وہ ظالم وناعاقبت اندیش لوگ بنے بیٹھے ہیں جنہیں صرف بنیادی جاہ وحشم سے غرض ہے۔ آخرت ان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہی لوگ معاشرہ کی تباہ حالی اور پریشانیوں کے زیادہ تر ذمہ دار ہیں۔

ارباب علم وفن کی خدمت میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے عملیات جن کا موضوع محض تباہی ونقصان ہی ہے ایک کثیر تعداد میں ہونے کے ساتھ ساتھ سہل الحصول اور کثیر الاثر بھی ہیں۔ چنانچہ احباب کی دلچسپی اور ان کی علمی وفنی معلومات میں اضافہ کے لئے ایک عمل کو بطور مثال ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ یہ عمل واصل ابن عطاء بغدادی کے مصحف سے نقل

کیا جارہا ہے۔ عمل کا موضوع ہے دشمن کو مالی و معاشی طور پر تباہ کردینا۔
زیب عمل کے سلسلے میں تحریر کیا گیا ہے کہ قمر با قص النور کے ایام میں مریخ یا زحل کی کسی منحوس ساعت کے وقت اگر ذیل کے کلمات کو سیسہ کی تختی پر تحریر کرکے اس کے نیچے مطلوبہ شخص کا اور اس کی ماں کا نام لکھا جائے۔ پھر اس تختی کو سیاہ رنگ کے کچے سوت کے دھاگے سے لپیٹ دیا جائے اور پھر جب بھی موقع ملے اس لوح کو اس شخص کے مکان، رہائش کی کسی جگہ یا کاروباری دوکان میں دبادیا جائے۔ اس کے نتیجہ میں ایک چلہ کے اندر اندر ہی اس شخص کا کاروبار تباہ و برباد ہوکر رہ جائے گا۔ مالی و معاشی پریشانیاں اس پر غالب آجائیں گی۔ حصول رزق کے تمام راستے اس کے بند ہوجائیں گے اور اس کے ساتھ ہی اس کی عقل و خرد جاتی رہے گی۔ وہ ہزار کوششیں کرے گا۔ ہت نئے جتن اور ہر قسم کے وسائل کے استعمال کے باوجود اس کے ہاتھ کچھ بھی نہ آسکے گا۔ یہاں تک کہ اسے کوئی شخص بھیک دینے پر بھی تیار نہ ہوگا۔ معاشی طور پر ہلاکت کے گھاٹ اتر جائے گا۔ اس کے اپنے بیگانے بن جائیں گے شناسا اجنبی ہوجائیں گے۔ دوست و مددگار دشمن بننے لگیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی کوئی اچھی کہی ہوئی بات بھی دوسروں کو اچھی نہیں لگے گی۔ ہر شخص اس سے خدا واسطے کی دشمنی رکھنے لگے گا۔ نتیجے کے طور وہ مالی و معاشی طور پر تباہ حال شخص دوسروں کی نظر میں ذلیل اور تماشہ بن کر رہ جائے گا۔ عمل کے کلمات ملاحظہ فرمائیں۔

اَجَاؤُ سَمْ دَھَاؤُرَدَقَاؤُ دَاؤُیلَمْ ھَرقَدھَطَمْ صَوْرَاقَا ھَدَیْتَا
نَلاَ ھَبْرَاضَا طَادُوْ جَوْ طَاطَا عَاوَجْ عَوْوَجْ طَوَامَوْقَا رَطَا کَیْدَا
قَدخَابَا خَابْ ھَطَوْشَوْ مَلاَ مَلاَمْ مَلاَمْ شَوْ

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ کسی کو مالی و معاشی طور پر تباہ و برباد کردینے کے سلسلے کا یہ عمل کس قدر آسان، مختصر اور نتائج کے اعتبار سے کس قدر ہولناک عمل ہے۔ اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی آپ کے سامنے واضح ہوئی ہوگی کہ اس عمل کے لئے جلالی و جمالی قسم کی شرائط وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ سحر و جادو کے تخریبی اعمال نہایت ہی آسان ترین مگر مہلک اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس تعمیری قسم کے عملیات، اعمال جلالی و جمالی شرائط کی پابندیوں کے ساتھ پابند کرکے تحریر کئے گئے ہیں۔ ایسے عملیات مؤثر ضرور ہیں مگر ان کے بجالانے کے لئے عامل کو مختلف شرائط کا پابند بننا پڑتا ہے۔ تقویٰ و طہارت اختیار کرنا اس کے لئے لازم و ملزوم قرار دیا جاتا ہے اور اس طرح کے بہت سے دوسرے اصول و قواعد اور بھی نظر آتے ہیں جن کا پابند بننے کے بعد ہی تعمیری قسم کے عملیات کے بجالانے کی اجازت ہوتی ہے۔

جیسا کہ تحریر کیا جاچکا ہے کہ مالی و معاشی طور پر تباہی و بربادی پھیلانے والے عملیات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ آج بھی موجود و محفوظ ہے اور اس سے بڑی کثرت کے ساتھ تباہی و بربادی پھیل رہی ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرلینا بھی کسی طور پر صحیح و درست نہیں ہے کہ تخریبی اعمال کے مقابلہ میں تعمیری اعمال کا ذخیرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ تخریبی اعمال کے مقابلہ میں تعمیری اعمال کا ذخیرہ اگرچہ کم ہی ہے۔ لیکن مختصر ہونے کے باوجود تعمیری عملیات کے ذخیرہ میں ایسے ایسے مفید و مؤثر اور لاجواب و باکمال نسخہ جات موجود ہیں کہ جن میں سے ہر ایک نسخہ اپنے فوائد و نتائج کے اعتبار سے سینکڑوں قسم کے تخریبی عملیات کا اپنے طور پر ہی مؤثر جواب اور مکمل حل ہے۔

متذکرۃ الصدر عمل جسے ہم ایک نمونہ کے عمل کے طور پر تحریر کرچکے ہیں اور اس عمل سے جس قدر تباہی و بربادی عمل میں آتی ہے اس کی تفصیل بھی بیان کرچکے ہیں۔ اس تخریبی عمل کی تباہ کن نحوستوں سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے اگرچہ اس کے مقابلہ کا کوئی آسان ترین عمل تعمیری قسم کے عملیات کے باب میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس عمل کی نحوستوں سے محفوظ نہیں رہا جاسکتا اور یہ کہ اس رد و بطلان کے حقائق پر مشتمل کوئی تعمیری عمل موجود نہیں ہے۔ اس اور اس جیسے سینکڑوں تخریبی عملیات داد راد کے مقابلہ میں اور ان سے محفوظ و مامون رہنے کے لئے علمائے فن نے جو عملیات ترتیب دیئے ہیں وہ اپنے شرائط کے ساتھ اس قدر مؤثر ہیں کہ ان کے سامنے اس جیسے اعمال کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ان اعمال کا بجالانا نحوستوں اور پریشانیوں کو دور کرکے تخریبی شر کو دفع کردیتا ہے اور جلد سے جلد تر شیطانی پنجے میں جکڑے ہوئے مظلوم و مجبور شخص کو نحوستوں کے تسلط سے آزاد کرکے رکھ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ دنوں میں ہی اس کی مالی و معاشی صعوبتیں ختم ہوجاتی ہیں۔ اور بھوک و افلاس کا مارا ہوا شخص دوبارہ خوشحال زندگی کا راز پالیتا ہے، اس کی سلب شدہ عقل و خرد واپس آجاتی ہے، دشمن دوست بننے لگتے ہیں، اپنے اور بیگانے معاون بن جاتے ہیں اور اس طرح معاشی تنگدستی کا دور ختم ہوکر مال و منال کی کثرت اور رزق میں خیر و برکت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس سلسلے کے تعمیری عملیات کو ضبط تحریر میں لانے سے پہلے ہم یہ ضروری خیال کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا عمل جسے معکوس کرکے تخریب کی بجائے تعمیر کے ایک مؤثر عمل کے طور پر بھی ترتیب دیا گیا ہے اسے سب سے پہلے بیان کیا جائے تاکہ عملیاتی حقائق کا یہ معجزاتی پہلو بھی سامنے آجائے کہ کیسے اور کس طرح ایک ہی عمل تخریب و نحوست کا مخزن ہے اور وہی عمل معکوس ہوکر تعمیر و بہتری کا جامع بن جاتا

ہے۔ چنانچہ مصحف بغدادی کے مصنف کی تحقیقات کے مطابق اکابر علمائے فن نے تخریب کے مذکورہ بالا عمل کو مؤکلات کے اسماء کے اضافہ کے ساتھ تعمیری عمل کے طور پر جس طرح ترتیب دیا ہے اس کی مندرجہ صورت حسب ذیل ہے۔

أيَاأجَاؤُ سَمَا ئيلُ أيَادَهَاؤُ رَدَئِيلُ أيَاقَاؤُ دَاؤُيلَمْئِيلُ أيَا هَزَ قَدُ هَطَمْئِلُ أيَا صَوزَاتَائِيلُ أيَاهَدَيْتَا ئِيلُ أيَابَلاَهَيزَاهَنَائِيلُ أيَاطَادَوئِيلُ أيَاجَوطَاطَائِيلُ أيَاعَاوَجَئِيلُ أيَاعَوَوَجَئِيلُ أيَاطَوَامَوَقَارَ طَائِيلُ أيَا كَبَدَا ئِيلُ أيَاقَدَخَابَائِيلُ أيَاخَابَئِيلُ أيَاهَطَوئِيلُ شَوَمَلاَمَلاَمُ مَلاَشَوَ.

مصحف بغدادی کے مطابق اس عمل سے کام لینے کا طریقہ یہ ہے کہ عامل عروج ماہ کے کسی نوچندے دن سونے یا سرخ تانبے کی ایک اس قدر لوح تیار کرے کہ جس پر عمل کی معکوس عبارت کے کلمات و حروف آسانی کے ساتھ لکھے جاسکیں۔ یاد رہے کہ لوح کو شمس کی ساعت میں ہی تیار کیا جائے اور اسے سوہن سے صاف کر کے اس مذکورہ ساعت کے دوران ہی عمل مذکورہ بالا کو فولادی قلم کے ساتھ تحریر کر لیا جائے۔ اس عمل کو بجالاتے وقت عامل کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس عمل کو طہارت ظاہری و باطنی کی پابندی کے ساتھ بجالائے۔ عمل بجالاتے وقت عمل کے مکان میں خوشبویات و بخورات کا سلگانا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

بغدادی فرماتے ہیں کہ اس عمل کے عامل کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس عمل کو تیار کرتے وقت سب سے پہلے غسل کر کے پاک و پاکیزہ لباس پہنے، جسم و لباس کو خوشبویات سے معطر کرے۔ اس کے بعد عمل کی تیاری کی طرف متوجہ ہونے سے قبل اپنا حصار باندھے تاکہ ہر قسم کی بلاؤں سے امن میں رہے۔ حصار کے اختیار کرنے کی شرط کے ضمن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ یہ عمل معکوس ایک زبردست قسم کے تخریبی عمل کا تعمیری جواب ہے جس کی بنیاد پر یہ ممکن خیال کیا گیا ہے کہ کہیں کسی کوتاہی کی وجہ سے اس کا عامل کسی رجعت کا شکار نہ ہو جائے۔ حصار کا اختیار کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ پیش آئندہ مشکلات و حوادثات سے محفوظ رہا جاسکے۔

مصحف بغدادی میں مندرجہ تفصیل کی ترکیب کے مطابق مذکورہ شرائط کی پابندی کے ساتھ عمل کی لوح کو تیار کر کے عامل جس قدر اس کی استطاعت میں ہو صدقہ و خیرات کرے۔ نحوستوں سے محفوظ رہنے کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعاگو ہو۔ اس عمل کے بعد اس لوح پر تیرہ (۱۳) یوم تک تجمی ورد کرتا رہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ عامل اس لوح کو تانبے یا سونے کے کسی برتن میں ڈال کر اس برتن کو سرخ رنگ کے پانی سے لبالب بھرے اور روزانہ سورج نکلنے کے بعد شمس کی ساعت میں اس برتن کو سورج کی کرنوں کے سامنے رکھے خود دوزانو ہو کر پیالے کے سامنے بیٹھے اور خشوع و خضوع قلب کے ساتھ اس عمل کے کلمات کو تین سو تیرہ (۳۱۳) مرتبہ کی متعینہ تعداد کے مطابق پڑھے۔

عمل پڑھنے کے بعد لوح کو پیالہ میں سے نکال کر کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ سنبھال کر رکھ دیا کرے۔ عمل کے تیرہ یوم پورے ہو جانے کے بعد عامل لوح کو چندن سرخ کے بخور کے ساتھ دھوپ دے اور کسی سنہرے کاغذ میں لپیٹ کر جس بھی مالی و معاشی طور پر سحر و جادو کے حملے ہوئے شخص کو دیگا تو خداتعالی کے فضل و کرم سے اس پر موجود جادو کی اثرات کا قلع قمع ہو جائے گا۔ نحوستوں کے بادل چھٹ جائیں گے۔ اور وہ ہر طرح سے پہلی حالت کی طرف پلٹ آئے گا۔ اس کی پریشانیوں کے دن ختم ہو جائیں گے اور اس کے آئندہ آنے والے دن اسے سکون و آسائش اور مال و دولت کی کثرت کی نوید سنائیں گے۔

ارباب علم و فن جہاں تک میری ذاتی رائے کا تعلق ہے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ انسان گردش ایام کا شکار بھی ہو جاتا ہے جس سے اس آسائش و آرام سے نکل کر غربت و افلاس کی جھونپڑیوں کا مکین بن جاتا ہے۔ گردش ایام اپنی جگہ پر بجا لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ غربت و افلاس کا دور دورہ ہو۔ مالی و معاشی پریشانیاں مسلط آچکی ہوں، تنگدستی نے پہرے ڈال دئے ہوں تو اس کو محض فلکیاتی و قدرتی گردش کا نام دے کر خاموش اور راضی برضا ہو جانا میرے نزدیک کوئی احسن نہیں ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ قدرتی گردش سمجھ رہے ہوں وہ قدرتی گردش نہ ہو۔ سحری و جادوئی گردش ہو تو ایسی شکل میں سحری اثرات کے حملہ کی فکر نہ کرنا در حقیقت اپنے حالات کو گردش کا نتیجہ قرار دے کر پریشانی کی مدت کو لمبا کرنا ہے اور اس طرح کچھ مدت کے بعد چل کر جب تہی دستی کا زمانہ آجائے تو پھر اس طرف متوجہ ہوں کہ یہ شاید سحر و جادو کا اثر ہے، اپنے آپ کو فریب دینا اور مشکلات کو دراز کرنے کے مترادف ہے۔ عقلمندی اسی کا نام ہے کہ جس پریشانی کا ادراک سالہا سال بعد چل کر کرنا ہے اسے ابتداء میں ہی سمجھ لیا جائے اور اس پر عمل کر کے جلد سے جلد تر گلو خلاصی کرالی جائے۔

جہاں تک متذکرۃ الصدر عمل کا تعلق ہے اس صحت و سند کے واصل ابن عطاء بغدادی جیسے متبحر عامل و عالم طلسمات کا نام ہی کافی ہے۔ مصحف بغدادی کے علاوہ متذکرۃ الصدر عمل کا ذکر فلکیاتی سلسلے کی متعدد کتابوں میں کثرت کے ساتھ ملتا ہے۔ چنانچہ رسائل ہلالیہ میں تو اس عمل



بنگال ، یونان ، مصر
کا
کالا جادو
حصہ اول
مؤلف : سید حسن الہاشمی (انڈیا)
ترتیب و تشکیل
قاری محمد عبدالرشید قاسمی
باب ردِ سحر

محض لوح پر کندہ کر کے ہی بڑی تعریف کے ساتھ پر اثر عمل کے طور پر تحریر کیا گیا ہے۔ رسائل ہلالیہ کے مطابق اس عمل کے لئے عمل تجیم کوئی ضروری عمل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دوسری شرائط کو بھی شرائط ضروریہ کے طور پر تحریر نہیں کیا گیا ہے بلکہ صرف اس قدر لکھا گیا ہے کہ مذکورہ عمل کی معکوس عبارت کو شمس کی ساعت میں لوح مسی پر نقش کر کے اپنے پاس رکھ لیں تو ہر اعتبار سے اثر آفریں ثابت ہو گا۔

قارئین کرام رسائل ہلالیہ میں مندرجہ ترکیب پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے بلاشبہ یہ ترکیب بھی اپنے طور پر مؤثر ہی ہو گی کہ جسے رسائل ہلالیہ جیسی عظیم کتاب میں تحریر کیا گیا ہے۔ تاہم مجھے اس سلسلے میں اس ترکیب کو کام میں لانے کا کوئی موقع نہیں ملا ہے اس لئے میں کوئی حتمی رائے نہیں دے سکتا۔ البتہ اس عمل معکوس کی پہلی ترکیب کے مطابق جو باشرائط بیان کی گئی ہے میں اب تک بیسیوں بار اس عمل کو آزما چکا ہوں۔ چنانچہ میرے اخذ کردہ نتائج کے اعتبار سے یہ عمل سحری و جادوئی اثرات کے سبب پیدا ہونے والی پریشانی کو بھی دور کر دینے کے لئے ایک مفید ترین روحانی و طلسماتی عمل ہے وہاں قدرتی و فلکیاتی طور پر بھی پیدا ہو جانے والی معاشی پریشانیوں کے تدارک کے لئے یہ عمل اپنی مثال آپ ہوا ہے۔

اس عمل کی ایک دوسری ترکیب جسے صاحب رسائل سر مکتوم و شاملین نے بڑی تعریف کے ساتھ بیان کیا ہے وہ اس طرح پر ہے کہ معکوس عمل کی عبارت کو طلوع و غروب آفتاب کے اوقات میں آب باراں یا آب نیساں پر پڑھ کر سحری طور پر متاثرہ شخص صبح و شام پیتا رہے اور اپنی رہائش گاہ و دوکان میں چھڑ کتا رہے تو سحر و جادو کا اثر زائل ہو جائے گا۔ راقم السطور عرض کرنا چاہتا ہے کہ اس عمل سے کام لینے کی مختلف قسم کی جن تراکیب کا ذکر ملتا ہے وہ اپنے طور پر سب مؤثر اور مفید ہیں۔ اس لئے ایک عامل و ماہر اپنے طور پر بھی اس بات کی اجازت رکھتا ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق جس ترکیب کو اپنے لئے آسان سمجھتا ہو اسے عمل میں لا سکتا ہے۔

یقین کامل ہے کہ عاملین حضرات اپنی ذوق طبع کے مطابق جو بھی طریقہ پسند کر کے اس پر عمل پیرا ہوں گے اس سے ہی مستفید و مستفیض ہو سکیں گے۔ خود مجھے ذاتی طور پر بھی اس عمل کی مختلف تراکیب کو مختلف مواقع پر آزمانے کا موقع ملا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے کامیابی ہی ملی ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ میں نے ہر ترکیب کو آزماتے ہوئے شرائط سے کبھی پہلو تہی نہیں کی ہے اور یہی بات میں آپ کے لئے بھی تجویز کرتا ہوں کہ آپ جس بھی عمل کو آزمانا چاہیں اسے اس کی متعلقہ شرائط کی پابندیوں کے ساتھ بجالائیں۔ یاد رکھیں کہ کوئی عمل بھی بلا شرائط مؤثر نہیں ہوتا۔ ایسے عاملین حضرات جو اصول و قواعد کی پابندیوں سے بے نیاز ہو کر عملیات سے بہتر نتائج کی توقع رکھتے ہیں وہ ہمیشہ ناکام و نامراد رہتے ہیں اور انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ جہاں گوہر مقصود کے حصول میں ناکام رہتے ہیں وہاں روحانی و فلکیاتی علوم کی بدنامی و رسوائی کا سبب بھی بنتے رہتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ باشرائط عمل کو بجالائیں گے تو یقینی طور پر اس کے فوائد سے متمتع ہو سکیں گے۔ اگر اس عمل کا بجالانا آپ کے لئے مشکل امر ہو تو اس کے لئے یہ احقر اس عمل کا عامل ہونے کے اعتبار سے آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔

علم سحر اور علم نجوم وغیرہ کی قدیم تاریخ پر ایک نظر

از مولانا حفظ الرحمٰن صدیقی قاسمی

قوموں کے عروج وزوال اور ان کے علوم وفنون کے متعلق تاریخ مکمل طور پر ہماری رہنمائی نہیں کرتی۔ جن ادوار کی رہنمائی کرتی ہے ان کی مدت زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار سال، ہے اس سے پہلے روئے زمین پر آباد لوگ کیا کرتے رہے۔ ان کے فکری و عملی، تہذیبی واخلاقی اور سماجی حالات کیا تھے۔ اور انھوں نے ارتقاء کی کتنی منزلیں طے کرلی تھیں، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا، تاریخ خاموش ہے۔ مذہبی کتابوں میں بھی کہیں کہیں صرف اشارات ملتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اب اگر ہم ماقبل تاریخ کے حالات معلوم کرنا چاہیں تو ہمارے پاس اس کا کوئی حتمی ذریعہ نہیں ہے۔ سائنسی کھوج کے نتیجہ میں جو چیزیں سامنے آرہی ہیں مثلاً ہڑپا، موہن جوداڑو، ٹیکسلہ، مینامتی وغیرہ۔ یہ وہ قدیم شہر ہیں جو مٹی کے تودوں میں دبے ہوئے تھے اور جنھیں کھود کر نکالا گیا ہے۔ لیکن ان تباہ حال شہروں سے جو دستاویزات تختیوں اور پتھروں پر کتبوں کی شکل میں دستیاب ہوئی ہیں۔ ان سے بھی ماقبل تاریخ کے حالات وواقعات کی طرف نشاندہی نہیں ہوتی ان کا زمانہ بھی تین چار ہزار سال سے زیادہ کا نہیں ہے۔ اسی طرح بعض پہاڑوں کی کھوہوں سے یا ان کی چوٹیوں پر سے جو عجیب وغریب مردہ جانور یا ان کے ڈھانچے ملے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ کہنا تو درست ہو سکتا ہے کہ اب ان کی نسل کا کوئی جانور زمین پر موجود نہیں۔ مگر یہ کہنا کہ یہ جانور آٹھ ہزار سال یا پندرہ ہزار سال پہلے کے ہیں۔ قیاس آرائی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

اب ہمارے پاس ماقبل تاریخ کے سلسلے میں تھوڑی بہت معلومات حاصل کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ بھی کمزور سا، اور یہ ذریعہ وہ روایات ہیں جو کہانیوں کی صورت میں یکساں طور پر ساری دنیا میں مشہور ہیں اور متواتر سینہ بہ سینہ چلی آرہی ہیں۔ مثال کے طور پر دیوؤں کے قصے، جنات کے ہولناک قصے اور جادوگروں کی حیرت ناک سحر کاریوں کی عجیب عجیب باتیں۔ موجودہ دور کی ہمہ جہتی اور عظیم صنعتی ترقیات کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جنات اور جادوگروں کی محض کہانیاں نہیں ہیں بلکہ تاریخی دور سے پہلے لوگوں کے علمی وعملی اور صنعتی ارتقاء کی یادگار باتیں ہیں جو امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ کہانیاں بن کر رہ گئی ہیں۔

ہر کمال را زوال

واقعہ یہ ہے کہ انسانوں نے اپنی فطری صلاحیتوں کی بدولت ہر دور میں ترقی کی ہے۔ اس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ لیکن جب ارتقاء کی آخری منزلوں پر پہنچے اور انھوں نے انسانی حدوں کو پار کرنا چاہا۔ خدا کو بھلا کر خود خدا بن بیٹھے۔ ان کی سرکشی اور تمرد حد سے زیادہ بڑھ گیا تو قدرت نے انھیں ہلاک کر ڈالا۔ کہیں شدید آندھیوں کے ذریعہ کہیں خوفناک زلزلوں کے ذریعہ اور کہیں سمندروں کی مضطرب لہروں کے ذریعہ۔ وہ قومیں اپنی مسلسل سرکشیوں کے نتیجہ میں عموماً فنا ہو گئیں۔ ان کی تہذیب فنا ہو گئی۔ اور ان کے تمام ترقیاتی عوامل ومظاہر سمندر کھا گیا یا زمین نگل گئی۔ اور ان کے محیر العقول کمالات اور علوم وفنون صرف کہانیوں کی شکل میں باقی رہ گئے۔ قرآن حکیم نے ایسی قوموں کی تباہیوں کی طرف قُلْ سِيْرُوْا فِى الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ، جیسی آیتوں میں اشارات کئے ہیں۔ آج ہمارے دور کا انسان بھی ترقی کی انتہائی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ اگر اس نے اپنے اور خدا کے مقام کو نہ پہچانا اور اس کے مطابق زندگی میں تبدیلیاں نہ پیدا کیں تو یہ بھی اپنی تمام تر ترقیات کے ساتھ فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں موجودہ ترقیاتی مظاہر کو اپنے بزرگوں سے سن کر کہانیوں کا ہی درجہ دے سکیں گی۔

قدیم زمانہ میں، رومی، پارسی، اور یونانی اقوام، حکمت وفلسفہ، ریاضی اور طب وغیرہ علوم میں بہت آگے بڑھ گئی تھیں۔ انھوں نے مبادیات کے سلسلے میں جو نظریات قائم کئے اور جو اصول مرتب کئے ان میں بہت سے آج

بھی اپنے دائروں میں معیار قرار دیئے جاتے ہیں۔ زمین اور چاند کا قطر، ان کا باہمی فاصلہ، ستاروں کی گردش اور ان کا آپسی تعلق وربط کے بارے میں ان لوگوں نے جو معلومات فراہم کی تھیں اور جن نتائج پر وہ پہونچے تھے، آج بھی انھیں تسلیم کیا جاتا ہے۔

زمانۂ قدیم میں علم نجوم وغیرہ

زمانۂ قدیم میں علم نجوم اور علم سحر کی طرف لوگوں کا عام رجحان رہا ہے وہ ان علوم کو دوسرے علوم پر ہمیشہ فوقیت دیتے تھے، ترجیحی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کلدانیوں، سریانیوں اور قبطیوں کو ان علوم میں نسبتۃً زیادہ کمال حاصل تھا دراصل انہی قوموں سے یہ علوم وفنون یونانیوں اور پارسیوں وغیرہ نے حاصل کئے تھے۔ قرآن کریم میں بھی کچھ ایسے واقعات پر روشنی موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے زمانہ میں علم سحر کافی عروج پر تھا۔ بڑے بڑے ساحر جگہ جگہ موجود تھے جو اپنی فنکارانہ اور علمی مہارتوں کا مظاہرہ کر کے لوگوں کو مبہوت کردیتے تھے۔ بعض ممالک میں تو لوگ ان کی ہولناک حرکتوں سے اس قدر عاجز آگئے تھے کہ ان کے لئے سلامتی کے ساتھ زندہ رہنا مشکل ہوگیا تھا تنگ آمد بجنگ آمد، پھر یہ ہوا کہ پریشان حال لوگوں نے منصوبہ بند طریقوں سے ساحروں کو قتل کرنا شروع کردیا۔ یہی نہیں بلکہ حکومتی سطح پر بھی ان کو سزائے موت دی گئی اور ان کے علمی ذخیروں کو دریا برد کردیا گیا۔ تاہم کچھ نہ کچھ باقی رہ گیا، سب کا سب ضائع نہیں کیا جاسکا، عظیم مؤرخ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ

مسلمانوں کو فتوحات کے نتیجہ میں مختلف ممالک سے اہم نوادرات کے علاوہ فلسفہ وحکمت، ریاضی اور سحری علوم کا ذخیرہ ملا ہے۔ مگر چونکہ شریعت اسلامی نے خاص طور پر علم سحر کو حرام قرار دیدیا تھا اور ساحروں کے لئے سخت ترین عذاب کی بات کہی تھی۔ اس لئے مسلمانوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی بلکہ اس کو شدید نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور یونانی علوم کے تراجم کرتے وقت بالقصد اس علم کو نظر انداز کردیا۔ اسی لئے وہ ذخیرہ بھی جو غیر مرتب صورت میں حاصل ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ ضائع ہوگیا یا ضائع کردیا گیا۔ صرف مسلمانوں ہی نے نہیں، دوسرے لوگوں نے بھی سحری علوم کو ختم کرڈالنے کی کوششیں کی۔ لیکن اس کے باوجود یہ علم کسی نہ کسی درجہ میں پھر بھی باقی رہ گیا۔ اور آج تک سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔

مسلمانوں نے سحر کو چھوڑ کر باقی بہت سے علوم وفنون پر لکھی گئی کتابوں کے تراجم کئے ہیں۔ جیسے مصاحف کواکب سبعہ اور طمطم ہندی وغیرہ۔ علم نجوم علم ریاضی اور حروف واعداد پر مشتمل کتابوں کے تراجم تو کافی اہتمام سے کئے گئے ہیں۔

مسلمانوں نے صرف کتابوں کے تراجم پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان پر غور وفکر بھی کیا ہے اور حد جواز کی پوری رعایت کے ساتھ مستقل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ جابر ابن حیان نے حروف واعداد پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ مسلمہ ابن احمد المجریطی نے جو اپنے دور میں علم ریاضی کا ماہر تھا۔ ریاضی سے متعلق اہم مسائل کا خلاصہ کیا اور غایت الحکیم کتاب لکھی۔ جس کی افادیت کو ہر دور میں محسوس کیا گیا امام فخر الدین رازی کی اس سلسلے میں "سر مکتوم" نامی کتاب موجود ہے۔ فلاحۃ النبطیہ۔ یہ علم نباتات کی ایک ضخیم اور اہم کتاب تھی۔ اس میں جہاں نباتات کی روئیدگی، نشوونما، ان کی بیماریوں کے علاج اور بیجوں کے سلسلے میں مفید ترین بحثیں تھیں۔ وہیں سحر سے متعلق چند ابواب بھی تھے، کہتے ہیں کہ ان ابواب میں سحر کرنے کے طریقے، اوقات اور اس کو زیادہ سے زیادہ زود اثر بنانے کی تراکیب درج تھیں۔ مسلم علماء نے ان ابواب کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ چھوڑ دیا۔

خرق عادت قوتیں اور حضرات صوفیاء

حضرات صوفیاء کا دور شروع ہوا تو انھوں نے حصول معرفت اور خرق عادت قوتیں حاصل کرنے کی کوششیں کیں۔ اس مقصد کے لئے سخت ترین ریاضتیں کی تیں۔ نفسانی خواہشات کو ترک کر کے روحانی کمالات حاصل کئے۔ اور شعور وحواس کے حجابات سے ماوراء ہو کر عجیب وغریب اور سریع الاثر طاقتیں حاصل کیں۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ حضرات حروف واعداد کے اسرار ورموز سے آگاہ ہونے میں کامیاب ہوگئے۔

حضرت شیخ ابو العباس احمد بن علی بونی (وفات ۶۲۲ھ) کی اس فن میں تقریباً پچاس کتابیں ہیں۔ شمس المعارف اور لطائف الاشارات وغیرہ

بہر کیف حروف کے اسرار ورموز دریافت کرنے کی جو کوششیں کی گئی ہیں۔ ان کا ما حصل یہ ہے کہ ارواح فلکی اور طبائع کو بھی مظاہر قدرت ہیں۔ جن کے پیچھے خداوند قدوس کی عظیم حکمتیں کارفرما ہیں۔ اسرار حروف تمام اسمائے الٰہی اور کلمات الٰہیہ کے ذریعہ جن میں پر اسرار حروف مقطعات بھی شامل ہیں۔ عالم طبیعت میں تصرف کرنے میں کمال حاصل کیا۔ اور اپنی روحانی قوتوں سے کام لے کر حروف کی ان پوشیدہ طاقتوں کا سراغ نکالا جو دراصل حروف کے باہمی امتزاج، عناصر اور اثرات فلکی سے [illegible] عالم ارضی میں اتصالی اور انفصالی تصرف پیدا کرتی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ یہ تصرف محض حروف کی طبائع کے مرہون منت ہے یا اس کا سبب کچھ اور ہے؟ اس سلسلہ میں ایک قول تو یہ ہے کہ حروف اپنی

عنصری طبائع کے ذریعہ ہی کام کرتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حروف جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ نسبت عددی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اس قول کے مطابق نسبت عددی مؤثر و متصرف ہے۔

حقیقت حال جو بھی ہو بہر حال حروف واعداد کا باہمی ایک زبردست تعلق ہے۔ بالکل ایسا ہی تعلق جیسا جسم و روح میں پایا جاتا ہے۔

اسی لئے حروف کی قوتیں اور ان کے اثرات معلوم کرنے کی کوششیں کی گئی اور پھر ان کو زیادہ سریع بنانے کے لئے اعداد کی طرف توجہ مبذول کی گئی۔ چنانچہ ابجد کے اصول کو سامنے رکھ کر حیرت انگیز طور پر کام لئے گئے۔ اور اعداد کی مناسبت سے ان کی باہمی نسبت و تالیف کا پتہ لگایا گیا۔ یہی بنیادیں ہیں جن پر علم جفر اور تعویذات کا سلسلہ قائم ہے۔

حقیقت سحر اور اس کے اقسام

حکیم حافظ جمیل احمد صاحب

سحر کے معنی لغت میں امر مخفی و پوشیدہ چیز کے ہیں اور علمی اصطلاح میں ایسے عجیب و غریب امور کا نام ہے جن کے وجود میں آنے کے اسباب و علل نظر سے پوشیدہ ہوں۔

امام رازی صاحب ؒ کے بقول لفظ سحر اصطلاح شریعت میں ایسے امر کے لئے مخصوص ہے جس کا سبب مخفی ہو اور وہ اصل حقیقت کے خلاف نظر و خیال میں آتے ہیں۔ علماء اہل سنت کی رائے میں سحر واقعی حقیقت ہے اور مضرت رساں بھی ہے۔ حق تعالیٰ نے حکمت اور مصلحت کاملہ کے پیش نظر اس میں اس طرح مضر اثرات پیدا کر دیئے ہیں جیسے دوسری چیزیں مثلاً زہر اور نقصان رسا ادویات میں موجود ہیں۔

یہ بات نہیں کہ سحر جادو بذات خود قدرت الٰہی سے بے نیاز ہو کر موثر بالذات ہے۔ سحر کو مؤثر بالذات سمجھنا کفر خالص کفر ہے۔

علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فقہائے اسلام نے سحر کے متعلق تصریح کی ہے کہ جن اعمال میں شیاطین اور ارواح خبیثہ اور غیر اللہ سے استعانت طلب کیجائے اور انکو حاجت روا قرار دیکر منتروں کے ذریعہ ان کی تسخیر کیجائے اور ان سے کام لیا جائے تو شرک کے مطرادف ہے اور اس کا عامل کافر ہے اور جب اعمال میں ان کے علاوہ دوسرے طریقے استعمال کریں اور ان سے مخلوق خدا کو نقصان پہنچایا جاوے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں ڈالا جاوے اس قسم کے امور کا مرتکب حرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔

اور جناب آقائے نامدار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاد فرمایا ہے کہ" اِجْتَنِبُوا المُوبِقاتِ الشِركُ بِاللهِ وَ السِّحرُ " (بخاری شریف) ترجمہ مہلک باتوں سے بچو یعنی شرک اور جادو سے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ عمل سحر حرام ہے اور بالاجماع گناہ کبیرہ ہے۔ آقائے نامدار سیدّ ابرار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحر کو سات مہلک چیزوں میں شمار کیا ہے۔

سحر بعض صورتوں میں کفر ہے اور بعض صورتوں میں حرام اور بعض صورتوں میں گناہ کبیرہ ہے۔ بہر حال سحر کا سیکھنا سکھانا کفر و حرام ہے اللّٰھمّ حفظنا بہت سے جہلاء سحر کو مانند معجزہ سمجھتے ہیں مگر علماء و صلحائے کرام و بزرگان دین نے اس خیالِ باطل کو رد کیا اور سحر اور معجزہ کے فرق کو صاف صاف بیان کیا ہے فقہائے اس کی تصریح کی ہے کہ معجزہ براہ راست خداوند تعالیٰ کا فعل ہے جو بغیر اسباب کے ایک صادق نبی کی صداقت کے لئے عالم وجود میں آتا ہے اور اس کا کوئی اصول اور قاعدہ و قانون نہیں ہوتا بلکہ جب خدا چاہتا ہے یا اس کا نبی بارگاہ خدا میں رجوع کرتا ہے تب معجزہ کا ظہور ہوتا ہے۔

سحر اور جادو ایک فن ہے جسکو اس کے مقررہ اصول اور قوانین کی پابندی کے ساتھ استاد فن ساحر اپنے فن کا ہر وقت مظاہرہ کر سکتا ہے گو کہ اس کے اسباب نظروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں لیکن اس فن کے واقف کار اس سے واقف ہوتے ہیں۔

اور حقیقت سحر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے توسل کو چھوڑ کر خفیہ اسباب و علل کے ذریعہ خلاف عادت افعالِ عجیبہ پر قدرت کا نام سحر ہے۔ دنیا میں مختلف الانوع واقسام کے مروجہ لاتعداد طریقہ ہیں "خفیہ اسباب" کہ جن کے ذریعہ امور خرق عادت ظہور میں آتے ہیں۔ کچھ "روحانیات" سے متعلقہ ہیں۔ جیسے روحانیات کواکب، افلاک اور عناصر کی روحانیات جزئیہ ہیں۔ مثال کے طور پر روحانیات امراض یا جنات و شیاطین، یا وہ ارواح جو جسم سے الگ ہو چکی ہیں اور ان کو مسخر و تسخیر کر کے ان کو مختلف کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یا، تاثیرات جسمانیہ ہیں جو اپنی مخصوص تراکیب یا مختلف کیوتیات کے اجتماع یا صورت نوعیہ کے خواص کی بناء پر عمل میں آتی ہیں۔

روحانیت سے مناسبت یا تعلق پیدا کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ کبھی ان کا نام لیکر مقررہ طریقے سے التجا و فریاد کی جاتی ہے یا مخصوص صورتیں ترتیب دیکر مخصوص کلام پڑھا جاتا ہے۔ دو طریقوں پر سحر پایا جاتا ہے اوّل طریقہ کلدانیوں کا ہے دوسرا طریقہ اہل بابل کا ہے۔ دوسرے طریقہ

کا آغاز ہاروت ماروت سے ہوا ہے۔

معتبر تاریخوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کلدانی، سحر کے بڑے ماہر ہوتے تھے اور نمرود کے زمانہ میں علمائے بابل نے چھ طلسم ایسے تیار کئے تھے جو کہ عقل و فہم سے باہر تھے۔

۱:- کلدانیوں نے تانبے کی "بط" بنائی تھی اس کی خصوصیت یہ تھی کہ جب کوئی چور یا جاسوس شہر کی چار دیواری میں داخل ہوتا تھا تو یہ بط خود بولنے لگتی تھی تو لوگ سمجھ جاتے تھے کہ شہر میں کوئی جاسوس یا چور داخل ہوا ہے اور لوگ اس کی تلاش میں لگ جاتے تھے اور اس کو گرفتار کر لیا جاتا تھا۔

۲:- ایک عجیب نقارہ تیار کیا تھا اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اگر کسی شخص کا مال و رقم یا اور کوئی شے گم ہو جاتی تھی تو وہ شخص نقارہ بجاتا تھا تو اس سے آواز آتی تھی کہ تمہاری گمشدہ شے فلاں جگہ یا فلاں کے پاس ہے۔

۳:- ایک ایسا حوض ترتیب دیا تھا کہ کسی جشن کے موقعہ پر لوگ اس کے کنارے جمع ہو جاتے تھے اور مختلف قسم کے شربت اس میں ڈال دیتے تھے اور جس وقت ان کو ضرورت ہوتی وہی ان کا مطلوبہ شربت اس شخص کو مل جاتا تھا۔

۴:- ایک ایسا آئینہ تیار کیا تھا جو غائب کا حال بتاتا تھا کہ فلاں شخص کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔

۵:- ایک ایسا تالاب بنایا تھا کہ جس سے مختلف قسم کے مسائل حل کئے جاتے تھے مثلاً کسی ایک چیز کے دو شخص دعویدار ہیں کہ میری ہے دوسرا کہتا ہے میری ہے تو ان دونوں کو تالاب میں اتارا جاتا تھا۔ جو حق ہوتا تھا تو تالاب کا پانی ناف تک آتا تھا اور جو غلط ہوتا تھا تو وہ شخص اس تالاب میں غرق ہو جاتا تھا۔

۶:- ایک ایسا درخت نمرود کے محل کے دروازہ کے سامنے لگایا تھا جس کا سایہ آدمیوں کی تعداد کے مطابق گھٹتا اور بڑھتا تھا یہ سب طلسمات نمرود کے دارالسلطنت شہر بابل میں موجود تھے۔

فن سحر کے ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ سحر کلدانی بہت ہی مشکل ہے اس کے حاصل کرنے میں سخت سے سخت محنت و مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ اس علم کا عامل اپنے علمی کمالات سے وہ وہ کمالات اور امور خوارق و عادات لوگوں کو دکھاتا ہے جن کو عقل و فہم بھی سمجھنے سے قاصر ہیں اس جادو میں تمام ارواح کی تسخیر ہوتی ہے۔ جس مریض کو طبیب مہینوں کے علاج سے صحت یاب نہیں کر پاتا اس جادو کا جاننے والا لمحوں میں تندرست کر سکتا ہے اس قسم کا سحر بلاشبہ کفر ہے۔

اس سحر کی پندرہ شرطیں ہیں جن میں چند شرطیں یہ ہیں۔

ارواح کو دلوں کے حالات پر مطلع ہونے کا یقین۔ ارواح کے خلاف ذرا بھی بد عقیدگی پیدا ہو گئی تو سارا کام بنا بنایا بگڑ گیا۔

روحانیات کواکب کی تسخیر میں سب سے پہلا طریقہ و عمل تسخیر قمر کا ہے اور تسخیر قمر کی دعوت میں جو کلام پڑھا جاتا ہے وہ کفریہ ہے اس لئے اس کا تحریر کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اصول اسلام کے خلاف اور توحید کے منافی ہے۔

اہل بابل ہاروت و ماروت کی تعلیم کے مطابق تسخیر روحانیات علویہ سفلیہ و جسمانیہ وغیرہ کرتے تھے اور اہل یونان تسخیر روحانیات علویہ پر اکتفا کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ روحانیات علویہ کی تسخیر کے بعد روحانیات سفلیہ کی تسخیر کی ضرورت نہیں ہے۔ زمانہ قدیم میں ہندوستان میں بھی سحر اہل بابل کا رواج تھا حقد مین ہندوستانی روحانیات پر زور دیا کرتے تھے۔

سحر کی دوسری قسم جن و شیاطین کو تسخیر کرنے کی ہے یہ پہلی قسم سے سہل اور آسان ہے ہندوستان میں سحر کی یہ دوسری قسم بکثرت رائج ہے۔ اس دوسری قسم کے سحر میں بھوانی، ہنومان، کالی، بھیروں، لونا چماری اور مختلف دیوی، دیوتاؤں کی دہائیاں دیکر ان کے جائے و توعہ پر خوشبو جلا کر، دھونی دیکر، بھینٹ چڑھا کر کام لیا جاتا رہا اور لیا جا رہا ہے یہ دوسری قسم سحر بھی حرام و کفر ہے۔

تیسری قسم سحر کی تسخیر ارواح خبیثہ ہے اس میں کسی قوی ہیکل قوی الجثہ شخص کی روح کو کلام شیاطین پڑھ کر تسخیر کرتے ہیں اور اپنے تابع کرتے ہیں اور ان سے مثل نوکر کے کام لیتے ہیں اس قسم کے سحر میں اکثر عام طور سے ارواح خبیثہ سے ہی کام لیا جاتا ہے اس لئے شرعاً یہ بھی ممنوع و حرام ہے۔

چوتھی قسم سحر کی یہ ہے کہ اس قسم میں معمول کی قوت واہمہ کو بھی ارواح خبیثہ یا جنات کے ذریعہ خراب کر دی جاتی ہے یعنی معمول کو سامنے کی چیز نظر نہیں آتی، اگر نظر آتی ہے تو ہولناک صورت میں دکھائی دیتی ہے۔

فرعون کے جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اسی قسم کے سحر سے بنائے ہوئے سانپ چھوڑے تھے اسی قسم کے جادو کو سامری جادو بھی کہا جاتا ہے جو کہ فرعون کا سب سے بڑا جادوگر تھا۔ اس قسم میں ارواح خبیثہ سے مدد لی جاتی ہے اور شیطان کے ناموں کی دہائی دیجاتی ہے اور سب سے زیادہ ان کی تعظیم کی جاتی ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔

پانچویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس میں عجیب غریب نظارے لوگوں کو دکھائے جاتے ہیں۔

یوں تو اگر سحر کی قسموں کو بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ بس اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں شائقین عاملین کی معلومات میں اضافہ کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ اب آگے وہ مضرات بیان کرتا ہوں جو سحر سے پیدا ہو

تے ہیں۔ ان مضرات کو پڑھئے۔

مضرات سحر

"مضرات سحر وعلامات سحر کی پہچان کے قواعد وطرائق پہلا حصہ" آفتاب عملیات 'بطریق ابجد اعدادی میں بیان ہو چکا ہے۔ حصہ اول دیکھیں۔ دوسرے شناخت مریض کے بیان میں حصہ دوم آفتاب عملیات" میں مفصل ذکر گذر چکا ہے۔ حصہ دوم دیکھیں پھر بھی مختصر پہچان سحر کی بیان کرتا ہوں تا کہ شائقین عملیات کو بجائے دشواری کے آسانی ہووے۔

اوّل علامت سحر یہ ہے کہ دومیاں بیوی آپس میں محبت والفت سے زندگی گذار رہے ہیں۔ یکایک مرد وعورت میں تنازعہ کی شکل کھڑی ہو جائے اور ایک دوسرے کی شکل سے بھی بیزار ہو جائے۔

دوسری علامت یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کی محبت میں فریفتہ ہو اور سحر کے اس کو برگشتہ کر دیا جاتا ہے۔ اوروہ شوہر کی شکل دیکھ کر آگ بگولہ ہو جاتی ہے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کے اوصاف بیان کرتے کرتے نہیں تھکتی بلکہ رات دن شوہر کی محبت کا دم بھرتی ہے مگر سفلی سحر کے ذریعہ اس کو بدظن، متنفر کر دیا جاتا ہے اور اس کو شوہر کی شکل مثل کتے اور خنزیر کے نظر آنے لگتی ہے۔

چوتھی علامت یہ ہے کہ کسی بھی نوجوان حسین خوبصورت لڑکی ہونے کے باد جود رشتہ والے لڑکی والے دیکھ کر اچاٹ ہو جاتے ہیں اور رشتہ سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس طرح عرصہ دراز گذر جاتا ہے۔

پانچویں علامت یہ ہے کہ لڑکیوں کے رشتہ آنے بند ہو جاتے ہیں یعنی بغیر دیکھے ہی لوگ بدظن ہو جاتے ہیں اس کے ذکر سے نفرت اور اچاٹ پن دلوں میں ہونے لگتا ہے۔

چھٹی علامت یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی بچوں پر محبت میں جان دیتا ہے مگر سحر زدہ ہونے کے بعد نفرت وبغض کرنے لگتا ہے اور سمجھانے والا بھی دشمن لگتا ہے۔

ساتویں علامت یہ ہے۔ یہ بھیڑ، بکریوں، گایوں، اور بھینسوں پر یعنی دودھ دینے والے جانوروں پر کیا جاتا ہے۔ اس کے راستہ میں ڈالدیتے ہیں ان جانوروں کا دودھ سوکھ جاتا ہے بچہ مرجاتا ہے دودھ پینے والے بیمار ہو جاتے ہیں۔

آٹھویں قسم سحر کی یہ ہے جو کہ چوپایوں کیلئے مخصوص ہے اس سحر کے کرنے سے جانوروں کے جوڑوں میں درد ہو جاتا ہے اور وہ جانور گھاس کھانا چھوڑ دیتے ہیں اگر بروقت علاج نہ ہو تو مرجاتے ہیں۔

نویں قسم سحر کی یہ ہے یہ سحر دودھ دینے والے جانوروں اور بچہ جننے والی ماؤں پر کیا جاتا ہے، خواہ جانور ہوں یا عورتیں، اس کے کرنے کے بعد بچہ پیٹ سے بے وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

دسویں قسم سحر کی یہ ہے سحر کے ذریعہ خاص کر اولاد کو نشانہ بنایا جاتا ہے یعنی نومولود اور شیر خوار بچوں پر یہ سحر کیا جاتا ہے اور بچے سوکھ کر مرجاتے ہیں۔

گیارھویں قسم سحر کی یہ ہے طالع سنبلہ میں بروز منگل یا جمعہ کو ایک پتلہ عطارد کا بنا کر راستے میں ڈالدیتے ہیں وہ پتلا جس عورت کے پیروں میں آجائیگا، اس عورت کے یہاں لڑکیاں ہی پیدا ہوں گی، لڑکا نہ ہوگا۔

بارھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ مرد کو بستہ کر دیا جاتا ہے یعنی وہ مرد ہمبستری کے قابل نہیں رہتا۔

تیرھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ دلہن کو اپنے شوہر سے یا جس سے بستہ کیا ہے اس کے ساتھ ہمبستری سے نفرت ہو جاتی ہے۔

چودھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ مرد کے مفاصل (جوڑوں) میں درد پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اور مرد بیکار ہو جاتا ہے۔

پندرھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ عورت کے پیٹ میں اور سر میں پانی پیدا ہو جاتا ہے۔

سولھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ سحر زدہ ہونے کے بعد عورت رنگ بدلنے لگتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد تبدیلی رونما ہوتی ہے اور شکل وصورت بھیانک ہو جاتی ہے۔

سترھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ عورت کو باندھ دیا جاتا ہے اور عورت عقیمہ (بانجھ) ہو جاتی ہے ماہواری بھی ہوتی رہتی ہے مگر استقرار حمل نہیں ہوتا ہے۔

اٹھارھویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ کسی بھی شخص کا روزگار باندھ دیا جاتا ہے۔ اور سحر زدہ کا مال واسباب تلف ہو جاتا ہے مویشی مرجاتے ہیں آئے دن نقصان کا سامنا رہتا ہے۔

انیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس قسم کے ذریعہ رشتہ ازدواجی منقطع کر دیا جاتا ہے اور مرد وعورت جدا جدا ہو جاتے ہیں۔

بیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس قسم کے ذریعہ سے کسی گھر کو ویران وبرباد کر دیا جاتا ہے اس گھر کی خیر وبرکت اڑ جاتی ہے۔ محبت والفت جاتی رہتی ہے ایک دوسرے کو دشمن سمجھتا ہے رات دن جھگڑا بنا رہتا ہے۔

اکیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ اپنے مطلوبہ شخص کو خواہ مرد ہو یا عورت شدید بیماری میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور کسی صورت صحتیاب نہیں ہو پاتے۔

بائیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ کسی بھی شخص کو مرد یا

عورت کو ذلیل کر دیا جاتا ہے ہر کوئی ان سے بلا وجہ نفرت کرنے لگتا ہے۔ کوئی اعتبار نہیں کرتا ہے۔

تیئیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ کسی افسر یا حاکم یا ملازم کو نوکری سے، یا افسر کو عہدہ سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ سحر زدہ ہونے پر نوکری و عہدہ سے معطل ہو جاتا ہے۔

چوبیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ امیر کو، رئیس کو، تجار کو، وزیر کو عہدہ سے گرا دیا جاتا ہے اور فقیر و کنگال بنا دیا جاتا ہے

پچیسویں قسم سحر کی یہ : کہ اس سحر سے عورتوں کو اجاڑ کر دیا جاتا ہے یعنی طلاق دلا دی جاتی ہے جب تک اس سحر کا دفعیہ نہ ہو گا تو کتنے ہی نکاح کر لئے جائیں سب منقطع ہوتے رہتے ہیں۔

چھبیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس سحر کے ذریعہ حاکم کو تبادلہ پر پہنچا دیا جاتا ہے اور شہر سے دور کر دیا جاتا ہے۔

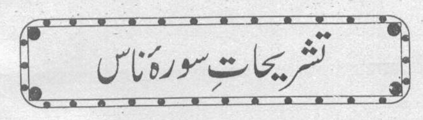
ستائیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ خوبصورت حسین عورت کے حسن و جمال کو خراب کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے پرایوں کی نظر میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔

اٹھائیسویں قسم سحر کی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہر ترقی کو مسدود کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ تعمیر شدہ مکان کو اجاڑ دیا جاتا ہے اس گھر میں کوئی آباد نہیں ہو پاتا ہے بلکہ ویران رہتا ہے جو بھی مکان میں آتا ہے جلد ہی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

سحر کی اور بھی بہت سی قسمیں ہیں بس اتنی ہی علامتوں پر اکتفاء کرتا ہوں تاکہ مضمون طویل نہ ہو جائے۔

اور قسم راز کو پردہ راز میں اس لئے رکھا ہے تاکہ عوام الناس اور خاص کر شائقین عاملین کے سامنے آنے پر کسی بھی روز کسی طریقہ قسم سحر کے اخذ کر کے کوئی عمل کر لیا تو ایمان کا ہذیان ہے اس لئے ان سفلی سحر کو تحریر نہیں کیا کہ عاملین مضرت رسانی سے، کمزوری ایمانی سے محفوظ رہیں اور گناہ کبیرہ کے مرتکب نہ ہونے پائیں"۔

عاملین جہان مخلوق کی حفاظت اور بہتری و فلاح و بہبود کیلئے کوشش کرتا ہے اول اپنی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے یعنی اکل حلال، صدق مقال اور پابندی شریعت و پابندی، صوم و صلوٰۃ کا اہتمام رکھنا از حد ضروری ہے تبھی مخلوق خدا کی صحیح معنوں میں خدمت انجام دے سکتا ہے اور ثواب دارین حاصل کر سکتا ہے وہمات اور لغویات سے، کذب، دروغ گوئی سے اور خرافات واہیات سے دور رہنا چاہئے۔ امراض کا علاج اور عقائد کی اصلاح کرنی چاہیے تاکہ اپنا بھی اور دوسروں کا بھی ایمان محفوظ و سلامت رہے۔



تشریحاتِ سورۂ ناس

مولانا محمد طاہر قاسمی
برادر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

ترجمہ تو کہہ پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے معبود کی، بدی سے اُس کی جو پھسلادے اور چھپ جاوے، وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں جنوں میں اور یہ آدمیوں میں۔

سورہ فلق میں انسان کو ان چار آفتوں اور شیطانی مضرتوں سے پناہ رب میں لیا گیا تھا جو عالمِ اجسام میں انسان کے لئے ضرر رساں تھیں اور جو ظلمت وشیطنت انسان کو عالمِ اجسام میں مطمئن نہ رہنے دیتی تھی۔ چنانچہ ناظرین کرام پڑھ چکے ہیں کہ ظلمت و شر کا ظہور عالمِ اجسام میں کبھی "ما خلق" کی صورت میں ہوا ہے اور کبھی "غاسقٍ اذا وقب" کی ہیئت میں کبھی شر شیطان "نفٰثٰتِ فی العقد" کی شکل میں اثر انداز ہوتا ہے اور کبھی "حاسدٍ اذا حسد" کے لباس میں۔ الغرض عالمِ اجسام میں شیطان کی ایذا رسانی اصولاً انہی چار شکلوں سے ہوتی ہے۔ اب سورۂ ناس میں پروردگارِ عالم نے شیطان کے اس ضررِ شدید اور شر عظیم سے انسان کو خبردار کر کے اپنی پناہ میں لیا ہے جو عالمِ ارواح میں براہِ راست اُس کے جوہر انسانیت پر شیطان کی طرف سے اثر انداز ہوتا تھا اور اسکی ملکیت کو تباہ و تاراج کرنے کی سعی کرتا تھا۔ اور تدابیر جسم میں فساد ڈال کر شیطان ہر دو عالموں میں روحِ انسانی کے لئے خسران و ناکامی کے اسباب مہیا کرتا تھا۔

ہر دشمن کے موافق اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے

یہ ایک اقتضائے فطرت ہے کہ جس قدر بڑا دشمن ہوتا ہے اسی قدر اس کے مقابلہ میں تیاری کی جاتی ہے۔ سانپ اور بچھو انسان کے دشمن ہیں تو ان کے مارنے کے لئے لاٹھی اور جوتا کافی ہوتا ہے لیکن اگر کوئی دشمن تیر و تفنگ سے مقابلہ میں آئے تو اسکا مقابلہ توپ اور ہوائی جہاز سے کیا جاتا ہے۔ اسی لئے عالمِ اجسام میں جب شیطان انسان کے مقابلہ میں حیوانوں اور انسانوں کا بھیس بھر کر آیا تو اس کے پچھاڑنے کے لئے انسان کے پرورش کرنے والے خدا نے صرف رب الفلق کا نورانی ہتیار مرحمت فرمایا یعنی شیطان کو انسان نے اس کا الٹی میٹم دیدیا کہ اگر تو نے اسکے بعد اپنے شرور و مکائد سے مجھ پر حملہ کیا تو یاد رکھ میرا خدا وہ ہے جو رات کی تاریکیوں سے صبح کا نور ظاہر کرنے والا اور شرورِ کائنات کی اندھیریوں میں سے حق و رسالت کا آفتاب و مہتاب چمکانے والا ہے اور شیطنت کے راستوں کو مسدود فرما کر انقلاب ماہیت کر دینے والا ہے

عالمِ ارواح میں شیطان کا حملہ اور اس کا تدارک

اور جب شیطان عالمِ ارواح میں براہِ راست انسان کے جوہر ملکیت وانسانیت کو معدوم کرنے کے لئے اس پر حملہ آور ہوا اور بجوائے حدیث ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم۔ جب کہ وہ جسم انسانی میں داخل ہو کر اس کے رگ و پے میں خون کی طرح دوڑنے لگا تو اس پروردگارِ عالم نے جس نے انسان کو کرامتِ عقل کا تاج پہنا کر اور خلاصۂ کائنات بنا کر خلیفۃ الارض بنایا ہے اپنی ربوبیت وملکیت والوہیت کی تجلیاتِ ثلثہ کا کبھی غروب نہ ہونے والا آفتاب و مہتاب، ارواحِ انسانی، پر طلوع فرمایا اور اپنی صفاتِ نورانیہ میں سے انسان کو ایسے تین نور مرحمت فرمائے جن کے توسل اور توسط کے بعد شیطنت کا یہ مخفی اور کاری حملہ انسان کے لئے مضرت رساں نہ ہو۔

آفتاب عالمِ اجسام وآفتاب عالمِ ارواح

کائناتِ عالم کو منور کرنے والے آفتاب کی ضیاء پاشی تو اس طرح پر ہے کہ وہ طلوع ہو کر بڑھتا اور نصف النہار پر آکر زوال پذیر بھی ہو جاتا ہے اور

مغرب کے وقت تک ہماری نظروں سے غائب ہو کر جو اپنی نورانیت لاتا ہے وہ اپنے ہی ساتھ لے جاتا ہے لیکن عالمِ ارواح میں ان تجلیاتِ ثلثہ کا آفتاب ضیاء پاش اور اس کے انوار و برکات تو کسی وقت اور کسی آن بھی غروب نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر آن نئی شان اور نئی دھج سے انسان کی تربیت و حفاظت، بقاو ارتقاء میں سرگرمِ عمل رہتے ہیں اور شیطنت کی تاریکیوں سے انسان کو ہٹا کر صراطِ نور پر چلانے کے لئے ہر دم مستعد ہیں اور قلب انسانی میں ان تجلیاتِ ثلثہ کی جلوہ پاشی جہت و مکان سے منزہ ہونے کے باوجود بعینہ وہی شکل رکھتی ہے جیسے آفتاب کا نور تمام عالم کو محیط ہونے کے باوجود جو آئینہ میں آجائے جیسے آفتاب عالمتاب اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا مگر آئینہ میں جلوہ افروز ہو جاتا ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ آفتاب آئینہ میں نہ سما سکنے کے باوجود آئینہ میں ہے ایسے ہی ان صفاتِ ثلثہ کی جلوہ افروزی باوجود جہت و مکان سے منزہ ہونے کے قلب انسانی میں قرار پکڑ لیتی ہے یہیں سے خداوندِ عالم کا شہ رگ سے بھی زیادہ ہم سے قریب ہونا بھی بالبداہتہ روشن ہو گیا کیوں کہ جس طرح انسان مطلق ہر انسان مقید میں پایا جاتا ہے یہی حال موجودِ اصلی کا موجوداتِ عالم کے ساتھ ہے لیکن اس قربت و جلوہ افروزی کے ساتھ بھی اگر کوئی اندھی روح اپنے ارادہ و اختیار سے ان تجلیاتِ ثلثہ کے فیوض و برکات سے مستفید نہ ہونا چاہے اور شیطنت کے جال سے نکلنے کی آرزو ہی نہ کرے بلکہ اس کے دامِ تزویر میں پھنس جانے ہی کو اپنی کامیابی اور ترقی سمجھے تو اس میں ان تجلیاتِ ربانیہ کا کیا قصور ہو سکتا ہے۔ جیسے آفتاب عالمتاب، اس عالم میں روزانہ تجلی ریز ہوتا ہے اور اکتسابِ فیض کے لئے ہر ایک کو صلائے عام دیتا ہے مگر اس پر بھی جو اس کے انوار و تجلیات سے متمتع و مستفید نہ ہو اور تاریکی ہی میں رہنا پسند کرے تو آفتاب کا اس میں کچھ قصور نہیں بلکہ اسی کوتاہ نظر کا قصور ہے اسی طرح جو کوتاہ عقل ربوبیت "ملکیت' والوہیت' کے انوار و تجلیات سے اکتسابِ نور ہی نہ کرے تو اسمیں ان کا کوئی قصور نہ ہوگا بلکہ عقلِ انسان کے مختار و مجاز ہونے کی وجہ سے سراسر قصور اسی کا سمجھا جاویگا اور یہی انوار و تجلیات و صفاتِ ربانی یومِ حساب میں اس پر حجت کر دی جاویگی۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

آئینۂ قلب میں جلوۂ خداوندی کب ضیاء ریز ہوتا ہے

جس طرح آئینہ کا رخ جب آفتاب عالمتاب کے ٹھیک مقابلہ پر آجاتا ہے تو آئینہ میں پورا عکسِ آفتاب مندرج ہو جاتا ہے اور چاہے انسان کتنی ہی اس کی کوشش کیوں نہ کرے کہ عکسِ آفتاب آئینہ میں نہ آئے یا تھوڑی بہت تاریکی کو آئینہ قبول کرلے مگر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح انسان جب اپنے آئینۂ قلب کو خدا کی طرف کرلے گا اور اپنی روحانیت کا ملکوتی رخ تجلیات الٰہیہ کی طرف کر کے جہت عبدیت کو معبودِ حقیقی کے ساتھ صحیح کرلے گا تو ممکن ہے کہ اس کے آئینہ میں شیطنت کی تاریکی دخل پا سکے اور تواضع و بندگی کے قالب میں رفعت و کرامت کا آفتاب جلوہ گر نہ ہو کما قال الرسول علیہ السلام من تواضع لله رفعه الله (الحدیث) اسی مضمون کی طرف قرآن عزیز میں یوں اشارہ فرمایا گیا ہے انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنيفاً وما انا من المشركين

میں نے متوجہ کرلیا اپنے چہرہ کو اسی کی طرف جسنے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے فاقم وجهك للدين حنيفاً فطرة الله التي فطر الناس عليها لاتبديل لخلق الله ذلك الدين القيم

تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو

سعی شیطان

شیطان کی سعی ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ انسان کے اس ملکوتی جہت کو جسے خداوندِ عالم نے اپنی صفاتِ ثلثہ کی طرف رجوع کرنا سکھلایا ہے ان تجلیات ثلثہ کے انوار سے مکتسب نہ ہونے دے بلکہ انسان کے علم وارادہ، انفعال و اعمال کا رخ مسببِ حقیقی سے ہٹا کر عالم اسباب کی طرف مائل کردے تا کہ بہیمیت کا غلبہ ہو کر ملکیت فنا ہو جائے اور ان اسباب کے چکروں میں پھنس کر مسبب عالم سے انسان غافل ہو جائے جس طرح وہ کاشتکار اور کسان جو گنگا کی نہر سے سیکڑوں میل کے فاصلہ پر رہنے کے باوجود اپنی کھیتی باڑی کو سرسبز و شاداب کرنے کی آرزو رکھتا ہے تو اسکے لئے یہی صورت ہے کہ وہ اپنی بستی کے آس پاس گنگا کی شاخ سے ایک چھوٹی سی نالی کاٹ کر اپنے کھیت میں ملادے تو سیکڑوں میل کی بعدِ مسافت، اکتسابِ فیض، و برکتِ آب کے لئے ہرگز مانع نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے حاسد و دشمن، چاہے کتنی ہی سعی اس کی کیوں نہ کریں کہ اس کسان کے کھیت میں خشکی سے ویرانی آجائے مگر نہیں آسکتی۔ اسی طرح جو لوگ مخلصین، چشمہ ہائے علوم نبوت والوہیت، سے اپنے چمنستانِ قلبی میں اکتساب و اکتساب کی نالیاں کاٹ کر لائے ہیں اور جنہوں نے اپنے دلوں کی زمین کو مقدس حوض کوثر سے سینچ لیا ہے ان کے قلوب میں بھی شیطنت کی ویرانی اور جہالت و ظلمت کی خشکی ہرگز دخل نہیں پا سکتی البتہ بندہ کا کام یہ ضرور ہے کہ عملِ صالح و کسب محمود کو ہاتھ سے نہ چھوڑے اور جو انسان اپنے قوائے ملکیہ و بہیمیہ سے کام ہی نہ لے اسکی مثال اور حالت تو بعینہ اس کاشتکار کی سی ہے جس

کے گھر میں غلہ بونیکا سامان بھی رکھا ہوا ہے اور قدرت کی فیاضیوں سے پانی اور زمین بھی اس کے پاس موجود ہے مگر نہ وہ زمین کو جوتتا ہے نہ اسے پانی دیتا ہے نہ دانہ زمین میں ڈالتا ہے ہاں مگر قدرت سے امیدوار اسی کا ہے کہ میرا دامنِ مراد بھی انہیں کاشتکاروں کی طرح بھر جائے جنہوں نے سخت سے سخت لوہ کے اندر تپتی ہوئی زمینوں میں قدرت کی فیاضیوں پر اعتماد کرتے ہوئے دانہ کو سپردِ خاک کیا تھا اور ہر قسم کے تعب و مشقت سے جان نہ چرائی تھی تو یہ اعتماد اس کسان کے لئے موجبِ نقصان ہے اور سراسر نادانی ہے اور ناممکن ہے کہ قدرت کی فیاضی اس کے گھر میں غلہ کا ڈھیر لگائے اسی طرح جو انسان اپنی قوتِ ملکیہ کو اوجِ ترقی پر پہونچا کر کمالِ انسانیت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضرورت ہے کہ تعلیماتِ ربانی و ہدایاتِ آسمانی کے مطابق اولاً اپنے دل کی زمین میں کلمہ طیبہ کا تخمِ سعید ڈالیں اور پھر زندگی کی اس کھیتی کو توحید و رسالت کی امانت سے آلائشاتِ شیطانی سے پاک وصاف بنائیں اور مجوزہ اعمالِ حسنہ کی مشقت اور مواظبت و مداومت سے شجرِ ایمان کو بڑھائیں اور پھیلائیں اور دل کی زمین کی پیداوار کو رحمتِ حق کی بارش سے اگائیں اور پکائیں

قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معرضون والذین هم للزکوة فاعلون والذین هم لفروجهم حافظون۔

کام نکال لیا ایمان والوں نے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں اور جو نکمی بات سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو زکوۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامنے والے ہیں

الغرض اس کی ضرورت تھی کہ جس طرح عالمِ اجسام میں شیطان کے راستے مسدود کئے گئے تھے اسی طرح جب وہ مجاری دم میں گھسے اور عالمِ ارواح میں قلبِ انسانی پر اس کا گذر ہو تو اس کے لئے بھی حق تعالیٰ کی طرف کوئی بندش بتلائی جاوے۔

شیطان وملک کا گذر قلبِ انسانی پر اور اسکا اثباتِ عقلی

بظاہر حدیث ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم کا یہ مضمون کہ "شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے" خلافِ فطرت معلوم ہوتا ہے لیکن عقلِ سلیم اس پر شاہد ہے کہ روحِ انسانی کا مادی لباس جس طرح کثیف اور وزنی ہے اسی طرح شیطان وملک کا مادہ خلقی لطیف اور سریع النفوذ بھی ہے اور وہ ہر شکل وصورت کے قبول کرنے کی اہلیت وصلاحیت رکھتے ہیں کون نہیں جانتا کہ نور ونار دونوں مادے جسمانی شکل وصورت سے بے نیاز ہیں نورِ آفتاب کو نورِ آفتاب تو ہم کہتے ہیں لیکن نہیں بتلا سکتے کہ اس کی شکل وصورت کیا ہے اسی طرح نار کو ہم نار کہتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اسکی صورت کیا ہے۔ جس طرح نورِ آفتاب کو اسکی انتہائی لطافت کی وجہ سے زمین قبول کرنے پر مجبور ہے اور اپنی کثافت وثقلِ ذاتی کی بنا پر فیضِ آفتاب ومہتاب کو خواہی نخواہی لینے پر مجبور ومجبول ہے۔ اسی طرح چونکہ شیطان وملک کا مادۂ خلقت بھی زمین سے لطیف ہے اس لئے ان کا اجسامِ انسانی میں داخل ہونا اور انسان کا شیطان وملک کو اپنے جسم میں داخل ہونے سے نہ روک سکنا بھی بالبداہت ظاہر ہے۔ رہا شیطان وملک کے وجود کا مسئلہ سو یہ ایک کھلی ہوئی چیز ہے جس طرح مدبر الامر کے حکم محکم کا تعلق جب عنصر خاکی سے ہوا تو اس سے حیوان وانسان شجر وحجر وغیرہ پیدا ہوئے اسی طرح جب اس کے امر کا تعلق نور ونار سے ہوا تو ان سے شیطان وملک پیدا ہوئے لیکن اگر وہ غیر مرئی ہیں تو اس سے انکارِ وجود لازم نہیں آتا ورنہ تو پھر روح کے وجود سے بھی انکار کرنا پڑیگا اور یہ ہمارا استدلالِ عقلی بحمد اللہ اختراعِ محض ہی نہیں ہے بلکہ احادیثِ صحیحہ وتفاسیر معتبرہ میں اسکی اصل بھی موجود ہے چنانچہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے ان الشیطان لمة الخ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ابن آدم کے دل پر شیطان کا بھی گذر ہوتا ہے اور ملک کا بھی۔ شیطان کے گذرنے سے شر پر آمادگی ہوتی ہے اور انسان حق کی تکذیب کرتا ہے اور فرشتوں کے گذرنے سے انسان کو نیک کام کی توفیق ہوتی ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے لہٰذا جس کو نیکی کی توفیق میسر آوے اس کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور جس کے دل میں شیطان کی طرف سے بدی کی تحریک ہو اسکو خدا سے پناہ مانگنی چاہئے۔ الغرض فرشتے اور شیاطین جسم غیر محسوس رکھتے ہیں اس لئے ان کا مجاری دم میں مداخلت کرنا کچھ مشکل نہیں یہی وجہ ہے کہ انسان کے دل پر دریا کی طرح خیر وشر کی موجیں اٹھا کرتی ہیں اور اسکی بعینہ ایسی ہی صورت ہوتی ہے جیسے کسی تالاب میں کوئی پتھر یا ڈھیلا پھینک دیا جائے تو پانی لہریں لینے لگتا ہے اور موجیں سطحِ آب پر ہر مرتبہ ایک نیا لباس پہن لیتی ہیں اسی طرح جب انسان کے دریائے قلب میں فرشتے اور شیطان غوطہ زن ہوتے ہیں تو اسکے قوائے ملکی وبہیمی میں بھی ایک قسم کا تموج پیدا ہو جاتا ہے۔ اور خیر وشر کی یہ لہریں انسان کے اعمال وافعال میں دکھلائی دینے لگتی ہیں۔

شیطان کا وجود اور اسکا اثباتِ عقلی

جیسے دریا میں حرکت خود بخود پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی محرک اسمیں تموج نہ پیدا کرے اور دریا کی سطح پر لہریں اس وقت تک نمودار نہیں ہو سکتیں جب تک دریا کی تہ میں کوئی غوطہ نہ لگائے اسی لئے موتی بھی باہر جب ہی آتا ہے جب کہ ماہیانِ دریائی دریا میں اچھال پیدا کرتی ہیں اور بچہ

بھی مادر رحم سے جب ہی باہر آتا ہے جب اس کے پیدا کرنے والے کی طرف سے اس کے لئے حکم اخراج صادر ہو جاتا ہے۔ غرض ہر مخفی وجود جب ہی مرئی ہو سکتا ہے جب کہ حضرت ظاہر جل مجدہ کا حکم ظہور اس سے متصل ہو جائے اسی طرح انسان کے قوائے ملکیہ وبہیمیہ میں بھی تلاطم و تموج اسی وقت تسلیم کیا جا سکتا ہے جب کہ ایک ایسی مخلوق کا وجود مانا جائے جو غیر مرئی وغیر محسوس ہو اور قلب انسانی اسکی تائید و تحریک کی اہلیت رکھتا ہو چنانچہ ایسے ہی غیر مرئی وغیر محسوس ناری مخلوق کو شریعتِ اسلامی جن وشیطان کہتی ہے اور نوری مخلوق کو ملک سے تعبیر فرماتی ہے۔ جس طرح کارخانۂ وجود کا موجود ہو جانا بدون کسی قادرِ مطلق کے تسلیم کے ممکن نہیں اور عناصر اربعہ کی قوتوں کا خود بخود ہر شکل وصورت کو قبول کر لینا اور اسکو تسلیم کر لینا صرف انہی کا کام ہے جنکی عقلیں مسخ ہو چکی ہیں۔ اسی طرح شیاطین اور ملائکہ کے وجود سے بھی انکار کرنا اور صرف نفسانی قوت کو شیطان سے تعبیر کر دینا انہی کوتاہ نظروں اور نیچریت کی بیماری میں گرفتار ہونے والوں کا کام ہو سکتا ہے جنکی نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلامِ بلاغت نظام تک نہیں پہونچی اور مخبر صادق کے مشاہداتِ غیب کا جنہیں اقرار نہیں ہے

منکرین وجود شیطانی اور ان کی غلط فہمی

گو جناب سرسیدؔ اور ان کے ہم نوا باوجود براہین سماویہ ودلائل واضحہ کے پھر بھی اس کے قائل ہیں کہ شیطان وملک کا وجود مستقل شکل وصورت میں نہیں بلکہ صرف نفس کی قوت کا نام شیطان ہے اور ان کے دلائل کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز آنکھ سے دکھائی نہ دے اور کان سے سنائی نہ دے اور زبان سے چکھی نہ جائے ناک سے سونگھی نہ جائے ہاتھوں سے چھوئی نہ جائے اس کا وجود ہو ہی نہیں سکتا لیکن کوئی ان مادہ پرستی میں سرشار ہونے والوں سے پوچھے کہ آخر پھر تم اپنی روح کے کس طرح قائل ہو چاہئے کہ اپنے وجود اور اپنی روح سے بھی انکار کر دو کیوں کہ آج تک حواسِ خمسۂ ظاہری نے کسی انسان کی روح کو بھی نہیں دیکھا اور نہ دیکھنے کے باوجود کسی نے انکار کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حواسِ خمسۂ ظاہری صرف انہی اشیاء کو محسوس وادراک کر سکتے ہیں جو ذی جسم ہوں اور مادہ وروح دونوں سے مرکب ہوں تمہارا روح کو یہ حواسِ خمسۂ ظاہری ہرگز ادراک نہیں کر سکتے وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ حواسِ ظاہری فی الحقیقت دیکھنے والے اور سننے والے، چکھنے والے اور سونگھنے والے نہیں بلکہ وہ قلب مدرک ہے جو ان حواسِ خمسہ سے سب عالم کی اشیاء کو دیکھتا اور سنتا ہے اگر اس کی حس جاتی رہے یا انسان کا دل مر جائے تو پھر یہ حواسِ خمسہ کوئی فعل بھی صحیح طور پر بجا نہیں لا سکتے اور روح بھی بدون حواسِ خمسہ کے اس عالم میں نہیں رہ سکتی۔ غرض یہ ہے کہ حواسِ خمسہ، مجردات کا تنہا ادراک نہیں کر سکتے جب بھی ادراک کرتے ہیں تو مرکب وجود ہی کا ادراک کر سکتے ہیں لیکن جیسے ہر مرکب اپنے وجود سے مفرد کا پتہ دیتا ہے اور ہر مجموعہ اپنے وجود سے اپنے اجزاء پر شاہد ہے اور نسلِ بنی آدم میں دو سے تیسرے کی پیدائش بتلا رہی ہے کہ یہ تیسرا جب ہی معرض وجود میں آیا جب کہ ایک مخلوق کی پشت میں رہا اور ایک کے جنین میں۔ اسی طرح خیر وشر کا یہ مجموعہ اور خیر وشر کی یہ نوع مرکب بھی بتلا رہی ہے کہ انسان کی نوع اگر فرشتوں کی مخلوق سے نکلی ہے تو اسنے شیطان وجن کی جنین میں بھی جنم لیا ہے اور دونوں ملکی وبہی مخلوقات کا جدا جدا وجود یقینی اور ضروری ہے جس طرح ایک تخت اپنے مجموعہ سے اس پر شاہد ہے کہ اس میں لکڑی بھی ہے اور لوہا بھی اور ان کے جدا جدا ذخیرے اور کانیں عالم میں بالیقین موجود ہیں یہ ناممکن ہے کہ تخت بدون لکڑی اور لوہے کے ذخیرہ کے معرض وجود میں آجائے۔ اسی طرح خیر وشر سے مرکب یہ انسانی مخلوق بتلا رہی ہے کہ جدا جدا دو قسم کی ناری ونوری مخلوق بھی عالم میں پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ وہ ہم کو مثل خدا ابدِ عالم کے دکھلائی نہ دیں یا جیسے ہر بیٹے کا باپ اور اسکی ماں مر جانے کے بعد لوگوں کو نظر نہ آئیں۔

ارواحِ اجل یافتہ بھی انسان کے خیر وشر میں ممد ومعاون ہوتی ہیں

علاوہ ازیں جو ارواح جن وانس اجلِ مقررہ پر پہونچکر موت کا ذائقہ چکھ چکی ہیں اور اپنا لباس خلقی عطا کنندۂ اصلی کو واپس دے چکی ہیں اور اعمالِ خیر وشر کا رنگ ان پر ایسی ہی طرح چڑھ چکا ہے۔ جیسے ایک کپڑے پر ایک رنگ پختہ طور پر دے دیا جائے تو کبھی حق تعالی ایسی ارواحِ سعیدہ وخبیثہ کو عالم کی تدبیر کے لئے یا انکو عالم سفلی میں محبوس ومعذب فرمانے کے لئے عالم سفلی میں رکھتے ہیں جو اپنے اثراتِ ناری ونوری سے انسان پر مسلط ہو کر ایسی ہی طرح انسان کے قوائے ملکیہ وبہیمیہ میں تلاطم وتموج پیدا کر دیتی ہیں جیسے قدرتی بجلی مصنوعی بجلی پر گر کر اس میں ایک غیر معمولی تیزی وقوت اور چمک پیدا کر دیتی ہے۔ بہر حال یہ امر محقق ومنقح ہو چکا ہے کہ شیطان وملک کا وجود ہے اور وہ جسم انسانی میں داخل ہو کر روح پر اپنے اثرات ایسی ہی طرح طاری کر دیتے ہیں جیسے ایک مقرر اپنے کلام کے اثرات سے قلبِ انسانی کو متاثر کرتا رہتا ہے اور شیطان انسان کے علم وارادہ، افعال واعمال، کا رخ عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف پھیرتا رہتا ہے اور اکتسابِ تجلیاتِ ثلثہ خداوندی کی نعماتِ ابدی سے انسان کو محروم کر دیتا ہے اور انسان از خود ان کے روکنے کی

طاقت وقدرت بھی نہیں رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا مقابلہ وہی کر سکیگا جو اس سے بھی بڑھ کر لطیف اور قوی ہو۔

نار کا مقابلہ نور ہی کر سکتا ہے

سو ہر ایک کو معلوم ہے کہ نار کا مقابلہ اگر کوئی چیز کر سکتی ہے تو نور ہی کر سکتا ہے ایک ہنڈا کتنی ہی تیز روشنی والا کیوں نہ ہو جہاں شب کو اس کی روشنی کی ہر شخص آرزو کرتا ہے اور اسکی ضرورت ہر فرد بشر کو محسوس ہے وہیں اس چمکنے والے ہنڈے کا نور آفتاب میں بیکار ہو جاتا بھی ہر ایک پر بخوبی عیاں اور روشن ہے اور آفتاب عالمتاب کے نور کو کم کرنے کے لئے لاکھوں اور کروڑوں ہنڈے بھی کیوں نہ روشن کر دئے جائیں یا دن میں بجلی کی روشنی کتنی ہی زبردست مقدار میں کیوں نہ استعمال کی جائے مگر ناممکن ہے کہ نار نور پر غالب آسکے۔ ٹھیک اسی طرح سمجھ لو کہ شیطان کسی قدر بھی انسان پر قبضہ کیوں نہ جمالے مگر ناممکن ہے کہ جب اللہ ورسول اور اسکی نورانی مخلوق کے انوار وتجلیات کا انسان پر ورود ہو اور بندۂ عاصی اکتساب نور کا ارادہ کر لے تو شیطان کا کوئی داؤ پیچ چل سکے۔

شیطان کی جبلت ہی میں فساد مظم رکھا ہوا ہے

چونکہ شیطان کی جبلت وفطرت میں فساد مظم کا اقتضاء صانع بیچون وبے چگون نے رکھ دیا ہے اور اس کی خلقت اور ساخت نار سے ہوئی ہے اس لئے اس کا مادہ ناری بھی اکثر عالم کے کاروبار میں فساد کا سبب ہوتا ہے دیکھئے ایک عمارت اینٹ پتھر لکڑی چونہ لوہے مٹی وغیرہ کے مجموعہ سے لاکھوں روپیہ میں برسوں کی محنت وکاوش سے تیار کی جاتی ہے اور طرح طرح کی صعوبتوں اور مشقتوں سے اس کو مکمل کیا جاتا ہے مگر جب آگ کا قابو اس پر چل جاتا ہے تو ایک پیسہ کی دیا سلائی سے یہ برسوں کی محنت ایک دم میں غارت ہو جاتی ہے اسی طرح شیطان کا قابو بھی جب انسان پر چل جاتا ہے اور شیطنت کا یہ جب بھی کسی کے خرمن دین وایمان پر کاری ہو جاتا ہے تو برسوں کے حسنات وبرکات دم کے دم میں اکارت ہو جاتے ہیں اور انسان ذلت وخسران کے گڑھے میں جاگرتا ہے۔

شیطنت کی سزا نار ہی ہونی چاہئے

غالباً یہی سبب ہے کہ شیطان کے دام تزویر میں پھنس جانے والوں کی سزا بھی نار اسی لئے تجویز کی گئی ہے کہ جس چیز سے انہوں نے دنیا میں لگاؤ پیدا کیا تھا آخرت میں بھی وہی اسی قسم کی جزائے مماثل ان کے سامنے آجائے کما قال تعالیٰ جزاء سیئة سیئة مثلها ۔ لیکن اسی مادۂ ناری پر جب انسان دسترس اور قابو پا لیتا ہے تو پھر اس کے لئے اس سے بڑھ کر مفید شے بھی کوئی نہیں ہے۔

قوتِ نفسانیہ پر قابو پانے ہی سے انسان کامل ہو سکتا ہے

چنانچہ وہ آگ جو کروڑوں روپیہ کی عمارتوں کو ایک منٹ میں خاک کا ایک ڈھیر بنا دیتی ہے جب اس آگ کو انسان اپنے قابو میں کر لیتا ہے تو دیکھ لیجئے کہ ایک اسٹیمر ہزاروں ٹن وزن دم کے دم میں مشرق سے مغرب میں اور مغرب سے مشرق میں پہونچا دیتا ہے۔ یہی حال شیطان اور نفسانی قوت کا بھی ہے کہ وہ جس قدر انسان کے حق میں مضر ہے اسی قدر مفید بھی ہے وہ شیطان جو انسان کی بھی تاریکی میں اضافہ کر کے اسے اپنا جیسا کر لیتا ہے اور اسفل السافلین کی گہرائیوں میں اتار دیتا ہے جب انسان اس پر قابو اور غلبہ پالیتا ہے تو ملک السموات والارض کے اسرار وعجائب دیکھ لیتا ہے اور اسرار تکوینی وآثار ملکوتی اس پر منکشف ہو جاتے ہیں کما اشارہ بہ تعالیٰ شانہ وکذالک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین ۵

تسخیر عناصر اربعہ اور اسکے نتائج

جیسے بجلی کی طاقت پر قابو پالینے سے انسان نے پانی اور ہوا کو مسخر کر لیا ہے اب نہ سمندر کی طوفان خیز موجوں سے انسان ڈرتا ہے نہ ہوا کے جھکڑ اسے کوئی گزند پہونچا سکتے ہیں اسی طرح نفسانی قوت پر جن اعلیٰ ملکی طاقت رکھنے والے اور ملاء اعلیٰ تک پرواز کرنے والے مقدس انبیاء نے قبضہ پالیا ہے اور اس ناری کیفیت کو اپنی ملکیت اعلیٰ کا خادم بنا کر حضرت احدیت کے چشمۂ قدرت وکمال، جلال وجمال سے توسل کر لیا ہے۔

اثباتِ معراجِ نبوی ورفع مسیح ناصری بجسدِ عنصری

ان میں برقی قوت سے زیادہ وہ نورانی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ باذن اللہ ان کے لئے آسمان وزمین کی سیر اسی جسد عنصری کے ساتھ آسان ہو جاتی ہے اور آسمانوں کی سیر میں یہ ارواح طیبہ اپنے جسد عنصری کو ساتھ رکھنے میں کوئی تعب اور دقت محسوس نہیں کرتیں اور قوت ناری اور قوت نوری اور ملکہ خیر وشر کا یہی وہ کمال واعتدال اور توازن اصلی ہے کہ جن کے باہم ممزوج ہو جانے کے بعد لباس خاکی افاضہ تجلیات ربانی کے لئے مزاحم ومقابل نہیں رہتا اور نور ملکیت، غالب ومستولی ہو کر اس طرح ان کے قبضہ میں آجاتا ہے جس طرح بجلی پر انسان قبضہ پالینے سے بٹن کے دباتے ہی بجلی سے چاہیں تو پروازی کی کیفیت حاصل کر لیتے ہیں اور جب چاہیں عالم کے کاروبار میں مدد لیتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام جب چاہتے ہیں تو صفات الٰہیہ کی غیر

محدود شانوں میں مستغرق ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں ملاء اعلیٰ کی سیر کر لیتے ہیں جب بعض اشیاء وادویات کے باہم مل جانے کا یہ اثر ہے کہ ان سے مہیب سے مہیب آوازیں پیدا ہو جائیں۔ بم کے گولے ہزاروں جانیں تلف کر دیں تانبے پر یا کسی اور کہربائی دھات پر کیمیائی دوائیں استعمال کر دی جائیں تو تانبا خالص سونا بن جائے اور کارخانۂ عالم میں اس کی قدر و قیمت بڑھ جائے۔ اور کوئی شخص یہ تمیز نہ کر سکے کہ خالص اور قدرتی سونے میں اور اس مصنوعی میں کیا فرق ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ جن اجزاء کو ملا کر قدرت نے سونا بنایا تھا انسان نے بھی خدا تعالیٰ کی بتلائی ہوئی الہامی ترکیب کے موافق ویسا ہی سونا بنا دیا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام نے بھی مدبر الامر کی بتلائی ہوئی ترکیب کے موافق نفسانی قوت پر ملکیت کو غالب وحاوی کر کے کچھ اس طرح اس سے کام لیا ہے کہ وہ نفسانیت و بہیمیت، نہ رہی بلکہ مثل تانبے کے ملکیت ہی ضم ہو کر اس کی کمالِ قوت کا سبب بن گئی یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں جو خیر و نور ہے وہ ملائکہ کے خیر و نور سے کہیں بڑھ کر ہے کیوں کہ ملائکہ کے خیر میں ترقی واضافہ کی کوئی شکل نہیں وہ جتنے پیمانہ پر ہے بس اتنے ہی پیمانہ پر رہے گی۔ لا یعصون الله ماامرهم ویفعلون مایؤمرون اور انبیاء علیہم السلام کی ملکیت وخیر و میں اضافہ وارتقاء ہے کیوں کہ جس طرح انجن میں آگ پانی کو کھولا کر اسٹیم پیدا کرتی ہے اور یہ آگ نہ صرف انجن کے حق میں رحمت ہے بلکہ تمام مسافروں کے حق میں یہی باعثِ برکت ہے اور چولھے کی آگ اس قدر قوی نہیں ہوتی بس وہ ایک خاص صورت میں جلتی رہتی ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے لئے باذن اللہ کرۂ ارض سے کرۂ سماوی پر جانا اور وہاں قیام کرنا ایسا ہی سہل ہو گیا تھا جیسا کہ برقی طاقت پر تھوڑا سا قابو حاصل ہو جانے سے ہمیں اور تمھیں ہوائی جہاز کے ذریعہ سے ہوا میں اڑنا اور ٹھیرنا آسان ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں اگر غذائے جسمانی کی طاقت سے ہمیں اور تمھیں زینہ پر چڑھ جانا آسان ہے اور قوتِ بہیمیہ نے بآسانی ہمیں بڑے سے بڑے پیچدار زینہ پر لے جا کر سطحِ زمین دکھلا دی ہے یہ طاقت نہ ہو تو ایک سیڑھی پر بھی قدم نہ رکھا جائے ایسے ہی انبیاء علیہم السلام کی قوتِ ملکیہ کو کلام وامر خداوندی کی روحانی طاقت وتغزیہ نے اس درجہ پر پہونچا دیا تھا کہ وہ باذن اللہ کرۂ سماوی پر چڑھ جائیں اور انکی قوتِ بشریہ مانع رفع الی السماء نہ ہو۔

ان اشارہ سے گمان غالب یہ ہے کہ ناظرین کرام کو مسئلہ رفعِ مسیح بجسدِ عنصری اور معراجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں انشاء اللہ تردد و گنجلک باقی نہ رہے گا۔

شیطان کا تمثلِ جسمانی و روحانی

الغرض شیطان ہر شکل وصورت سے بدنِ انسانی میں داخل ہوتا ہے اور عالمِ اجسام سے عالمِ ارواح میں اور عالمِ ارواح سے عالمِ اجسام میں جب چاہے جس قالب اور جس صورت سے چاہے انسان کو گھیر کر اپنی ذات سے ملکیت انسانی کو تیرہ و تاریک اور عیب دار بنا دیتا ہے۔ لوح محفوظ عرش وکرسی اور علیین سے جو تعلقات ارواحِ انسانی کے قائم و وابستہ ہیں شیطان کے درمیان میں حائل ہو جانے سے وہ تعلق بعینہ ایسی ہی طرح منقطع ہو جاتا ہے جیسے آفتاب و مہتاب پر ابر آجائے بس انہی تعلقات کے انقطاع کا نام ضلالت وگمراہی ہے اور بندہ اور خدا کے درمیان شیطان کے حائل ہو جانیکا نام ہی شرک ہے کیوں کہ جب شیطنت انسانیت پر چھا جاتی ہے تو اسکی تمامتر توجہ عالمِ اجسام ہی میں مصروف ہو جاتی ہے

شیطان کی دھوکہ دہی کی ایک مثال

جس طرح وہ انجن جو کلکتہ کی طرف اپنی بیسیوں گاڑیوں کے مسافروں، کو فراٹے بھرتا ہوا لے جا رہا تھا لیکن ایک معمولی سے کانٹا بدلنے والے نوکر کی شرارت سے انجن کی لائن کا رخ بدل گیا اور بجائے کلکتہ پہونچنے کے وہ انجن مسافروں کو لیکر لاہور پہونچ گیا تو جو کچھ شرارت وغفلت باور کی جائے گی وہ ڈرائیور اور کانٹے والے ہی کی کیجا سکتی ہے لائن کا کچھ قصور نہ ہوگا اسی طرح شیطان انسان کی عمر عزیز کی جملہ ترقیات کی لائن کا رخ عالمِ بالا سے پھیر کر عالمِ فانی کی طرف کر دیتا ہے اور اسی طرح اسکو فنا کر دیتا ہے بس یہی روح کی موت کہلاتی ہے۔ کیوں کہ جب اس کا تعلق اسکے اصل مرکز سے منقطع ہو جائیگا تو ناممکن ہے کہ اسکی حیات باقی رہ سکے جیسے وہ درخت جس کی جڑ پر کلہاڑا بجلیا جائے اور اس کا تعلق زمین سے منقطع کر دیا جائے تو درخت کے حق میں یہ موت ہے اور زمین کی جملہ قوتیں باوجود اس درخت کے متصل ہونے کے محض اس انقطاعِ رشتہ کی وجہ سے کوئی نفع اسکو نہیں پہونچا سکتیں اور اس کلہاڑا بجنے کے تھوڑی دیر بعد یہ نظر آنے لگتا ہے کہ درخت کی وہ سر سبز و شاداب ڈالیاں جو ابھی ابھی ہوا کے جھوکوں میں جھوم جھوم کر نظروں کو اپنی طرف جھکائے دے رہی تھیں اور وہ آفتاب کی نورانی شعاعیں جو اس کلہاڑا بجنے سے بیشتر اس پر تجلی ریز تھیں اس انقطاعِ تعلق کے بعد درخت کے جملہ برگ وبار کملا جاتے ہیں اور وہ درخت جو سیکڑوں آدمیوں کو ابھی اپنے سایہ میں سلائے ہوئے تھا یکایک سوکھ کر زمین پر گر پڑتا ہے اسی طرح وہ انسان جنکی ارواحِ سعیدہ تدبیر جسم میں مصروف تھیں اور فیضانِ تجلیاتِ ربانی سے فرحاں وشاداں ترقی ملکیت میں مصروف تھیں کہ یکایک شیطان کی تاریکیوں نے چاروں طرف سے آن گھیرا اور ان کے تعلقاتِ خدا ورسول میں رخنہ ڈال کر یہ انقطاع ان کے حق میں باعثِ پژمردگی ہوگا اور اگر روحِ انسانی اپنے خالق و مولی

کی طرف انابت و تضرع نہ اختیار کریگی تو ہمیشگی کی موت اس پر آجائے گی۔ خداوندِ عالم نے انسان کے لئے توبہ و استغفار اس لئے رکھا ہے کہ جب اس کا رشتہ اپنے مالک و مولیٰ سے کمزور پڑنے لگے اور شیطان کے غلبہ و تسلط سے انسان کی حیاتِ ابدی خطرہ میں آجائے تو بندہ اپنی نفسانی شرارتوں پر دل سے نادم ہو کر اپنا علاقہ درست کرلے۔

مسلم عاصی اور کافر و مشرک کے معاصی کا فرق

یہی فرق مسلم عاصی اور کافر و مشرک کے گناہوں میں ہے کہ شیطان تو ہر ایک کے خانۂ دل کو ٹٹولتا ہے وساوس و خطرات سے ہر ایک کے قلب کو سیاہ کرتا ہے مگر جنکی روح عالم اجسام کی آلائشوں سے بالکلیہ ملوث نہیں ہوئی اور توحید و رسالت کا کوئی نقطۂ نورانی بھی ان میں موجود ہے گناہ دائم کی مزاولت اور ممارست سے جن کے دل پورے سیاہ نہیں ہو چکے ہیں جب بھی رحمتِ حق کی بارش کا کوئی چھینٹا ان پر پڑ جاتا ہے اور جب بھی کسی سعید روح کا گذر ان کے قلب پر ہو جاتا ہے تو وہ پکار اٹھتے ہیں کہ اے لعین و بدکار دشمن پروردگار یہ تیرا حملہ شر گو بظاہر بڑے آن وبان، قوت و شوکت کے ساتھ ہے اور تیرے یہ باطلانہ اقدامات گو بڑے استحکامات کر کے آئے ہیں مگر یاد رکھ کہ حول و قوت جو کچھ بھی ہے وہ اللہ جل شانہ و عزمکانہ ہی کے لئے ہے اور باگ ڈور صرف اسی کے ہاتھ میں ہے جسنے ہدایات و سعادت کی منادی عالم میں کرائی ہے اور باطل کو حق سے مغلوب ہونے ہی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اما الزبد فیذهب جفاء او اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض، جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا. لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم. بس اتنا کہتے ہی انسان پر سے تمام تاریکیوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور شیطنت کے تمام منصوبے بکھر جاتے ہیں۔

انسان اگر اس مفسد نظم عالم کے مکائد و دسائس سے بچنا چاہتا ہے اور اس دشمن انسانیت کے داخلہ کو عالم ارواح میں بند کرانا چاہتا ہے تو اس کی صورت صرف یہی ہے کہ وہ کارساز عالم کی پناہ لے اور اسکی مجوزہ صفاتِ ربوبیت و ملکیت و الوہیت کی پناہ لیکر شیطان کو مقہور و مغلوب کرے۔

شیطان کس حالت میں انسان پر حملہ کرتا ہے

یہ قاعدہ ہے کہ چور اور ڈاکو ہمیشہ اس حالت میں نقب لگاتے ہیں کہ جب انسان غافل ہوتا ہے یا اندھیری بڑھجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ دن میں چوریاں کم ہوتی ہیں اسی طرح شیطان بھی جب یہ دیکھتا ہے کہ انسان کی بہیمت کی راہیں کھل گئی ہیں اور اسکا تعلق اپنے مالکِ حقیقی سے کمزور ہو گیا ہے تو جھٹ سے حملہ کر دیتا ہے لیکن جب دیکھتا ہے کہ ازلی و ابدی سرکار کی فوج اور حفاظتی دستے مدد کو آپہنچے ہیں اور انسان نے سرکار احدیت میں ہاتھ جوڑ کر اقرار کر لیا ہے کہ حول و قوت جس قدر بھی ہے وہ صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور وہی سب کا ملجا و ماوا ہے تو یہ روحانی لٹیرے یہ دیکھ کر کہ رب الناس کی محبت کے پیادے آپہونچے۔ ملک الناس کے نورانی لشکر اور ان کے پرے آموجود ہوئے آلہ الناس کے رسولِ کریم اور روح الامین نمودار ہو گئے تو یہ شیطانی اثرات پراگندہ و منتشر ہبا منثورا ہو جاتے ہیں اور دل کی زمین خدائی لشکر کے لئے خالی رہ جاتی ہے۔

شیطان کے داخلۂ قلب کے تین دروازے

الغرض قلبِ انسانی میں شیطان کے داخلہ کی تین ہی صورتیں ہوتی ہیں۔(۱) کبھی وہ شہوت کی راہ سے دخل پالیتا ہے (۲) اور کبھی قہر و غضب کی راہ سے۔(۳) کبھی شرک و ہوا، حرص و طمع کی راہ سے انسان کے قلب کو مسخر کرتا ہے۔ خداوندِ عالم نے ان تینوں راستوں کو شیطان پر بند کر کے انسان کو راہِ مستقیم دکھلائی۔

رَبّ النّاس

اور ربّ الناس سے اشارہ فرمایا کہ شیطان جب شہوت کی راہ سے قلب میں دخل پائے تو انسان اُس کی پناہ لے جو تمام انسانوں کی قوتوں کی نگرانی و حفاظت کرنے والا اور سب کا پالنے والا اور اس کی قوتِ بہیمہ کو جادۂ اعتدال پر لگانے والا ہے یوں تو خداوندِ عالم تمام مخلوقات ہی کا پالنے والا ہے اور اسکی پرورش تمام عالمین کو محیط ہے لیکن جو تربیت کاملہ انسان پر فائز ہے وہ کسی دوسری مخلوق پر نہیں ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ اس حقیقتِ جامعہ سے بڑھ کر کوئی حقیقت بھی نہیں ہے۔ دیکھئے لطیفۂ انسانی بظاہر ایک بھی سی شے ہے مگر خالقِ کائنات نے عقل و کرامت، ولایت و شرافت، کے لئے کیسے لعل و جواہر اس میں لگائے اور مرد و عورت کے جوڑے بنا کر کس طرح ایک کو دوسرے کے لئے کار آمد بنایا اور توالد و تناسل کے بادلوں سے مادرِ رحم میں کس طرح انسانیت کے موتی برسائے اور کیسی لطیف و ممکن تدبیر سے انکی نسلوں کو پھیلایا اور بڑھایا اور ایک دوسرے کے دل میں ایک دوسرے کی محبت و خواہش پیدا کردی اور ایک ایسا مادہ پیدا فرمایا جو عمر کے وسط میں جوش کھا کر اپنے ابنائے جنس کے بڑھانے کی آرزو کرتا ہے۔

نظم توالد و تناسل کی پر امن راہ اور شیطان کی دراندازی

سو جوانی کے اس مادۂ شہوت کے غلط استعمال سے شیطان کا مقصد یہ

ہوتا ہے کہ انسان کے نظم توالد و تناسل کو برباد کردیا جائے اور جو پر امن راہ توالد و تناسل کی حق تعالیٰ نے مرد و عورت کے درمیان بذریعہ رسول وانبیاء قائم فرمائی ہے یہ باقی نہ رہے اور قوتِ بہمی کے صرف کرنے میں انسان مطلق العنان ہو جائے لیکن خداوندِ عالم ہی چونکہ اس بہارِ شباب کا لانے والا ہے اور وہی لطیف غذائیں بخش کر اس مادہ کا پیدا کرنے والا ہے اور بندہ اس کے آمد و صرف میں خدا کے تئیں جوابدہ ہے اس لئے عقلاً یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا اور نظمِ ربوبیتِ پروردگار کے سراسر خلاف تھا کہ بندہ اس جوانی کی بہار کو (جسے قدرت نے ماں باپ کے دل میں جوشِ محبت ڈال کر پرورش کرایا ہے اور اپنی سالہا سال کی نگہداشت اور نیرنگیوں سے انسان پر جو بہارِ شباب قدرت لائی ہے) جسکے ہاتھ چاہے فروخت کردے اور مالک کو یا اس کے پیغامبروں کو خبر بھی نہ کرے ظاہر ہے کہ وہ غلام کسی طرح بھی امانتدار کہلانے کا مستحق نہیں جو مالک کے بدون اجازت واذن کے اسکے مال و دولت، عزت و آبرو، کو جہاں چاہے صرف کر ڈالے بلاشبہ بندہ کی عقل پر چونکہ شیطان کا قابو چل جاتا ہے اور وہ دن رات انسان کو برے سے برا مشورہ اور کھوٹی سے کھوٹی صلاح دیتا رہتا ہے اس لئے قوی اندیشہ تھا کہ جب انسان کے رشتہ خدا سے کمزور پڑجائے تو شیطان قوتِ بہیمیہ کا غلط استعمال کراوے اور انسان کو جانوروں کی مشابہ کردے اسلئے شفقت و ربوبیت کا اقتضاء یہ ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ انسان جوانی کے ہاتھوں لاچار ہے اور لڑکپن کی شرارتوں سے دل اسکا مچل گیا ہے اور انسان اپنے ظاہری و باطنی نظم میں فساد ڈالنے پر تلا ہوا ہے اور بہائم کی مشابہت اختیار کرلینے پر شیطان نے اسے بہکا پھسلا کر راضی کرلیا ہے بندہ اپنی قوتِ بہیمیہ کو محفوظ رکھنے کے لئے ربّ الناس کی پناہ ڈھونڈے اور اس کی طرف رجوع کرے جس نے برسوں تک اسکی حفاظت کرا کر یہ مرتبہ شباب اسکو مرحمت فرمایا ہے اور تجلی ربوبیت سے تعوذ کرکے انسان اپنے لباسِ تقویٰ پر شیطنت کے داغ نہ لگائے اور رک کر اور جھک کر بہائم سے ممتاز ہو جائے اور سوچے کہ ایک وقت خزاں کا مجھ پر ایسا بھی آنے والا ہے جبکہ میں کہنہ درخت کی طرح سوکھ کر زمین پر جاگروں گا اور لوگ مجھے اٹھا کر سپردِ خاک کرینگے اور میرے جسم کے ریزے زمین پر ہوا میں اڑینگے۔ اسی خواہش و میلانِ طبعی میں انسان کو مطلق العنان نہ بننے کے لئے ارشاد ہوا

واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الذین یتبعون الشھوات ان تمیلوا میلا عظیما یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا.

قوتِ بہیمیہ کا استعمال معتدل

آیۃ ہذا میں حق تعالیٰ نے انسان کے اس اقتضاء طبعی کی رعایت فرماتے ہوئے نہ تو بالکل ہی اس مادّہ کو محبوس فرمایا اور نہ نفسانی لذتوں میں منہمک ہو جانے کی ہی انسان کو اجازت دی کیونکہ اگر بہارِ شباب کو بالکل ہی محبوس رکھا جاتا ہے تو تب بھی انسان، انسان رہتا نہ وہ اپنی نسل اور اپنے قائم مقام سطحِ زمین پر لا سکتا اور اگر ہر جگہ اور ہر حالت میں اجازت دیدی جاتی تو انسان بہائم کی طرح پر ہو جاتا۔ بہرحال جو اس بہار کو انسان پر لاتا ہے اسی کو یہ حق حاصل ہے۔

نکاح وزنا کا باہمی فرق

کہ جن حالات و محلات میں اس مادّہ سے انسان کی بہتری اور بھلائی ہو وہ بھی اسکی طرف سے بتلادئے جائیں اور جن حالات و محلات میں اس مادّہ کا صرف انسانیت کو بٹہ لگانے والا، ہو اور وہ بھی اسکی طرف سے واضح کردیئے جائیں تاکہ اسکی قدرتِ کاملہ سے نہ انسان بہائم کی طرح پر ہو اور نہ انسانیت کا دائرہ اس پر تنگ ہو اسی لئے قرآنِ حکیم میں جن حالات و محلات میں اس مادّہ کے صرف کی اجازت دی گئی ہے اسکو شریعت اسلامی کی اصطلاح میں نکاح کہتے ہیں اور جن حالات و محلات میں بندہ از خود بلا اجازتِ خداوندی اس بہار انسانیت کو صرف کر ڈالے اسکو زنا کہتے ہیں۔

مادّۂ شہوانی کا پیدا کرنے والا ہی اسکے آمد و صرف کا نگراں ہو سکتا ہے

جیسے ایک حکیم یا ڈاکٹر اگر دواؤں اور غذاؤں سے کوئی مادّہ انسان میں پیدا کرتے ہیں یا منضج دیگر کسی مادہ کو اکھاڑتے ہیں تو ہر شخص جانتا ہے کہ ان کے علاج میں کسی ناواقف شخص کو نہ دخل دینے کا حق حاصل ہے نہ مریض کو خلاف ورزی کرکے پرہیز توڑنے کا اختیار ہے اور اگر ایسا ہو تو مریض کی حالت بگڑ جاتی ہے اور انجام کار اس عالم سے کوچ کر جاتا ہے۔ اسی طرح بدنِ انسانی میں ملکیت و بہیمیت و سبعیت کے باہمی امتزاج سے خداوندِ عالم نے جو یہ خواہش پیدا کی ہے اور جو اس مادۂ شباب اور بہارِ انسانیت کو جسم پر نمودار فرمانے والا ہے وہی اس کے آمد و صرف کا اندازہ اپنے یہاں رکھتا ہے اور وہی اسکی بہار شباب کا مجاز و مختار بھی ہے جیسے کسی مخلوق کی جان غیر اللہ کے نام پر لی جائے اور انسانوں پر اس کا گوشت اس لئے حرام ہے کہ جان اسی کو لینے کا حق ہے جو جان ڈالنے والا ہے دوسروں کو ہرگز اسکا حق نہیں۔ اسی طرح پروردگار عالم مادۂ شباب اور بہیمیتِ انسانی کے کمالات کی جو بہار انسان پر لایا ہے وہی اسکا بھی مالک ہوگا اور بلا اجازتِ خداوندی ایسے مواقع میں صرف کا بندہ کو ہرگز حق حاصل

نہ ہوگا جہاں الہٰی مکاثر بکم الامم کی تمنا پوری نہ ہوتی ہو غرض ہر کس وناکس کے ہاتھ بندہ کو بہارِ انسانیت کی فرو خنگی کا حق حاصل نہ ہوگا اور نہ بندہ خائن اور نافرمان کہلائیگا۔ اسی خواہش پر کیا موقوف ہے کھانا اور پینا، اٹھنا بیٹھنا اوڑھنا اور پہننا، غرض جو کچھ بھی ضروریاتِ انسانی ہیں اس سب میں انسان خدا کی تعلیم ورضا کا پابند ہے جس سے دائرہ انسانیت قائم رہے اور ان سب کا لب لباب یہی ہے کہ شیطان انسان کو آدمیت سے خارج نہ کر سکے۔

ملک النّاس

اور جب شیطان غضب اور قہر کی راہ سے قلب میں داخل ہو تو روح انسانی ملک النّاس کی پناہ لے کیونکہ روحِ انسانی جسم میں اگرچہ ایک حکمراں کی حیثیت رکھتی ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ حکمرانی اسی کے بل بوتے پر ہے اور یہ نخوت، غرور اسی کے پیدا کردہ قوئ پر ہے جس نے انسان میں زور اور گھمنڈ کی طاقت رکھی ہے چنانچہ ملک النّاس سے اشارہ یہ ہے کہ اے روحِ شہنشاہِ مطلق ہم ہیں یہ قوئ ہمارے ہی دئے ہوئے ہیں ہم جب چاہیں اپنی دی ہوئی قوتوں کو واپس لے لیں اور ضعیف وکمزور انسانوں سے بڑے سے بڑے بہادروں کے زور ونخوت کو پامال کرادیں۔ بیشک انسانوں کو اس کے پروردگار نے جہاں اپنے عقل وفہم سے معلوم کرنے کا ملکہ عنایت فرمایا ہے وہیں مقاومت ومدافعت کے لئے اور زمین پر قبضہ اور تسلط حاصل کرنے کیلئے قوتِ شاہیہ اور طاقتِ عصبیہ بھی بخشی ہے جسکی وجہ سے وہ اپنے مخالفین سے نبرد آزما ہوتا ہے اور خدا کی زمین کو خون سے رنگین بنادیتا ہے۔

قوتِ سبعیہ کا غلط استعمال

لیکن قہر وغضب فساد ومنازعت کی حالت میں چونکہ شیطان اس قوتِ سبعی وقہری کا رخ اور قوتِ سبعیہ کی جہت اعداء اللہ سے پھیر کر اپنے بھائی بندوں کی طرف کردیتا ہے اور عقل کی مغلوبیت کی وجہ سے انسان دوسرے کے زور اور گھمنڈ پر بھروسہ کرکے شیطان کے بہکانے سے انا ولا غیری کا علم بلند کرکے مطلق العنان ہوجاتا ہے اس لئے ملک النّاس سے اشارہ یہ ہے کہ روح اگر ملک الجسم ہے تو اس کا تربیت کرنے والا اور اسکی جملہ قوتوں کو حدِ بلوغ پر پہونچانے والا ملک النّاس ہے جس کے قہر وسیاست، قوت وشوکت کی کوئی تاب نہیں لاسکتا۔ اسی کے ہاتھ میں انسان کے دل کی کلیں ہیں وہ جس طرف کو چاہے دم کے دم میں پلٹ کر رکھدے چاہے تو انسان کی جملہ قوتوں کو اسکے حق میں مفید بنادے اور چاہے تو اسی کا زور اور گھمنڈ اسی کے حق میں مضر بنادے پھر اس کی شوکت وجلال کا یہ عالم ہے کہ ہر آن اور ہر ساعت ہر ایک جگہ اپنی غیر محدود شانوں کے ساتھ موجود ہے اور اسکی شہنشاہیت بلا اعانت وشرکت غیرے ہر موجود پر، کل مخلوق پر، قایم ومستقیم ہے۔

بادشاہانِ دنیا اور ملک النّاس کی حکومت کا فرق

پھر بادشاہانِ دُنیا کی حکومت تو صرف اعضاء وجوارح ہی پر ہے اور وہ بھی بدلتی سدلتی رہتی ہے۔ آج کوئی برسرِ اقتدار ہے تو کل دوسرا سریر آرائے سلطنت ہے اور پھر تمام روئے زمین اور دنیا کے کُل تختوں پر تو آج تک نہیں سنا گیا کہ کسی ایک انسان کی حکومت قائم رہی ہو بلکہ شکل یہ ہے کہ زمین کے تختوں پر مختلف سلطنتیں قائم ہیں جو آئے دن ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہتی ہیں مگر ملک النّاس کی حکومت نہ صرف اعضاء وجوارحِ انسانی ہی پر ہے بلکہ حواسِ خمسہ، عقل ودانش، دل ودماغ، اور کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے سب اسی کے زیرِ اقتدار وتابع فرمان ہیں۔

استبداد کے ساتھ رضائے قلب کہاں جمع ہوتی ہے

پھر حکومتِ انسانی میں تو زیادہ تر جبر واستبداد کو دخل ہوتا ہے سب کے دلوں کی رضا حاصل کرلینا اور تمام دلوں کو موہ لینا باوجود دنیا کے ہر قسم کے سازوسامان موجود ہونے کے انسان کے بس سے باہر ہے لیکن خداوندِ عالم کی حکومتِ ابدی، محبت کاملہ کے ساتھ ہے اور ہر قلب میں فطری طور پر اسکے دیدار کا تخم شوق بکھرا ہوا ہے۔

بادشاہانِ دنیا اپنے نظم میں دوسروں کے محتاج ہیں

علاوہ ازیں بادشاہانِ دنیا تو اپنے قلمرو میں خود ہر جگہ ہر وقت موجود نہیں رہ سکتے اسی لئے وہ جو بھی انتظام قائم کرتے ہیں دوسروں کی مدد سے کرتے ہیں اور متضاد احوال اور پیچیدہ اہمات کو تنہا اپنی قوتِ فکریہ سے سر نہیں کرسکتے اسی لئے صلاح ومشورہ کے لئے وزراء کی جماعتیں بناتے ہیں گرانقدر مشاہرات دیکر دن رات انکے ناز ونخرے سہتے ہیں اگر وہ کسی کی سفارش کرتے ہیں تو بادشاہ اسکو رد نہیں کرتے کہ مبادا دل گرفتگی پیش آجائے اور نظمِ سلطنت میں فتور پڑجائے۔ پھر ذمہ دارانِ حکومت سے تو دماغ سوزی ودیدہ ریزی کے باوجود بسا اوقات وہماتِ سلطنت میں غلطی واقع ہوجاتی ہے اسی لئے جو کبھی منہ چڑھے مقرب ہوتے ہیں وہ کبھی معتوب اور راندۂ درگاہ ہوجاتے ہیں غرض بادشاہانِ دنیا باوجود خدم وحشم کے مالک ہونے کے عمل اور عقل دونوں میں عاجز ہوتے ہیں لیکن ملک النّاس کی حکومت ہر آن سب پر شامل ہے نہ وہاں صلاح کی ضرورت ہے نہ مشورہ کی حاجت نہ وہاں مجبوری کا گذر ہے نہ نقصان کا دخل جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ہر جگہ حاضر وناظر ہے ہر ایک کے دل کے مخفی بھیدوں پر مطلع ہے غرض اپنے ملک کے انتظام میں نہ وہ کسی کا پابند

ہے نہ محتاج ہے۔

خدا کی ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی تمثیل

جب اسکی مخلوقات میں سے بعض علوی مخلوق مثل چاند سورج کواکب و سیارات کا یہ حال ہے کہ ہزاروں لاکھوں میل سے وہ اپنی روشنی اس یکسانی کے ساتھ پھینکتے ہیں کہ ایک انچ ایک سوت کا فرق و تفاوت نہیں ہو سکتا ہے اور ہر جگہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنی تمام آب و تاب کیساتھ یہ اسی مقام کے لئے طلوع کئے گئے ہیں تو خداوندِ عالم کے ہر جگہ اور ہر جہت پر حاضر و ناظر ہونے میں کیا کسی سمجھدار کو انکار کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ جہاتِ ستہ اور یہ نظامِ موجودات خود اسکے حاضر و ناظر ہونے پر شاہدِ عدل ہیں ازل سے اسکی حکومتِ کاملہ قایم ہے اسکے نظم کی استواری و برقراری کا یہ حال ہے کہ کبھی کسی نے نہ سنا نہ دیکھا کہ اسکی کسی چیز میں ایک منٹ یا ایک پل کا فرق بھی آیا ہے۔ چاند ہے کہ پہلی تاریخ سے بڑھ بڑھ کر چودھویں شب تک کامل ہوتا ہے اور پھر گھٹ گھٹ کر آخر ماہ تک غائب ہو جاتا ہے۔ سورج ہے کہ اپنی نورانیت سے اس عالمِ تاریک کو وقتِ مقررہ پر آکر روشن کر دیتا ہے مگر کبھی ایسا نہ ہوا کہ ایک سکنڈ بھی دیر سے آیا ہے غرض یہ ہے کہ اسکی حکومت مطلقہ جامع و محیط حکومت ہے، جو محبتِ کاملہ اور اطاعتِ مطلقہ، دونوں پر مشتمل ہے اور بندہ کی حکومتِ فانیہ میں یہ دونوں چیزیں مکمل نہیں پائی جاتیں۔ بادشاہ عمل، اور عقل دونوں میں خدا کے محتاج ہوتے ہیں مگر خدا کی حکومت ہر دو اعتبار سے مکمل ہے۔

انبیاء علیہم السلام منصبِ نبوت سے معزول نہیں ہو سکتی

اسی لئے جو اسکے مقرب و پیغامبر ہوتے ہیں وہ کبھی معتوب نہیں ہوتے اور خاصانِ خدا، خدا سے جدا نہیں ہوتے کیونکہ ان کو دنیا کی پیچیدہ و متضاد اسباب کی گتھیوں میں ایک ایسا نور خدا کی طرف سے عطا کر دیا جاتا ہے جسکے بعد وہ جملہ پوشیدہ حقایق کی اصل پر مطلع ہو جاتے ہیں اور اسکی ازلی و ابدی حکومت کا نقشہ سمجھ کر پھر شیطان کے دھوکہ و فریب میں نہیں آتے۔ اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله یہی وجہ ہے کہ بدون نورِ فراست کے انسان بعینہ ایک نابینا کی طرح حقایق و اشیاء عالم کی کنہ میں سرمار تا رہتا ہے اور کچھ بھی اسے حقیقت کا سراغ نہیں ملتا۔

استبداد بندہ کے لئے شایاں نہیں

بہر حال بادشاہ چونکہ علم و عقل عمل و مشورہ میں اپنے ہم جنسوں کا محتاج ہے اسلئے شیطان، قوتِ ملکیہ پر قوتِ قہریہ کو غالب کر کے اس میں انانیت پیدا کر دیتا ہے جسکی وجہ سے وہ اپنی ناقص رائے ہی کو مدار کار سمجھنے لگتا ہے اور اپنی عقل کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتا ہے اور مستبد ہو کر عملاً وہ خدا کی ہمسری کرنے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ مخلوق ایسے شخص کی جان کی دشمن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایک شخص کتنا ہی مدبر و زیرک کیوں نہ ہو لیکن جب انسان اپنے ابنائے جنس سے بے نیاز ہونے لگتا ہے اور مستبد ہو کر انانیت سے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے تو مخلوق میں اس انانیت سے عام نفرت پھیل جاتی ہے۔ ملک الناس سے اشارہ یہ ہے کہ روحِ انسانی پر جب کہ اصلی حکمران خداوندِ عالم ہے اور اسکی سیاست و بادشاہی تمام عالم پر مستعیر ہے تو پھر ملک الناس کے بایں جلال و جبروت انسان کا دعوائے انا ولاغیری کیسا؟ اور انسان کا بحالت بادشاہی بایں عجز و قصور مطلق العنان اور مستبد ہو جانے کے کیا معنے؟

قوتِ سبعیہ کا مصرف اصلی

خلاصہ یہ ہے کہ اگر قوتِ قہریہ سبعیہ کا استعمال حق تعالیٰ کے بتائے ہوئے مصرف میں کیا جائے گا تو یہ عین طاقت ہوگا اور اگر شیطان کے بہکانے پر انسان اس قوت کا استعمال کرے گا تو یہی گناہ و اثم ہوگا کما اشارہ تعالیٰ محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم الآية۔ اسی قوتِ غضبیہ کے متعلق دوسری آیت میں اسی طرح ارشاد ہے والذين يجتنبون كبائر الاثم والفواحش واذاما غضبوهم يغفرون. قوتِ غضبیہ کا مصرف اصلی آیۂ سابقہ سے معلوم ہو گیا کہ کفار ہیں اور رحم و شفقت کا مصرفِ اصلی مسلمان ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ محبت بھی اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئے اور عداوت بھی اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئے تاکہ محبت و عداوت دونوں میں دوام و بقا آسکے اور اگر یہ دونوں کیفیتیں اللہ کے لئے نہ ہونگی بلکہ شیطان کے بہکانے سے کی جائیں گی تو دوام نہ ہوگا کما قال تعالیٰ الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين. صحابۂ کرام نے اسی قوتِ سبعیہ کو دنیا کی بحالیٔ امن کے لئے استعمال فرما کر جو جماعتی نظام قایم کیا تھا اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ تھا کہ ظالم کو اسکے ظلم سے روکا جاتا تھا اور مظلوم کی مدد کی جاتی تھی اب بھی اگر مسلمان اپنی اس قوت کی تربیت و حفاظت ملک الناس کے بتائے ہوئے اصول پر کر لیں اور جو جنگ و جدال وہ آپس میں کرتی رہتی ہیں اگر وہ اس کا صحیح مصرف کفار کو سمجھ کر اپنی تمامتر توجہ مرکز اعداء اللہ کو بنالیں اسکا استعمال بجائے اپنے بھائی بندوں پر کرنے کے اغیار پر کریں تو آج وہ دنیا پر بھاری بن جائیں۔ صحابۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی تو کمال تھا کہ جس کی وجہ سے ایک قلیل جماعت تمام دنیا پر بھاری ہو گئی تھی۔ اور

ہماری پستی کا اصلی سبب بھی تو یہی ہے کہ ہماری جملہ قوتیں غلط طور پر صرف ہوتی ہیں۔

الٰہ الناس

اور جب شیطان عقائدِ باطلہ وخیالات کاسدہ اور حرص وہوا کی راہ سے قلب انسانی میں دخل پائے حسن ودولت کے راستہ سے دل پر قبضہ جمائے اور اسکی قوتِ ملکیہ پر قوتِ بہیمیہ غالب آکر انسان کو خدا کی چوکھٹ پر سربسجود ہونے کے بجائے مخلوق کے آگے سرنگوں کردے۔ تو خداوندِ عالم اور معبود ومسجود انسان نے الٰہ الناس کی تجلی سے انسان پر واضح کیا۔

آدمیوں کا معبود آدمی نہیں ہوسکتا

کہ آدمیوں کے معبود آدمی نہیں ہوسکتے بلکہ لوگوں کا معبود وہ ہی ہوسکتا ہے جسکا جلال وجمال اور جملہ کمالات وخوبیاں ذاتی ہوں کسی کی دی ہوئی نہ ہوں اور مخلوق کے ہر قسم کے نفع وضرر کی باگ ڈور جسکے ہاتھ ہو اور تمام خوبیاں اور بھلائیاں اس سے ایسی ہی طرح وابستہ ہوں جیسے آفتاب کی نورانی شعاعیں اسکی ذات سے لازم وملزم ہوتی ہیں جبکہ ہر قسم کی ظاہری وباطنی تربیت کا آخری سرا اسی ذات وحدہٗ لاشریک پر جاکر ختم ہوتا ہے اور ہر قسم کی شان وشوکت قوت وسطوت اسی کا فیض وعطا ہیں اور قلبِ انسانی میں اسکی یاد کا فطری جذبہ اور سچی تڑپ موجود ہے اور جبکہ سلسلۂ نظمِ اسباب میں غریب امیروں کے محتاج ہیں تو امیر بادشاہوں کے پابند اور بادشاہ اپنے قصورِ عقل اور قصورِ علم وعمل کی وجہ سے خدا کے محتاج ہیں تو پھر مالکِ نفع وضرر بندہ کو بجھ جانا اور حرص وہوا کے چکر میں پھنس جانا اور دنیا کے چند روزہ قوت وشوکت پر اکڑ بیٹھنا حد درجہ غفلت اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے خدا کی کبریائی وبرتری میں عیب داروں کو شریک ذات وصفات بنالینا اپنی بزرگ پیشانیوں کو غیر اللہ کے آگے نگوں کردینا اپنی ملکی طاقت پر بہیمی تاریکی کو حاوی کردینا جہالت نہیں تو اور کیا ہے بقول حضرت جد۲ مجد حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحبؒ انسان اگر کسی کے آگے جھکتا ہے یا اسکی اطاعت کرتا ہے تو وہ تین ہی چیزوں کی وجہ سے کرتا ہے۔

مالکِ نفع وضرر خداوندِ عالم ہی ہے بندہ نہیں

یا نفع وراحت کی توقع اور امید پر سرنیاز جھکاتا ہے یا اندیشۂ مضرت ونقصان پر سر اطاعت خم کرتا ہے یا غلبۂ محبت میں دیوانہ وعاشق بنکر اپنے محبوب کے اشاروں پر چلتا ہے اور اسکی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اسکے دوستوں پر جان ومال فدا کرتا ہے تو اسکے دشمنوں کی پامالی وتحقیر میں مصروف رہتا ہے۔ لیکن بندہ کے نفع وضرر رسانی کا تو یہ عالم ہے کہ ایک وقت میں اگر کوئی کسی کو نفع وضرر پہونچانے کے قابل ہے تو دوسرے وقت میں وہی بے دست وپا نظر آتا ہے ایک وقت میں اگر کوئی کسی کے قدموں میں سر دئے ہوئے اپنی فدائیت ومحبت کا اظہار کرتا ہے اور اسکے لئے جان ومال سب کچھ نثار کردیتا ہے تو دوسرے وقت میں وہی اسکا دشمن جانی نظر آتا ہے ایک وقت میں اگر کوئی خوبصورتی ورعنائی کسی میں دیکھی جاتی ہے تو دوسرے وقت میں اسکے بہارِ حسن پر خزاں مسلط نظر آتی ہے۔ لیکن الٰہ الناس کے تینوں کمالات ازلی وابدی اور قطعی وذاتی ہیں اس لئے مستحق عبادات اور ہر قسم کی اطاعت کے لایق وہی ذات جامع الکمالات ہوسکتی ہے جسکے حق میں یہ تینوں خوبیاں دائمی اور ذاتی ہوں اس لئے رب الناس ملک الناس الٰہ الناس سے اشارہ یہ ہے کہ بندہ کی محبت کا محور ومرکز اگر کوئی ذات ہے تو وہ جو سب کا پرورش کرنیوالا ہے اور جس سے لو لگا لینے میں کسی کا کوئی کھٹکا نہیں اور جس کا کوئی رقیب نہیں اور اطاعت وخوف کے لایق اگر کوئی ذات ہے تو وہ جسکے ہاتھ میں تمام عالم کے نفع وضرر کی باگ ہے چاہے تو دم کے دم میں سارے نظام عالم کو تہ وبالا کردے اور عبادت کے لایق ہے تو وہ ذات ہے جسکا جمال وکمال ازلی وابدی ہے۔ اور عالم میں جہاں کہیں بھی کوئی خوبی یا بھلائی پائی جاتی ہے تو اسی کا ظل اور اسی کا فیض ہے اور عالم کے نفع وضرر، بھلائی برائی، کھرے اور کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے جو آلۂ عقل ہمیں مرحمت فرمایا گیا ہے:۔

نورِ عقل خدا کی وحدانیت اور کائنات کے راز سمجھنے کے لئے دیا گیا ہے

اس کا اگر کوئی اصلی کام ہے تو یہ ہے کہ کن چیزوں میں ذاتِ مقدس جامع الکمالات کی رضا حاصل ہوتی ہے اور کن اُمور سے اندیشۂ محرومی سعادت ہے۔ جس طرح ایک تلوار کو چاہے دشمن کے گلے پر چلادیا جائے چاہے دوست کی گردن پر اس کا کام ہر صورت میں کاٹ کر رکھدینا ہی ہے اسی طرح انسان کے آلۂ عقل کا کام بھی یہی ہے کہ جس سلسلہ میں بھی انسان اس کو مصروف کردیتا ہے وہ اسی سلسلہ کی تمام چیزوں کو انسان کے سامنے لاکر حاضر کردیتا ہے شیطان انسان کے اسی آلۂ عقل کو بجائے تمیز حق وباطل میں صرف کرنے کے اور خدا کی خوشنودی اور ناراضی کے اسباب دریافت کرنے میں مشغول کرنے کے دنیا کے ناپاک قصوں میں مصروف کرادیتا ہے۔

عقل کو غلط مصرف میں صرف کرنے والے ظالم ہیں

اس لئے آسمانوں میں فرشتوں کی زبان پر اس قوتِ ملکیہ اور نورِ عقل

کے غلط استعمال کرنے والے کا نام بجائے مؤمنِ قانت، مخلص الدین، مسلم
حنیف، کے ظالم پکارا جانے لگتا ہے۔ اور قلوبِ انسانی میں اسکی طرف سے
کپٹ ڈال دی جاتی ہے۔ ویوم یعض الظالم علیٰ یدیه.
الغرض عبادت کے لایق اگر کوئی ذات ہے تو وہ ہے جسکے حکم کے
آگے سب کی گردنیں پست ہیں اور جسکی حکومتِ مطلقہ، محبتِ کاملہ، پر مبنی ہے
اور بلاشبہ خداوند، سر دفتر موجودات، کہلانے کا سزاوار وہی ہے جسکی حکومت
سے بڑھ کر کسی کی حکومت نہیں۔ اور جس سے اوپر کوئی بڑا نہیں۔ اور فی
الحقیقت تکبر و کبریائی بھی اسی کو پھبتی ہے جس کے جمال و کمال کے کوئی مقابل
نہیں اور جس کے کسی فعل پر کوئی اعتراض نہیں۔

عبادت خداوندی کی تشریح

خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے محتاج و پابند ہونے کی وجہ سے اس کے
لئے لازم ہے کہ وہ اپنی ہستی کو صفحۂ دہر پر قائم رکھنے کے لئے اپنی قوتِ ملکیہ کو
خدا کی طرف لگائے اور نورِ عقل کی مدد سے اسی کی کبریائی کا اعتراف و اقرار
زندگی بھر کرے جو اس کا رزاق بھی ہے اور بادشاہ بھی۔ معبود بھی ہے اور
مسجود بھی۔ اور اپنے ہم جنسوں کے ساتھ بھی اس طرح پیش آئے جس سے
دوسروں کو تکلیف و ایذا نہ پہونچے کیونکہ جس طرح خالق کے ستانے کی ایک
شکل یہ ہے کہ کھائے تو اسکا اور گائے دوسرے کا۔ اسی طرح اسکی ناراضی کی یہ
بھی شکل ہے کہ اسکی زیرِ حفاظت مخلوق کو بری نگاہ سے دیکھے اور دلوں کو آزار
دے۔ اور مردم آزاری اور خدا کی ناراضی یہ سب امور اسی وقت ہوتے ہیں
جبکہ انسان اپنی قوتِ ملکیہ سے کام لینا چھوڑ دے۔ یعنی نہ انسانوں سے محبت
و شفقت کرے اور نہ خدا کی تعظیم و بندگی بجالائے بلکہ دن رات لہو و لعب
عزت و شہرت حرص و ہوا حسن و دولت غرور و نخوت کے چکروں میں پھنس
کر اپنے اس لطیف جوہر کو کھو بیٹھے۔ اور بہیمیت کی سیاہی سے اپنے دل کی زمین کو
داغدار بنائے اور اپنے دل و زبان اور تمام اعضاء کو شیطانی حکومت کے تابع
بنادے غرض قوتِ ملکی کا مصرفِ اصلی عبادت و نقیاد ہے اسمیں جتنا انہماک
ہوگا اسی قدر بارگاہِ الوہیت سے نزدیک ہوتا جائیگا۔ اور جتنا بُعد ہوگا اسی قدر
شیطان کے قریب پہونچتا چلا جائے گا۔

نتیجہ تقریرہائے صفاتِ ثلاثہ
بشکل مثلث

تجلی اِلٰہ الناس

شرک و ہوا

تجلی

تجلی

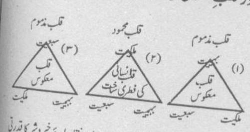
رب الناس — قلب ایمانی — ملک الناس

شہوت — قلب شیطانی — غضب

تجلیاتِ ثلاثہ کی تربیت قوائے ثلاثہ کے لئے

نتیجہ تقریرہائے صفاتِ ثلاثہ کا یہ ہے کہ قلبِ انسانی چونکہ اپنے اندر
تین زاویے رکھتا ہے اور اسکی شکل مثلث دخرو طی ہے اسلئے شیطان کے داخلۂ
قلب کی بھی تین ہی صورتیں ہیں یعنی کبھی وہ شہوت کی راہ سے دخل پاتا ہے
اور کبھی قہر و غضب کی راہ سے اور کبھی شرک و ہوا، حرص و طمع، کی راہ سے اور
شیطان ان شر درِ کائنات کو انہی تین سمتوں سے قلبِ انسانی میں گھساتا ہے اس
لئے حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی صفاتِ ثلاثہ یعنی رب الناس، ملک الناس، اِلٰہ
الناس، کی انوارِ ربوبیت و ملکیت و الوہیت سے ہر سہ قوائے ثلاثہ ملکیت
و سبعیت و بہیمیت کی تربیت فرماتے ہوئے شیطنت کے تینوں راستے انسان کو
بند کرنا سکھلادئے اور تین قسم کے نور قلب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ذریعہ تینوں سمتوں میں ایسے ہی مضبوط آہنی دیوار کی طرح برپا کردئے جیسے ہم
اور آپ اپنے مکانات میں چور اور لٹیروں کی بندش کے لئے ہر دروازے پر
سنتری مقرر کردیتے ہیں اور انسان کو آگاہ فرمادیا کہ جب کسی راستہ سے بھی
شیطان دولت ایمان پر حملہ آور ہو فوراً ان تین انوار سے تعوذ و استمداد کرکے
اس کے داخلۂ قلب کو روک دیا جاوے۔

ہدایت و ضلالت کی اشکالِ ثلاثہ
اور قلبِ انسانی کی تین حالتیں



چونکہ قلبِ انسانی کی فطری ساخت اور نقطہ ہائے خیر و شر کا قدرتی
اعتدال و توازن تو اسی کو مقتضی ہے کہ انسان کی ملکیت و روحانیت، بہیمیت
و سبعیت، پر غالب رہے اور قوتِ ملکیہ کے زیرِ فرمان ہی سبعیت و بہیمیت
تربیت پائیں اور یہ دونوں قوتیں زاویہ توحیدی پر نہ جانے پائیں بلکہ قوتِ ملکیہ
ان دونوں قوتوں پر ایسی ہی طرح غالب و حاوی رہے جیسا کہ ایک باپ اپنے
دونوں بیٹوں پر غالب رہا کرتا ہے کہ وہ بلا اسکے اشارہ کے کوئی کام نہیں کرسکتے
اور اگر باہم دونوں لڑکوں میں لڑائی ہو جائے تو باپ ہی فیصلہ کرادیتا ہے لیکن
شیطان کو چونکہ اسکا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے انسان کو ارادہ و قدرت عطا فرما کر عالم

میں اس کے لئے بھلی اور بری راہیں کھولدی ہیں اور تخم سعادت وشقاوت زمین قلب میں پیوست فرماکر اعمالِ خیر وشر سے اسکی فرمانبرداری ونافرمانی کا امتحان لینا چاہا ہے

زاویۂ توحیدی پر ہمیشہ ملکیت ہی رہنی چاہئے

اس لئے بر بنائے جبلت اصلیہ شیطان دل میں بری باتوں کاالقاکر کے اسکی سعی کیا کرتا ہے کہ اولادِ آدم زاویۂ توحیدی پر اپنی ملکیت کو باقی نہ رکھ سکے بلکہ یا تو ملکیت کو بہیمیت کے تحت میں لیجائے اور یا سبعیت کے نیچے کردے ظاہر ہے کہ جب انسان اپنی ملکیت کو بہیمیت وسبعیت کے ماتحت کریگا اور اثراتِ شیطنت اسپر مسلط اور حاوی ہو جاوینگے تو ملکیت کے نشوونما کی پھر کوئی صورت نہ رہے گی بلکہ رفتہ رفتہ وہ اسی طرح ختم ہو جاویگی جیسے ایک چراغ اور دیا تیل کے ختم ہو جانے پر ٹمٹماکر گل ہو جاتا ہے یا ایک خوشبودار درخت پانی نہ ملنے کی صورت میں کملاکر فنا ہو جاتا ہے اور اسکی جگہ پھر از خود خاردار درخت پیدا ہو جاتے ہیں یا خورشید ومہتاب ابر کے حائل ہو جانے سے چھپ جایا کرتے ہیں۔ بہر حال جبکہ بہیمیت زاویۂ توحیدی پر آجاتی ہے تو انسان بتوں کو پوجنے لگتا ہے اور بہائم کی طرح ہر وقت کھانے پینے میں منہمک اور لذائذ وشہوت میں گھر جاتا ہے اور اسکے مقاصد ونصب العین کی سطح صرف فنا ہو جانے والی راحتیں اور لذتیں بن جاتی ہیں اور حسبِ سبعیت زاویۂ توحیدی پر فریب شیطانی کی وجہ سے آجاتی ہے تو انسان میں درندگی وبربریت نمودار ہو جاتی ہے جس کا آخری نتیجہ دونوں کیفیتوں میں یہی ہوتا ہے کہ انسان نفع عاجل کے لئے نفع آجل کو ترک کر دیتا ہے۔

قوائے ثلاثہ کی کیفیاتِ ثلاثہ

الغرض ان ہر سہ متضاد قواء کے غلبہ ومغلوبیت کے اعتبار سے قلبِ انسانی کی تین ہی کیفیتیں ہونگی۔

(۱)(کیفیتِ اول) یا انسان کی بہیمیت، ملکیت، وسبعیت، پر غالب ہوگی اور جملہ افعال واعمال میں بہیمیت ہی کا رنگ غالب ہوگا یعنی انہماک فی الاکل والشرب وحب الشہوات وحصول الذہب والفضۃ اسکی زندگی سے واضح ہونگے۔

(۲)(کیفیتِ دوم) یا اسکے آئینہ افعال واعمال میں درندگی وتند خوئی، کشت وخون، لوٹ مار قتل وغارت، نظر آئیگی اور قوتِ سبعیہ بقیہ قواء پر غالب ہوگی۔

(۳)(کیفیتِ سوم) یا انسان کی عملی زندگی میں خدا پرستی اور مخلوق ترسی کا غلبہ ہوگا۔

مقصدِ تعلیم وتعوذِ الٰہی

سو تعلیم الٰہی وتعوذ ربانی کا مقصد یہ ہے کہ بہیمیت بھی ہو تو نور ربوبیت کے ماتحت ہو اور سبعیت بھی ہو تو نور ملکیت کے ساتھ ہو اور قوتِ ملکیہ بھی ہو تو نور الوہیت کے ساتھ ہو اور ان میں بھی قوتِ ملکیہ بقیہ قویٰ پر اسی طرح غالب وحاوی رہے جیسے قلب اپنے اعضاء وجوارح پر غالب ہوا کرتا ہے کیوں کہ جب تک توسط وتعوذ الٰہی انسان کو حاصل نہ ہوگا اس وقت تک انسان حیاتِ ابدی ونجات سرمدی حاصل نہیں کر سکتا ہے پس شکل لے دیکے ہرگز انسان کو اوجِ کمال پر نہیں پہنچا سکتیں۔

مواسم جسمانی وروحانی

جس طرح عالم اجسام میں گرمی وبرسات وجاڑہ کے تین موسم ہوتے ہیں اور ہر ایک موسم علی العموم دوسرے موسم کے آنے کا باعث ہے مثلاً موسم برسات کے آنے کا نتیجہ یہ ہے کہ جاڑے کا موسم آئے اور جاڑے کا موسم گرمی کا موسم لاتا ہے اور یہی چکر ہے جس میں زمانہ وزمانیات مقید نظر آتے ہیں اسی طرح عالم ارواح میں بھی باعتبار خیر وشر کے تین ہی موسم ہیں کبھی بہیمیت کا غلبہ قلوبِ انسانی پر ہوتا ہے تو کبھی بہیمیت وسبعیت کا چنانچہ جب بربریت، ظلم وعدوان حد سے بڑھجاتے ہیں تو پھر رحمت الٰہی جوش میں آکر دورِ ملکیت لاتی ہے اور ارواحِ نورانیہ کا نزولِ اجلال ہوتا ہے جس طرح ہر سہ مواسم جسمانی میں فصل زمستان پر سکون کہلاتی ہے اور دیگر مواسم اس سے کمتر شمار ہوتے ہیں اسی طرح موسم روحانی میں بھی ہدایت وملکیت کا دور بہترین دور کہلاتا ہے اور بہیمیت وسبعیت کے ادوار ضلالت ناپسندیدہ شمار کئے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دور ملکیت میں تو ذرا سا عمل خیر بھی جلد ہی بار آور ہو جاتا ہے اور دورِ بہیمیت وسبعیت میں جب ہی تخم سعادت بار آور ہوتا ہے جبکہ بہت پوری توجہ سے اسکی پرورش کا خیال کیا جائے اور ہر قسم کی آفتوں اور مضرتوں سے اسکو محفوظ رکھا جائے۔

مرکز احساسات کی تربیت صفات ثلاثہ سے

پھر اگر بالفرض بعض حکماء دور حاضرہ کی تحقیقات کے مطابق قلبِ انسانی اور بادشاہ جسم بھی نہ مانا جائے بلکہ دماغ ہی کو تمام احساسات وادراکات کا منبع ومرکز اور تمام قوتوں کا سر چشمہ مان لیا جائے جو گو ہمارے نزدیک تو مسلم نہیں تو تب بھی ہماری یہ تقریر چسپاں ہو سکتی ہے اسلئے کہ قلب کی طرح دماغ کے بھی تین ہی حصے قدرت نے فرمائے ہیں پہلا حصہ پیشانی کا ہے جس میں کاتبِ تقدیر نے اس کی قسمت کا فیصلہ لکھدیا ہے تو دوسرا حصہ وسطانی ہے جو کل اعصاب کا منبع ومرکز ہے۔ اور جس میں بحالتِ شباب، انانیت کے خمار اور کبر ونخوت کے سودے پیدا ہوتے رہتے ہیں تیسرا حصہ وہ ہے جو پشت کی جانب سے ملا ہوا ہے اور ریڑھ کی ہڈی کو اپنے اندر اٹکائے ہوئے ہے سو جانب صلبی

کی تربیت کے لئے رب الناس کو مرحمت فرمائی اور رب النور نے اسکی نگہداشت کی تو دماغ کے درمیانی حصہ کے لئے ملک الناس کی تجلی شاہانہ نے اپنا پرتو ڈالا اور پیشانی کے حصہ کی حفاظت کے لئے وہ غیر اللہ کے آگے نہ جھکے انسان کو الٰہ الناس کا نور بخشا گیا اور ان انورِ ثلاثہ سے مرکز ادراکات واحساسات کو گھیر کر ان تینوں حصوں میں توحید باری کا عقلی اثبات کیا گیا۔

نور توحید کتاب بشریت سے بھی ہویدا ہے

یہی نور توحید انسان کے چہرہ مہرہ اور اس کے بدن کی کتاب بشریت کے ہر جوڑ بند سے بھی ہویدا ہے۔ چنانچہ دیکھئے ایک آنکھ سے اگر ربوبیت پروردگار مثل آفتاب نمایاں ہے یعنی جیسے آفتاب، کافر کے گھر بھی جاتا ہے اور مسلمان کے گھر بھی اسی طرح یہ آنکھ بھلے کو بھی دیکھتی ہے اور برے کو بھی تو دوسری آنکھ ملک الناس کی نورانیت کے لئے مثل مہتاب شاہد عدل ہے اور ان دونوں آنکھوں کے درمیان میں ایک تیسرا انور معنوی نور توحید ہے جو پیشانی کے حصہ میں چمک رہا ہے اور ایسی ہی طرح درخشاں و تاباں ہے جیسے خداوند عالم کا نور ہر ہر چیز میں ظاہر ہونے کے باوجود ان آنکھوں میں نہیں سما سکتا اور دیکھنے کے باوجود دیکھا نہیں جا سکتا۔

اوراق کتاب بشریت اور کرشمہ ہائے خداوندی

پیشانی سے نیچے اتر کر چہرہ مہرہ اور اس کتاب بشریت کے اوراق پر نظر ڈالئے تو یہاں بھی ان انوار ثلاثہ و نور توحید کا وہی تماشہ نظر آتا ہے چنانچہ کتاب بشریت اور بشرۂ انسانی کی داہنی جانب کا ایک سیاہ و سپید، سرخ و زرد ورق اگر رب الناس کی اس تربیت کا پتہ و نشان دے رہا ہے جو بدن انسانی کے مطبخ یعنی (جگر) میں کار فرما ہے اور تمام اعضاء کے لئے قوت لایموت تیار کرنے میں مشغول اور ساعی ہے تو چہرہ کی بائیں جانب کتاب بشریت کا دوسرا صفحہ بتلا رہا ہے کہ ربّ الناس کی وہ تربیت جس نے جگر میں غذا کو خون بنا کر فضلہ کو اسفل کی طرف پھینک دیا ہے اور خون کو قلب کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ جب یہ تربیت و ربوبیت خون کو لیکر قلب انسانی میں پہونچی تو اس نے قوت و تدبر و حکمرانی کا درجہ پالیا اور قلب میں ایسا پاور آگیا کہ وہ اپنے مددگار و خلفاء اربعہ میں سے اگر پیروں کو منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے اشارہ کرے تو میلوں دواں ہو جائیں اور اگر ہاتھوں کو کسی وزنی سے وزنی چیز کے اٹھانے کا حکم کرے تو وہ اپنی قوت قابضہ و باسطہ سے آناً فاناً اس کو اٹھا کر پھینکیں غرض اس نور ربوبیت نے قلب میں پہونچ کر ایسی ہی طرح نور ملکیت کی شکل اختیار کر لی جیسے غذا نے جگر میں پہونچکر خون کا رنگ اختیار کر لیا تھا اور قلب کی اس قوت شاہی نے انسان کو یہ باور کرا دیا کہ وہ سینہ میں مخفی رہکر اپنے مددگار و خلفائے اربعہ سے اگر بیسیوں من عناصر اربعہ کا وزن اٹھوا سکتا ہے تو بدرجہ اولیٰ وہی کلام رب العالمین کا وزن بھی اٹھانے کی اہلیت رکھتا ہے۔

یک بینی و دو گوش اور مسئلہ توحید

اور جب آپ کتاب بشریت اور بشرۂ انسانی کے ان دونوں صفحات کے مطالعہ سے فارغ ہو کر اس ابھرے ہوئے درمیانی حصہ پر یک بینی و دو گوش نظر ڈالیں گے جو ان دونوں کی یکتائی پر واحد و شاہد ہے اور جس کو معبود و مسجود کے آگے ہی رگڑنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو آپ کو اس کتاب بشریت کے مرتب کرنے والے کا کمال صناعی نظر آویگا اور نور توحید بالکل محسوس و ممتاز ہو کر دکھلائی دیگا۔ جو ہر آن خدا کی خدائی اور اس کی یکتائی و کبریائی پر ہر ایک منکر سے اقرار توحید لے رہا ہے اور آلہ الناس کی وحدانیت پر ایک زبردست حجۃ قائم۔ ہے جو منکرین توحید و مشرکین ذات و صفات سے بزبان حال کہہ رہی ہے کہ جس طرح چہرہ کی زیب و زینت یک بینی و دو گوش پر مبنی ہے دو بینی و یک گوش پر نہیں ہے۔ اسی طرح عالم کی زیب و زینت بھی توحید سے ہی ہے تثلیث سے نہیں ہے۔

لمس و تقبیل کی حدود و قیود اور انکی حکمت

اسی لئے اس کتاب بشریت کو چھونا یا بوسہ دینا یا اس کا تماشہ دیکھنا جس میں ذات و صفات اور نبوت و رسالات کے دلائل و شواہد و اشارات موجود ہیں جب ہی درست ہوگا جبکہ شیطان کا دخل اور اسکا واسطہ درمیان میں نہ ہو کیوں کہ شیطان ہرگز اس کا اہل نہیں کہ وہ معتوب سرکار احدیت ہو کر ان مظاہر قدرت کا تماشہ دیکھے یا انسان کی بہیمت کے پس پردہ انہیں ہاتھ بھی لگائے یہی وجہ ہے کہ جب خلاف حکم ما انزل اللہ شیطان کے بہکائے سے اور نفسانیت کے لگاؤ سے انسان ان مظاہر قدرت و کتاب بشریت کو بری نگاہ سے دیکھتا یا چھونے لگتا ہے تو انوار الٰہیہ کا فیضان و پرتو بند ہو جاتا ہے اور تجلیات ثلاثہ اپنی تدبیر و فیضان چھوڑ دیتی ہیں۔ اور بندہ کے اور خدا کے درمیان میں شیطان کے حائل ہو جانے سے روح و جسم کے درمیان فساد شروع ہو جاتا ہے اور اس کے کاروبار میں سے مدد خداوندی اسی طرح نکل جاتی ہے۔ جیسے کسی پھول دار درخت سے پھول توڑ لینے پر اسکی خوشبو اور مہک جاتی رہتی ہے۔

بلا وضوئے باطنی کتاب بشریت کا چھونا جائز نہیں

جیسے بلا وضو آپ کتاب اللہ کا چھونا اور اس کو ہاتھ لگانا جائز نہیں اسی

طرح بلا وضوئے نفس و بلا طہارت قلب و بلا اجازت باغبان عالم غنچہ کتاب بشریت کا چھونا اور دیکھنا بھی روا نہیں اسی لئے فرمایا گیا قل للمومنین یغضوا من ابصارھم الخ اب لا یمسه الا المطهرون کا مضمون بھی بحمد اللہ خوب ہی تاویلاً اپنے عموم آیت کے لحاظ سے یہاں چسپاں ہو جاتا ہے۔

قوتِ ملکیہ اور قوتِ بہیمیہ کی تربیت کیلئے چار چار کتابیں

شاید یہی وجہ ہے کہ قوت ملکیہ کی تربیت کے لئے چار کتابیں عرش سے آئیں تو بہیمیت کی تربیت کے لئے بھی چار ہی بشریت کی کتابیں (چہرہ) بواسطہ رسول بصورت نکاح جائز کی گئیں۔ اور کیا عجب ہے کہ جس طرح تحریف و تغیر کی وجہ سے ہر چہار کتب سماویہ کی تسلیم کی اب یقینی اور واحد صورت یہی ہے کہ کتب سماویہ و صحف انبیاء کے مجموعہ و ملخص قرآن حکیم پر ایمان لایا جائے۔ اسی طرح بخوف عدم عدل و اندیشہ ظلم چار نکاح کے بجائے ایک نکاح ہی بہتر و اولیٰ قرار دیا گیا ہو۔

قوت یقین اور قوت عمیلہ دونوں کیلئے چار چار ائمہ

اور جبکہ قوت یقین کی تربیت کے لئے چار کتابیں عرش سے اتریں تو قوت عمیلہ و قوت اجتہادی کے لئے بھی عقلاً چار ہی سرخیل وائمہ اربعہ برحق ہونے چاہئیں اور چار ہی مسلک (حنفیت و شافعیت، حنبلیت و مالکیت) فطرتاً و عقلاً صائب ہونے چاہئیں۔ چنانچہ تعدد حق کے اسی لئے اہل سنت قائل ہیں لیکن اولیٰ و بہتر یہی ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے جو ایک مسلک کسی کو پسند ہو اس کو اختیار کر لے تاکہ قوت یقین کی راہ مستقیم اور اعتقادی وحدت کو انسان امور اجتہادی و قیاسی میں بھی نہ چھوڑنے پائے اور جب کہ شریعت حقہ و قوت عمیلہ کی نگہبانی کے لئے بھی حق تعالیٰ کی طرف سے امت محمدیہ میں چار ہی خلیفہ راشد اور چار ہی اصابت رائے کے مظاہر ائمہ اربعہ پیدا کئے گئے تو عقل سلیم اس نقل صحیح کی بھی تصدیق کرتی ہے۔

کارخانۂ یقین و ایمان کے حاملان بھی چار فرشتے ہیں

کہ اس کارخانۂ ایمان و یقین کو مضبوط و استوار رکھنے کے لئے چار ہی فرشتے جبرئیلؑ میکائیلؑ عزرائیلؑ و اسرافیلؑ علیہم السلام بھی بارگاہ صمدیت سے مقرر ہونے چاہئیں تھے اور عناصر اربعہ و اخلاط اربعہ کے انتظامات انہی کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں تھے۔ غرض یہ چار کا عدد یہاں پر پر لطف اسرار منکشف کرتا چلا آرہا ہے جن سب کے بیان کا یہ موقعہ نہیں۔ بہر حال ربط کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے چونکہ اپنے انوار ثلاثہ کا مظہر دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے اور آپ ہی کا نور سب سے پہلے حق تعالیٰ نے پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث اول ما خلق الله نوری سے واضح ہے اور نور خداوندی کے ساتھ آپ کے نور کی مشابہت بعینہ ایسی ہی ہے جیسے نور آفتاب اور نور آئینہ اور آپ کا نور انسانیت اور نور عقل تمام انوار خلق میں اعلیٰ و ارفع ہے اور آپ کے ماسوا جس قدر بھی نور مصدر نور سے مخلوق و مشتق ہوئے وہ سب بعد کی ہیں اس بنا پر رب الناس ملک الناس، الٰہ الناس میں ناس سے انسانیت کا وہی فرد کامل مراد لیا جا سکتا ہے جس کہ ذریعہ سے نور خداوندی بشکل ربوبیت و ملکیت و الوہیت عالم میں تجلی ریز ہوتا ہے اور رب الناس۔ ملک الناس۔ الٰہ الناس۔ میں ناس کی طرف جو نسبت الٰہی فرمائی گئی ہے اس سے اشارہ یہ ہے کہ نور خداوندی جب بھی عالم میں تجلی ریز ہوتا ہے حضور ہی کے واسطہ سے ہوتا ہے۔ کما قال تعالیٰ وما ارسلنك الا رحمة للعالمين.

امامتِ سید المرسلین کا اثبات عقلی و نقلی

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین اور جملہ انبیاء علیہم السلام کے سردار و امام ہیں۔ اور جیسے بدن کی پانچ انگلیوں میں وسط کی انگلی امام ہوتی ہے اسی طرح حضور کی ذات منبع البرکات بھی تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام امم سابقہ میں امام کی حیثیت رکھتی ہے اسی لئے آپکو دین قیم عطا فرمایا گیا اس میں پانچ ہی رکن تجویز فرمائے گئے اور حضور کو چار مخصوص اصحاب ایمان باللہ و عمل صالح و تواصی بالحق و تواصی بالصبر کے مظہر حضرت باری تعالیٰ نے اپنے چار مقربین جبرئیل و میکائیل، اسرافیل و عزرائیل کی طرح عطا فرما کر پنجتن سے دنیا پر یہ واضح فرمایا کہ جس طرح دینا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایک ہاتھ اور اس کی پانچ انگلیاں کافی نہیں ہوتیں بلکہ دوسرا ہاتھ اور اسکی پانچ انگلیاں اسکی مدد کے واسطے درکار ہوتی ہیں اسی طرح ان پنجتن ہی سے پانچ ارکانِ اسلامی کا عملی نقشہ دینا میں فروغ پائیگا اور جیسے انبیاء مرسلین میں حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و حضرت خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام آسمانِ نبوت کے پانچ درخشاں کواکب و سیارات ہیں اسی طرح یہ پنجتن بھی کیفیاتِ رسالت و نورِ نبوت محمدی میں وہی مثال اور مشابہت رکھتے ہیں۔ الغرض آپ ہی کے نورِ ارفع واقدس سے تمام انبیاء علیہم السلام عالم ارواح میں مستفید اور خوشہ چین ہوئے اور امم سابقہ ولاحقہ کو جو بھی نور عقل و نورِ انسانیت ملا ان سب کا سرمنبع حضور ہی تھے اور اولین و آخرین کو واسطہ و بلاواسطہ علم میں جس قدر بھی انوارِ الٰہی مبدا فیاض سے تقسیم ہوئے اس میں بھی واسطہ حضور ہی تھے اس لئے آپکی نوع تمام انواع پر آپکی امت تمام امتوں

پر، آپکی قوم تمام اقوام پر، آپکا موطن تمام مواطن پر افضل واشرف ہے۔

انوارِ خداوندی کے ساتھ نور محمدی کا تعلق اور رابطہ

جس طرح شب کی تاریکیوں میں آفتاب عالمتاب کا نور مہتاب ہی میں سے ہو کر زمین پر پھیلتا ہے دوسری کوئی صورت شب میں فیضِ آفتاب سے استفادہ کی نہیں ہوتی اسی طرح نور خداوندی بھی ہر دور ضلالت میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے تمام عالم پر محیط ہوا ہے اور اسی نور نبوت محمدی نے نور آفتاب ومہتاب کی طرح تدریجی طور پر بڑھنے اور عالم کی استعداد کے مواقق پھیلنے کے لئے حضرت آدم علیہم السلام کے قالب میں بلا تولد وتناسل جنم لیا تھا آخر یہ نورِ نبوت محمدی حضرت نوح وابراہیم وموسیٰ وغیرہم میں منتقل ہوتے ہوتے :۔

آفتابِ رسالت کا طلوع عالم اجسام میں

فاران کی چوٹیوں پر سے بلاواسطہ آفتاب کی طرح افقِ رسالت سے طلوع ہو گیا اور چالیس برس میں یہ بدرِ کامل چودھویں رات کا چاند بنکر آخر تمام رحمۃ للعالمین کے درجہ پر پہونچ گیا لیکن نورِ نبوت محمدی کا اس طرح منتقل ہوتا سراسر نظم ربوبیت پروردگار کے مواقق تھا۔ کیوں کہ جس طرح بادشاہان دنیا جو پاور اور جو اختیار بھی اپنے قلمرو میں کسی کو عنایت کرتے ہیں جسکے بعد وہ تمام انسانوں پر حکمرانی کرتا ہے تو اول اپنے وزراء ونائبین سلطنت سے اسے منواتے ہیں اور اسکے بعد قلمرو میں درجہ بدرجہ سب اسکے اختیار کو تسلیم کر کے اطاعت وانقیاد سے اسکو حاکم وبااختیار تسلیم کر لیتے ہیں اور اسکے حکم کو بادشاہ کا حکم مانتے ہیں۔

نور محمدی نے انوارِ خداوندی کا حامل مخلوق کو بنایا

اسی طرح حق تعالیٰ شانہ نے بھی یہ نورِ نبوتِ محمدی کل انبیاء علیہم السلام کو انکے مرتبے واستعداد کے مواقق عنایت فرمایا اور تمام انبیاء نے عالم ارواح میں حضور کی نبوت کی تصدیق کی اور جب یہ نورِ محمدی مکمل ومختتم ہو کر دینا میں پھیلایا گیا تو حق تعالیٰ شانہ نے اپنی کل صفات علی الخصوص تجلیاتِ ثلاثہ کی جملہ غیر محدود وغیر متناہی طاقتیں تمام امتِ محمدیہ کو انسانیت کے مظہر اتم اور مجد وشرف کے نمونۂ اعظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بخشیں اور عالم ارواح کے اس مہتابِ رسالت نے آفتابِ جلال وکمال احدیت سے اکتسابِ نور فرماتے ہوئے تمام مخلوق کو انوارِ خداوندی کے تحمل کے قابل بنا دیا اور آفتاب نور احدیت کے فیوض سے تمام مخلوق کو فیضیاب کرنے کے لئے حسن مہتاب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطۃ الخلق ہوئے۔

معجزۂ شق القمر کا تعلق ختمِ نبوت سے

غالبا یہی سبب ہے کہ ملاء اعلیٰ اور عالم ارواح کے اس مہتابِ رسالت نے جب عالم شہادت کے مہتاب سے آنکھ ملائی تو وہ تاب نظارہ نہ لا سکا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہتابی کرۂ نور کے دو ٹکڑے کر دئے اور کیا عجب ہے کہ حضرت مہتابِ رسالت نے چاند کے دو ٹکڑے فرماتے وقت جہاں مشرکینِ عرب کو اعجاز نبوت دکھلایا وہیں اس انشقاقِ قمر سے مشرکینِ نبوت کے لئے اس دائمی اعجاز کی طرف بھی اشارۂ غیب فرمانا مقصود ہو کہ جس طرح چاند جیسے عظیم الشان کرۂ نوری کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں میرے وصالِ الی اللہ کے بعد میرے نور کے بھی دو حصے ہوں گے۔ ایک کتاب اللہ دوسری عترت اور جس طرح چاند کا نور تا قیامِ قیامت دنیا میں چمکتا رہیگا اسی طرح کتاب اللہ کے اور انوارِ تجلیات بھی تا قیامِ قیامت دنیا میں باقی رہیں گے اور انکے حاملانِ باصفا بھی ہمیشہ لا یضرھم من خالفھم کی بشارت کے مواقق دنیا میں نوبت بہ نوبت پیدا ہو کر اس نورِ محمدی کا اعادہ اور تشہیر وتوضیح فرماتے رہیں گے اور نورِ محمدیؐ برابر ان کے ذریعہ ضیاء ریز رہیگا۔ لہٰذا نہ کسی نبی کی ضرورت باقی رہے گی اور نہ کوئی سچا نبی آئیگا بلکہ میرا وجود اور قیامت کا وجود ایسا ہی قریب قریب ہوگا جیسا کہ دو انگلیاں باوجود الگ الگ ہونے کے ایک دوسرے سے جڑی رہتی ہیں یا مثلاً چاند کے جیسے دو ٹکڑے ایک ہی کرہ کے دو حصے ہوتے ہیں اب حدیث بعثت انا والساعۃ کھا تین کا اثبات بھی بحمدللہ خوب ہی چسپاں ہو گیا

خاتم نبوت سے خاتم شیطنت کا رابطہ

اور ختم نبوت پر بھی کافی اشارہ ہو گیا۔ البتہ حضرت خاتم النبیین کے دورِ نبوت میں قبل از وقوع قیامت بیشک اسکی ضرورت عقل سلیم محسوس کرتی ہے کہ خاتم شیطنت کا ظہور بھی عالم اجسام میں ہونا چاہیئے اور یہ خاتم شیطنت دنیا کو کبھی نبوت کا دھوکہ دیکر راہِ حق سے پھیرے اور کبھی سحر وتسخیر کائنات کے حربہ سے دجالِ اکبر کی صورت میں نمودار ہو غرض جس طرح نورِ نبوت محمدی تدریجا مختلف دہور میں مکمل ہوا اسی طرح شیطنت کی تکمیل بھی آپ ہی کے دورِ رسالت ونبوت میں ہو کر مغلوب ہونی چاہیئے اور خاتم الشیاطین بھی عالم اجسام میں حضور ہی کے زمانۂ نبوت میں ظاہر ہونا چاہیئے چونکہ ہم حصہ اول میں دکھلا چکے ہیں کہ عالم باطن میں شجر نبوت وشجر شیطنت کا تخم سعادت

وشقاوت خلاق بیچون وبیچگون نے بودیا ہے اور عالم اجسام میں جس قدر بھی انسان پیدا ہوتے ہیں کوئی ان میں شجرِ شیطنت کا پھل ہوتا اور کوئی شجرِ نبوت کا ثمر شریں۔ اس لئے جبکہ شجرِ نبوت کی تکمیل ناموسِ اکبر اور حضرت خاتم الانبیاء سے ہو چکی ہے اور شجرِ نبوت حدِ کمال وشباب پر پہونچ گیا تو اسی قاعدہ کے موافق شجرِ شیطنت کا بھی اختتام اسی دور خاتم الانبیاء میں خاتم الشیاطین سے ہونا چاہیئے چنانچہ احادیث صحیحہ میں ہے کہ دجالِ اکبر کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا۔ اور وہ سحر، تسخیر کائینات کا غیر معمولی حربہ شیطنت لیکر ظاہر ہوگا جسکی وجہ سے اکثروں کو ایمان میں فتور آجائیگا اور وہ دجال اکبر کے شعبدہ ہائے سحر وشیطنت کے جال میں پھنس کر اپنا ایمان کھو بیٹھیں گے لیکن حضرت عیسٰی علیہ السلام جو حکمتِ خداوندی ومصلحت محمدی عالم بالا میں فرشتوں کی طرح اپنی مدت معینہ کو گذار رہے ہیں، جب دجال اکبر آکر اپنی شیطنت کو مکمل کرائیگا تو اسوقت جرنیل سرکار محمدی یعنی حضرت عیسٰی روح اللہ آسمان سے نازل ہو کر اس دجال لعین کے لئے شہاب ثاقب بن کر اسکو قتل کرینگے اور ایک دفعہ پھر نورِ نبوت محمدی تمام عالم میں چھا جائیگا اور خدا کی حجت تمام کر دی جائیگی۔

درازیِ عمرِ شیطان وحضرت مسیح کا راز

یہیں سے شیطان کی عمر کی طوالت کے راز پر بھی روشنی پڑجاتی ہے کہ اسکو ابتداء آفرینش وآغازِ نور محمدی سے مردود فرمانے کے باوجود اسکی دعا پر اختتام دورِ نبوت محمدی تک کس لئے حیاتِ طویل دی گئی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مقابلہ شیطان کی وجہ سے انہیں بھی کسلئے حیاتِ طویل عطاء فرمائی گی۔ اور یہ بھی کہ استجابتِ دعا کے لئے مقبول من اللہ ہونے کی بھی شرط نہیں ہے بلکہ رحمتِ ربوبیت کافر ومشرک فاسق وفاجر سب ہی کے لئے عام ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضور کی نبوت. خاتمہ کے بعد کوئی دجالِ اصغر ذریتِ شیطان سے پیدا ہو کر آپکی نبوت کی خاتمیت کو توڑنا چاہے تو درحقیقت آپ کی خُمِ نبوت کو تو وہ کسیطرح بھی نہیں توڑ سکتا البتہ شیطنت کا مظہر اور اسکا حامل ضرور بن سکتا ہے۔

مہتابِ عالم ارواح ومہتابِ عالم اجسام میں کون افضل ہے

بہرحال جبکہ مہتاب جسمانی کے دو ٹکڑے حضرت مہتابِ عالمِ ارواح نے فرمادئے اور چاند جیسے عظیم الشان کرۂ نوری کا انشقاق وتغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے بطور خرق عادت واعجاز حق تعالی نے کرادیا (اِدہر خود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ بھی عالم اجسام میں ایک وقت معینہ اور غرض مخصوص کے لئے تھی جب وہ غرض اکمالِ دین واتمام نورِ رسالت پوری ہو گئی تو آپ بھی راہیٔ ملک بقا ہو کر اسی ذاتِ صمدیت سے راجع ہو گئے جو حی وقیوم ہے اور آپ کے بعد انوار بھی دو حصوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری عترت جن میں ایک نور معنوی ہے جو برابر آفتاب کی طرح اپنے فیوض، عالم میں لٹارہا ہے گمراہوں کو راہِ حق دکھلا رہا ہے اور دوسرا نور عترت کا ہے جس میں فنا وبقا حسی طور پر جاری وساری ہے اور اسکی صورت بعینہ ایسی ہے جیسے چاند ہر مہینہ آفتاب سے اکتسابِ نور کرتے ہوئے ہلال سے بدرِ کامل بنکر حدِ کمال پر پہونچتا ہے اور پھر زوال پذیر ہو جاتا ہے پھر نئے سرے سے طلوع ہوتا ہے اور اپنی نورانیت سے انسانوں کے غنچہ ہائے قلوب کو کھلادیتا ہے مگر پھر گھٹ گھٹ کر آخر ایک دن نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اسی طرح آسمانِ رسالت کے درخشاں کواکب یعنی عبادِ مخلصین ومجددینِ امت محمدیہ بھی ہر صدی کے دورِ ہدایت میں چاند کی طرح طلوع ہوتے ہیں اور آفتابِ نبوت کے غروب ہو جانے کے بعد مہتاب کی طرح مجددینِ امتِ محمدیہ کا طلوع وغروب ہونا اور کمالِ نبوت کے بعد زوال دینا کے لئے قیامت کا اسکے ساتھ لازم وتوام ہونا بعینہٖ وہی مشابہت رکھتا ہے جسکی طرف حضور نے اپنی حدیث "بعثت انا والساعة كهاتين" میں اشارہ بلیغ فرمایا ہے۔

انوارِ مہتابِ جسمانی ومتہابِ روحانی کے دو دو حصے

اور چاند کے دو ٹکڑے فرماکر حساً وعملاً بھی بتلادیا کہ جس طرح اس کرۂ نوری کے دو ٹکڑے اس بات پر گواہ ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی کرہ کے حصے تھے اسی طرح میرا وجود اور قیامت کا وجود بھی اسی قادر مطلق کی نشانیوں کا ایک جڑا ہوا سلسلہ ہے جو تکوینات میں یوں ظاہر ہوا بہرحال مضمونِ حدیث "بعثت انا والساعة كهاتين" کے اشارہ کو عملی صورت میں یوں دکھلایا گیا۔ "اقتربت الساعة وانشق القمر" یعنی قریب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔

قربِ قیامت اور انشقاقِ قمر

ورنہ بظاہر قربِ قیامت کو انشقاقِ قمر سے کوئی ربط نہیں ہے غرض جبکہ نظمِ کائنات میں بہت بڑا کرہ چاند کا ہے جو کرۂ ارضی سے بہت بڑا ہے یا اگر بقول حکمائے حاضرہ تسلیم کر لیا جائے کہ اسمیں عظیم الشان مخلوق آباد ہے اور حضور نے اس نوری مخلوق کو دو حصوں میں منقسم فرمادیا تو اسکا مطلب بالآخر یہی ہوگا کہ علویات میں قیامت کی ابتدا شروع ہو گئی ہے۔

علویات میں آغاز قیامت اور سفلیات کی متابعت

کیونکہ قیامت سلسلۂ اسباب ونظم کے درہم برہم ہونے ہی کو کہتے

ہیں جب علویات میں قیامت کی سلسلہ جنبانی شروع ہوگئی اور سفلیات اپنے انفعال و تاثرات کی وجہ سے علویات کے تابع ہیں تو اسکے یہی معنی ہوں گے کہ عالم شہادت میں بھی حضور کے سامنے قیامت کی ابتدا ہوگی۔

عالم جسمانی میں بڑھاپے کے آثار

غالباً یہی وجہ ہے کہ اب حوادث عالم کی رفتار بعینہٖ اس بوڑھے آدمی کی طرح پر ہوتی جارہی ہے جسکی تمام کیفیات میں ایک قسم کی بے ترتیبی سی پیدا ہو جاتی ہے مثلاً کبھی پیاس کا غلبہ ہے تو اسقدر کہ پانی ہی پئے چلا جاتا ہے اور کبھی بھوک بند ہوتی ہے تو اس طرح کہ بہت سے وقت صاف گذر جاتے ہیں۔ اسی طرح آسمان سے اکثر بارش برستی ہے تو اسقدر کہ لوگ الامان الحفیظ پکار اٹھتے ہیں اور بندش ہوتی ہے تو ایسی کہ لوگ الغیاث الغیاث چلانے لگتے ہیں غرض جہاں گرمی ہوتی تھی اب وہاں سردی ہوتی ہے جہاں سردی ہوتی تھی اب وہاں لوہ چلتی ہے۔ لہٰذا جیسے یہ ممکن نہیں کہ بڑھاپے کے بعد پھر کسی پر جوانی آئے اور حد کمال پر پہونچ کر کوئی مخلوق زوال پذیر نہ ہو اسی طرح یہ کب ممکن ہے کہ علویات میں قیامت کی سلسلہ جنبانی کے بعد کوئی نبی آئے اور عالم کے بڑھاپے میں نبی آخر الزماں کے بعد کوئی نبی برپا کیا جائے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ

حضرت عیسٰی کے نزول کی حکمت

اسی لئے حضرت عیسیٰ روح اللہ و نبی اللہ کا نزول بھی قیامت کے قریب آسمان سے ہوگا تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بنکر ہی دنیا میں تشریف لاوینگے جس طرح ایک سابق حاکم اپنے سابقہ دارالخلافہ میں تدبیر ملک کے لئے آجاتا ہے تو وہ موجودہ حاکم ہی کا مہمان و تابع فرمان ہوتا ہے خواہ اسے سلطنت میں حکمرانی کا کوئی ادنیٰ اختیار بھی نہیں ہوتا یہی صورت زمانۂ رسالت محمدی میں حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مہدی معہود وغیرہم کی ہوگی لہٰذا نبی کاذب مدعی نبوت قادیان کا دعویٰ نبوتِ تشریعی اور عوام کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈالنے کے لئے دعویٰ مہدویت نبوتِ ظلی و بروزی درحقیقت نبوت معجزاتِ محمدی کا انکار نہیں تو اور کیا ہے اور اکمال نبوت سے بیشتر قیامت کا حضور کے ساتھ توام جاننا خلاف عقل و حکمت نہیں تو اور کیا ہے۔

صفات خداوندی کے مکتب بالذات آنحضرت ہی ہیں

حاصل یہ ہے کہ انسانیت کے فرد اکمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ ثلاثہ ربوبیت و ملکیت و الوہیت کے انتساب مخصوص کی وجہ سے مکتب بالذات ہیں اور جسقدر بھی عالم ارواح کے کواکب و سیارات انبیاء علیہم السلام

ہیں وہ سب مکتب بالغرض ہیں۔

آفتاب جسمانی و آفتاب روحانی کا خط استوا

جیسے آفتاب عالمتاب تدریجی طور پر بڑھتا ہے یہاں تک کہ خط استواء پر جب پہونچتا ہے تو کمال نورانیت کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے اور کوئی نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا مگر یہ سراج منیر قدرت کی نورانیت سے شرما کر فوراہی جھکنے اور ڈھلنے لگتا ہے اسی طرح نور نبوت محمدی حضرت آدم سے بڑھتے بڑھتے جب حضرت عیسیٰ پر پہونچ گیا جن کو حضرت آدمؑ سے توالد و تناسل میں اسی قسم کی نسبت ہے جو حضرت حوا آدمؑ سے رکھتی ہیں تو آخر آفتاب رسالت آسمان نبوت سے طلوع ہو کر خط استواء پر پہونچ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اعلان فرمادیا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الخ اور اسی کے کچھ عرصہ بعد یہ حکم ربانی آن پہونچا اذا جاء نصر اللہ و الفتح الخ۔

تکمیل نبوت کے بعد نبی نہیں آسکتا

اور ظاہر بھی تو یہی ہے کہ تکمیل دین و تکمیل نور نبوت کے بعد کوئی نبی نہ آئے جیسا کہ آفتاب کے عروج نصف النہار کے بعد کسی دوسرے آفتاب کی روشنی کی عالم کو ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور حضور کے بعد نبی آ کیسے سکتا ہے جیسا صفات خداوندی میں جو سب سے اعلیٰ وارفع صفات ثلاثہ ربوبیت و ملکیت والوہیت ہیں بحیثیت مجموعی امت محمدیہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے عام ہو چکی ہیں اور قرآن کا نور دنیا میں شیطنت سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کردیا گیا ہے۔ بس ختم نبوت کی مثال تم ایسی ہی سمجھ لو کہ۔

اثبات ختم نبوت پر ایک تمثیل

جس طرح مرد و عورت کے درمیان نکاح ہو جانے کے بعد ان کو نکاح کی فی نفسہ ضرورت باقی نہیں رہتی اور دونوں کے رشتہ و امتزاج باہمی کی وجہ سے ایک تیسرا غیر معلوم وجود بامر اللہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے جو درحقیقت مرد و عورت کے ملنے کی اصلی غرض و غایت ہے اور آدم کی نسل پر اس معنے کر کبھی بڑھاپا اور خزاں نہیں آئی کہ اگر آدم کے بیٹے پر بڑھاپے کی خزاں مسلط ہو جاتی ہے تو اس کا پوتا جوان ہو جاتا ہے اور پوتے پر بڑھاپا آتا ہے تو اس کا بیٹا جوان ہو جاتا ہے۔

قیامت جوانوں پر ہی آئے گی

غرض سلفاً عن خلف یوم حساب تک یہی صورت جاری ہے اور اس

سلسلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت بوڑھوں پر نہیں آئیگی بلکہ مالک الملک کی تجلی قہری کا ظہور جس کو شریعت اسلامی قیامت کہتی ہے جوانوں پر ہی قائم ہوگی۔ جس کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ شباب کی تربیت کرنے والی صفت ملک الناس ہے جو رب الناس و آلہ الناس کے درمیان میں ہے۔

قلب نبوی پر جملہ تجلیات الٰہی کا درود ہوا

اسی طرح صفات ثلثہ ربوبیت وملکیت والوہیت جب بیک وقت آئینہ قلب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ افگن ہوگئیں اور جو کیفیت جمالی (ربوبیت) حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر طاری ہوئی تھی اور جو کیفیت جلالی (ملکیت) حضرت موسیٰ پر وارد ہوئی تھی اسی طرح کیفیت الوہیت کا جو پر تو حضرت عیسیٰ روح اللہ پر ہوا تھا جس سے نصرانی نادانوں نے الوہیت کو ان کے حق میں ذاتی سمجھ کر ان کو خدا یا خدا کا بیٹا مان لیا تھا جب یہ تینوں کیفیتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر بیک وقت وارد ہوگئیں تو ظاہر ہے کہ ادیان ونبوات سابقہ کی تکمیل وختم ہوگئی۔ اور دین محمدی ہی تمام ادیان ونبوات کا مکمل بن گیا۔

ختم نبوت کے بعد مجدد دین ہی امت میں پیدا ہوسکتے ہیں

اور مرد وعورت کے ملنے سے جس طرح نسل آدم کا بڑھنا اور پھیلنا صادق آتا ہے اسی طرح ان کیفیات وتجلیات ثلاثہ کے تداخل وادغام سے جامعیت وتکمیل دین فطرت اور اختتام نبوت وظہور مجدد دین لازم ہوگیا۔ اور آثار نبوت محمدی کا قیامت تک نسل بنی آدم کی طرح قائم وباقی رہنا ضروری قرار پاگیا۔

جس طرح راعی ورعایا ملکر ہی حکومت کی صورت اور اس کا نقشہ پیدا کرتے ہیں اور تا قیامت تختۂ زمین پر کوئی نہ کوئی سلطنت ضرور قائم رہے گی اور دنیا کے ختم پر صرف مالک الملک کی ہی بادشاہت رہ جائی گی اسی طرح تجلی ربوبیت کا تعلق جب تجلی الوہیت سے ہوا تو اس سے تجلی ملکیت کا ظہور خود بخود ہوگیا۔

تجلیات ثلاثہ کا ظہور نوع انسانی میں

جس طرح سے جب انسان جوانی پکڑتا ہے اور جوانی کے میدان کو طے کر کے درجہ بدرجہ بڑھاپے میں قدم رکھتا ہے تو انسان کعبۂ عقل وقبلۂ حاجات بنتا ہے اسی طرح رب الناس کی تجلیات ربوبیت جب کسی نوع یا کسی فرد میں مکمل ہولیتی ہیں تو ملک الناس کی تجلیات ملکوتی شروع ہوجاتی ہیں اور جب ان کا ظہور پایہ تکمیل کو پہونچ لیتا ہے تو تجلیات الوہیت سے انسان سرفراز ہونے لگتا ہے۔ غرض ایک وقت میں کسی نفس پر قیامت آتی ہے تو کسی نفس پر آغاز وجود ہوتا ہے کسی پر جوانی کی بادشاہت شروع ہوتی ہے اور کوئی نوشاہ بنتا ہے تو کسی پر فقیری کے آثار وارد ہوتے ہیں اور کوئی توکل وقناعت کا لباس پہنکر تازیست مہمان رب العالمین ہوتا ہے غرض نوع انسانی وافراد انسانی میں ہر سہ تجلیات ربانی بیک وقت کارفرما ومصروف تدبیر رہتی ہیں اور انسان کی ہر ہر قدم پر اس کے لئے رہ نما ہیں تو انصاف سے خدارا تم ہی بتلاؤ کہ ان تجلیات ربانی کے افاضہ کے بعد اور نبی آخرالزماں کے نور رسالت کی تکمیل کے بعد نبوت کے سلسلہ میں کسی کو مستقلاً یا غیر مستقلاً ظلاً وبروزاً قدم رکھنے کی گنجائش کب ہے؟

الغرض اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وقل رب اعوذبك من همزات الشياطين واعوذ برب الناس ملك الناس آله الناس من شر الواسواس الخناس سے انسان کو مطلع کردیا گیا کہ مظہر تاریکی وغفلت شیطان الرجیم وہمزات الشیاطین خناس لعین سے بچنے کے لئے اس پروردگار مصدر نور مطلق رحمٰن ورحیم سے تعوذ کرو۔

تربیت نور محمدی کے طفیل میں تربیت نوع انسانی

جو تربیت کرنے والا ہے مظہر نور انسانیت کا اور ان کے طفیل میں تمام عالمین کا اور محافظ وبادشاہ مطلق ہے مجموعۂ انسانیت وعقل کا اور ان کے طفیل میں تمام کائنات کا اور معبود ہے خلاصۂ کائنات اور ان کے طفیل میں شجر وحجر اور تمام جانداروں کا بلا شبہ وہی ذات اقدس ویکتا وبے ہمتا ہے۔

تجلی الٰہی جس قوت پر بھی متوجہ ہوتی ہے تو وہ قوت عالم کے لئے رحمت ہوتی ہے

جس کے نور ربوبیت کی روشنی اور جگمگاہٹ اگر انسان کی قوت بہیمیہ پر پڑ جاتی ہے تو انسان شفقت علی الخلق کے مرتبہ عالی پر فائز ہوکر بے سہاروں کا سہارا اور بے وسیلوں کا ملجاء وماوا بنجاتا ہے۔ اور اگر اسکی تجلی شاہانہ مردان باصفا کی قوت سبعیہ کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے تو پھر اعدائے دین کے باطلانہ اقدامات کو خاک وخون میں ملادینے کے لئے حضرت علی وعمر وخالد وابوعبیدہ رضی اللہ عنہم جیسے ملکی طاقت رکھنے والے بہادر فدایان اسلام پیدا ہوجاتے ہیں اور دنیا کی کوئی مادی طاقت بھی ان کے تہور ودبدبہ وشجاعت وجلال کے آگے دم نہیں مار سکتی اور اگر تجلی الوہیت کسی انسان کی قوت ملکیہ کی طرف

متوجہ ہو جاتی ہے تو تمام عالم اسکی نظر میں ہیچ ہو جاتا ہے اور آنکھ کی پتلی کے نور
کی طرح انسان اس نور کے ماسوا سب کو تاریک یقین کر لیتا ہے اور کیفیات
مجردہ سے حمد رب، تسبیح، و تقدیس، تحمید، و تمجید، میں منہمک ہو کر لقائے
ابدی کی سرحد میں پہونچ جاتا ہے اور مراتب قرب الوہیت میں اس مقام تک
پہونچ جاتا ہے جہاں کہ فرشتوں کی بھی رسائی نہیں ہوتی عسىٰ ان يبعثك
ربك مقاماً محمودا۔

قربتِ الٰہی بہیمیت کے آثار کو معدوم کر دیتی ہے

اسی بنا پر ان کیفیات نورانیہ میں نہ اسے کھانے کی ضرورت رہتی ہے
نہ پینے کی، چنانچہ بزرگان دین کے احوال کو اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ بعض
حضرات کی قوت ملکیہ اور ان کے تغذیہ روحانی نے انہیں بارہ بارہ برس تک
کسی طرح بہیمیت کے مقتضیات اور کھانے پینے سے بے نیاز کئے رکھا اور قوت
ملکیہ اسدرجہ بڑھ گئی اور بہیمت اسدرجہ گھٹ گئی کہ ان کو کھانے اور پینے کی
تکلیف و ضرورت ہی باقی نہ رہی اور اگر رہی بھی تو اس طرح کہ وہ توکل و
قناعت کی چادر لپیٹ کر اس عالم فانی سے بے خبر ہو جائیں اور ہمیشہ کے لئے
مہمان رب العلمین بن جائیں۔

اختیاری فقر وفاقہ ترقی ملکیت کا ذریعہ ہے

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیاراً وارادۃً فقر
وفاقہ کو محبوب رکھا اور کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھا لینے کو پسند نہیں فرمایا۔ کیونکہ
شکم پری مانع ترقی ملکیت ہے اور یہ تو ہم جیسے کور باطنوں کا بھی تجربہ ہے کہ
جب قوت ملکیہ کی لذت انسان پالیتا ہے تو پھر اس کی تمام تر توجہ لذائذ دنیویہ
سے ہٹ جاتی ہی اور دنیا کا کوئی کیف وسرور اس کے دل کو لبھا لینے پر قادر نہیں
ہوتا جس قدر کہ یہ ملکی لذت وحلاوت نور انسان کو محو تماشائے عالم بنائے
رہتی ہی اور اسی کا انتہائی مرتبہ وہ ہے کہ جس کے بعد انسان کی بہیمیت کی
تربیت بجائے انسانوں کے خدا خود فرماتا ہے اور جو اسباب تربیت و وسائل
معاشرت بھی انسان سے وابستہ ہوتے ہیں وہ سب الگ کر لئے جاتے ہیں یعنی
اس کا خدا ہی اس کو کھلاتا ہے اور وہی اس کو پلاتا ہے اور
مرض کی حالت پیش آئے تو خدا ہی اس کا معالج ہوتا ہے اور وہی اس کو شفا دیتا
ہے۔ يطعمني و يسقيني واذا مرضت فهو يشفين۔

کیفیات انبیاء اور کیفیات اولیاء کا باہمی فرق

بس نبی کی اور ولی کی کیفیات میں یہی فرق ہے کہ نبی کی تو تمام شانین
مکمل ہوتی ہیں اور وہ تجلیات ربانی نوع انسانی کے مرتبہ اعلیٰ سے حاصل کرتے
ہیں اس لئے نبی کی انسانیت عام انسانوں اور جملہ اولیاء کی انسانیت سے بہت
زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے چنانچہ عام انسانوں کو اگر چار نکاح کی اجازت ہے تو
انبیاء بہیمیت اعلیٰ پر کامل قابو پالینے کی وجہ سے زیادہ کے مجاز و مختار ہیں اور ولی کی
تمام شانیں مکمل نہیں ہوتیں بلکہ نبی کی مختلف شانوں میں سے کوئی شان کسی
میں جھلکتی ہے اور کوئی کسی میں اسی اسلوب فطرت کی وجہ ہے کہ حضور کے
خلفائے اربعہ میں علی الترتیب آپکی چار شانوں کا ظہور ہوا مثلاً کیفیت ایمانیہ
میں آپ سے جو مشابہت اور قرب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تھا اس
میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ اسی بنا پر آپ کو تصدیق رسالت واقرار معجزات اور
اعتراف مغیبات میں کبھی ادنیٰ سا بھی شک یا تامل نہ ہوا۔ چنانچہ معراج کی
تصدیق سب سے اول حضرت صدیق اکبر نے ہی فرمائی ہیں پر بارگاہ رسالت
سے "صدیق" کا خطاب عطا ہوا اور یہی وہ کیفیت ایمانیہ تھی کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات کے وقت جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوش محبت میں
بھرے ہوئے تلوار کھینچے ہوئے یہ فرما رہے تھے کہ "حضور کی وفات نہیں ہوئی
ہی بلکہ آپ زندہ ہیں اگر کسی نے یہ کہا کہ آپ کی وفات ہو گئی ہے تو میں اس کا
سر تن سے جدا کر دوں گا۔ تو حضرت صدیق اکبر اس سانحہ عظیمہ کے وقت
بھی اپنی اسی قوت ایمان و یقین کی وجہ سے پکار اٹھے "من يعبد محمدا فان
محمدا قد مات ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت" یعنی
جو محمد کی عبادت کرتا تھا اسے اطلاع ہو کہ ان کی وفات ہو چکی ہے لیکن جو اللہ
وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ وہ تمام عالم کو زندگی بخشنے والا
ہے اور کبھی نہیں مرنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ پر اگر عالم غیب کی کیفیات طاری
ہوئیں اور انہوں نے حضور کا فیضان اسی طرح دیکھا جیسا کہ عالم شہادت میں
پہلے تھا اسی لئے وہ کہنے لگے کہ حضور کی وفات نہیں ہوئی بلکہ آپ کی روح اعلیٰ
کا رفیق اعلیٰ سے وصال ہوا ہے تو حضرت صدیق اکبر پر عالم شہادت کی کیفیات
طاری تھیں اور وہ دیکھ رہے تھے کہ اب حضور کا فیض ایسی ہی طرح دنیا میں باقی
رہیگا جیسے پھولوں میں سے خوشبو کی مہک پوشیدہ ہو کر ظاہر ہوتی ہے اور آپ
کی بہیمیت مبارکہ قل انما انا بشر مثلکم کے اسلوب پر زمین ہی میں
مستور کی جائیگی اس لئے انہوں نے یہ خطبہ پڑھا اسی طرح مانعین زکوٰۃ سے جہاد
کرنے کے متعلق جب حضرت صدیق اکبرؓ نے اکابر و اعیان صحابہ سے رائے لی
اور ان کی رائے یہی تھی کہ حضور کی تازہ تازہ وفات ہوئی ہے اس وقت میں
خاموشی اختیار کرنا ہی مناسب ہے، تو حضرت صاحب الغار ثانی اثنین کو چونکہ
حضور کی معیت وصحبت مبارک کی وجہ سے ایمان و یقین کا بہت ہی اونچا مرتبہ
حاصل تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ امرالٰہی کو قائم
کرنے میں ذرا بھی سستی وغفلت کو کام میں لاؤں البتہ اگر تم میں سے کوئی بھی

جہاد نہ کریگا تو میں تن تنہا جہاد کرونگا اور ایک تسمہ کے نہ دینے پر بھی جہاد کرونگا۔ علی ہذا تصلب فی الدین اور شدت علی الکفار اور عملی کیفیت میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرب و مشابہت حضرت عمرؓ کو حاصل تھی اس میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہ تھا۔ اگر الا الذین آمنو ا اور رحماء بینھم کے مظہر اول حضرت صدیق اکبر تھے تو اشداء علی الکفار اور عملو ا الصالحات کے مصداق اول حضرت فاروق اعظم تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی خداداد فراست ایمانی اور اپنی خداداد قوت و شوکت و ہیبت سے جس قدر حلقہ اسلام کو وسیع فرمایا اس سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ اور آج بھی اہل کفر کے قلوب اس سے مرعوب نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اہل کفر کا یہ ایک عام مقولہ ہے کہ اسلام میں ایک عمر اگر اور پیدا ہو جاتا تو پھر سوائے اسلام کے دنیا میں کوئی اور مذہب ہی باقی نہ رہتا علیٰ ہذا تواصی بالحق اور حیاء و عفت میں حضرت عثمان ذی النورین کو جو مرتبۂ کرامت اور حضور سے مشابہت حاصل ہوئی اس کا اندازہ خود حضور علیہ السلام کی اس حیاء سے ظاہر ہے کہ جو حضرت عثمان کے ساتھ حضور کو تھی۔

اسی کیفیتِ نبوت (تواصی بالحق) کا نتیجہ تھا کہ آپ کے عہدِ مبارک میں مسلمانوں کے دین کی اساس یعنی کلامِ پاک کی جمع و ترتیب کی خدمتِ عظیمہ پایہ تکمیل و تحفظ کو پہونچی اور آپ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کی بشارت اور وعدہ کے مصداق ہو کر حافظوں میں داخل ہوئے گویا حفظِ خداوندی کا جو وعدہ انسانوں سے کیا گیا تھا آپ اس کے مظہر و مصداق بنے آپ نے ان انوارِ الٰہی کو جو عالم الفاظ و حروف میں سماء دنیا سے قلوب مؤمنین میں وارد و نازل ہوئے تھے سطحِ قرطاس پر لاکر انہیں محفوظ کیا۔ تاکہ صحفِ سماویہ و کتبِ سابقہ میں جس طرح تحریف و تغیر ہوا ہے قرآنِ کریم اس سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائے اور بیشک ایسا کرنے سے ہی سابقہ کتبِ سماویہ کے اوپر ایمان لانے کی صورت بھی باقی رہی۔

علیٰ ہذا تواصی بالصبر اور استقامت علی الحق و شجاعتِ دینی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو قرب اور مشابہت حضور سے حاصل تھی اس میں انکا کوئی شریک و سہیم نہ تھا نیز رسولِ خدا کے رسولِ خاص ہونے کی جو حیثیت حضرت علی کو حاصل ہوئی اسمیں کوئی بھی انکا شریک و ہم پلہ نہ تھا چنانچہ سورہ براءت کا اعلان کرنے کے لئے آپ کا انتخاب ہمارے دعوے کی دلیل ہے۔ آپکی جوانمردی اور شجاعت کا اندازہ صرف اسی واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ قلعہ قموص کا جب لشکرِ اسلام نے محاصرہ کیا تو وہ کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا چنانچہ ایک روز حضرت صدیق اکبر تشریف لے گئے اور بڑی کوشش کی مگر فتح نہ ہوا۔ دوسرے روز حضرت عمر گئے اور بڑی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ایسے شخص کو عَلَم دیا جاویگا یا ایسا شخص علم لیگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسکو "دوست" رکھتے ہیں اسی کے ہاتھ پر اللہ اس قلعہ کی فتح نصیب کریگا سب صحابہ رات کے وقت میں آپس میں تذکرہ کرتے تھے کہ دیکھئے کل کس کو علم نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ جب صبح کیوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا "علی کہاں ہیں" صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انکی آنکھوں میں درد ہے وہ آنے کے قابل نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ انکو بلاؤ حسب ارشاد حضرت علی تشریف لائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکی آنکھوں میں لعابِ دہن ڈالا اور خدا سے دعاء کی تو انکی آنکھیں ایسی ہی طرح اچھی ہو گئیں جیسے کچھ تھا ہی نہیں پھر حضور نے فرمایا کہ جاؤ پہلے اسلام کی دعوت دو اور خدا کے حقوق سمجھاؤ اے علی اگر تمھارے ذریعہ سے ایک شخص کی بھی ہدایت ہو گئی تو یہ تمھارے لئے سب سے بڑی نعمت ہوگی۔ چنانچہ آپ قلعہ کے قریب تشریف لے گئے تو ایک یہودی نے قلعہ سے سر نکالکر پوچھا تم کون ہو۔ فرمایا کہ "میں علی بن ابی طالب ہوں اس نے کہا قسم ہے تورات کی تم ضرور غالب ہوگے۔ اس قلعہ پر تقریباً بیس روز محاصرہ رہا یہ سب سے زیادہ مستحکم قلعہ تھا اس لئے اسکے بعد فتح ہو سکا۔

مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضرت علی کی سپر گر گئی اسکو یہود لے بھاگے تو حضرت علی نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر اسکو سپر بنالیا، جنگ کے بعد آپ نے اس دروازہ کو پھینک دیا تو سات قوی آدمی اسکو پلٹ نہیں سکتے تھے۔ اور چالیس آدمیوں نے ملکر اٹھانا چاہا لیکن نہ اٹھا سکے۔

معارج سے نقل کیا گیا ہے کہ اسکا وزن آٹھ سو من تھا۔ مواہب لدینہ میں ہے کہ جس دروازہ کو حضرت علیؓ نے تنہا اٹھا کر پھینکا تھا اسکو ستر آدمیوں نے ملکر چاہا کہ اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھدیں تو نہیں رکھ سکے۔ بہر حال ان روایات میں اگر کچھ مبالغہ بھی ہو تو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضور کی کیفیتِ شجاعت کے آپ مظہر تام اور مصداقِ اول تھے۔ اور زادہ بسطۃ فی العلم والجسم کے صحیح نمونہ تھے۔ آپکی استقامت علی الحق کا موازنہ و اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ حضرت معاویہ کی فوجوں نے جب قرآن پاک نیزوں پر رکھ کر امان طلب کی اور مسلمانوں کو شکست اور دھوکہ دینے کے لئے امان چاہی اور کلامِ پاک سے ناجائز اور فاسد ارادہ کیا اور آپکی جماعت کے اکثر افراد امان دینے پر مصر ہو گئے اور اس دھوکے میں آگئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے للکار کر فرمایا کہ اے لوگو یہ قرآن صامت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں تم میری طرف آؤ مگر ظاہر بینوں نے ایک نہ سنی اور حضرت کے حکم کو نہ مانا لیکن حضرت علی آخر دم تک حق ہی پر قائم و مستقیم رہے۔

غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی وہ چار شانیں ایمان باللہ۔ عمل صالح۔ تواصی بالحق۔ وتواصی بالصبر کی تھیں جنکے مصداق ومظہر خلفائے راشدین تھے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو لوگ خلیفۂ اول تسلیم کراتے میں، غلو کر کے شیخین پر تبرا کرتے ہیں اور سب وشتم صحابہ سے اپنی زبان کو گندہ کرتے ہیں وہ دنیا اور آخرت کا ہی نقصان اپنے سر پر لیتے ہیں اسی لئے فرقِ مراتب کی قوت حق تعالی ان سے سلب کر کے انہیں زندیق شمار فرماتے ہیں کیونکہ وہ فطری والہامی اور قرآنی ترتیب کے غلط ہو جانے کا عملاً دعویٰ کرتے ہیں۔

یہ تو جدا چیز ہے کہ جماعتِ صحابہ میں سے حضور کی کوئی شان کسی میں بڑھی ہوئی تھی اور کوئی کسی میں لیکن ترتیب خلافتِ راشدہ کو غلط سمجھنا یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو سب پر فائق کر دینا یہ بیشک عقیدۂ اہل سنت والجماعت کے سراسر خلاف ہے کیوں کہ اگر ایک جزو میں انکو دیگر اصحاب راشدین پر فوقیت حاصل تھی تو اکثر امور میں دوسرے حضرات کو ان پر کرامت تھی اور ہم نے جو اشارہ ترتیبِ خلافتِ راشدہ میں کیا ہے اسکے بعد تو اسکی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ اس اولیت اور آخریت میں نزاع کیا جاوے کیوں کہ اولیت وآخریت بیشک ایک درجہ میں سببِ کرامت ہے لیکن نوعیتِ فضیلت ہمارے خیال میں سب کی جدا جدا ہے اور جو ترتیب واقع ہوئی وہ من امر اللہ ہی تھی اور بیشک خلفاء اربعہ میں سے شیخین رضی اللہ عنہما کو بقیہ پر کھلی کرامت واولیت حاصل تھی۔ جس طرح ایمان وعمل صالح کو فطری طور پر تواصی بالحق اور تواصی بالصبر پر اولیت ہوا کرتی ہے۔

نورِ مہتاب کی طرح کواکبِ وسیارات کا نور نہیں

الغرض جس طرح آفتاب ومہتاب کا نور تمام ستاروں پر حاوی وجامع ہے تمام ستاروں کا نور ویسا جامع نہیں ہے۔ اور جسقدر بھی کواکب ہیں وہ سب آفتاب ومہتاب ہی کو خوشہ چین ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح کے مہتاب اور آسمانِ نبوت کے آفتاب ہیں اور اولیاء الرحمٰن عالم ارواح اور آسمانِ نبوت کے ستارے ہیں۔ جسطرح کواکب وسیارات کی تاثیر جڑی بوٹیوں میں ہوتی ہے اسی طرح تمام اہل اللہ اپنی اپنی استعداد کے موافق قلوبِ انسانی کو منور کر کے جگمگاتے ہیں۔ پس جیسے آفتاب سے جسقدر کوئی قریب ہوتا ہے اسی قدر نور آفتاب اس سے متصل ہوتا ہے اور اخذِ نور میں اسی قدر جودت آجاتی ہے، اسی طرح آفتابِ نبوت سے جو جتنا کما وکیفا قریب ہے اسی قدر اس کا مرتبہ بلند ہے۔ اسی لئے علماء اہلِ سنت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ ایک ادنیٰ صحابی تمام اولیاء واقطاب امت پر اپنی نسبتِ باطنی وظاہری کی وجہ سے بدرجہا فائق ہے وجہ اسکی بجز اسکے کیا ہے کہ اسکی قوتِ ملکیہ کو براہ راست آفتابِ رسالت ومہتابِ نبوت سے ہر قسم کے اخذِ فیض کا موقع نصیب ہوا ہے۔

قرآن محمدی کی افضلیت

اسی لئے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم کی شہادت سے جہاں صحابہؓ کی فضیلت نکلتی ہے وہیں اس سے یہ بھی متخرج ومستنبط ہے کہ عالم اجسام میں ظہور نور محمدی سے قبل جو نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسقدر قریب ہوگا اسی قدر انبیاء علیہم السلام میں اسکا درجۂ نبوت بڑھا ہوا ہوگا۔ یہی سبب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام انبیاء میں ایک کرامتِ خصوصی حاصل ہے چنانچہ آیۂ تلك الرُّسُل فضّلنا بعضهم علی بعض میں تائید روح القدس کا حضرت عیسیٰ کے نام کے ساتھ ذکر کیا جانا اسکا بیّن ثبوت ہے۔

تشریح مطالب وسواس الخناس

صفاتِ ثلثہ الٰہی کی تفصیل وتوضیح سے فارغ ہونے کے بعد اب "شر الوسواس الخناس" کی تشریح رہجاتی ہے سو اسکے متعلق بھی جو کچھ اپنے اکابر کا علم ہمارے پاس ہے وہ پیشِ خدمت ہے۔

جناب من وسوسہ کا تقابل ایمان کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسے رات کا مقابلہ دن کے ساتھ ہوتا ہے کیوں کہ ایمان انقیاد وتسلیم کو کہتے ہیں تو اسکی ضد کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔ پس جسطرح وساوس کا مبداء شیطان ہی ہے اور اس کیفیت کا جو بھی فروغ ہے وہ اپنے مبداء منشاء ہی سے ہے اسی طرح ایمان کا مبداء منشاء بھی صفاتِ ثلثہ یعنی ربوبیت وملکیت والوہیت ہیں جن میں ایمان کا نشوو استحکام اور وساوس کا قلع قمع وابستہ ہے اور جبکہ صورت حال یہ ہے کہ وسوسہ کا تقابل ایمان کے ساتھ ایسا ہے تو رفعِ وساوس وشیطنت کے لئے بھی انہی صفاتِ ثلثہ سے بالترتیب تمسک وتعوذ کی ضرورت ہوگی جو ایمان کے لئے بمنزلہ مبادی مناشی گنی جاتی ہیں۔

عالم ارواح کے لیل ونہار

چنانچہ صفاتِ ثلثہ الٰہیہ رب الناس ملک الناس الٰہ الناس میں اور صفاتِ شیطانیہ الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس میں بعینہٖ وہی نسبت ہے جو دن کو رات کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ صفاتِ شیطان انسان کے لئے بمنزلہ شبِ دیجور کے ہیں تو صفاتِ خداوندی بمنزلہ یومِ منور کے ہیں۔ پھر عجیب مطابقت عالم اجسام وعالم ارواح

کے ان ظاہری و معنوی شب و روز میں یہ ہے کہ

عالمِ اجسام اور عالمِ ارواح کے لیل و نہار میں مشابہت

جس طرح عالم اجسام کے شب و روز کے تین تین حصے قدرت نے فرمائے ہیں یعنی دن کا پہلا حصہ عروجِ آفتاب کا ہے جسمیں دنیا کے کاروبار شروع ہوتے ہیں اور دوسرا حصہ زوالِ آفتاب سے عصر تک کا ہے جسمیں عالم کے جملہ کاروبار قرار پکڑتے ہیں اور تیسرا حصہ عصر سے مغرب تک کا ہے جس میں جملہ کیفیات نہار پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہیں۔ علیٰ ہذا عالم اجسام کی رات کے بھی تین ہی حصے قدرت نے فرمائے ہیں یعنی پہلا حصہ وہ ہے جسمیں اندھیری شروع ہوتی ہے دوسرا حصہ وہ ہے جسمیں اندھیری قرار پکڑتی ہے۔ تیسرا حصہ ثلث اللیل کہلاتا ہے جسمیں ظلمت کی جملہ کیفیات سمٹ سمٹ کر پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہیں اور ختم ہونا شروع ہو جاتیں ہیں اسی طرح انسان کی روح پر عالمِ ارواح میں بھی جب شبِ وسواس اپنی ظلمات بعضہا فوق بعض لاتی ہے تو اسکے بھی تین حصے ہوتے ہیں۔ چنانچہ پہلا حصہ معنوی تاریکی اور شبِ وسواس کا مرتبہ اور صفتِ وسواس ہے جسمیں شیطان اس صفت سے متصف ہو کر قلبِ انسانی میں داخل ہوتا ہے گویا یہ شیطان کا داخلہ انسان کے نظم ظاہری و باطنی میں فساد ڈالنے کا پیش خیمہ ہے۔ دوسرا مرتبہ صفتِ خناس کا ہے جس میں اس خناس نے چوروں کی طرح قلبِ انسانی میں گھس کر نقب زنی شروع کی۔ تیسرا مرتبہ اس معنوی تاریکی کب فعلیت کا یوسوس فی صدور الناس ہے یعنی جس مرتبہ میں اسنے قلبِ انسانی کے پردہ ہیبت کو مضبوط کرتے ہوئے روح و جسم کے کاروبار میں خطرات وساوس ڈال ڈال کر خلل اور فتور برپا کردیا۔ علیٰ ہذا شبِ وسواس کی ان تینوں معنوی و روحانی تاریکیوں سے بندہ کو نجات دلانے کے لئے ارواحِ انسانی پر صفاتِ ثلثہ کا جو آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اسکے انوار کے بھی تین ہی درجے اور مرتبے ہیں۔ چنانچہ پہلا درجہ نورِ رب الناس ہے جس نے یوسوس فی صدور الناس کی کیفیتِ مظلمہ کو زائل اور پس پا کیا دوسرا مرتبہ نورِ ملک الناس ہے جس نے اپنی قوتِ شاہانہ و تدبر حاکمانہ سے خناس کو گرفتار کر کے انسان کو اس کے پنجہ سے چھڑایا۔ تیسرا مرتبہ الٰہ الناس ہے جسکے اوپر کوئی صفتِ نورانی نہیں اس نے قلبِ انسانی میں جلاء و صیقل کا کام کیا۔ یعنی وسواس کو انسان کے دل پر سے بالکلیہ ہٹادیا اور اب ان انوار ثلثہ کے ازالۂ ظلمت کی بعینہٖ وہی صورت ہو گئی جو ایک زنگ آلود برتن کے صاف کرنے میں ہوا کرتی ہے کہ پہلے برتن کو بھٹی میں رکھ کر آگ میں تپاتے ہیں پھر مانجھتے ہیں۔ تیسری بار صیقل اور قلعی سے برتن کو جلاء دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس کو بغیر واؤ عاطفہ کے ذکر کیا گیا۔ جس میں اشارہ یہ ہے کہ جس طرح عالم شہادت میں اگر کوئی شخص بوقت شب یہ تمنا اور آرزو کرے کہ اسے کل عصر کا نورانی وقت دیکھنا نصیب ہو جائے تو اسکی واحد صورت یہی ہوگی کہ متمنی کو منازل فجر و ظہر اور درمیانی ساعات کا طے کرنا ضروری ہوگا یہ ممکن نہیں کہ اندھیرے سے اجالے میں آتے ہی متمنی بدون لمحاتِ عروج و زوال کو طے کئے وقت عصر کو پالے اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ عالم ارواح کی شب وسواس سے جو شخص تجلیاتِ ثلثہ کی روشنی میں آنا چاہتا ہے وہ بدون ایمان کے مناشئ ثلثہ یعنی رب الناس ملک الناس الٰہ الناس کے مراتب ثلثہ طے کئے ہوئے مقصود و مراد قلبی پالے جیسے دن اور رات کے تمام حصص بلا فصل ہوتے ہیں اسی طرح ان انوارات ثلثہ و ظلماتِ شیطانیہ کے حصص بھی بلا فصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص جو رات کی تاریکیوں سے گھبرا کر روز کامل کی نورانی کیفیت حاصل کرنا چاہتا ہے اسکے لئے اسکی لازماً ضرورت ہے کہ وہ حسب کے ابتدائی و انتہائی مراحل طے کرے۔ ایسے ہی جو بندہ شب وسواس کی تاریکیوں سے تنگ آکر نورِ ایمان کا اجالا چاہتا ہے اسکے لئے بھی یہی صورت ہے کہ وہ اپنی ایمان کی مربی صفاتِ ثلثہ سے درجہ بدرجہ تمسک و تعوذ کرکے نورِ ایمان سے اپنی روح کو بینا کرلے۔

مراتبِ ایمان و یقین

کیوں کہ ایمان کا نشو و ارتقاء اس عالم میں ابتداء جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ رب الناس کی تربیتِ کاملہ و انعاماتِ نازلہ کو دیکھ کر ہی ہوتا ہے اور اسی کے بعد انسان پر یہ واضح ہوتا ہے کہ بیشک جو پروردگار ہر قسم کی ضروریاتِ زندگی مہیا فرمانے والا ہے وہی ہر قسم کے نفع و ضرر کا بھی مالک ہے اور اسی کے حکم کے آگے سب سر نیاز خم کئے سربسجود ہیں۔ اور اسی کے بعد انسان پر یہ مرتبہ یقین و حق الیقین واضح ہوتا ہے کہ بیشک جسکے آگے سب کی گردنیں پست ہیں اور نفع و ضرر کی باگ ڈور جسکے ہاتھ ہے ایسی ہی ذات جامع الکمالات معبود و مسجود خلائق ہو سکتی ہے اور بلا شبہ ایسی ہی ذات جامع الاوصاف کی حکومت کاملہ محبت مطلقہ پر مبنی ہو سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ نتیجۂ یقین انسان کو جب ہی حاصل ہوا جب اسنے صفاتِ ثلثہ کے انوار و حقائق کو سر کیا اگر صفتِ ربوبیت و ملکیت سے تمسک نہ کرتا تو ہرگز الوہیت کو نہ پہچان سکتا۔ غرض جیسے اس عالم میں رات کے بعد دن آتا ہے اور دن کے بعد رات آتی ہے اور ہمیشہ اسی چکر میں زمانہ و زمانیات پھنسے رہتے ہیں یہی صورت عالم باطن کے لیل و نہار کی بھی ہے یعنی کبھی انبساط نور سے دل پر روز معنوی طلوع ہوتا ہے تو کبھی تمرد و غفلت، انقباض و قساوت کی کالی گھٹائیں دل پر مسلط ہوتی ہیں۔ دلپر کبھی عسر ہوتا ہے

تو کبھی یسر۔ کبھی غم آتا ہے تو کبھی مسرت کما قال تعالیٰ ان مع العسر یسرا۔

انبیاء علیہم السلام کی نورانیت پر شب وسواس نہیں آتی

ہاں مگر حضرات انبیاء علیہم السلام کی مثال بعد حصول نور نبوت اس بارہ میں ان ممالک کی سی ہے جنمیں دن ہی دن رہتا ہے اور رات آتی ہی نہیں۔ یا آتی ہے تو برائے نام ہی آتی ہے اور اس بارہ میں انکی اور ہماری حالت بعینہ ایسی ہی ہوتی ہے جیسے ہم اور آپ شب کے وقت اپنے مکانوں میں بجلی کے سو سو کنڈل پاور کے قمقمے روشن کر کے رات کو دن بنالیا کرتے ہیں۔ بہر حال جبکہ عالم ارواح کے لیل و نہار کی بعینہ وہی صورت ہے جو عالم فانی کی لیل و نہار کی ہے فرق ہے تو یہ ہے کہ یہاں چوبیس گھنٹہ میں رات دن کا چکر پورا ہو جاتا ہے اور وہاں عمر بھر میں۔

نماز اور اسکے اوقات اور ہر ایک کی حکمت

تو یہیں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضۂ نماز اور اسکی حکمت پر غور فرمایئے۔ نیز اسکے سری وجہری ہونے کے سر پر بھی غور وتدبر کیجئے سوجوں ہی دریائے فکر میں مستغرق ہوجئے تو واضح ہوتا ہے کہ رات اور دن کے چونکہ تین تین حصے ہیں اور کل قطعاتِ لیل و نہار چھ حصوں پر مشتمل ہیں اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ شب وسواس کو نور ایمان کے ساتھ وہی نسبت ہے جو رات کو دن کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ اسلئے دن اور رات کے ہر ایک حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بوجہ حضور کے اکمل الخلق اور افضل البشر ہونے کے اور آپ کی امت پر بوجہ سید الامم ہونے کے ایک ایک نماز فرض وواجب کی گئی یعنی تین نمازیں تو دن میں اس طور پر مقرر کی گئیں جو دنیا کے کاروبار میں انسان کو خدا سے الگ نہ ہونے دیں اور تین نمازیں شب کے ہر ایک حصہ میں ایسی مقرر فرمائی گئیں جو ازدیاد نور کا باعث ہوں اور دافع وساوس شیطانیہ ہوں تاکہ شب کی کیفیات تفرغ دن میں کام آویں تو دن کی کیفیات انابت شب کے لئے معین ہوں۔ اور اسطرح دن رات شجر ایمان پر آبیاری نور سے جلد ہی دنیا میں ثمراتِ ایمانیہ برآمد ہو جائیں۔

مغرب کی رکعاتِ ثلاثہ اور انکا سر

چنانچہ شب کا پہلا حصہ مغرب کا وقت ہے جبکہ آفتاب عالمتاب ہماری نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اس حصہ میں مغرب کی نماز قائم کی گئی جو شب کی تمام نمازوں میں اول ہے اور اسکی رکعاتِ ثلاثہ کے نور نے ایسی ہی طرح بندۂ مؤمن کے قلب پر طلوع کیا ہے جیسے آسمان دنیا پر شب کو مثلث شکل کا ستارہ طلوع ہوتا ہے اور اسکو دیکھ کر اسکی مخلوق، خدا کی حمد وثنا کرتی ہے اور اسکی رکعاتِ ثلاثہ شب کے تینوں حصوں کو شیطان کی زد سے بچانے کے لئے ایسی ہی طرح احاطہ کر رہی ہیں جیسے قلب مؤمن کو تینوں سمتوں سے تجلیات صفاتِ ثلاثہ نے گھیر لیا ہے یا اس مثلث ستارہ نے جیسے اپنی نورانیت اور ایکدوسرے کے جذب الجذاب سے آسمان کا احاطہ کر رکھا ہے۔ مغرب کی نماز اگر ایک طرف شیطان کے مرحبۂ فعلیت یوسوس فی صدور الناس کے لئے دافع ومزیل ہے تو اپنی رکعاتِ ثلاثہ سے دوسری طرف رب الناس کے کمال ربوبیت اور ملک الناس کے کمال ملکیت اور الٰہ الناس کے کمال الوہیت پر بھی درجہ بدرجہ شاہد ہے۔

نمازِ عشاء اور نمازِ وتر اور رکعاتِ سبعہ کی حکمت ومشابہت

علی ہذا عشاء کی نماز اور اسکی رکعاتِ اربعہ شب کے دوسرے حصہ کے لئے برائے ازالۂ شر دراربعہ خناس لعین وگرفتاری شیطان عدو مبین اور پر تو صفتِ ملک الناس ہے۔

صلوٰۃ الوتر اور صلوٰۃ اللیل

تو صلوٰۃ الوتر عوام الناس کے لئے انکی سہولت کی خاطر ثلث اللیل کے حصہ میں قائم مقام ہے اور صلوٰۃ تہجد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آخر لیل میں فرض کی گئی ہے دافع وسواس وقاطع ماہیت شیطان اور پر تو صفت الٰہ الناس ہے اور صلوٰۃ وتر اور صلوٰۃ عشاء کی رکعاتِ سبعہ ایسی ہی طرح قلب انسانی کی اصلاح وتدبر کرتی ہیں جیسا کہ سبع سیارات اپنے محور ومرکز پر چکر لگا کر اور گھوم کر اپنے خالق کے مقدرہ نظام قدرت میں تاثیر کر کے اہل بصیرت کا اپنا فریضہ وشید ابناتے ہیں اور ان رکعاتِ سبعہ کے یہ انوار سبعہ بعینہ انسان ایسی ہی طرح اپنے قلب میں پیدا کر کے اپنی روح وجسم میں تدبیر وتاثیر لطیف پیدا کرتا ہے جیسے یہ مدبراتِ سبعہ حسب تحقیق عرفا اشیاء عالم میں تاثیرات باذن اللہ پیدا کیا کرتے ہیں۔

غرض شب کی یہ تینوں نمازیں تو شب کے بحفاظت تمام گذرنے اور بندہ کو اپنے رب سے قریب تر بنانے کے لئے تھیں چنانچہ ان اوقات سکون میں جو نمازیں بھی بندۂ عاجز نے ادا کی ان میں مناجاتِ رب کا رنگ غالب تھا۔

فجر کی نماز وقت جمال میں

اب دن کے تینوں حصوں کی نمازوں کو لیجئے تو اس میں سب سے پہلی

نمازِ فجر کی نماز ہے اور یہ گویا اس وقت اسفار وغلس اور زمانۂ خاص میں ہے جسکو نہ پورا دن کہہ سکتے ہیں اور نہ پوری رات کہہ سکتے ہیں۔ نہ اسکی چمکتی ہوئی چاندنی چاند کی شرمندۂ احسان ہے نہ اسکے نور میں نورِ آفتاب کی صورت ہویدا ہے۔ بلکہ جنت کے اوقات کی یہ ایک تھوڑی سی جھلک ہے جس پر غنچۂ دل کی کلیاں کھل جاتی ہیں۔

غرض اس سہانے اور جنت کے مشابہ وقت میں سب سے پہلی نماز فجر کی نماز ہے جو سوتوں کو بیدار کر رہی ہے۔ اور اہل بصیرت کے لئے اپنے سہانے وقت سے بادشاہِ عالم امکان یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تجلی ریز ساعاتِ مبارکہ کا نقشہ قیامِ دنیا ہی کے وقت سے برابر دنیا میں پیش کر رہی ہے اور یہ نماز اپنی دونوں رکعتوں سے رات دن کو ملانے کے لئے آفتاب و مہتاب کی طرح اس پر شاہد ہے کہ بندہ نے اظہارِ ضروریاتِ نماز وتشکر انوار شب میں دل بھر کر جی کھول کر جو کچھ بھی رب الناس ورب الجمیل سے عرض معروض کرنا سننا تھا سب ہی اس وقت جمال میں اپنے مفصل کہہ سن لیا ہے کیونکہ اسکے بعد اسے زوالِ آفتاب تک دنیا کی ہر قسم کی محنت ومشقت میں لگنا ہے اور جسطرح رہبان باللیل بکر شب کو بندگانِ خاص نے عالم ارواح میں اپنا نمایاں اثر قائم کیا ہے اسی طرح فرسان بالنہار بکر اب انہیں عالم اجسام میں ہی فضلِ ربی تلاش کرنے میں محنت وکاوش کرنا ہے اور عالم اجسام میں باعزت وغیرت زندگی بسر کرنے کے لئے اپنے پیروں پر کھڑے ہونیکی استعداد رب الناس کی مدد ورحمت سے پیدا کرنی چاہیئے۔ اور اپنے غریب ومعذور بھائیوں کے لئے ابر رحمت بننا ہے اور جو کیفیت امانت ودیانت، تقویٰ وطہارت کی قلب میں شب بھر پیدا کی تھی اب اسکے ظہور وآزمائش کا وقت آیا ہے لہذا شیطان تو اس تگ ودو میں ہے کہ جو رات بھر کا سرمایۂ نور بندۂ مخلص نے حاصل کیا ہے دنیا کے چکروں میں پھانس کر اسکو کورا کر دیا جائے اور جو جو عبادت اور ریاضت کا اسکی پیشانی پر پڑگیا ہے معاملات کی دلفریب پیچیدگیوں اور دل آرائیوں میں لاکر اسے خدا سے غافل بناتے ہوئے اسے نقشِ بے معنی کر دیا جائے اور بندۂ مخلص کمربستہ ہو کر دنیا کے جال سے صحیح وسالم نکلنے کے لئے چلا ہے رات بھر بندۂ خالق نے عقائد واذکار میں شیطان سے جنگ کی ہے تو اب دن میں دائرہ اعمال ومعاملات سے صحیح وسالم نکلنے کے لئے بندۂ مخلص کو ہر ساعت میں اس سے جہاد کرنا ہے۔

تنبیہ۔ جیسے انسان پر تین حالتیں مقتضائے فطرت آتی ہیں۔ ایک وقت عروج وارتقاء کا آتا ہے جسمیں وہ بڑھتا اور نشو ونمود حاصل کرتا ہے۔ دوسرا وقت شباب ہے جسمیں اس پر بہار آتی ہے تیسرا وقت کمال ہے جبکہ اسکی عمر وعقل پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہے اسی طرح دن پر بھی ایک وقت تو عروج کا آتا ہے جس میں وہ بڑھتا ہے اور دوسرا وقت شباب کا ہے جس میں آفتاب عالمتاب خطِ استواء پر پہونچتا ہے اور عالم عالم جگمگا اٹھتا ہے یعنی کوئی روح نظر بھر کر بھی اسے نہیں دیکھ سکتی۔ تیسرا وقت کمال ہے جس میں جملہ کیفیاتِ نماز پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہیں سو فجر سے زوال تک کا وقت جمالِ رب الناس کی ترتیب ہائے بے پایاں کا سمجھئے اور ظہر کا وقت ملک الناس کے جلال کا وقت سمجھئے اور وقت عصر کمال ہے جو آلہ الناس کے لئے صرف ہونیکا سزاوار ہے یہی وجہ ہے کہ جب دن میں کمال وعروج بڑھجاتا ہے اسی کے بعد نمازیں ادا کی جاتی ہیں اس لئے فجر سے لیکر ظہر تک درمیان میں کوئی نماز نہیں۔ اور ظہر کے بعد سے جو سلسلہ شروع ہوا تو اتنے ہی وقت میں اوسطاً تین نمازوں کا ہو جاتا ہے۔

ظہر کی نماز وقتِ جلال میں

بہر حال فجر کی نماز کے بعد سے دنیا کے کاروبار علی العموم چونکہ شروع ہو جاتے ہیں جس میں کسی کو نفع ہوتا ہے اور کسی کو نقصان کسی پر کوئی ظلم کرتا ہے تو کوئی کسی کے ظلم کا شکار ہوتا ہے اس لئے اولاً ظہر کی نماز قائم کی گئی۔ تاکہ ملک الناس کی عدالتِ جلال میں جسکا جی چاہے مرافعہ کرے اور جس نے جسکا حق غصب کیا ہے یا جس نے کسی کو بلا وجہ ستایا ہے تو وہ اسکے برخلاف ملک الناس کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کو اس کا حق ہے کہ جی چاہے تو وہ بڑے سے بڑے بادشاہ کے مقابلہ میں مرافعہ کردے کیونکہ دربارِ خداوندی میں امیر وغریب بادشاہ وفقیر ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں ہاں مگر یہ وقت چونکہ جلالِ خداوندی کا وقت ہے اس لئے اس وقت جلال میں جو بھی عرض معروض ہو چکے چپکے ہو اور جو حمد وثنا بھی کی جائے دبی زبان سے کی جائے نہ مقتدی ہی زور سے حمد وثنا کریں نہ امام ہی بجز اسکی کبریائی وبڑائی کے اظہار کے کوئی حرف زبان سے آواز بلند نکالے۔ بلکہ ہر شخص ملک الناس کی ہیبت وجلال کے آگے دم بخود نظر آئے اور ہر ایک کے پیش نظر ہر ایک رکعت میں ملائکہ اربعہ جبرئیل، واسرافیل، میکائیل، وعزرائیل کا ادب ہو کہ جلال خداوندی سے کس طرح یہ چاروں فرشتے خاشع ومتضرع ساکت وصامت ہیں اور بندۂ مخلص کو تقرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے اسکی ضرورت ہے کہ ہر ایک رکعت میں انکے نقشِ قدم پر چلکر ہر ایک مقرب کے خشوع وخضوع کا رنگ پیدا کرے۔

عصر کی نماز کا وقتِ کمال

اب وقت عصر کو لیجئے جس میں جملہ کیفیات نماز سمٹ سمٹ کر پایۂ تکمیل کو پہونچتی ہیں اور لحاتِ نماز میں تلخیص وجامعیت پیدا ہو کر کمال حاصل ہونے لگتا ہے سو یہ وقت کمال بیشک اسکو مقتضی ہے کہ انسان اسی ذات جامع

الکمالات الٓہ الناس کے کمالات کا اعتراف کرے جسکی کرشمہ سازیاں اور بد
قدرت کی نیرنگیاں انسان کو ہر روز نیا سبق دیتی رہتی ہیں اسی لئے اس وقت
کمال میں عصر کی نماز فرض کی گئی جس میں انسان ہاتھ باندھ کر اللہ کے
کمالات خداوندی کا اعتراف شروع کرتا ہے اور اپنے عجز کو خاموشی سے ظاہر
کرتا ہے۔ سو جونہی بندۂ معترف کمالات خداوندی کا اعتراف شروع کرتا ہے
تو اس پر وہ محویت وبے خودی کا عالم طاری ہوتا ہے کہ اس وقت میں شیطانی
وسوسوں کا آنا تو کجا اور کمنا سنتا تو کس کا بندۂ عاجز کو اپنی ہی خبر نہیں رہتی بلکہ
اسکے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ اللہ اکبر وہ آفتاب عالمتاب جو صبح کو مشرق سے
طلوع ہو کر اپنی باریک باریک اور لمبی لمبی کرنوں سے بڑھ بڑھ کر خط استواء پر
پہونچا تھا اور معاہی قدرت کے کمال نورانیت سے شرما کر ڈھلنا شروع ہو گیا تھا
اور اسکے بعد اپنی تاثیرات کو مکمل کرنے کے لئے گھٹ گھٹ کر زوال پذیر ہوتا
شروع ہو گیا تھا اسے آج جس قدر بھی تاثیرات عالم میں باذن اللہ کرنا تھیں وہ
اس نے مکمل کر دیں اب اسکے رخصت ہونے کا وقت قریب ہے دو چار گھڑی
کا مہمان ہے دیکھئے کل اسکو دوبارہ اس کرۂ ارضی کو روشن کرنے کا حکم بھی
بارگاہ احدیت سے ملتا ہے کہ نہیں۔ اسی طرح مصلی عصر کے پیش نظر یہ بھی
ہوتا ہے کہ وہ آفتاب نور محمدی جو حضرت آدمؑ کی پیشانی سے منتقل ہوتا ہوا
اپنے مرکز اصلی پر آکر کامل ہوا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں
آنے کے وقت اگر یہ نور محمدی مسجود ملایک ہوا تو عالم اجسام میں تجلی ریز ہونے
کے وقت مبارک میں مقصود عالمین بنا۔ اور جسکی تکمیل بھی آفتاب ظاہری
کے اسلوب پر ہوئی ہے۔ اسکا زمانۂ کمال بھی اسی قدر ہے جیسے عصر سے
مغرب تک کا وقت ہوتا ہے اور حضور کے خلفائے رابعہ بھی تکمیل دین محمدی
واعلان حجۃ الوداع کے بعد سے اسی لئے متفکر واشکبار تھے کہ دیکھئے اب آفتاب
رسالت کب غروب ہوتا ہے اور قیامت کتنی سرعت سے عالم پر آتی ہے لہٰذا یہ
وقت کمال جو آفتاب ظاہری ومعنوی کے کمال وغروب پر شاہد ہے اور قیامت کا
لانے والا ہے، اپنی کیفیات کمالات کے لحاظ سے بیشک اسکو مقتضی ہے کہ اس
وقت کی عبادت الٓہ الناس کے لئے ہونی چاہئے جو حی لایموت ازل سے ابد تک
ایک حال پر قائم ہے نہ فنا کا اس میں دخل ہے نہ زوال کے گذر کی اسمیں کوئی
صورت ہے پس اس وقت کمال میں جو امت کے لئے نماز رکھی گئی ہے وہ بھی
اسکی مقتضی ہے کہ جس طرح حضرات خلفائے رابعہ آفتاب رسالت کے
غروب ہونے کے قریبی لمحات میں ساکت وصامت فکر فردا میں مستغرق تھے
اور جس طرح آفتاب ظاہری کے غروب ہونے پر اہل بصیرت متفکر ہوتے
ہیں کہ دیکھئے کل پھر یہ نعمت ہمیں میسر بھی آئے گی کہ نہیں معترف کمال
مصلی عصر خلفائے اربعہ کے نقش قدم ساکت وصامت الٓہ الناس کے اعتراف
کمال میں مستغرق رہے اور ایک حرف بھی زبان سے نہ نکالے۔ بلکہ اپنے کو
قدرت کی کرشمہ سازیوں کے لئے محو حیرت بنادے۔

صلوٰۃ اللیل اور صلوٰۃ العصر میں باہمی مناسبت

غالباً یہی سبب ہے کہ جس طرح شب کی تمام نمازوں میں اعلیٰ
واشرف صلوٰۃ اللیل ہے اور جو مخصوص توحید کا رنگ لئے ہوئے ہے اسی طرح
رات اور انکی تمام نمازوں میں صلوٰۃ العصر اعلیٰ وافضل ہے اسی بنا پر نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے متعلق فرمایا کہ جس شخص نے عصر کی نماز فوت
کردی اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کا گھر بار لٹ جائے اور دیوالیہ ہو جائے۔
کیونکہ وقت عصر درحقیقت تمام دن کا مغز وخلاصہ اور نچوڑ ہے جسنے اس وقت
کمال میں بھی اپنی روح کو اوج کمال پر نہ پہونچایا اور یہ وقت عزیز بھی، شیطان
ہی کی نذر کردیا تو اسنے درحقیقت تمام دن کے اوقات کو گویا برباد کردئے اور جو
کچھ بھی کمایا تھا سب ہی ضائع کردیا اسی لئے فرمایا گیا۔ حافظوا علی
الصلوات والصلوۃ الوسطی۔ نماز وسطی کا تعلق دن اور رات دونوں کی
نمازوں سے بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پانچ انگلیوں میں سے بیچ کی انگلی کا تعلق اپنی
دونوں طرف کی انگلیوں سے ہوتا ہے پس جسطرح انسان کی پانچ انگلیوں میں
سے وسط کی انگلی جب ہی ممتاز حالت میں ٹھیک وسط میں دیکھی جاسکتی ہے جبکہ
اس کے داہنے اور بائیں چار انگلیاں اور اس سے کیجو دیکھی جائیں اسی طرح
صلوٰۃ العصر کو بقیہ چار نمازوں کے اوپر قیاس کیجئے اسی بنا پر اس نماز کا تعلق دن
کی ساعتوں سے بھی ہوتا ہے اور شب کی ساعتوں سے بھی اور اسی لئے اسکو
صلوٰۃ وسطی فرمایا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شب کے تین حصے تھے تین ہی نمازیں اسمیں فرض
وواجب قرار دی گئیں اور دن کے بھی تین حصے تھے تین ہی نمازیں اسمیں
نصب کی گئیں۔ پھر تین نمازیں تو بالخاصہ مزیل ودافع شیطنت ہیں اور تین
نمازیں بالخاصہ نور ایمان کے بڑھانے اور انوار ثلثہ کے پیدا کرنے میں خاق
ہیں۔

جرعۂ آب کوثر اور اسکا اثر متواتر

الغرض جبکہ چوبیس گھنٹہ میں اوسطاً ہر چار گھنٹہ میں عبادات
مفروضہ سے دنیا کے ہر قسم کے منکرات سے بچنے کے لئے اور رضائے مولیٰ
حاصل کرنے کے لئے جنت کا یہ جرعۂ آب کوثر ہر روز بندہ کو اسکے مالک کی
طرف سے پلایا جانا تجویز ہوا ہے پھرے بھی ہے پیانہ بھی ہے صرف اس
نمکدہ میں اس مئے نشاط کے پینے ہی کی دیر ہے تو تمہیں انصاف سے بتلاؤ کہ

دنیا کی وہ کونسی زبردست سے زبردست مادی طاقت ہے جو خدا کے اس سچے پرستار اور قوتِ بہیمیہ کی تندرستی حاصل کرنے والے انسان سے آنکھ بھی ملاسکے یا ایسوں کی کثرت سے خدا کی زمین اور اسکے اقتدار نااہلوں کے ہاتھ میں جا بھی سکیں۔ ہاں

ہم ہی اگر نہ چاہیں تو باتیں ہزار ہیں

صحتِ روحانی کا مرتبہ اعلیٰ

یہی صحتِ روحانی اور قوتِ ملکی کی ہیئتِ اصلی کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جس پر ہمارے حضور آقائے نامدار فائز ہوئے اور اپنی اسی کیفیت کو حضورؐ نے ان لفظوں سے ظاہر فرمایا ان عینی تنامان ولاینام قلبی۔ یعنی میری آنکھیں (گو شب کی تاریکیوں میں) سو جاتی ہیں (اور میں گو شب کو اس ظاہری ظلمت کو زیدہ دیکھنا پسند نہیں کرتا) مگر میرا دل اس حالت میں بھی ذاکر رہتا ہے جیسا کہ دن میں آپؐ اور ہم بیدار رہا کرتے ہیں اور حق تعالیٰ نے انکے دشمنوں کی یہ شان فرمائی ان شانئك هو الابتر۔ یعنی تیرا دشمن ہی منقطع الخیر و مفقود الذکر ہے۔

جسکا حاصل یہ ہے کہ آپ کا ایقاظ باطنی و ظاہری حواسِ خمسہ پر موقوف نہیں ہے اور مقصد یہ ہے کہ عالم ارواح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شب وسواس اپنی تاریکیاں نہیں لا سکتی۔ بلکہ تجلی حق کا لگاتار سلسلہ کچھ قلبِ مبارک کے ساتھ اسطرح قائم ہے کہ انقطاع پل بھر کو بھی نہیں ہے۔ پھر اوسطاً ہر چار گھنٹہ میں آبِ کوثر کا ایک جرعہ پی لیا جاتا ہے یعنی نمازیں دن رات کے ہر حصہ میں ادا کی جاتی ہیں جو نورِ باطنی میں دن رات اضافہ کرتی رہتی ہیں۔ ادھر فریضۂ قربانی سے اجسامِ انسانی میں بھی اعتدال پیدا کیا گیا ہے اور حیوانوں کا بھی تزکیہ عمل میں لایا گیا ہے تو تاریکی آئے تو کدھر سے آئے۔ اور تجلی گاہ عالم باطن میں ماسوی اللہ کا گذر ہو تو کیونکر ہو۔ الغرض اول تو مومن قانت کے لئے دن رات کے ہر حصہ میں نمازیں ایسی ہی طرح قائم کر دی گئیں ہیں جیسے آسمان میں ستارے نصب ہیں۔

مددِ خداوندی کس طرح سے انسان پر آتی ہے

لیکن اگر بمقتضائے بشریت و غفلت شبِ وسواس کی تاریکیوں میں انسان گھر جائے تو مددِ خداوندی اس شیطنت کے جال میں پھنس جانے والے کو ایسی ہی طرح بچانے والے کے لئے لپکتی ہے جیسے مرغی اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے دوڑا کرتی ہے اور مددِ خداوندی بلسانِ عصر کہتی ہے کہ اے بندے ایک مرتبہ دل سے اور زبان سے کہہ لے کہ میں پناہ میں آیا اپنے پروردگار کی جو پالنے والا ہے تمام انسانوں کا اور تدریجاً بڑھانے والا ہے نورِ عقل کا اور پناہ لیتا ہوں احکم الحاکمین ملک الناس مالکِ یوم الدین کی جو بچانے والا ہے خناس سے یعنی ظاہری و باطنی مضرتوں سے اور خطِ شباب پر پہونچانے والا ہے نورِ باطنی کا اور میں پناہ میں آیا معبود و مسجودِ انسان الٰہ الناس کی جو متمم ہے اسکے انوارِ ظاہری و باطنی کا اور مانجھنے والا ہے ہمارے دلوں کا پس جو لوگ اس اعتقادِ قلبی کے ساتھ اقرار بالتصیر کر لیتے ہیں وہ نورِ تعوذ کی پناہ میں لے لئے جاتے ہیں۔ اور دولت ایمان انکی مکمل کر دی جاتی ہے اور جو لوگ اسطرف توجہ نہیں کرتے وہ ہمیشہ شیطنت کے دامِ تزویر میں الجھے رہتے ہیں۔ اور انکو سعادت سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔

قوتِ ملکی کا ملجاء خداوندِ عالم ہے

غرض اور خلاصۂ کلامِ ماسبق یہ ہے کہ قوتِ ملکی کا ملجاء اصلی خدا کی عبادت اور اسکا انقیاد ہے۔ اور انسان کو قدرت اور اختیار دیکر چونکہ اس دار العمل میں آزمایا گیا ہے اور بھلی اور بری راہیں اس پر منکشف کرتے ہوئے آلۂ عقل مرحمت فرماکر قربِ حق و ناراضیِ حق کے منافع و مضار دونوں اسکو سمجھا دئے گئے ہیں مگر اسی کے ساتھ اسکے ہر ایک کام کو اسباب کی زنجیروں میں بھی جکڑ دیا گیا ہے لہٰذا شیطان کی ہمیشہ یہ سعی ہوتی ہے کہ انسان اپنے جملہ اختیارات اور قوتوں کو غلط استعمال کر کے خداوندِ پاک کی نظرِ رحمت سے محروم اور اسی جیسا مرجوم و رجیم بن جائے۔

اسی لئے شیطان اول تو انسان کو برے رستہ پر لگاتا ہے لیکن جس کی عقل کو تیز دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے آسانی سے معاملہ نہیں ہو سکتا تو کچھ عرصہ کے لئے اسی کے ساتھ ہو لیتا ہے اور اسکی ہاں میں ہاں ملا کر اسے پر چاتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ برے راستہ پر آدمی کا لگانا مشکل ہو گیا ہے :۔

عملِ خیر میں سے روحِ خیر شیطان سلب کیا کرتا ہے

تو پھر نیکی کی راہ پر لگا کر صورتِ عملی کو تو نیک رکھتا ہے مگر بدی کی طرف اس طرح لے آتا ہے کہ روحِ عمل میں فساد ڈال دیتا ہے اور طرح طرح کے خیالات و وساوس ڈال ڈال کر خراب کر دیتا ہے۔ اور خراب کر کے خود علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور بد معاشی کا یہ انتہائی مرتبہ اور بہت ہی خطرناک وار ہے کہ نقصان تو پہونچا دے اور جب آگ لگ جائے تو خود کھسک جائے مثلاً ایک شخص خیرات کرتا ہے یا نماز پڑھتا ہے پہلے تو شیطان کی یہ سعی ہوتی ہے کہ اسکو نیک عمل ہی سے روکے لیکن اگر دیکھتا ہے کہ اسمیں کامیابی نہیں ہو گی تو پھر دوسرا حربہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ سخی کے آگے کسی انسانی قالب میں آکر

اسکے عمل کی بہت زور شور سے تعریف کرتا ہے کہ آپ ایسے ہیں اور آپ ویسے ہیں۔ اور آپ کا اپنے ابنائے جنس پر اتنا بڑا احسان ہے کہ کوئی اس سے سرتابی کر ہی نہیں سکتا ایک نمازی کو کہتا ہے کہ تو خوب نماز پڑھ تاکہ لوگ تجھے بڑا پکا نمازی اور پرہیزگار کہیں اور تیرے ہاتھوں پر بیعت کریں اور دنیا میں تیری سربلندی اور نیک نامی ہو اور تو مسند اقتدار پر پہونچے اور خوب شہرت و عزت اپنے ابنائے جنس میں ہو بس جہاں اسکی چکنی چپڑی باتوں پر انسان نے کان لگایا اور دل میں ان خیالات کو جگہ ملی اور نفس پھولا تو ان سب اعمالِ حسنہ کی روح نکل جاتی ہے اور محض صورت ہی صورت رہ جاتی ہے۔

شیطان کی تجربہ کاری اور اسکا عالم شر ہونا

چونکہ شیطان ہزاروں برسوں کا تجربہ کار بڈھا خرانٹ ہے اور تمام تر کائنات کا زبردست عالم ہے اسلئے کمنت صوفیوں کو صوفیوں کے رنگ میں اور مولویوں کو مولویوں کے رنگ میں اور جاہلوں کو انکے طرز میں ایسا چکمہ دیتا ہے کہ باوجودیکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ برے عمل کا نتیجہ برا ہوتا ہے اور بھلے عمل کا نتیجہ بھلا ہوتا ہے اور شیطان بری باتوں کیطرف لیجاتا ہے مگر پھر اسکے بہکانے میں انسان آجاتا ہے بڑے بڑے عقلاء کو اپنے دامِ تزویر اور مکاری و فریب کے چکر میں پھانس کر عقلوں کو ماؤف کر دیتا ہے اور بھلے برے کی تمیز کی قوت نہیں چھوڑتا چنانچہ آج جو تفرقے مسلمانوں میں پیدا ہیں کفر و شرک بدعت وہوا کے جو مراکز جگہ جگہ قومی و مرکزی کارخانوں کی صورت میں عیسائیوں، آریوں، قادیانیوں، اور خود غرض غیر مزکّی نفوس اسلامی نے قائم کر رکھے ہیں اور جو زہریلے اور متعفن اثرات ان سے عالم میں پھیل رہے ہیں یہ سب انہی حضرت شیطان کی تو کارستانیاں ہیں بخیل کو بخیل کی لے میں لیجا کر پہنچا دیتا ہے تو سخی کے رنگ میں پٹ کرتا ہے۔

روحانی ضرر جسمانی ضرر سے بہت بڑھ کر ہے

تمنہ مختصر یہ ہے کہ شیطان کا دینی و روحانی ضرر جسمانی و دنیوی مضار سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جسمانی مضرت سے تو ایک ہی شخص کو نقصان پہونچتا ہے اور روحانی ضرر وہ بری بلا ہے کہ اس سے قومیں کی قومیں اور ملک کے ملک تباہ و برباد ہو جاتے ہیں جس طرح طاعون جہاں خدانخواستہ آجاتا ہے تو گھر کے گھر صاف کر جاتا ہے اسی طرح جن انسانوں کی روح پر شیطنت کا رنگ چڑھجاتا ہے تو اس سے بھی گھر کے گھر اور شہر کے شہر متاثر ہو جاتے ہیں ایک شخص کی جسمانی صحت بگڑ جائے تو اسکا ضرر دوسروں کے لئے اکثر متعدی نہیں ہوتا پھر مرض بھی ظاہر ہوتا ہے اور علاج بھی کچھ نہ کچھ انسان جانتے ہیں:۔

روحانی ضرر متعدی ہوتے ہیں

لیکن اگر ایک شخص کی روحانی صحت بگڑ جائے اور اسکے اخلاق وملکات باطنیہ پر شیطنت کا مرض لگ جائے تو یہ بیماری دق کی بیماری کی طرح نہ ابتداءً محسوس ہوتی ہے نہ اسکا علاج ہی ہر شخص جانتا ہے ظاہر ہے کہ اس بیماری کا ضرر نہ صرف اسی کو پہونچے گا جو مبتلا ہے بلکہ جتنے لوگ بھی اسکی صحبت میں رہیں گے انکے اخلاق وملکات بھی بگڑتے چلے جائیں گے اور اس طرح یہ شیطنت وباء عام کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ چنانچہ افراد سے گذر کر اجتماعات میں اور رفتہ رفتہ قلوب میں راسخ ہو کر نسلوں اور نطفوں تک میں سرایت کر جاتی ہے۔

قبلِ بعثت عرب میں شیطنت کا شیوع

اور یہی تو وہ شیطنت کمنہ تھی جو زمانۂ جاہلیت عرب میں عرب پرانکی بداعمالیوں اور برے عقیدوں کی وجہ سے مسلط کر دی گئی تھی چنانچہ اس ماؤف العقل محروم النور قوم کا یہ حال ہو چکا تھا کہ اگر ایک قبیلہ میں ازراہِ تذکرہ کسی کی کسی پر فضیلت و برتری ثابت ہو جاتی ہے اور معمولی سی نوک جھونک ہو جاتی تو ایک کو دوسرا نیچا دکھلانے کے لئے تلوار میان سے نکال لیتا ہے اور کشت وخون کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ پھر نہ صرف انہی دو شخصوں یا دو قبیلوں میں یہ جنگ محدود رہتی بلکہ ہر ایک قبیلہ کے حمایتی کھڑے ہو جاتے اور فرقہ بندی و پارٹی سازی کی لعنت سے یہ ادبار ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں اور دوسرے سے تیسرے میں جا پہونچتا اور معرکۂ کارزار گرم ہو جاتا اور یہ بغض وعداوت، قتل وغارت، کی کیفیاتِ شیطنت، یہاں تک بڑھتیں کہ ایک قبیلہ اپنے پس ماندوں کو وصیت کر کے مرتا تھا کہ ہمارا بدلہ ہمارے قبیلۂ مقابل کی اولاد در اولاد سے لیتے رہنا اور جب وہ جوان ہوتے تو اپنے آباد اجداد کی انہی انسانیت سوز سراپا شیطنت وصیتوں کو عملی جامہ پہناتے اور خدا کی زمین کو ناحق کے خون سے رنگین بنا دیتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کیوں ہیں

اسی لعنت وشیطنت کمنہ کو حضرت رحمۃ للعالمین نے آکر مٹایا اور اپنی پر رحمت وشفقت نصیحت، و تبلیغ، و دعوت انذار و تبشیر کی کیفیاتِ نورانیہ سے صدیوں کی اس بھڑکی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ اور لاکھوں انسانوں کی جانیں بچائیں۔ وما ارسلنك الا رحمة للعالمين۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عرب کی قوائے ثلاثہ کا غلط استعمال تھا اسے دور کیا

جاہل عربوں کی قوتِ جارحانہ ومدافعانہ اور قوتِ سبعیہ وبہیمیہ کا یہی تو دو صدیوں سے غلط استعمال شیطان نے کرار کھا تھا جسکی بدولت انکی قوتِ ملکیہ تیرہ و تاریک اور فنا کے مرتبہ میں پہونچ چکی تھی اور اغراض، اور اہوا، و اعجاب رائے نے انکے دلوں کو زنگ آلود بنادیا تھا اور شرورِ شیطان جس قدر بھی ممکن تھے سب ہی انکے خانۂ دل میں موروثی ہو چکے تھے آخر رحمتِ باری سے مؤثر قلوبِ انسانی معلم حکمتِ ربانی، نفوسِ انسانی، نے مبعوث ہو کر ان فریب خوردہ جاہلوں کو خبردار فرمایا کہ اے ملکیت کے پارہ پارہ کردینے والے انسانوں تمہاری یہ قوتِ سبعی وبہیمی اور اسکا غلط استعمال تمہارے لئے ہی تباہ کن ہے اور جو فساد فی الارض سے خدا کی زمین کو تم نے ناپاک کر رکھا ہے یہ خود تمہارے لئے بربادی ہے ایک دشمن مخفی ہے جسنے تمکو اس حال پر پہونچا دیا ہے۔ آؤ کہ میں تمہیں تمہاری قوتوں کا اصلی مصرف اور تمہارے مرض کا اصلی علاج بتلاؤں اور اس آنے والے عذاب سے ڈراؤں جو تمہاری اس بیجا جسارت وجرأت و مطلق العنانی سے تم پر آنے والا ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اللہ کی جبلِ متین میں جڑ کر تم سب ایک ہو کر اپنے دلوں کو خدا کے نور کی لڑی میں پرو کر آپس میں بھائی چارہ کرو۔ اور خدا سے ڈرنیوالوں کی ایک نئی برادری قایم کرو جو خدا کی ان نعمتوں کو یاد کرے جو ہر دور ہدایت وانقیاد میں پروردگار کی طرف سے ان کے آبا پر نازل ومرسل فرمائی گئیں تھیں اور رحمتِ حق سے انکے مردہ دلوں کو زندہ کیا گیا تھا۔ اور سوچو کہ وہ کونسا دشمن ہے جو تمہاری گھات میں لگا ہوا تمہاری جملہ طاقتوں کو منتشر کرتا ہے اور غلط راستہ پر لگا تا رہتا ہے۔ واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذكنتم اعداء فالف بينكم وبين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوائے ثلاثہ کا رخ کیونکر پھیرا

چنانچہ جب حضرت معلم حکمت کے اس بتلائے ہوئے گُر کو اس وحشی قوم نے سمجھ لیا اور اپنے دلوں کو رسولؐ کے ارشادات کے لئے وقف کر دیا اپنی قوائے ملکیہ وبہیمیہ وسبعیہ کو سپرد خدا کر دیا۔ قوتِ قہریہ کو اعداء اللہ وشیاطین الانس الجن کے مقابلہ پر لاڈالا اور بے دھڑک شیطنت کے مقابلہ پر آکر ڈٹ گئے تو دنیا نے دیکھ لیا کہ كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله کا دعدہ کس طرح بلا تکلف صحیح ثابت ہوا۔

فتح وظفر کثرت وقلت پر موقوف نہیں

اور کس طرح دنیا کو یہ سبق حضرت حق نے سکھلادیا کہ غلبہ ونصرت کثرت وقلت پر موقوف نہیں ہے بلکہ غالب اور مغلوب فرمانے والا صرف کارساز عالم ہی ہے جو فتح ونصرت کی ہر کیفیت میں اپنی شان دکھلاتا ہے یہی وجہ تھی کہ کبھی تو مسلمانوں کو باوجود انکی کثرت کے مٹھی بھر انسان سے ہزیمت دلادی گی اور کبھی قلیل التعداد مسلمانوں سے کفار کے لشکرِ جرار کو زیر وزبر کرادیا گیا۔ چنانچہ غزواتِ اسلامی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تین ہزار مسلمانوں نے تین لاکھ کافروں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھدیا اور کبھی بیس ہزار نے پانچ لاکھ کے منہ پھیر دیئے۔ قوتِ سبعیہ کا یہی وہ محمود استعمال تھا جسکی وجہ سے مجاہدین اسلام کے انوارِ ملکیہ وبرکاتِ قلبیہ میدانِ جہاد و معرکہ کارزار میں کچھ اسطرح درخشاں وتاباں ہوتے کہ کفار کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں اور ان کے دلوں پر رعب اسلامی چھاجاتا اور فرشتوں کی اعانتِ غیبیہ انکو سراسیمہ بنادیتی اور مجاہدین جانباز اپنی تلواروں کے سایہ میں دارالنعم کی ابدی راحتیں اور سرمدی مسرتیں دیکھ دیکھ کر بصد شوق ورغبت لقاء رب کی بچی تڑپ میں بلاکسی جبر واکراہ کے جامِ شہادت پی لیتے اور ان مکارم اخلاق سے اپنی روح کو مرصع ومزین کر کے راہی عالم آخرت ہوتے جنکی وجہ سے قربانی وایثار خلیل الٰہی کا نظارہ سامنے آجاتا اور آنے والی نسلیں انکے نام بزرگ سے عزت وبرکت پاتیں اور عالم باقی میں فرشتے انکے پیروں کے نیچے اپنی آنکھیں بچھاتے اور بغیر حساب بلاروک ٹوک مالکِ انس وجان کی آغوشِ نور میں جاسوتے ۔

دی کسی خوشی سے جان تہ تیغ داغ نے
لب پر تبسم اور نگہ یار کی طرف

غرض بیان یہ تھا کہ شیطان کی ابلہ فریبیاں بسااوقات صدیوں کے امن وبرکت کو ملیامیٹ کر دیتی ہیں اور معمولی سی بات کو بسااوقات ہولناک بنادیتی ہیں پھر غضب اور ستم یہ ہے کہ یہ شیطنت کا رنگ بعد خاتمۂ حیاتِ مستعار وجسم ناپائدار بھی نہیں اترتا اور یہ ناری رنگ ایسا پختہ ہے کہ اگر اس دارالعمل میں اسکے ازالہ کی موثر تدبیر بعجلت ممکنہ نہ کی جائے تو کسی طرح بھی روح سے یہ رنگ شیطانی منفک نہیں ہوتا۔

مرکز خیر وشر یعنی جنت ودوزخ کی طرف کشش

اسی لئے یوم حساب میں ہر ایک روح ہر ایک نفس اپنے اپنے کسب

ذعمل کے مطابق جنت ودوزخ کے مراکز خیر وشر کی طرف کشش کرینگے۔
اور جنکے دلوں کے اندر رائی کے دانہ کے برابر بھی نور ایمان ہوگا انشاء اللہ بعد
از مکافات عمل پھر جنت ہی کی طرف لوٹا دیئے جاوینگے اور جن کے دلوں میں
ایمان کا کوئی شمہ نہ ہوگا وہ سزائے ابدی وعذاب دائمی میں گرفتار رہیں گے۔

وزنِ ایمان وزنِ عناصر سے بڑھ کر ہے

کیوں کہ نور ایمان کو حق تعالیٰ نے اعمال میں ویسا ہی وزن عطا فرمایا
ہے جیسے پہاڑوں کو زمین پر حق تعالیٰ نے ثقل عطا فرمایا ہے جیسے یہاں پہاڑوں
سے بڑھکر کوئی وزنی چیز نہیں کہ جہاں انکو قدرت نے بٹھادیا ہے وہیں بیٹھے
ہیں اپنی جگہ سے ہلتے تک نہیں اسی طرح اعمالِ صالحہ کے وزن کا حال بھی یہ
ہے کہ صداقت وراستبازی اور دیگر اخلاقِ حسنہ کا ثقل اور وزن جو اپنے اندر
رکھتا ہے اسی کو دنیا کوہ وقار پکارتی ہے اور وہ کسی کے ہلائے سے ہلتا نہیں اور
زمانہ ایسے افراد کو ہمیشہ سونے اور چاندی میں تولتا رہتا ہے غرض نور ایمان کو
حق تعالیٰ نے ویسا ہی غلبہ اور وزن وقیمت عطا فرمائی ہے جیسے سونے اور چاندی
کا وزن دیگر معدنیات پر فائق ہے اور اسکی برتری تمام دھاتوں پر مسلم ہے مثلاً
اگر ترازو میں ایک طرف الیومونیم کی دھات کا ایک ٹکڑا رکھا جائے اور دوسری
طرف سونے کی ایک سری رکھی جائے تو ظاہر ہے کہ وزنی جانب سونے ہی کی
ہوگی ایسے ہی وزنِ ایمان کو سمجھئے وجہ بظاہر اسکی یہ ہے کہ جو معدنی مادے جس
قدر نورانیت آفتاب ومہتاب کو اور دیگر سیارات کو جذب کرنے کی اہلیت رکھتے
ہیں وہ اسی قدر افضل وبرتر شمار ہوتے ہیں۔

سونے اور چاندی پر روح کیوں عاشق ہے

چونکہ سونے کی دھات نے نور آفتاب کو قبول کرکے اپنے اندر
جذب کرلیا ہے اسلئے یہ دونوں دھاتیں قدر وقیمت میں بڑھی ہوئی ہیں یہی
سبب سونے اور چاندی پر روح کے عاشق ہونے کا معلوم ہوتا ہے اور ہزاروں
آدمی اسپر اپنی جانیں نثار کررہے ہیں ورنہ ان پر روح کے اس بے طرح فریفتہ
ہونے کی اور کوئی خاص وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

سکۂ رائج الوقت میں گو اب کاغذی سکہ بھی چل گیا ہے اور لوگ اسکی
بھی اب حفاظت اسی طرح کرتے ہیں جیسا کہ سونے اور چاندی کی حفاظت کی
جاتی ہے لیکن آج اگر تمام سلطنتیں ان کاغذی سکوں کو بے اعتبار ٹھیرادیں۔ اور
یقیناً ردی میں ڈال کر چولھے کے حوالے کریں۔ بہر حال جہاں تک ہمارے فکر
کی رسائی ہے ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ سونے اور چاندی کو ہم محض اس لئے عزیز
رکھتے ہیں اور اپنے گھروں میں چھپاتے ہیں کہ روح اسپر عاشق ہے اور عشق کی
وجہ اسکے سوا کچھ نہیں کہ ان دونوں دھاتوں نے نورانیت آفتاب ومہتاب کو
قبول کرکے ایک ایسی کشش اپنے اندر پیدا کرلی ہے کہ ہزاروں لڑائیاں اسی
کے لئے لڑی جاتی ہیں اور جب نزاع کا خاتمہ ہوتا ہے تو یہی اکثر سونا وچاندی
ہی باہمی اعتماد کو واپس لے آتے ہیں اور زخمی دلوں پر مرہم کا کام دیتے ہیں۔

مال و دولت کی محبت شرک خفی ہے

لیکن ہماری عقل کی مادہ پرستی اور شرک وہوا کا یہ کیسا شرمناک مرتبہ
ہے کہ سونے اور چاندی کو تو ہم محض اس لئے عزیز رکھتے ہیں کہ انہوں نے
نورانیتِ آفتاب ومہتاب کو اپنے اندر جذب کرلیا ہے اور اس عالم کے جملہ
کاروبار ان سے چلتے ہیں۔

معدنیات کی جذبِ نورانیت اور آنحضرت صلعم کا اکتساب نورانیت

لیکن اس سچے جاذب نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے
اور انکا عشق اپنے قلب میں پیدا نہیں کرتے جنہوں نے بلاتوسط مادّہ کسب نور
فرمایا اور براہِ راست اس مرکزِ نور احدیت سے فیض حاصل کیا جو خود آفتاب
ومہتاب کو نور عطا کرنے والا ہے اور جن کے توسل اور وساطت سے عالم
آخرت کے جملہ کاروبار قایم ہیں اور جہاں اس مال کی کوئی بھی عزت ووقعت
نہیں۔ کیونکہ جب ہر چیز میں نور ہی اصل ہے اور جسم وجسمانیات کا وہاں
گذر ہی نہیں تو پھر جیسے اس جسم کی وہاں کوئی پوچھ نہ ہوگی باوجودیکہ ایک
عرصہ دراز تک روح کا یہ مسکن رہا ہے تو وہاں سونے اور چاندی کی کیا پوچھ
ہوگی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جتنے باخدا ابتک گذرے ہیں
انہوں نے مال ودولت سے محبت نہ کی کیوں کہ انکے نزدیک اس سے لگاؤ اور
محبت ایسی ہی ہے جیسے ایک چشمۂ صافی کے موجود ہوتے ہوئے کسی مکدر
چشمہ سے اپنی پیاس کو بجھایا جائے ظاہر ہے کہ یہ غفلت وناواقفیت کا بت ہی
گھناؤنا مرتبہ ہے اسی مرتبہ مال ودولت پر کٹ مرنا اور دن رات اسی کی طلب
میں کھو دینا چاندی اور سونے کے پیچھے ایمان ودین کی دولت سے قطع نظر
کرلینا اور آٹھ پہر جمع مال ہی کی فکر میں مستغرق رہنا بھی حد درجہ شرک ہے
اسی لئے جو لوگ اسکو جتنا زیادہ عزیز رکھتے ہیں تو یہ مال اور جمع شدہ خزانہ اتنا ہی
خود انہیں ضرر پہونچاتا ہے اور اسکی محبت سے جو شرک خفی پیدا ہو جاتا ہے اور
صاحبانِ حاجت اسکو ہی اپنا قاضی الحاجات تصور کرلیتے ہیں۔

حب مال سے اخلاقِ باطنی متعفن ہو جاتے ہیں۔

تو اس سے خود انہی کے باطنی اخلاق واحوال بگڑ جاتے ہیں اور انکی

تعفن وگندگی سے عام طور پر قلوب انسانی میں ایک قسم کی نفرت وحقارت پیدا ہوجاتی ہے کما اشار بہ تعالیٰ والذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم۔ ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون۔

مال ودولت کی پاکی اور اسلامی فریضۂ زکوٰۃ کی حکمت

اسی لئے جمع شدہ مال زائد از ضرورت سونے اور چاندی پر خداوند عالم نے زکوٰۃ مقرر فرمائی تاکہ یہ مال صاحب مال کو ضرر نہ پہونچائے اور اسکے دل کو ناپاک نہ ہونے دے۔ جذبات بخل، طمع، حرص ہوا نہ پیدا ہوں اور جو نورانیت آفتاب ومہتاب، سونے اور چاندی میں حذب ہوئی تھی جو حقیقت میں فیض خداوندی ہے اور جسکو اس بندہ نے اپنے لئے خاص کرکے بڑی بڑی آہنی تجوریوں میں محفوظ کر دیا ہے۔ اسکا بڑا حصہ عام ہی رہے اور اپنے غریب ابنائے جنس ہی پر تقسیم ہو اور معینہ ومفروضہ مقدار زکوٰۃ سے دولت کی تقسیم غلط نہ ہونے پائے۔

سود کی حرمت اور اسکی حکمت

اور جبکہ دولت کی تقسیم کی صحت وسقم پر عالم کے کاروبار کی صحت وسقم موقوف ہوئی تو اس سود کے متعلق بھی عقلاً ثابت ہوگیا کہ وہ عالم کے کاروبار کے لئے بے سود ہی نہیں بلکہ سخت مضرت رساں بھی ہے اسلئے کہ اس عالم کے جتنے بھی کاروبار اور جتنے بھی اسکے منافع ہیں سب کی اصل الاصل یہ ہے کہ لین دین میں مساوات ہو یعنی انصاف کا اقتضاء یہ ہے کہ اگر ایک انسان حق تعالیٰ کی پیدا کردہ کوئی چیز دوسرے انسان کو دے تو عرف ودستور کے موافق اسی قدر اسکا معاوضہ مشتری بائع کو ادا کرے یہ تو حق تعالیٰ ہی کی شان ہے کہ وہ انسان کو ہر قسم کی نعمتیں عطا فرما کر کچھ نہیں لیتا ہے اور اگر کسی وقت میں انکی جان ومال انہی کے فائدہ کے لئے بیع کرتا ہے تو جو چیز لیتا ہے اسکو ہزار گنا زائد فرما کر اسکی نسل کو منافع ابدی عطا فرماتا ہے۔

دولت کی غلط تقسیم اور اسکے مفاسد

لیکن سود میں چونکہ روپیہ سے روپیہ کمایا جاتا ہے کوئی چیز اسکے بدلہ میں نہیں دیجاتی بلکہ جس چیز کے ذریعہ سے نفع اٹھانا حق تعالیٰ نے بتلایا تھا خود اسی کو انسان نے نفع بنالیا اس لئے دولت کی تقسیم صحیح نہیں رہتی اور دلوں میں فساد شروع ہوجاتا ہے اسی لئے سرمایہ داری کا انجام آخر میں یہی ہوتا ہے کہ غریبوں کی جیب سے روپیہ نکلکر سرمایہ داروں کے گھر میں پہونچ جائے اور دنیا میں صرف دو طبقے رہ جائیں ایک امراء کا دوسرا غرباء کا اور ان میں باہم مستبدانہ تعلقات قائم ہوجائیں اور یہ بندہ کو سزاوار نہیں لہٰذا سود کسی طرح بھی باعث برکت نہیں بن سکتا۔ غرض یہ ہے کہ سود کے حلال ہونے کے بعد متوسط طبقہ کسی طرح بھی فروغ نہیں پاسکتا۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ مرفہ الحالی دنیا میں جب ہی پیدا ہوتی ہے جبکہ متوسط طبقہ موجود ہو اور تجارت وصنعت وحرفت سے لین دین کی کثرت ہو اور اسکا حامل وہی متوسط طبقہ ہوتا ہے جو راعی اور رعایا کے درمیان وسط کا درجہ رکھتا ہے یہی طبقہ ادنیٰ کو اعلیٰ سے اور اعلیٰ کو ادنیٰ سے ملاتا رہتا ہے برخلاف زراعت اور سود خوار طبقہ کے کہ وہ اعلیٰ طبقہ حاصل کرکے ادنیٰ طبقہ کو اپنا پابند بنادیتا ہے اور یہ اعلیٰ طبقہ اپنی حکومت کے نشہ میں ادنیٰ طبقہ کی ضروریات کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتا۔ اور حصول زر کے لئے ہر قسم کے جور وستم ظلم واستبداد پر اتر آتا ہے اور دولت کو عوام الناس سے نکالکر طبقہ امراء میں پہونچادیتا ہے جسکا نتیجہ فساد فی الارض ہوتا ہے جیسا کہ ہندوستان ویورپ میں آج کل حالت رونما ہے۔

حکمت زکوٰۃ

الغرض حرمت سود اور حلت زکوٰۃ کی حکمت اصلی یہ ہے کہ دولت کی تقسیم صحیح رہے یعنی امراء غرباء سب کے حوائج پورے ہوتے رہیں اور مال ودولت کے اس فیض خداوندی سے حسب مراتب واستعداد سب ہی متمتع ہوں۔

بخل کے نتائج اور اسکی مذمت

پس معلوم ہوا کہ جو لوگ بلاوجہ مال کو روکتے ہیں وہ درحقیقت مقصد خداوندی کے پورے ہونے میں حائل ہوتے ہیں اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص چلتے ہوئے دریا کو بند کردے۔ ظاہر ہے کہ جہاں پانی کو روکا جائے گا وہیں پانی میں تعفن وبدبو آجائیگی اسی طرح جو لوگ مال ودولت کو بلا فائدہ روکتے ہیں اور خدا کے ان خزائن کو اپنی ملک سمجھتے ہیں اور مطمح نظر انکا اس سے یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں ہماری عزت وشہرت ہو وہ درحقیقت رفتار قدرت کے مقابل آتے ہیں جسکا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ انکا باطن سڑ جاتا ہے اور بخل وطمع کے گندے جذبات ان کے قلب میں پیدا ہوجاتے ہیں اور جہنم کی آگ میں اسی وقت سے سانپ اور بچھو انکی دشمنی کے لئے پیدا ہونے لگتے ہیں۔

دنیوی واخروی حرمت ووجاہت نور ایمان کیساتھ ہے

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ چاندی اور سونے کو جمع کرکے انکی جمعیت سے عزت حاصل کرنا اور اپنے کو عزت دار سمجھ لینا بھی عین حماقت

ہے کیوں کہ عزت ووجاہت توفیق خداوندی کے پھیلانے والوں کو حاصل ہوگی نہ اسکے روکنے والوں کو عزت ووجاہت اصلی تو ایمان محمدی کے نور کے ساتھ وابستہ ہے چاندی اور سونے کی نورانیت وکشش عالم بالا میں ظاہر ہے کہ عزت اسوقت تک پیدا نہیں کرسکتی جب تک کہ ایمان محمدی کا نور اسکے ساتھ شامل نہ ہو اور جب مال ودولت ایمان کے ساتھ جمع ہوگا تو جمع مال بلا فائدہ دینی واخروی نمونے پائیگا الغرض اگر محض روپیہ پیسہ سے عزتیں قائم رہا کرتیں جنکا فوری اثر یہ ضرور ہے کہ انسان اپنے ہم جنس کو موہ لے اور جب تک روپیہ پیسہ کی مدد جاری رہے اس وقت تک اس سے لوگ راضی ہوجائیں۔

یورپ مال ودولت کی بلا میں گرفتار ہے

تو وہ قومیں ہمیشہ عزیز رہا کرتیں جو اربوں اور سنکھوں روپیہ کی مالک ہیں لیکن دیکھ لیجئے کہ اس شرک وحمق کی وجہ سے آئے دن کسطرح مبتلائے عذاب رہتی ہیں اسکا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ میں مسلمانوں کو مفلس بنانے کی یا دنیا سے قطعاً بے تعلق ہونے کی تلقین کررہا ہوں میرا یہ منشا ہرگز نہیں بلکہ میں حصول رضائے الٰہی کے ساتھ حصول دولت کو بہت ضروری اور اچھا سمجھتا ہوں میرا مطلب صرف یہ ہے کہ جو چیز بھی ہو اللہ کے لئے ہونی چاہیئے۔

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

بہر حال جس طرح مال ودولت سونے اور چاندی کو دیگر سامانوں پر فضیلت وفوقیت ہے اسی طرف نور ایمان کو حق تعالیٰ نے مال ودولت پر فضیلت وکرامت عطا فرمائی ہے اسی لئے انسان کے ملکات واخلاق کے اعتبار سے اسکے کھرے اور کھوٹے ہونے کی تشبیہ حدیث میں سونے اور چاندی جیسی آئی ہے الناس کالمعادن الخ

آخرت میں زندار کون ہونگے

اسلئے جس قدر نور ایمان کسی کے دل میں ہوگا اسی قدر یوم حساب میں وہ وزنی اور بھاری ہوگا اور جس قدر جس کے اعمال اخلاص وایمان کی روح سے خالی ہوں گے اسی قدر وہ ہلکے ہوں گے۔ فاما من ثقلت موازینہ۔ الخ اور جیسے جسکے اعمال ہوں گے ویسے ہی نتائج سامنے آجاوینگے دنیا میں بدی کی ہوگی تو بدی سامنے آجائیگی اور اگر بھلائی کی ہوگی تو نیکی سامنے آجائیگی۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ الخ

شیطنت کی سزا نار کیوں ہے

غالباً یہی وجہ ہے کہ کافر چونکہ شیطنت کے مرض میں ہمیشہ گرفتار رہتے ہیں اور مال ودولت کے جمع کرنے میں بھی ہر آن مستغرق رہتے ہیں اس لئے انکی سزا بھی نار ہی تجویز کی گئی ہے۔ کیونکہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں کہ شیطنت کا مادۂ خلقی نار ہے اس لئے بعد از حساب اعمال دوزخ کے گڑھوں میں گرجانا اور غضب الٰہی کی دہکتی ہوئی آگ میں کافروں کو جلنا ضروری ہوگا کیونکہ نور توحید ورسالت کا کوئی ادنی ساحصہ بھی ان میں نہ ہوگا۔

جس طرح وہ آگ بعینہ مشتعل اور سوزاں کہلاتی ہے جو ہزاروں سال سے برابر آتش کدہ میں جل رہی ہو اور ایک منٹ کے لئے بھی خاموش نہ ہوئی ہو نہ اسپر پانی کا کوئی چھینٹا پڑا ہو اور وہ آگ کم سوزاں کہلاتی ہے جس پر پانی بھی ڈالا جائے اور اسے ٹھنڈا بھی کیا جائے

مسلم عاصی اور کافر مشرک کی سزا کا باہمی فرق

اسی طرح مسلم عاصی اور کافر مشرک کی نار میں بھی فرق ہوگا کیونکہ کوئی مسلم عاصی ایسا نہ ہوگا جسکے قلب میں کسی نہ کسی درجہ میں ایمان کا کوئی جزو اور شمہ نہیں اس لئے اسپر جہنم کی آگ اگر اثر بھی کریگی تو نور کی ٹھنڈک فی الجملہ اسکو زیادہ اشتعال میں نہ لائیگی اور کفار کے قلوب میں نار کے سوا کچھ بھی نہ ہوگا۔ لہذا ابد تک وہ اسی لئے عذاب میں پڑے رہیں گے۔

انجذابِ نور میں انسان کی مشابہت معدنیات سے

چونکہ مسلمانوں کے دل میں نور توحید ورسالت کے جذب ہونیکی صورت بعینہ اسی طرح ہے جیسے سونا اور چاندی نور آفتاب ومہتاب کو جذب کرتے ہیں اور جب سونے اور چاندی میں ناقص دھاتوں کا ملاؤ زیادہ ہوجاتا ہے تو آگ میں تپا کر اسے خالص کیا کرتے ہیں اور آگ صرف کھوٹ ہی کو جلاتی ہے فی نفسہ سونے اور چاندی کو نہیں جلاتی اور آگ میں سونے چاندی کا ڈالنا بھی سراسر رحمت ہوتا ہے اسی لئے کوئی عقلمند سناروں کو بے عقل نہیں کہتا کہ وہ ایسے قیمتی دھات کو کس لئے نذر آتش کررہے ہیں۔

مسلم عاصی کیلئے جہنم سراسر رحمت الٰہی ہے

اسی طرح مسلم عاصی کا نار جہنم میں ڈالنا بھی سراسر رحمت الٰہی ہے کیونکہ جنت میں وہی قلب داخل ہونے کے لائق ہے جو ہر قسم کے نفسانی میل کچیل اور آلائشات شیطانی سے کھرا اور پاک ہو۔ اسی لئے جن لوگوں نے یہاں اپنے دل کو شیطنت کے کھوٹ سے پاک نہ کیا اور تزکیہ نفس کر طرف

متوجہ نہ ہوئے انکو بعد کلفت و غم عالم آخرت میں مکافات عمل کی وجہ سے نار جہنم سے اپنے دل کا غیر اختیاری و اضطراری تزکیہ کرنا ہوگا اس لئے جتنا جس میں معصیت کا کھوٹ ہوگا اسی قدر نار جہنم اس قلب کو اپنے اندر رکھیگی

نار میں نور کب تک رہ سکتا ہے

اور جب قلب میں مثل خالص سونے کے نور ہی نور باقی رہ جائیگا تو پھر اس قلب اور نفس کو نار جہنم اپنے حلقہ سے نکال پھینکے گی اور وہ اعراف کی ہوائیں لیتا ہوا آخر اپنے مرتبہ و استعداد و عمل کے مطابق دار النعیم میں پہونچ جائیگا۔ اور جہنم میں پھر وہی سیاہ دل اور ہر قسم کی شیطنت والے رہ جائیں گے۔

جہنم کی اصلی غذا کفار ہیں

جن میں نور توحید و رسالت کا کوئی جوہر نہ ہوگا جیسے آم کے درخت پر آم ہی کا پھل آسکتا ہے کیکر کے درخت پر کانٹے ہی نمودار ہو سکتے ہیں زمین میں جیسا دانہ ڈالا جائے ویسا ہی درخت اُگ سکتا ہے یہ ممکن نہیں کہ دانہ ڈالا جائے گیہوں کا اور اُگ آئے درخت کسی اور چیز کا اسی طرح اسباب نظم عالم کا اقتضاء تو یہی ہے کہ اس دار العمل میں اگر عمل کیا جائے شیطنت کا تو اسکی سزا نار ہو اور اگر نیک عمل کیا جائے تو جزا اسکی نور ہو۔ جزاء سيئة سيئة مثلها

کفار کا ناری ہونا خود انکے عمل سے ثابت ہے

غالباً یہی سبب ہے کہ مشرکین و کفار اکثر اپنے مردوں کو پہلے ہی آگ میں جلا کر اپنے آپ ہی اپنے ناری ہونے پر گواہ بنتے ہیں اور مال و دولت کی محبت میں غرق ہو کر نار اللہ اور عذاب روحانی کی اپنے اندر اہلیت پیدا کرتے رہتے ہیں نار الله الموقدة التي تطلع على الافئده، نیز جس طرح بخار کی آگ اور غم کی لپٹ انسان کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے اور پہلے قلب کو پکڑتی ہے اور اسکے بعد جسم پر اسکا اثر ہوتا ہے اسی طرح جہنم کی آگ پہلے دل کو لپیٹے گی اور اسکے بعد جسم پر اثر کریگی پھر غم کی آگ اور بخار کی حرارت تو کسی وقت کم بھی ہو جاتی ہے مگر آتش قہر الٰہی تو ایک پل کے لئے بھی مہلت و چین نہ لینے دیگی بہر حال نظم عالم کا اقتضاء تو یہی ہے کہ عمل اگر کسی کا ناری ہے تو سزا بھی اسکی ناری ہونی چاہئے اور اگر نورانی عمل ہے تو جزا اسکی نورانی ہونی چاہئے لیکن خداوند عالم اور مسبب حقیقی چونکہ اسباب کا پابند نہیں ہے اور اگر اسباب کا وہ پابند ہو جائے تو خدا، خدا نہ رہے اس لئے اسنے مقتضیات نظم کے خلاف بطور خرق و عادت کچھ امور ایسے بھی رکھدئے ہیں کہ اگر وہ ایک گناہگار سر تا پا عیوب کو چاہیگا تو بہشت میں داخل کر دیگا اور نور بنادیگا اور خود ہی اپنی نظر رحمت سے اسکے دل کی برائیوں کے کھوٹ کو ایک دم سلب کر کے نوری اور جنت کے قابل کر دیگا ارنہ چاہیگا تو معاف نہ کریگا اگرچہ دنیا میں رہ کرتنی ہی ریاضت کیوں نہ کی ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح کوئی انسان شیر اور بھیڑیے سے دوستی کر کے کبھی فلاح کو نہیں پہونچ سکتا ہے اسی طرح جو انسان اپنے آبائی و نوعی دشمن و حاسد شیطان کے پھندے میں پھنس جائیں وہ بھی کبھی فلاح کو نہیں پہونچ سکتے جس طرح روح کے وجود سے باوجود اس کو آنکھ سے نہ دیکھ سکنے کے اپنی حرکات و سکنات کی وجہ سے کوئی متنفس انکار نہیں کر سکتا ہے اسی طرح دنیوی تعیشات و تلذذات اور غفلت کو گناہ کے بڑھتے گھٹتے رہنے اور انکے مشاہدات کی وجہ سے کوئی سمجھدار انسان بھی شیاطین و ملائکہ کے وجود سے انکار نہیں کر سکتا۔

جہاں نشیب ہو پانی وہیں مرتا ہے

یہ قاعدہ ہے کہ جہاں دولت ہو چور وہیں آکر نقب لگاتے ہیں سو مؤمن کے لئے ایمان سے بڑھکر کوئی دولت نہیں اور شیطان سے بڑھ کر اس دولت کا کوئی دشمن نہیں یہ تو جنت ہی کی خصوصیت ہے کہ وہاں جو بھی نعمت ہوگی وہ دائمی ہوگی اور ہر قسم کے نقصان سے پاک ہوگی نہ کوئی حاسد ہوگا نہ فنا و زوال کا کوئی خطرہ ہوگا لیکن:۔

حسد کے معنی اور اسکے نتائج بد

یہاں پر تو انسان کو اگر دولت ایمان ملتی ہے تو شیطان کا حسد اسکی ساتھ لگا ہوا ہے اس سے اگر بچتے ہیں یا بچاتے ہیں تو وہ صرف انبیاء علیہم السلام ہی خدا کی تربیت خاصہ کی بنا پر بچتے ہیں۔

حسد کے معنی یہ ہیں کہ جس شخص پر جو نعمت قسام ازل کی طرف سے فائز ہوئی ہے اس نعمت کا حقدار حاسد اپنے کو سمجھے اور اس مستحق واقعی سے اس نعمت کو چھین لئے جانے کی تمنا و سعی کرے۔ سو در حقیقت حاسد حق تعالیٰ کی تقسیم نعمت کو غیر صحیح جانکر اسپر معترض ہوتا ہے اور در اصل اسکا مقابلہ قسام ازل ہی سے ہوتا ہے لیکن خداوند عالم کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتا اسلئے محسود کے دن رات پیچھے پڑا رہتا ہے اور طرح طرح سے اس کی نعمتوں کو چھیننے کی فکر میں مستغرق رہتا ہے۔

ایک خاص بات حسد میں یہ دیکھی جاتی ہے کہ حاسد اپنے فعل کو قبیح بھی نہیں سمجھتا بلکہ اسی فعل میں دوسروں کو شریک کرنے کی تدبیریں کرتا رہتا ہے اور یہ گناہ کا بہت ہی خطرناک مرتبہ ہے کہ انسان گناہ کو گناہ بھی نہ سمجھے۔

حسد جہنم کی آگ ہے

چونکہ اصل الاصل حسد کی شیطنت ہے اور یہ دوزخ کی آگ کا ایک پر توہ ہے جو قلب حاسد کو ہر وقت جلائے رکھتا ہے اور اندر ہی اندر اُسے گھلائے رہتا ہے۔

شیطان دوزخ کی آگ دل میں لگاتا ہے

اس لئے شیطان دن رات ایک انسان کو دوسرے انسان سے لڑا کر ایک کی نعمت کو دوسرے سے زائل کرا کر اپنا آلہ کار بنا تا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس طرح میں حسد آدم کی وجہ سے مردود بارگاہ الٰہی ہوا، ہونہ آدم کی اولاد کو بھی اپنے ہی جیسا بنا کر چھوڑوں جیسے خداوند عالم کی تربیت بچہ کے پیدا ہونے کے وقت ہی سے شروع ہو جاتی ہے اور مرتے دم تک خدا کی رہنمائی اور مدد اسکے شامل حال رہتی ہے۔

شیطان کی ایذا رسانی مدت العمر رہتی ہے

اسی طرح شیطان کی ایذا رسانی بھی پیدائش ہی کے وقت سے شروع ہو کر مرتے دم تک رہتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسکے چوکے لگاتا ہے اور جب اسکے کان میں اسلام کی آواز یعنی اذان دی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے۔ یہ تو بچپن کی حالت ہے جب انسان کے اس عالم سے کوچ کا وقت آتا ہے تو اسوقت بھی شیطان کی دشمنی کم نہیں ہوتی بلکہ سارا زور اپنا اسی وقت لگاتا ہے اور قبض روح اور حالت نزع میں اسکی انتھک کوشش کرتا ہے کسی طرح انسان کا خاتمہ ایمان و تعلق باللہ کے ساتھ نہ ہو اور اسکا نامۂ اعمال (ریکارڈ) خراب ہو جائے اور ساری عمر کی محنت اکارت چلی جائے اور عالم آخرت میں اسے کوئی پروانۂ ہدایت نہ مل سکے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کیا دشمنی انسان کے ساتھ ہو سکتی ہے کہ ایمان کا سرمایہ اسکا ضائع کر دیا جائے اور عالم آخرت میں اسے مفلس کر کے یکہ و تنہا کھڑا کر دیا جائے۔ یوں تو تمام ہی دشمن بُرے ہوتے ہیں اور اللہ ہی کی پناہ سے انسان دشمنوں کے جال سے صحیح وسالم نکلتا ہے۔

خوف کے لائق کونسا دشمن ہو سکتا ہے

لیکن دشمنوں میں سب سے زیادہ خوف کے لائق وہ دشمن سمجھا جاتا ہے جو نہ ہمیں نظر آئے نہ ہم اسکا کچھ بنا بگاڑ سکیں اور وہ نظروں سے او جھل رہکر ہر وقت انسان کی تاک میں لگا رہے۔

دوستی کی پیرایہ میں دشمنی

اور اسپر طرہ یہ کہ اس دشمن اعظم کا ضرر بھی بادی النظر میں ضرر نہ معلوم ہو بلکہ یہ دشمنی جو دوستی کے پیرایہ میں ہوتی ہے بھی خواہی نظر آئے حقیقت میں دشمنی کا یہ انتہائی خوفناک مرتبہ ہے شیطان بظاہر انسان کو تکلیف میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ مال و دولت زن و فرزند عیش و طرب کے مخمصوں میں پھانس کر ادھر میں دھکا دیتا ہے انسان اس وقتی اور فانی و مکدر عیش کے چکر میں بآسانی پھنس جاتا ہے اور اسکا فہم و ادراک معطل ہو جاتا ہے۔ نہیں سمجھتا کہ شیطان نے اسکو دائمی راحت اور ابدی مسرت سے کسطرح محروم کر دیا اور عمر عزیز جو سعادت کی تخم ریزی کے لئے فرصت قلیل اور اسکا بہترین موسم ہے اسکو کیسے خاردار تخموں کے بونے اور کاٹنے میں صرف کرا دیا۔

غرض شیطان کی دھوکہ بازی کو کماحقہ بیان کیجئے۔

شیطان کی دھوکہ بازی کی ایک مثال

بس اسکی حالت بعینہ ایسی ہی ہے جیسے بھلے مانس آدمی کو کوئی دھوکہ باز آدمی چاندی کا روپیہ دینے کے بجائے کانسی کا جعلی روپیہ لا کر دیدے ظاہر ہے کہ شکل و صورت تو ان دونوں سکوں اور روپیہ کی ایک ہی سی ہوگی لیکن جب آدمی بازار میں جعلی سکہ چلانے جائیگا تو ایک کوڑی میں بھی اسے کوئی لینا پسند نہ کریگا۔ بلکہ الٹا پولیس کے پھندے میں پھنس جائے تو تعجب نہیں۔ یہی صورت شیطان کی دھوکہ دہی کی ہے کہ مسلمانوں کو اسی طرح دنیائے فانی کی ان چند روزہ راحتوں اور مسرتوں میں پھانس کر ابدی راحت اور سرمدی مسرت سے محروم کر کے اپنا حسد نکالتا ہے۔

شیطان کا تمثل جسمانی وروحانی

قصہ مختصر یہ ہے کہ شیطان لباس انسانیت پہنکر متمثل ہوتا ہے اور ناسوتی لباس میں انسان کو دھوکہ دیتا ہے اور کبھی متمثل نہیں ہوتا بلکہ برائیوں کا القاء دل میں کرتا رہتا ہے اور ظلمت و قساوت کے پردے انسان کے دل پر یکے بعد دیگرے اسی طرح سے ڈالتا ہے کہ انسان جناب باری کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہ پائے اور پراگندگی قلب کی وجہ سے حیات دنیا پر مطمئن ہو جائے اور اسکے ذہن مصفا پر شیطان عبادت کا پردہ ایسا ڈالتا ہے کہ جسکی وجہ سے انسان آیات ربانی میں غور و فکر سے محروم ہو جاتا ہے اور اسکا نظام مدنیت برباد ہو جاتا ہے جیسے آدم کی اولاد میں جب کسی فرد کا اضافہ ہو جاتا ہے تو اسی وقت سے ماں باپ اسکی تربیت شروع کر دیتے ہیں اسی طرح شیطان بھی ہر

ایک انسان کے پیچھے اپنی اولاد کو مقرر کر دیتا ہے اور ہر انسان کے پیچھے ایک شیطان مسلط کر دیتا ہے کما اشارہ بہ تعالیٰ۔ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔ جیسے انسان بدامنی کی آفات سے بچنے اور امن وبرکت کی دولت حاصل کرنے کے لئے کسی نہ کسی حکومت کے زیر فرمان زندگی گذارتا ہے،

جسمانی آفات میں بادشاہ کی ضرورت ہے تو روحانی آفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل ضروری ہے

اور مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے ایک انسان دوسرے انسان کی اعانت ومدد کا محتاج ہے اسی طرح باطنی آفات وشر کائنات سے بچنے کے لئے بھی انسان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہے اور طمانیت قلب وفراخی صدر کی دولت انسان کو اسی وقت میسر آسکتی ہے جبکہ وہ ملک الناس کی حکومت کو قولاً وعملاً تسلیم کرلے اور باطنی احوال کو سپرد خدا اور رسول کردے۔ اور اپنے دل کے تزکیہ کے لئے پانچوں وقت ملک الناس کی عدالت اور آلہ الناس کی جائے عبادت میں شیطان کی رپٹ لکھواتا رہے۔ اور اس قوت بہیمیہ کو جسکے پس پردہ شیطان، انسان پرواز کرتا ہے روزہ سے گھٹاتا رہے اور مال ودولت سے جو جذبات شیطانیہ پیدا ہونے لگتے ہیں زکوٰۃ ادا کر کے اس حملۂ شر کو بھی ناکام کردے اور قوت عشقیہ کے غلط استعمال سے بچنے کے لئے دیار حبیب کے گلی کوچوں میں چکر لگا کر محبوبان مجازی کے کوچوں میں در در پھرنے سے بچا رہے۔

عقل وجسم کے بلوغ اور انکے نتائج

جیسے انسان کے لئے ایک وقت بلوغ ایسا آتا ہے کہ اس حد پر پہونچ کر عقل اسکی حد کمال میں داخل ہو جاتی ہے اسی طرح عالم مثال میں بھی انسان کے لئے باعتبار اسکی سعادت ودنائت کے ایک وقت بلوغ مقرر ہے پس عالم مثال میں بھی بالغ وہ کہلاتا ہے جسکی عقل حکمت بالغہ حاصل کرلے اور نابالغ وہ کہلاتا ہے جسکی عقل دنائت میں پڑی رہے اس لئے جسکی روح عالم مثال سے کسب فضائل کرتی رہتی ہے عالم اجسام میں وہ شخص اپنے ہمسروں میں فائق ہوتا ہے اور بھاری بھر کم کہلاتا ہے۔ اور جسکی روح کسب کمالات سے عاجز وعاری ہوتی ہے اور عالم مثال سے اسکا تعلق نہیں ہوتا وہ دنی اور خفیف الحرکات ونابالغ کہلاتا ہے۔ اسی لئے وہ روح حامیہ کے گڑھوں میں لگی رہتی ہے۔

انسان کو ہر دو عالموں میں نور الٰہی کے بدون چارہ نہیں

پس جب انسان کے لئے دو عالم ہوئے ایک اسکے جسم کا اور دوسرا اسکی روح کا تو جیسے جسم کے عالم میں وہ آفتاب ومہتاب کی ضرورت سمجھتا ہے اور امن وبرکت حاصل کرنے کے لئے سب کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی طرح روحی برکات حاصل کرنے کے لئے اسکو عالم ارواح کے آفتاب ومہتاب کی بھی ضرورت ہے اور جسم کی طرح اپنے قلب وروح کو بھی پاک صاف بنانے کے لئے چشمہائے علوم نبوت والوہیت سے استفادہ کی لازماً حاجت ہے۔

انسان کی تینوں حالتوں میں اسکی اعانت پروردگار کی طرف سے

اسی لئے حق تعالیٰ شانہ نے سورہ ناس میں انسان کو اس دشمن ملکیت اور مقوی بہیمیت وسبعیت سے بچانے کے لئے جو کبھی عالم اجسام میں انسان کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو کبھی عالم ارواح میں پہونچ کر اسکی روح کو تیرہ وتاریک کر دیتا ہے۔ اپنے تین اسمائے حسنہ سے تعوذ سکھلایا۔ اور اپنی صفات ثلاثہ کی غیر متناہی طاقت شیطان کے مقابلہ کے لئے عطا کی یعنی ظاہری دشمنوں سے تعوذ کے لئے تو سورہ فلق میں اسمائے حسنیٰ میں سے صرف ایک اسم رب الفلق سے تعوذ سکھلایا اور باطنی دشمن کے مقابلہ کے لئے اسمائے حسنیٰ میں سے اپنے تین اسموں یعنی رب الناس ملک الناس آلہ الناس سے پناہ باری حاصل کرنا سکھلائی اور لڑکپن اور شباب وشیب تینوں حالتوں میں اسکی دستگیری فرمائی یعنی اگر شیطان لڑکپن سے ستائے تو رب الناس سے کنایہ فرمایا گیا تو اس پروردگار کی طرف رجوع کر جو تیرا اور تیرے ماں باپ اور تیرے جملہ آباواجداد یہاں تک کہ آدم وحوا کا پالنے والا ہے اور اگر جوانی کے عالم میں شیطان تیرے مقابلہ پر آئے تو تو ملک الناس کی عدالت میں جا کھڑا ہو جسکی شہنشاہیت نہ صرف کواکب وسیارات ہی پر ہے بلکہ دنیا کی تمام سلطنتیں اور زمین وآسمان کا ہر تختہ جسکے زیر فرمان اور دل کی کلیں جسکے ہاتھ میں ہیں جس طرف کو چاہے پلٹ کر رکھدے۔ اور اگر بڑھاپے کی حالت میں شیطان پیچھا نہ چھوڑے تو اس مسجود معبود کی طرف رجوع کر جسکے ہاتھ میں دنیائے فانی کا انجام واتمام ہے اور ہر قسم کے نفع وضرر کی باگ ڈور ہے۔

ملخص مضامین مفصل

آخری حاصل ان سب مضامین کا یہ ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ نے ہر انسان میں ملکیت وسبعیت وبہیمیت کی تین قوتیں ودیعت کی ہیں اور ہر ایک کے نشوو ارتقاء کے لئے ظاہری وباطنی سامان جدا جدا پیدا کئے ہیں مثلاً قوت بہیمیہ کی ظاہری پرورش کے لئے قسم قسم کے پھل اور پھول غذائیں اور دوائیں پیدا کیں اور قوت غضبیہ کو کارآمد بنانے کے لئے لوہے کو زمین پر نازل کر کے

امن اور جنگ کو اس میں مضمر فرمایا اور قوتِ ملکیہ کی تربیت کے لئے بذریعہ انبیاء علیہم السلام علمِ الٰہی کو قائم کیا تو ان ہر سہ قوتوں کی باطنی تربیت کے لئے خدا نے اپنی صفاتِ ثلاثہ رب الناس ملک الناس الٰہ الناس کی تجلیات بھی حضرت انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عطا کیں تاکہ انسان خیر وشر کی مخلوط آزمائش میں تعوذ حق کی راہ سے کامیاب ہو کر دارین کی سرخروئی حاصل کرے وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد واله وصحبه اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین

العبد الضعیف محمد طاہر ابن احمد القاسمی کان اللہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ یومِ عرفہ

سحروآسیب کی تشخیص وعلاج کے طلسماتی عملیات

حضرت مولانا رفیق صاحب

۱۔ تشخیص آسیب وجن کے لئے

سحر اسود کی مشہور عالم کتاب عیون السحر کے باب تشخیص الامراض میں ابوالفضل احمد ابن حسین بدیع الزماں قبطی نے قاضی جرجان الیافوجی کا تشخیص آسیب وجن کے لئے ایک عجیب وغریب عمل بیان کیا ہے جو اس طرح پر ہے کہ اذراتی یعنی کچلہ کو جلا کر اس کی راکھ میں عرق گلاب شامل کر کے اس کی سیاہی تیار کریں اور ذیل کی طلسماتی عبارت کو اس سیاہی سے کسی صاف وسفید کاغذ پر تحریر کریں اس کے بعد اس کاغذ کو بطور تعویذ لپیٹ کر جس مریض کے مرض کی تشخیص کرنا ہو۔ اس کے سر سے پاؤں تک تمام جسم پر سے اتار کر اس کے ہاتھ میں دے دیں۔ اس عمل کے کچھ ہی وقفہ بعد جب تعویذ کو کھول کر دیکھیں گے تو مریض پر آسیبی وجناتی اثرات کا غلبہ ہونے کی صورت میں اس کی تحریر مٹ کر کاغذ پہلے کی طرح صاف وسفید ہو چکا ہوگا کہ جیسے اس پر کچھ تحریر ہوا ہی نہیں تھا تشخیص کے اس سریع التاثیر مجرب المجرب عمل میں بعض اوقات یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ عامل عبارت کو ابھی مکمل طور پر تحریر ہی نہیں کرپاتا کہ تحریر کردہ عبارت عمل خود بخود ختم ہوتی جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی پوشیدہ قوت نے زبان سے عبارت عمل کی سیاہی کو چاٹ کر رکھ دیا ہے۔ عامل جب تک اس عمل کو بجالاتا رہے گا۔ یہی حیرت انگیز تماشہ دیکھنے میں آئے گا۔ عبارت طلسمات ملاحظہ ہو۔

تعاویشا تعاویوشا لوشیا لوشیوش ترشیا ترشیوش ملیوشا کلیوشا طلیتا هیا اهمیا همیا اهمیا اهمیا کحفا کحفا کشوکشاقلویشا اطردوا املیحا ملیحا ملیحا برمواجیاهیا اطا اطالوا ابرهشا برهیوه غیاهیا

۲۔ تشخیص کا عمل عجیب

عیون السحر میں تشخیص آسیب وجن کے لئے متذکرہ بالا عمل کے اثرات کا حامل ایک دوسرا عمل جو میرا ذاتی طور پر آزمودہ مجرب ہے درج ذیل ہے۔ یہ عمل اگرچہ طریقہ تشخیص کے اعتبار سے پہلے عمل سے مختلف نہیں ہے لیکن نتائج کی نوعیت کے اعتبار سے بالکل جدا بلکہ طلسماتی اعمال کی حقیقت کے مشاہدہ کا ایک حیرت انگیز کرشمہ بھی ہے۔ ترکیب عمل میں حکیم قبطی تحریر کرتے ہیں کہ جب کسی مریض کے مرض کی تشخیص کرنا مطلوب ہو تو زعفران وعرق گلاب کی سیاہی سے ذیل کے طلسمات کو کاغذ پر تحریر کریں۔ اس کے بعد اس کاغذ کو تعویذ کی طرح پارچہ حریر یا کسی چمڑے کے ٹکڑے میں لپیٹ کر مضبوطی سے سی دیں اور رات کو سوتے وقت مریض کے گلے میں پہنا دیں یا اس کے بازوئے راست پر باندھ دیں۔ مریض کے جناتی وآسیبی اثرات کے زیر اثر ہونے کی صورت میں دوسرے روز جب وہ صبح کے وقت بیدار ہو کر دیکھے گا تو چمڑے کا ٹکڑا یا کپڑا تو اپنی اصلی حالت میں جوں کا توں ہی موجود ہوگا۔ لیکن اس میں باندھا ہوا تعویذ حیرت انگیز طور پر غائب ہو چکا ہوگا حسب ضرورت جتنی مرتبہ اور جس وقت بھی اس عمل کا آسیب زدہ مریض پر تجربہ کیا جائے گا۔ اسی عجیب وغریب کرشمے کا مشاہدہ عمل میں آئے گا۔ طلسمات کی عبارت یہ ہے۔

اهنو ابحاهویتا جیا تعزطا توتیا دحا اکربدی زحاتوث هوث یا ارواح اطلف طیراث هیوثا اهیوثا الا ان دحا احا من الارض ولا اسماء والبحر والبرّ والجنّ والانس جوحیاطا جحا مرجیًا ٥

۳۔ تشخیص ومشاہدۂ امراض کا محیّر العقول عمل

عیون السحر میں باب تشخیص الامراض کے عنوان سے جن عملیات کا ذکر ملتا ہے ان میں سے ذیل کا عمل جو تشخیص ومشاہدۂ آسیب وجنات کے حقائق کا حامل ہے نہایت معتبر ومجرب عمل کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ترکیب عمل میں درج ہے کہ ذیل کی طلسماتی لوح کو مشک وزعفران سے لکھیں

اور پانی میں ڈال کر خوب دھوئیں تاکہ لوح کے کلمات واشکال کے تمام حروف والفاظ مٹ کر پانی میں اچھی طرح حل ہو جائیں طلسماتی لوح یہ ہے۔

والجیس والفاقت والقصد والکرامة والقیاق والوسواس ولهواً

حلیما سوطینا سوطیا اسانواسا اماالع حاساردیا

بحق علینا ملینا طلبنا انت تعلم ما

احبادث آنچه در وجود

فلان ابن فلان

باشد حاضر شود

بحق علینا ملینا طلبنا انت تعلم ما

الساعة الوحا العبل

الساعة الوحا العبل

ماح ح سامالا حاسا

هامرها مرها الله له

کبیربزها مبرشات قبرات غیاها

کنفاً هو لا تبرا بر بز کبذها

نوشیطا فیا شونا نوادوا ماداس ما اله ما ساقطاریا

والنصر دولك بسوزد درین الخیوهبال الوما بما مر مصلطاً

عمل کے لئے اس پانی کو کسی سفید رنگ کے شیشے کے برتن یا شیشی میں ڈال دیں۔ اور جس مریض کے مرض کی تشخیص اور خود مریض کو اس کے مرض کا مشاہدہ کرانا مطلوب ہو برتن کو اس کے سامنے پاک وصاف فرش پر آراستہ پاکیزہ نشست پر رکھ دیں۔ عامل مریض کو برتن کے سامنے اس طرح پر بٹھائے کہ منہ اس کا شمال کی طرف ہو اور پشت جنوب کی طرف اور خود بھی اسی طرح مریض کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے۔ عمل کے وقت کوئی سا خوشبودار دختہ جلائیں اور مریض کو حکم دیں کہ وہ اپنے مرض کی تشخیص و مشاہدہ کا اپنے دل میں پختہ تصور کرے اور اس طرح اپنے تصور میں اپنے ارادہ کا تسلسل قائم رکھتے ہوئے کامل یکسوئی قلب سے شیشے کے برتن کے پانی کے عین وسط میں ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہے اس کے بعد عامل درج ذیل کلمات عمل کو تلاوت کر کے مریض پر پھونکنا شروع کر دے کلمات یہ ہیں۔

غیاثًا اَمّا هذا قلقا اقناقا بدوحا طفنًا. طفیوشا وبرجلاً کیدا بدوحا بحقّ العهدُ الماخوذ علیکم سبحانهٗ لیس کمثله شیءٌ وهوالسمیعُ البصیرُ الاّ ماقعلتُم وتذکراما اَرَدتُ من امرٍ بحقّ هذه العزیمة علیکم اَسراعُوا فیما بِه بحقّ العزیزِ المعزّ فی عزّه واَوفُوا بالعهدالی توکبدها یا قوم الجنّ والشیاطین اَبداً ٥

اور اس کے ساتھ ساتھ مریض سے دریافت بھی کرتا رہے کہ اس کے سامنے برتن کے پانی میں اسے کچھ نظر آتا ہے یا نہیں عامل اس عمل کو مسلسل پڑھتا اور مریض سے برابر اس کے مرض کے اسے پانی میں دکھائی دینے کے بارے میں دریافت کرتا جائے۔ عمل کے چند ہی لمحے بعد مریض کو برتن کے مرکز میں عجیب وغریب نظارے روبرو ہوں گے جن کے دوران ایسا معلوم ہوگا کہ اس کے سامنے ایک بہت بڑا قلعہ نما دربار شاہی کا نظارہ موجود ہے جس میں حیرت انگیز مخلوق کا ایک جہان آباد ہے۔ اس دربار میں زر وجواہر سے مرصع ایک تخت آراستہ نظر آتا ہے۔ جس پر ایک بارعب روحانی بزرگ موجود ہے۔ جب عامل کے دریافت کرنے پر مریض اس منظر کے دکھائی دینے کا ذکر کرے تو عامل اسے فوراً حکم دے کہ وہ اس تخت نشین بزرگ کو سلام و آداب بجالا کر اپنے مرض کی حقیقت کے بارے جو کچھ دریافت کرنا اور مشاہدہ کرنا ہو دریافت کرے۔ مریض کے دریافت کرنے پر اس حاضر روحانی ہستی کے حکم سے مریض پر وارد آسیب وجن یا ارواح خبیثہ میں سے جو کچھ بھی ہوگا اس کے سامنے حاضر ہو جائے گا اس وقت ضروری ہوتا ہے کہ مریض کسی بھی قسم کا کوئی خوف وخطر دل میں لائے بغیر مکمل معلومات حاصل کرے۔ اس عمل میں نہ صرف مریض ہی اپنے مرض کو مشاہدہ کر سکتا ہے بلکہ حاضرین مجلس میں سے بھی ہر شخص اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اس روحانی وطلسماتی علم کی مدد سے مریض کے مرض کی تشخیص ومشاہدہ کی صورت تو ممکن ہے لیکن مریض پر مسلط آسیب وجن کے خلل واثرات کا علاج کسی بھی صورت ممکن نہیں ہوتا اس لئے عامل کے لئے ضروری ہے کہ دوران عمل مریض کی حقیقت مرض اور مشاہدہ مرض کے حالات واسباب کے بارے سوالات کی دریافت تک ہی رہے علاج کی بابت کسی قسم کا کوئی سوال نہ کیا جائے۔ اس محیر العقول عمل کو عامل جب تک چاہے جاری رکھ سکتا ہے اور جب تمام تر معلومات اور جو کچھ مریض اور حاضرین مجلس کو دیکھنا یا دریافت کرنا مطلوب ہو اپنی آنکھوں سے معائنہ کر لیں اور اپنے کانوں بغور سن لیں تو عامل عمل کا جاپ کرنا ترک کر دے۔ مریض اور اہل مجلس کی نظروں سے منظر اسی وقت غائب ہو جائے گا۔ اس عمل کا میں نے بارہا تجربہ کیا ہے اور حرف بحرف درست پایا ہے۔ ایک مدت کے بعد برائے استفادہ شائقین علوم مخفیہ اس عمل کو سپرد قلم کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں خدا کرے اہل فن حضرات اس علم کی تسخیر کر کے اس عمل روحانی و طلسماتی کی برکات وعجائبات سے مستفید ومستفیض ہو سکیں۔ ابو الفضل احمد ابن حسین بدیع الزماں قبطی صاحب عیون السحر اس عمل کی تسخیر کی ترکیب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ اس عمل کا عامل بننے کے لئے چالیس یوم تک ترک حیوانات جلالی وجمالی کے ساتھ عبارت متذکرۃ الصدر کو ایک لاکھ پچیس ہزار کی تعداد کے مطابق پڑھنا شرط لازم ہے زکوٰۃ پوری ہو چکے تو بھی عمل کو قابو میں رکھنے کیلئے ہر روز ایک سو پچیس دفعہ بلاناغہ پڑھتے رہنا ضروری ہوتا ہے۔

۴۔ مریض کے حالات کی دریافت کے لئے

عیون السحر میں مریض کے حالات کی تشخیص کے متعلق حکیم قبطی کا

ایک مجرب عمل یوں لکھا ہے۔ تحریر ہے کہ جس مریض کے بابت یہ معلوم کرنا ہو کہ وہ جس مرض کا شکار ہے کیا اسے اس مرض سے چھٹکارا نصیب ہوسکے گا یا نہیں یا یہ کہ مرض طوالت پکڑے گا یا جلد اچھا ہو جائیگا۔ تو اس دریافت کے لئے ذیل کے طلسمات کو ایک بیضہ مرغ پر لکھیں اور رات کو پوشیدہ طور پر مریض کے سرہانے رکھ دیں۔ صبح کے وقت نکال کر دیکھیں گے تو انڈے کا سیاہ رنگ پڑ چکا ہوگا یا سرخ یا پھر بالکل اصلی حالت ورنگت پر ہی ہوگا۔ انڈے کا سیاہ ہو جانا مریض کی ہلاکت کی علامت ہے۔ سرخ رنگ مرض کے طوالت کی دلیل ہے جبکہ کسی قسم کے تغیر کا رونما نہ ہونا اس بات کی نشانی ہے کہ مریض انشاء اللہ جلد صحتیاب ہو جائے گا۔ طلسمات یہ ہیں۔

اراج ساطا سا مادا حبایا صدعارقاطا ادبایا احددھا سالالیع اکادیا شعا ٥

۵۔ تشخیص سحر و جادو کے لئے

ھا ما سھروس ھا حروس یعدوس ھا سرتلوس دیوس عطروسا ھاعطا ھوش رفقیطا ارکاض أصباباؤث کیلتا عزبا القاصف سحابا الحقا سکسبک قرطشان طلوشاھذا لساعة السحر ھیوبا العجل لغیشی لعط یصا من ھیا مروح ھا ھمطا ھمطارتقوش نطاف طائف من ربك وھم نائمون ٥

ہرن یا سیاہ بلی کے دباغت شدہ چمڑے پر اسمائے متذکرہ لکھیں اور اس کے نیچے مریض اور اس کی ماں کا نام تحریر کریں۔ اس چمڑے کو مریض کے سر پر باندھ دیں تو وہ سحور ہونے کی صورت میں اپنے مرض کی تمام حقیقت خود بخود بیان کر ڈالے گا اور ہوش میں ہوتے ہوئے بھی خود معلوم نہ کرسکے گا کہ وہ کیا بتا چکا ہے۔ صاحب عیون السحر اس عمل کو مجرب الجرب لکھتے ہیں اور علامہ سباعی صاحب العجائب والغرائب نے بھی بڑی تعریف کے ساتھ اس عمل کو علمائے طلسمات وروحانیات کے ایک مستند مجرب عمل کے طور پر بیان کیا ہے یہ عمل آزمودہ ہے۔

۶۔ تشخیص سحر کا طلسماتی عمل

اسمائے ذیل کو پانی پر پڑھ کر سحر زدہ مریض کو پلائیں اس کے فوراً بعد [ایک] صاف اور عمدہ قسم کا آئینہ مریض کے سامنے کر دیں اور اسے آئینہ میں [اپن]ا چہرہ دیکھنے کے لئے کہیں مریض پر سحر و جادو کا عمل ہونے کی صورت میں [مر]یض کو آئینہ میں اپنا چہرہ ظاہری صورت کی بجائے حبشی انسان کے چہرہ کی [طر]ح مسخ و مکروح اور سیاہ رنگ کا خوفناک دکھائی دے گا جس سے مریض خوف کھائے گا اور ایک دفعہ آئینہ میں اپنی شکل و صورت کو اس طرح کریہہ المنظر دیکھ کر دوبارہ آئینہ میں نہیں دیکھ سکے گا بارہا اس عمل کا میں نے تجربہ کیا ہے۔ اسماء یہ ہیں۔

كَمَا صَنُوْصِيَا عَوْطَل طَلَا عَطَا عَفْطَا صَنا طَا طَاغَطَا عَثُوْثَا حُرْمُتَا مُكِبًا صِيْرًا هَيَا مَرُوْ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَوَجوهٌ يَوْمَئِذٍ غَابِرَةٌ وَارْقِدُوا تَامَةً حَصَا صَيْحَنَا رَيَا شَيْفَا عَقْبَا خَرَجَا اَمْلَخَتَا تَمْلِيْخَتَا اَمَالَهُ بِحَقِّ هٰذَا لأَسْمَاءِ مِنَ السِّحْرِ اَنُوكَلُ يَا عَبْدَ النَّارِ حَرِّقْ وَجُوهَكَ وَالنَّوَا صِيْكَ وَالاَقْدَام مُحَارِ قَا صَنْطَا صُوصَرِيَا بِمَا عِمَا خَوَا طِغْتَا شَالِهَا ٥

۷۔ سحر و جادو کی تشخیص

علمائے علوم روحانیات و مخفیات کے نزدیک ایسے پوشیدہ پیچیدہ خطرناک حالات مرض کا مریض جس کے مرض کی اس کے جسم میں ظاہری طور پر کچھ بھی علامات نظر نہ آتی ہوں اور علاج معالجہ کے باوجود مرض میں شدت پیدا ہوتی جاری ہو اور کسی بھی صورت نجات ممکن نظر نہ آتی ہو بلکہ انجام کار وہ مرض جان لیوا ثابت ہونے لگے تو پھر بلاشک وشبہ یہ جان لینا ضروری ہو جاتا ہے کہ اس مریض کے مرض کی درست تشخیص نہیں ہوسکی اور یہ کہ مریض کے مرض کا سبب قدرتی و جسمانی نہیں ہے بلکہ یقینی طور پر سحری دسفلی ہے ایسے مریض پر سحر و جادو کا اثر معلوم کرنے کا ایک کامیاب طریقہ تشخیص ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ تشخیص کے اس عمل کے لئے عامل ذیل کے کلمات طلسمات کو ایک سو بار تلاوت کر کے مریض کو دم کرے اور اس کے ساتھ ہی اس کے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو پکڑ کر کاغذ پر لگائے اس کے بعد انگوٹھے کو اٹھا کر دیکھے۔ مریض پر سحر و جادو کے اثرات ہونے کی صورت میں بحکم خدا مریض کے انگوٹھے کے نشان پر تازہ اور سرخ رنگ کا انسانی خون کا دھبہ نمودار ہو جائیگا جبکہ انگوٹھے کی جلد بالکل صاف ہوگی۔ عامل جتنی بار اس عمل کو بجالائے گا۔ ہر بار انگوٹھے کے نشان پر خون کا دھبہ واضح طور پر ابھرا ہوا نظر آئے گا۔ یہ عمل نہایت مجرب ہے لیکن بطور تماشہ اس عمل کے بجالانے کی سخت ممانعت کی گئی ہے کیونکہ اس طرح عمل کی قوت و تاثیر ختم ہو جاتی ہے۔ کلمات طلسمات ملاحظہ ہوں۔

وَنَادُوْايَا اَيُّهَا السِّرُّوَالسَّاحِرَةُ مِنَ الدَّعَوَاتِ وَالنُّشْرَاتِ مَا كُنُوْنَ اِمْكَنَا يَا فَرْخَسٌ وَيَا شَيْفَ هَلْفَتُ حَامِلُ هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ جَمِيعِ الاَحْوَالِ وَالعُقُوبَاتِ مَاتَرَىٰ لِهَيْبَةِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ عَلَى الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ مَلْعُوْنَا مَذْحُورًا يَا كَفْيَا نِيْلُ طَامِرًا وَيَاطَيْنَا ئِيْلُ

تَفُوشنَا مَاأستَطَاعُوا لَهُ اِفْسِ أفسنَا نَفسنَا نَافسنَا وَمَاهِيا نَفُوثَا جَمِيْعُ الأَرْوَاحِ المَتُوذِيْدِ وَالقِرآنِ السُوءِ وَجَنُودِ اِبلِيسِ كُلُّهُم فِى النَّارِ ابدًا.

۸۔ سحروآسیب کی تشخیص کے لئے

تشخیص سحر و آسیب کے سلسلے کے عملیات میں سے صاحب عیون السحر کا ایک مجرب الجرب عمل ملاحظہ ہو۔ ترکیب عمل میں تحریر ہے کہ عامل ذیل کے اسمائے طلسمات کو سات بار پڑھ کر مریض پر دم کرے اگر اس عمل کے نتیجہ میں عمل کے ایک ہفتہ کے دوران اس مریض کا مرض پہلے کی نسبت زیادہ شدت اختیار کر جائے تو یہ بات مریض پر آسیبی و جناتی اثرات کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر مرض میں کمی واقع ہو جائے تو جادو و سحر کے غلبہ کی علامت خیال کی جاتی ہے اور اگر بدستور مرض اپنی حالت پر برقرار رہے تو یہ مرض کے جسمانی و قدرتی ہونے کو واضح کرتا ہے۔ اسمائے طلسمات حسب ذیل ہیں۔

اَحْرَطًا اَجْهَزطًا اَحمَرَطًا سَوْطًا هَيًا مَوْهًا طِيًا سَوْطَيلاً مَوْطَيلاً عَسنقًا طَسنقًا عَسَمًا طَسَمًا جَامِعًا عِبَاعدًا سَلُونِى وَاعِيًا حَافِظًا مِنَ البَلِيَّاتِ وَالسَاحِرةِ قَاهِرًا لاَ يُطَاقًا صَفًا صَفًا.

۹۔ آسیب وجن کی حاضری بلانا

علوم مخفیہ وروحانیہ کے عامل وکامل ماہرین حضرات سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ آسیب وجن اور ارواح خبیثہ کے اثرات کے زیر اثر مریض کی تشخیص تو ممکن ہی ہوتی ہے لیکن مریض کے روحانی علاج کے لئے مریض پر مسلط اس کے آسیب وجن کی حاضری بلانا سخت دشوار ہو جاتا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایسے مریض کے علاج معالجہ کے لئے جب بھی کسی عامل کو بلایا جاتا ہے تو اس پر وارد آسیب وجن عارضی طور پر مریض کا جسم چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور جب عامل ایسی حالت میں کہ اس کے لئے مریض کے آسیب وجن کی حاضری بلانا ناممکن ہو جاتا ہے مایوس ہو کر ناکام و نامراد واپس چلا جاتا ہے.. تو مریض کا وقتی طور پر پیچھا چھوڑ کر چلے جانے والا آسیب وجن دوبارہ مریض پر وارد ہو جاتا ہے اور مریض کو اس کے علاج معالجہ کے جرم کی پاداش میں پہلے کی نسبت زیادہ تکلیف دیتا اور ہر وقت تنگ کرنا شروع کر دیتا ہے اس قسم کی خوفناک وکرب انگیز صورت حال کے شکار اکثر مریض چاروں طرف سے مایوس ہو کر اپنے آپ کو اپنی پہلے سے موجودہ تکلیف دہ حالت پر چھوڑ دینے کو اپنے لئے بہترین علاج خیال کرنے لگتے ہیں اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ایسے مریض پر مسلط ارواح خبیثہ جنات وشیاطین اکثر مریض پر حاضر ہو کر اس کے عزیز واقارب سے مختلف قسم کی باتیں بھی کرتے رہتے ہیں جن میں زیادہ تر وہ مریض اور اس کے اہل خانہ کو مریض کے روحانی علاج سے باز رہنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں چنانچہ مریض کے ساتھ اس کے لواحقین بھی مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہ دیکھتے اور سمجھتے ہوئے حالات سے سمجھوتہ کر لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اس طرح کسی حقیقی ماہر وعامل وکامل کی طرف سے ایسے مریض کے کامیاب علاج کے نہ ہونے کے سبب مریض کے مرض میں دن بدن شدت پیدا ہوتی جاتی ہے اور انجام کار وہ مریض ایک دن آسیبی وجناتی خلل واثرات کے باعث لقمۂ اجل بن جاتا ہے۔ علمائے طلسمات وروحانیات کے نزدیک متذکرہ بالا صورت حال کے شکار آسیب زدہ مریض پر اس کے آسیب وجن کی حاضری بلانی مشکل تو ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے چنانچہ کتب عملیات میں اس قسم کے خبیث وشیطانی آسیب وجنات کی حاضری کے لئے بے شمار اعمال کا ایک عظیم ذخیرہ پایا جاتا ہے لیکن ان عملیات میں سے اکثر عملیات مہمات عظیم پر مشتمل ہیں جن پر عمل پیرا ہونا انتہائی مشکل ہے۔ وہ اعمال جو سہل الحصول اور کامیاب وبے خطا شمار کئے جاتے ہیں ان میں چند ایک کے متعلق میں نے خود تجربہ کیا ہے اور انہیں صحیح پایا ہے میرے نزدیک میرے تجربات اور شواہدات کی بناء پر عمل مندرجہ ذیل انتہائی کامیاب وبے خطا اور تیر بہدف اثرات کا مالک ہے۔ عمل کے لئے کسی قسم کے چلہ یا وظیفہ کی بھی کوئی پابندی موجود نہیں ہے چنانچہ جب ایسے مریض پر وارد آسیب وجن کے علاج کی غرض سے ایسے مریض کے جسم پر حاضری بلانا مقصود ہو تو عامل بول شتر اعرابی پر ذیل کے کلمات طلسمات وروحانیات ایک سو ایک بار پڑھ کر دم کرے اور مریض کو پلا دے۔ بول کے مریض کے حلق سے نیچے اترتے ہی اس پر مسلط آسیب وجن یا ارواح خبیثہ میں سے جو کچھ بھی ہوگا فوراً مریض کے جسم پر حاضر ہو جائے گا۔ کلمات طلسمات یہ ہیں۔

عَزَمْتُ عَلَيكُمْ يَاأَيُهَا الأَرْوَاحُ العَالِيَاتُ الطَّاهِرَاتُ الزَّاكِيَاتُ وَيَا مَلاَئِكَةُ رَبُّ العِزَّتِ الَّذِى لا الهٰ اِلاَّ هُوَالمَقَلِبُ القُلُوبِ وَالاَ بَصَارِ اَقسَمْتُ عَلَيْكُمْ يَا نَلسَغضَئِيلُ وَ تَصَشَئِيلُ وَيَا خَمَتَعْشَيلُ وَيَا هَجَهَجَائِيلُ بِاللهِ وَبِاسِمِ اللهِ المَذكُورِ المَذبُورِ فِى اللَّوحِ المَسْطُورِ اَنْ تَامِرُوا الجَمِيْعِ خَيْلِكُم وَاَتْبَاعِهِمُ وَاَعوَانِكُم وَهُمْ جَنَهَلَجَهُوشِ وَسَهَغَسَقَهُوشِ وَعَوَشَتَمهُوشِ وَصَخَشَهُوشِ بَاطَاعَتِى وَاَنجَاحِ حَاجَتِى يَا اَيُهَا المَلاَئِكَةُ أقسَمْتُ عَلَيكُمْ وَبِحَقِّ اللهِ الوَدُوْدُ المُقَدِسُ المُطَهِرُ الطَهُورِ القُدُوسِ وَ بِحَقِ بِهَذِهِ الاسَمِ الأَعظَمِ يَا نَلسَغَقِيلُ وَيَا

تَغْشَتِيلُ وَيَا خَمتَعَيسَلُ وَيَا هَجهَجَائِيلُ سَمِيْعاً مَطِيْعًا مَعَ الاعْوَانِ وَاِنْ لَم تَجِيبُوانِى فسَلّطَ اللّهُ عَلَيكُمْ مَلاَئِكَةٌ بِاَ يَدِيْهِمْ شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَيَضرِبُونُ وَجُوهَكُم وَاِنْ أجِبتُمْ لِى فَبَشَرَكُمُ اللّهُ يَومَ القيَامَةِ الّتِى تُوعَدُونَ بَارَكَ اللّهُ عَلَيكُمْ بِحَقِّ هٰذِهِ الكَلاَمِ يَومَ يُنَادِى المُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ أجِيبُوانِى يَاَيُّهَا الارْوَاحُ العَالِيَاتُ الطَاهِرَاتُ فِى الجَاحِ حَاجَتِّى وَتَبلِيغُ مُرَادِى مِنَ اللّهِ تَعَالٰى وَرَحَكُمُ اللّهُ رَبُّ العَالَمِين۔

مریض پر آسیب وجن کی حاضری کے وقت مریض کے جسم میں ایک لرزہ سا طاری ہو جائے گا پاؤں مڑ کر ٹیڑھے ہو جائیں گے منہ سے کف جاری ہو جائے گا۔ آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ اور سر سے پاؤں تک جسم کے تمام بال کانٹوں کی طرح سیدھے کھڑے ہو جائیں گے۔ ایسا آسیب زدہ مریض حاضری آسیب کے وقت پلک جھپکائے بغیر چاروں طرف دیکھتا رہتا ہے۔ عامل مریض پر اس کیفیت کے طاری ہونے اور حاضری آسیب وجن کے باوجود مریض کی طرف توجہ دیئے بغیر کلمات طلسمات وروحانیات کا ورد کرتا رہے یہاں تک کہ جب مریض پر حاضر ہونے والا آسیب وجن خود چیخ پکار کر کے دریافت کرے کہ اسے بری طرح اور شدید عذاب میں گرفتار کر کے کیوں بلایا گیا ہے تو عامل عمل کا ورد جاری رکھتے ہوئے سایہ وآسیب کو ہمیشہ کے لئے مریض کا جسم چھوڑ دینے کا حکم کرے۔ بحکم خدا مریض کا آسیب وجن خواہ کس قدر طاقت ور کیوں نہ ہو فوراً اس کا جسم چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفع ہو جائے گا اور اگر عامل کا حکم بجالانے میں کسی قسم کی تاخیر سے کام لے گا تو چشم زدن میں عمل کی برکت وقوت سے جل کر بھسم ہو جائے گا۔

۱۰۔ آسیب وجن کی حاضرات کیلئے

کتب طلسمات وروحانیات میں علمائے فن نے آسیب وجن کی تشخیص اور اس کے علاج کے سلسلے کے تمام تر عملیات کو دو طرح کے اعمال میں تقسیم کر کے بیان کیا ہے پہلی قسم کے عملیات تشخیص وعلاج کی تقسیم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف حقائق ونتائج کے حامل ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے اعمال تشخیص وعلاج کے ہر دو مقاصد ومطالب کے لیئے یکساں طور پر مفید ثابت ہوتے ہے ذیل میں تشخیص وعلاج کے اسرار ورموز پر مشتمل ایک نہایت مجرب وآزمودہ عمل کو درج کیا جاتا ہے جس کی ترکیب کے مطابق عامل ذیل کی طلسماتی عبارت کو کاغذ پر لکھ کر کپاس کی بنی روئی میں لپیٹ کر اس کی بتی بنائے اور تانبے کے چراغ میں دہن بلا درو بلسان ڈال کر جس مریض کے مرض کی تشخیص اور اس کا علاج کرنا ہو اس کے سامنے روشن کرے عامل مریض کو چراغ کی لو میں دیکھنے کا حکم دے اور خود عزیمت عمل کو کامل اعتماد اور یکسوئی کے ساتھ تلاوت کر کے پھونکتا جائے چند ہی لمحے بعد مریض پر آسیبی وجناتی اثرات کا غلبہ ہونے کی صورت میں مریض کو فلیتہ میں ایک وسیع وعریض قسم کا میدان سا نظر آنے لگتا ہے۔ جب میدان نظر آئے تو عامل کو حکم دے کہ وہ خاکروب کو طلب کرے عامل کے ایسا حکم کرنے پر مریض کو معلوم ہو گا کہ خاکروب میدان صاف کر رہا ہے اس کے بعد مریض کو میدان میں فرش آراستہ نظر آئے گا جب فرش پر تخت لگا دیا جائے تو عامل مریض کو کہے کہ وہ بادشاہ جنات کو حاضر ہونے کا حکم دے مریض کے حکم کرنے پر تخت پر ایک روحانی بزرگ جلوہ افروز ہو جاتے ہیں اس وقت ضروری ہوتا ہے کہ مریض اس حاضر بزرگ کو نہایت خلوص ومحبت سے سلام وآداب پیش کرے اور اس کے بعد آسیبی وجناتی خلل واثرات کے سبب پیدا ہونے والی اپنی تکلیف کا ذکر کرے جس پر بادشاہ جنات کے حکم کرنے پر میدان میں گھوڑ سواری کا ایک لشکر نمودار ہو جاتا ہے جو آن واحد میں مریض پر مسلط اس کے آسیب وجن کو پکڑ کر شاہ جنات کے روبرو حاضر کر دیتے ہیں۔ اس وقت مریض کو چراغ کے روشن فتیلہ میں آگ کا ایک الاؤ جلتا ہوا نظر آتا ہے اور اس کے ساتھ شاہ جنات کے حکم سے مریض پروار اس کے آسیب وجن کو جلا کر خاک کر دیا جاتا ہے وار اس کے ساتھ ہی چراغ کے فتیلہ سے نظر آنے والا یہ عجیب وغریب منظر مریض کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے عزیمت عمل یہ ہے۔

یَا صَنَا سَوْلاً صَالَوْسَنَا یَا هَوْ سَوْصَاً صَوْدَافِعًا عَلَیْقَا مَلَیْقَا طَلَیْقَا یَا صَوَادَوْاَسَوْسَاعَتًا اَلوَاحَا یَدْبَوحَا یَدْحَوْحَا یَابَدَوْحَا۔

عمل متذکرہ بالا کو شرائط معینہ ومقررہ کے مطابق عروج ماہ سے شروع کر کے سوا لاکھ مرتبہ پڑھ کر سِدھ کریں عامل ہو جائیں گے۔

۱۱۔ انتقال آسیب کا عجیب وغریب طلسماتی عمل

انتقال آسیب کے عمل سے مراد ایسا عمل ہے جس میں آسیب زدہ مریض کے آسیب وجن کو کسی دوسرے تندرست شخص کی طرف منتقل کر کے مریض کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس طریق علاج کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب عامل کا واسطہ کسی ایسے سالہا سال کے لاعلاج آسیب زدہ مریض سے پڑ جائے جس کے علاج کے لئے روحانی وسفلی کسی بھی قسم کا کوئی بھی عمل کارگر ثابت نہ ہوتا ہو بلکہ وہ مریض خطرناک اور مہلک قسم کے آسیبی وجناتی

اثرات کے ہاتھوں لاغر و کمزور ہو کر ہلاکت کے قریب پہنچ چکا ہو۔ اس قسم کے مریض پر مسلط آسیب و جن کو عمل کی قوت سے مریض پر حاضر کر کے اس کا علاج کرنا اکثر سخت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے، کیونکہ ایسے مریض کا آسیب و جن مریض کو چھوڑ کر چلے جانے کی بجائے اپنی خباثت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مریض کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ عیون السحر میں انتقال آسیب کے جن اعمال کا ذکر تحریر ہے ان میں سے ذیل کے عمل کو حکیم قبطی نے بڑی تفصیل سے قلمبند کیا ہے۔ ترکیب اس عمل کی یہ ہے کہ مریض کا ایسا قریبی عزیز، رشتہ دار یا اعتمادی قسم کا دوست جو عارضی طور پر مریض کے آسیبی و جناتی اثرات کو اپنے جسم پر برداشت کر لینے کی ہمت و قوت کا مالک ہو اور اس سلسلے میں ہر قسم کی تکلیف کا بخوشی مقابلہ کرنے کا عزم رکھتا ہوئے مریض کی آمد پر رضامند ہو جائے تو عامل خدا کا نام لے کر عمل کا آغاز کر دے اور مریض کے جس اعتمادی شخص پر اس عمل کو بجالانا چاہے اس کا جسم اور کپڑے پاک وصاف اور خوشبو دار ہوں۔ عامل اس شخص کو حکم دے کہ وہ مریض کے مرض کو اپنی طرف منتقل کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے مریض کے چاروں طرف مسلسل سات چکر لگائے اس کے بعد مریض اپنی چارپائی پر دراز ہو جائے اور مریض بھی اس ارادہ سے کہ میں اپنا مرض اس مددگار شخص کے سپرد کرتا ہوں اس کی چارپائی کے چاروں طرف سات چکر لگائے۔ اس عمل کے بعد مریض کا مددگار شخص اپنے اردہ کو برقرار رکھتے ہوئے مریض کے بستر پر آنکھیں بند کئے لیٹا رہے اور مریض اپنے اردہ پر قائم اس کے سرہانے آنکھیں بند کئے کھڑا رہے اس وقت عامل کلماتِ ذیل کا ورد کرنا شروع کر دے۔ کلمات یہ ہیں۔

أجِيبُوا أيُّهَا المَلَكَانِ المُوكلانِ بيَمِين هَذالشَّخصِ وَشمَالِه أنتُمَا أعْلَمُ بحَالِه اِنْ كَانَ طَاهِرٌ أوْ نَظِيفًا اِرْمُوهُ مِنْ غَيرِ أذِيَّةٍ وَلاَ أنْزِعَاجٍ بِحَقِّ اللهُ الَّذِی خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالارْضِ القديم اِلىٰ اِبرَاهِيمُ الخَلِيْلُ وَمُوسىٰ الكَلِيمِ وَمُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ وَعَلىٍّ سَيِّدُ ؟ سِيِّنَ بَيِّنُوا طَهَارَتَهُ وَارْمُوهُ بِحَقِّ اتبَ أجِب أيُّهَا الخَادِمُ وَارْمَهُ مِنْ غَيرِ أذِيَّةٍ وَلاَ أنْزِعَاجٍ شَنيهُوبِ طَاطُوبِ الاعْظَمْ سُلْطَانَ اللهِ أحْرَقَ مَنْ عَصَى اللهُ وَ تَجبرُ علىٰ أسَاءَةِ مَنْ لاَ يَجُبْ وَاعِیَ اللهُ عَجِّل بَارَكَ اللهُ فِيكَ أرْمَهُ اِلىٰ خَلْفِه بَاشِ بَرْشِ تَرشِ شَلْمِيخَ أبْلِيخَ أمْلِيخَ هَيَا عَجِّل أسرَعِ وَارْمَهُ اِلىٰ خَلْفِه مِنْ غَيرِ أذِيَّةٍ وَلاَ أنْزِعَاجِ ألوَحَا بِشَقيقِ بَلْ قَبِيْلُ يَغنِى الأنْفسِ اِنَّهُ مِنْ سُلَيمَانَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ألاَّ تَعلُوا عَلَىَّ وَأتُونِى مُسلِمِيْنَ وَارْمَهُ مِنْ غَيرِ أذِيَّةٍ وَلاَ أنْزِعَاجٍ السَاعَة۔

عامل کلمات عمل کا ورد کرتے ہوئے مریض اور اس کے مددگار شخص پر پھونکتا جائے عمل کی قوت سے مریض کا اعتمادی شخص اس کے بستر پر لیٹا ہوا اچانک خوفزدہ ہو کر خوفناک چیخ پکار کرتے ہوئے چارپائی سے نیچے کود جانے کی کوشش کرے گا لیکن اس کے لئے ایسا کرنا ناممکن ہی رہے گا کیونکہ اس وقت اس کی تمام جسمانی قوتیں معطل ہو جائیں گی اور وہ تھوڑی دیر تک چیخنے چلانے کے بعد بے ہوش ہو جائے گا کہ اسے اپنے ماحول کی کچھ خبر تک نہ رہے گی۔ جب مریض کے اعتمادی شخص پر یہ حالت طاری ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مریض کا آسیب و جن مریض کا جسم چھوڑ کر اس شخص پر مسلط ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس شخص کے سرہانے کھڑے ہوئے مریض کی خود بخود آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ اپنے آپ خود کو اس طرح پر معلوم کریگا کہ جیسے اس پر کبھی بھی کسی قسم کا کوئی اثر نہیں رہا تھا بلکہ وہ ہمیشہ سے تندرست تھا۔ اس عمل کے وقت موجود ہر شخص عمل کی واقعیت اور افادیت کا مظاہرہ دیکھ کر نہ صرف خوفزدہ ہو جائے گا بلکہ حیران بھی ہو جائے گا کہ کس طرح دیکھتے ہی دیکھتے مریض شفایاب اور صحت مند مریض بن گیا ہے۔ عامل اس وقت کسی بھی قسم کا کوئی خوف و خطر دل میں نہ لائے بلکہ مریض کے مددگار شخص کا حصار باندھے اور اس پر مسلط ہونے والے آسیب و جن کو بلانے کے لئے یہ کلمات بلند آواز کے ساتھ پڑھنا شروع کر دے۔ آسیب و جن عامل سے بات چیت کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ کلمات یہ ہیں۔

وَتَكَلَّمْ بِالَّذِی أنطَقَ النَّمْلَةُ لِسُلَيمَانْ اِبنِ دَاؤدَ عَلَيهِمَا السَّلاَم فَقَالَتْ يَاأيُّهَا انمَلُ الأدْخِلُ مَسَاكِنَكُم لاَ يحيطَمَنَّكُم سُلَيمَانَ وَجَنُودَهُ وَهُمْ لاَ يَشْعُرُوْنَ أنطِقَ وَتَكَلَّمْ بِالَّذِیْ أنطقَ عِيسىٰ ابْنُ مَرْيَمَ فِی المَهدِ صَبِيًّا أنْطِقْ وَ وَتَكَلَّمْ يَاشَمْخٌ شَمَاخٌ مِنْ اللهِ تَعَالىٰ علىٰ كُلِّ بَرَاخٍ تَكَلَّمْ يَا هَيَاشٌ هَيَشِ هَيطُوا شَلشٌ أرْنُوشِ شَلَمَشٌ شَمَلَهَا طَهَاشَاهُ۔

جس وقت آسیب و جن عامل سے مخاطب ہو تو عامل اسے حکم دے کہ جس طرح اس نے اپنے حقیقی مریض کا جسم چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح اس مریض کے مددگار شخص کے بھی جسم کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے چلا جائے۔ اگر آسیب و جن عامل کا حکم بجالانے کا وعدہ کرے تو بہتر ورنہ انکار کی صورت میں عالم متذکرۃ الصدر کلمات عمل کو کاغذ پر تحریر کر کے اس کی بتی بنائے اور آسیب زدہ مریض کی ناک میں اسکی دھونی دے۔ بفضلہ تعالیٰ دھونی کے دیتے ہی آسیب و جن پکار اٹھے گا کہ میں جل گیا بھسم ہو گیا خدا کے لئے مجھے چلے جانے کی اجازت دے دی جائے۔ میں حضرت سلیمانؑ پیغمبر کی نبوت کی

عظمت کی قسم کھا کر اس بات کا پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ اب قیامت تک کے لئے بھی اس مریض کی طرف دوبارہ پلٹ کر نہیں آؤں گا۔ اس وقت عامل اپنے عمل کو ترک کر دے اور آسیب و جن سے اس کے چلے جانے کی نشانی طلب کرے۔ چنانچہ اس وقت عامل جو بھی نشانی طلب کرے گا۔ آسیب اس نشانی کے ظاہر کرنے کا پابند ہوگا۔ بہتر ہے کہ عامل مٹی کے ایک کورے چراغ میں سرسوں کا تیل ڈال کر بتی جلائے اور پھر اسے کچھ دیر جلنے کے بعد کسی بلند جگہ پر رکھ دے اور آسیب کو حکم دے کہ وہ مریض کا جسم چھوڑتے ہوئے روشن چراغ کو ایک مرتبہ گل کر کے دوبارہ روشن کرے اور اس کے بعد چلا جائے۔ اس وقت یہ عجیب تماشا دیکھنے میں آئے گا۔ عامل کا روشن کیا ہوا چراغ بجھ جائے گا اور پھر دوبارہ خود بخود ہی جل اٹھے گا آسیب جن عامل کا حکم بجالانے کے بعد مریض کے اعتمادی شخص کا جسم چھوڑ کر جیسے ہی علیحدہ ہوتا ہے تو وہ شخص اسی وقت ہی چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور کچھ دیر پہلے جو شخص سخت قسم کا لاغر، کمزور اور خوفناک قسم کی صورت حال سے دوچار تھا بالکل ہشاش وبشاش ہو جاتا ہے میرا ذاتی طور پر آزمودہ مجرب ولاثانی ہے۔

۱۲۔ آسیب و جن کی تصویر اتارنا

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ اپریل ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے کہ سانده کلاں لاہور کے علاقہ سے ایک مریض تشخیص و علاج کے لئے میرے پاس لایا گیا۔ ظاہری طور پر تو وہ مریض پاگل و مجنوں دکھائی دیتا تھا لیکن جب میں نے اپنے عمل روحانی کے ذریعہ پتہ چلایا تو معلوم ہوا کہ مریض کسی بھی قسم کے دماغی عارضہ کا شکار نہیں ہے بلکہ اس کے خلل دماغی اور جنون کا سبب آسیب و جنات کا تسلط ہے۔ مریض کے لواحقین نے میری تجویز کردہ تشخیص کی تصدیق کی اور اس کے ساتھ ہی مریض کے دماغ کی ایک ایکسرے فوٹو کاپی دکھائی جس میں بغور دیکھنے پر مریض کے سر یعنی دماغ کے خلیات میں ایک برہنہ جسم حبشی نما خوفناک بالوں والے سادھو کی تصویر بالکل واضح طور پر نظر آتی تھی۔ میرے علاوہ اس وقت میرے پاس موجود بہت سے دوسرے لوگوں نے بھی اس تصویر کو ملاحظہ کیا جس سے ہر شخص حیران و ششدر ہو گیا۔ میرے دریافت کرنے پر مریض کے لواحقین نے یہ عجیب و غریب کہانی سنائی کہ ہمارا یہ مریض مدت العمر سے اس خوفناک آسیبی و جناتی اثرات کے زیر اثر ہے لیکن معمولی قسم کے علاج معالجہ سے افاقہ نہ ہونے کی بناء پر مریض کے معالجین نے مریض کو دماغی امراض کے ہسپتال میں باقاعدہ داخل کروانے اور اس کے مکمل علاج کے لئے کہا جس پر ابتدائی طور پر مریض کا ایکسرے لیا گیا لیکن جب ایکسرے رپورٹ آئی تو اس میں نتیجہ کے طور پر یہ درج تھا کہ مریض کے دماغ کے اندر ایک عجیب و غریب صورت کے انسان کا ہیولیٰ نظر آتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی بھی اس قسم کا دماغی صدمہ یا عارضہ دکھائی نہیں دیتا۔ شروع میں ایکسرے تصویر میں آنے والی اس فوٹو کو ایکسرے مشین کی فنی خرابی یا پھر دماغی شریانوں کے غیر معمولی طور ایک دوسرے سے چپک جانے کی وجہ سے قدرتی طور پر ایک انسانی شکل کا خاکہ تیار ہو جانے کا نام دے کر اس پر غور نہ کیا گیا اور مریض کے دوبارہ ایکسرے کے لئے کہا گیا۔ دوسری بار بھی ایکسرے تصویر میں وہ پہلے والا ہیولیٰ سا موجود تھا بلکہ پہلے کی نسبت قدرے واضح نظر آنے لگا تھا اس پر مریض کا تیسری بار ایکسرے کیا گیا اور پھر اس کے بعد درجنوں ایکسرے فوٹو اتروائے گئے جس میں ہر ایکسرے تصویر میں انسانی شکل و شباہت کے ایک وحشی کی تصویر موجود تھی۔ اس اپنی قسم کے انوکھے واقعہ کے بعد بھی ڈاکٹر حضرات نے مریض کو دماغی طور پر متاثر قرار دے کر مریض کا دماغی علاج معالجہ جاری رکھا لیکن جب سالہا سال کے علاج کے باوجود بھی مریض کو کچھ افاقہ نہ ہو سکا تو مریض کے جدید طریقۂ علاج کے معالجین کے بورڈ نے انجام کار ہمیں یہ مشورہ دیا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر آپ کسی روحانی عامل سے بھی مریض کے بارے میں مشورہ کر لیں جس پر ہم مریض کے روحانی علاج کے لئے مختلف عاملین حضرات سے علاج کرواتے ہوئے آپ کے پاس بھی حاضر ہوئے ہیں مریض کے لواحقین کی زبانی مریض کی کہانی اور پھر ایکسرے تصویر میں موجود آسیب و جن کی تصویر کا یہ واقعہ میرے لئے بھی بالکل نیا اور حیرت انگیز تھا۔ تاہم میں نے اپنے معمولات کے مطابق ذیل کے طلسماتی عمل کو روزانہ صبح و شام ایک سو ایک دفعہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے مریض کو پلانا شروع کر دیا تو خدائے بزرگ و برتر کی مہربانی سے ایک چلہ کے دوران ہی مریض پر اس بدروح کا اثر جاتا رہا۔ عمل یہ ہے۔

جرْهَاغيَا حَرْغَاجِيَا طوْقَارًا رَاقوْطَا يَاقومَ الجِنِّ وَالشيَاطِيْنِ طلوْطَارًا فَرْجَعًا مَرْجَعًا خَاسِيَا حِيْرًا مَادَامَاسًا خِيْرًا علْعًا مَلْعًا سَرَاهًا مَرَاهًا سلْهَا سَرِيْعًا.

اور وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔ اس مریض کا صحت یابی کے بعد جب دوبارہ دماغی ایکسرے کروایا گیا تو اس ایکسرے تصویر میں سے وہ پہلے والی شکل و صورت غائب ہو چکی تھی اور ایکسرے رپورٹ کے مطابق دماغ بالکل درست اور صحیح حالت میں کام کر رہا تھا۔ تصویر میں کوئی معمولی سا بھی داغ یا دھبہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد تجرباتی طور پر جب بھی میں نے آسیبی و جناتی تسلط کے زیر اثر دوسرے مریضوں پر ان کے متعلقہ جنات و آسیب کی حاضری کے وقت ایکسرے کی بجائے کیمرہ کی مدد سے ان کی تصویریں اتاریں تو ان میں سے ہر ایک مریض کی لی جانے والی تصویر میں اس پر مسلط اشیائے

خبیثہ وارواح شیاطین کی مختلف شکل وصورت کی بھیانک تصویر موجود ہوتی
تھی اور جب مریض کا روحانی علاج کر کے ان ارواح بد کو دفع کر دیا جاتا۔ تو
صحت یابی کے بعد مریض کی اتاری جانے والی تصویر بالکل واضح اور ہر قسم کی
عجیب وغریب اشکال سے پاک ہوتی۔ متذکرہ بالا مریض کے علاج کے بعد جو
حیرت انگیز معلومات اور انکشافات ہوئے ان کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت
کو پہنچ چکی ہے کہ اگر آسیب زدہ مریض پر غلبہ آسیب یا اس کے عمل کی مدد
سے مریض پر بلائی جانے والی حاضری کے وقت تصویر لی جائے خواہ یہ کیمرے
کی مدد سے اتاری جائے یا اس کے بدن کا ایکسرے فوٹو کیا جائے۔ دونوں
صورتوں میں مریض کی تصویر کے ساتھ اس کے ایذا دہندہ جسم کی بھی وہ
جس بھی حالت میں ہو تصویر اتر جاتی ہے عامل حضرات اور اس فن کے
شائقین کو آسیب زدہ مریض کے علاج کے وقت اس عجیب وغریب عمل کے
مشاہدہ کے لئے مریض پر مسلط اس کے آسیب وجن کی تصویر حاصل کر لینا
چاہئے تاکہ روحانی علوم وفنون کے منکرین کو اس فن کی حقانیت وصداقت کا
عملی ثبوت پیش کیا جاسکے۔

۱۳۔ آسیب وجن حاضر کرنے کا عمل

ایسا ہر قسم کا بھوت ولپید یا آسیب وجن جو اپنے زیر اثر مریض پر ا
پنی مرضی سے تو ہر وقت مسلط رہتا ہو لیکن مریض کے روحانی علاج کے لئے
اس کے جسم پر کسی بھی طریقے سے اور کسی بھی عامل وکامل کے عمل سے
حاضر نہ ہوتا ہو تو ایسے آسیب وجن کی حاضری بلانے کا ایک صدری طریقہ جو
مجھے میرے مشفق ومربی والد جناب مرزا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز سے
بطور وراثت کے پہنچا ہے اور جو اب میرے روزانہ کے معمولات میں سے ہے
یہ ہے کہ عامل ایسے آسیب زدہ مریض کے پاس ہر وقت موجود رہے اور اس پر
اس کے معمول کے مطابق آسیب وجن کے خود بخود حاضر ہو جانے کا انتظار
کرے۔ چنانچہ جس وقت بھی اس پر دورہ عود کر آئے اور آسیب مریض پر
آوارد ہو تو عامل اسی وقت ہی ایک لحہ بھی ضائع کئے بغیر مریض کے سر کے
بال اس کی چوٹی سے پکڑ کر کاٹ ڈالے اور اپنے پاس محفوظ رکھے۔ عامل جونہی
ایسا کرے گا آسیب وجن اسی وقت ہی مریض کا جسم چھوڑ کر چلا جائے گا۔
تجربات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اکثر حالتوں میں اس عمل
کے بعد آسیب وجن حیران وپریشان اور قدرتی طور پر خوفزدہ ہو کر مریض کا
ہمیشہ کے لئے پیچھا چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اگر ایسا نہ ہو اور وہ شیطان صفت
آسیب وجن پھر بھی مریض پر مسلط ہی رہے تو اس صورت میں بھی پریشان
ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس عمل کے نتیجہ میں مریض پر مسلط اس
کے آسیب وجن کو حاضر کرنا انتہائی آسان کام ہو جاتا ہے جس کا طریقہ یوں
ہے کہ جب بھی عامل ضرورت علاج اور مختلف معلومات کے لئے مریض کے
آسیب وجن کو حاضر کرنا چاہے تو اس کے لئے عامل ذیل کے کلمات کا سات بار
ورد کر کے مریض کا حصار کرے اور اس کے دورہ کی حالت میں کاٹے جانے
والے بالوں کو کوئلہ پر جلائے مریض پر عامل کی ہزار کوشش کے باوجود بھی
حاضر نہ ہونے والا آسیب وجن چشم زدن میں اپنے زیر اثر مریض پر حاضر
ہو جاتا ہے کلمات عمل یہ ہیں۔

عَزِيْمَةٌ مِنَ اللهِ تَعَالٰى اِلٰى كُلِّ جَانٍ وَجِنِيَّةٍ وَشَيْطَانٍ
وَشَيْطَانَةٍ وَمَارِدٍ وَمَارِدَةٍ وَجُنُوْدُ اَبلِيسِ صَغِيْرِكُم وَكَبِيْرِكُم
اَحْرَارُكُم وَعَبِيْدُكُم ذَكُوْرُكُم وَانَا ثُكُم وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
اَعجَمِيًّا وَفَصِيْحًا اِلاَّ مَا اُجِبْتُم وَاَسرَعْتُم هٰذِهِ السَّاعَةَ
اَحْيَسُوانِي عَلٰى هٰذَا الظَّالِمِ الْمُتَمَدِّ وَعَلٰى هٰذَا الآدمِيِّ
وَاَخبَرْنِى بِخَبَرِهٖ وَاسْمِهٖ وَشَانِهٖ وَرَاهِطِهٖ وَمِنْ اَىِّ الاَجْنَاسِ هُوَ
مِنَ الحَاكِمَ عَلَيْهِ مِنْكُم فَاِنَّ لَنَا وَلَكُم فِى الحَقِّ سَعَةٌ عَجِلُّوا
لاَجلِ الحَقِيقَةِ يَا جَمِيعُ اُمرَآءِ الجِنِّ وَسَادَتِهِم وَجَمِيعُ
الشَّيَاطِيْنَ وَالقَبَائِلَ وَالمُلُوكِ وَالسَّادَاتِ عَجِلُّو بَارَكَ اللهُ فِيْكُم
وَلاَ يَعْصِى بَعْضُكُم بَعْضًا وَيُنْزِلُ كُلٌّ وَاحِدٌ مِنْكُم مَكَانُهٗ وَمَنْ
نُودِىَ مِنْكُمْ بِاسمِهٖ فَلْيَحْضُرْ بِنَفْسِهٖ وَجُنُودِهٖ وَاَعوَانِهٖ اَجِيْبُوا
بِالَّذِى اَنْتُمْ لَهٗ عَبِدُوْنَ كُلُّكُم تَخَافُوْنَ العَذَابَ الاَلِيم فَاذَا اَبَيْتُم وَ
عَصَيْتُم رَجَمْتُم شَبَابٍ ثَاقِبٍ وَشِهَابٍ مُبِين وَشِهَابٌ وَاَصدًا
اَلوحَا قَبلَ نُزُولِ المَلاَئِكَةِ بِالمُحَارِقِ وَالمُحْرِتِ الوحَا قَبلَ اَنْ
يَغضَبَ اللهُ عَلَيْكُم اَحِيْبُو بَارَكَ اللهُ فِيْكُمْ وَعَلَيْكُم وَاَعِيْنُو نِى
عَلٰى هٰذِهِ المُتَحَرِّدِ عَلٰى اللهِ عَزَّوَجَلَّ اَيْنَمَا تَكُوْنُوا يَاتِ بِكُمُ اللهُ
جَمِيْعًا اِنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ وَقِفُوْهُم اِنَّهُم مَسْئُوْلُوْن۔

۱۴۔ آسیب وجن دور کرنے کا عمل

عامل مریض پر آسیب وجن کو حاضر کرنے کے بعد اسے حکم دے کہ وہ
اس مریض کا پیچھا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے چلا جائے۔ اگر آسیب وجن عامل کا
حکم بجالائے تو بہتر ورنہ عامل ذیل کا عمل بجالائے۔ یہ عمل جملہ قسم کے
جنات وشیاطین اور آفات وبلیات کے دفع کرنے کے لئے انتہائی کامیاب وبے
خطا ثابت ہوتا ہے عمل کی ترکیب اس طرح پر ہے کہ عامل کسی کھلے منہ کے
برتن میں پانی ڈال کر برتن کو آگ پر رکھے اور جب پانی خوب گرم ہو جائے تو
بلا خوف وخطر دعوات حیدری کے کلمات تلاوت کرتا ہوا برتن کے کھولتے

ہوئے پانی سے ایک چلو بھر لے کر مریض کے منہ اور اس کے تمام جسم پر اس کے چھینٹے مارے۔ دعوات حیدری کے کلمات حسب ذیل ہیں۔

عَزَمْتُ عَلَيْكُم وَاقسَمْتُ عَلَيْكُمْ يَا مَعْشَرَ الأَرْوَاحِ المَعْلُومَاتِ وَاصْحَابَ الصَلَاحِ وَالرِّمَاحِ المَحْدُوْدَاتِ وَارِكَابَ الرِيَاحِ مِنَ السَمَآءِ إِلىٰ الأَرْضِ وَاصْحَابُ البَرُوقِ وَالقَبُودِ وَاقسَمْتُ عَلَيككُم بِالاسْمِ العَظِيْمِ وَالكَلِمَةُ الكَرِيْمِ مَولانَا وَمَولاَكُمْ أَمِيرُ المُومِنِينَ عَلِىٌّ اِبْنِ أَبِى طَالِبُ اِمَامُ المُتَّقِيْنَ وَفَارِسُ المُجَاهِدِينَ وَلَيْثَ المُوْحِدِّيْنَ وَقَاتِلُ المُشْرِكِيْنَ وَوَصِىِّ رَسُولِ رَبِّ العَالَمِيْنَ عَزَّمتُ عَلَيكَ يَأمَظهَرَ العَجَائِبِ وَمُظهَرَ الغَرَائِبِ بِاسْمِ الذُكُورِ المَذْبُورِ فِى اللَّوحِ المَسْطُورِ وَهِىَ يَا وَلِىُّ يَا اِيلِيسَاه يا عَلِيٌّ فَاغْشِنَا يَا مَولِيْنَا صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلاَمُهُ عَلَيْكَ فِى قَضَاءِ حَاجَاتِنَا وَخَلصنَا مِنْ جَمِيعُ الكُرُبَاتِ وَأَعْصِمْنَا مِنْ جَمِيعُ الافَاتِ وَالبَلِيَّاتِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ خَيلِهِم وَأَتبَاعِهِم وَاعوَانِهِمْ مِنَ الجِنَّةِ وَالنَّاسِ أجمَعِيْنَ وانصُرْنَا يَا نَاصِرَالاَنْبِيَآءِ وَالمُرسَلِيْنَ عَلىٰ تَبلِيغِ مُرَادِنَا وَتَسَخِّرِ لَنَا كُلُّ اَروَاحُ العَالِيَاتُ الطَّاهِرَاتُ الْوَحَا اَلعَجَل بِحَقِ حَقِكَ وَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَبِحَقِ رَبِّكَ رَبُّ العَالَمِيْنَ.

عامل کے اس عمل کو بجالاتے ہی آسیب و جن آہ و بکاء اور فریاد کرنے لگے گا کہ میں جلا میں خاک ہوا۔ مجھے معاف کر دیا جائے۔ عامل آسیب و جن کی اس غوغا آرائی کی طرف کوئی توجہ نہ دے بلکہ اپنا عمل جاری رکھے۔ یہاں تک کہ جب آسیب و جن فریاد کرتا ہوا عامل کے قدموں میں آپڑے اور اس بات کا پختہ وعدہ کرے کہ وہ دوبارہ اب کبھی بھی مریض کے قریب تک نہیں بھٹکے گا تو عامل عمل کو ترک کر دے اور مریض کو حصار سے باہر نکال لائے۔ مریض کے حصار سے باہر آتے ہی آسیب و جن اس کا جسم چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ چنانچہ آسیب کے جاتے ہی مریض غش کھا کر زمین پر گر پڑے گا اور اس کے کچھ دیر بعد اسے خود ہی غش سے افاقہ ہو جائے گا۔ آسیبی تسلط کے ختم ہوتے ہی مریض اپنے آپ کو صحت مند توانا اور تندرست محسوس کرنے لگے گا۔ اس جگہ احتیاط و انتباہ کے طور پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ عمل کے لئے اور عمل کے وقت عامل کے علاوہ جو شخص بھی برتن کے کھولتے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈالے گا۔ اس کا ہاتھ جل اُٹھے گا لیکن عمل کی قوت و برکت سے عامل کو یہ کھولتا اور ابلتا ہوا پانی عام ٹھنڈے پانی کی طرح محسوس ہو گا۔ جبکہ عمل کے بعد عامل بھی اس پانی میں ہاتھ نہیں ڈال سکے گا کیونکہ عمل کی تاثیر کے ختم ہوتے ہی عامل لئے بھی دوسرے لوگوں کی طرح وہ پانی گرم اور جلا دینے والی قوت کا حامل بن جاتا ہے اس لئے عامل بھی سوائے عمل کے ازراہ تماشہ کبھی بھی اس عمل کا مظاہرہ نہ کرے ورنہ نقصان اٹھائے گا اور گرم پانی اسے بھی جلا ڈالے گا۔

۱۵۔ آسیب زدہ مریض کا علاج

حکیم قبطی عیون السحر میں عمل مندرجہ ذیل کو آسیب زدہ مریض کے کامیاب علاج کے لئے اپنا مجرب المجرب عمل بیان کرتے ہیں اس عمل کا دارومدار چند ایک عقاقیر یعنی بوٹیوں اور ادویات سے مرکب درج ذیل نسخہ پر ہے۔

میعہ سائلہ ایک حصہ حلتیت یعنی ہینگ ایک حصہ اسپند یعنی حرمل دو حصہ سداب دو حصہ حنظل یعنی تماں دو حصہ پوست انار دو حصہ تمام ادویات و عقاقیر کو حاصل کر کے کوفتہ بیختہ کر کے سرکہ انگوری میں خوب اچھی طرح گوندھیں اور کسی شیشی میں ڈال کر چالیس روز تک نمناک زمین میں دفن رکھیں پھر نکال کر اس مواد میں تھوم کا پانی شامل کریں اور سب کو یک جان کر کے خوب باریک پیسیں یہاں تک کہ تمام ادویات کا ایک سیال سا روغن تیار ہو جائے اس روغن کو محفوظ کر لیں۔ جب آسیب زدہ مریض کا علاج کرنا ہو تو اس روغن کے چند قطرے مریض کی ناک میں ٹپکا دیں اور قدرے اس کے جسم پر مالش کریں۔ اس طرح تھوڑا سا روغن کاغذ پر مل کر مریض کی ناک میں اسکی دھونی دیں۔ طلسماتی روغن کی تاثیر یہ ہے کہ مریض پر اس روغن کے استعمال کو ایک پل بھی نہیں گزرتا کہ اس پر مسلط آسیب و جن اس کے جسم سے نکل جاتا ہے اور دوبارہ زندگی بھر اس کی طرف کبھی بھی آنے کی جرأت نہیں کرتا۔ آزمودہ ہے۔

۱۶۔ آسیب دفع کرنے کے لئے

میرا خاص خاندانی سینہ کا نسخہ جو کہ میں اصرار کرنے پر بھی کسی کو نہ بتلایا کرتا تھا پیش خدمت ہے۔ نسخہ کو معمولی سمجھ کر آزمانے سے گریز نہ فرمائیں مجرب المجرب ہے۔

سفید کبوتر کا خون، سیاہ بلی کا خون، سفید خرگوش کا خون، سیاہ چمگادڑ کا خون، سفید مرغ کا خون، سیاہ گدھ کا خون، ہر ایک مساوی الوزن لے کر ملائیں پھر زبدالبحر، کبریت، تخم سداب تخم بھنگ، تخم حرمل، تخم بلسان تمام ادویہ کو ہم وزن لے کر پیس لیں۔ بعد ازاں ان سب کو ملا کر خوب کھرل کر کے تانبے کے برتن میں محفوظ کر لیں۔ طلسماتی نسخہ تیار ہے۔ بوقت ضرورت اس میں سے تھوڑا سا لے کر مریض کو اس کی دھونی دیں اور کچھ ناک میں ڈپکائیں۔ بفضلہ تعالیٰ تھوڑی دیر بعد، جن بھوت آسیب ارواح خبیثہ و شیاطین بیمار کا پیچھا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

۱۷۔ سحر وجادو کا حاضر کرنا

سحر وجادو کی حاضری بلانے کا جو عمل اس وقت سپرد قلم کر رہا ہوں۔ یہ عمل ہمارے مغلیہ خاندان کے اکابر بزرگوں کے سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہوا مجھ گنہگار تک بطور وراثت وامانت کے پہنچا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہوئے مجھے بیس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے عمل کیا ہے طلسماتی و روحانی قوتوں کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے فخر اور روحانی مسرت ہو رہی ہے کہ پاک وہند میں کسی بھی عامل وکامل کے پاس ہمارے اس عمل جیسا معجز نما عمل موجود نہیں ہے اس سے قبل کہ ترکیب عمل اور اس کے فوائد کا ذکر کیا جائے۔ اس جگہ یہ وضاحت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سحر وجادو کے اثرات کے اثر انداز ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت جو غیر مستقل اور خطرناک نہیں ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ سحر وجادو کا عامل اپنے سائل کے ارادہ کے مطابق اس کے مطلوبہ دشمن کو محض اپنے ارادہ عمل کی قوت سے ہی نقصان پہنچانے پر اکتفا کرتا ہے اور وہ متاثرہ شخص عامل کی طرف سے مقرر کردہ وقت مدت کے بعد بغیر کسی روحانی علاج ومعالجہ کے ہی قدرتی طور پر سحر وجادو کے سبب پیدا ہونے والی پریشانیوں سے چھٹکارہ حاصل کر لیتا ہے۔ سحر وجادو کی اس صورت احوال سے متاثرہ شخص پر سحر وجادو کی حاضری بلانے پر سحر وجادو کی عملی صورت کے موجود اثر انداز نہ ہونے کے باعث کسی قسم کی کوئی بھی چیز حاضر نہیں ہو سکتی۔ البتہ روحانی علاج معالجہ کی بدولت متاثرہ شخص اپنے سحر وجادو کے ختم ہونے کی مدت سے قبل سحر وجادو کے خطرناک، پریشان کن اور نقصان دہ اثرات سے بچ جاتا ہے۔ دوسری صورت جو مستقل طور پر اثر انداز اور زبردست قسم کی خطرناک شمار کی جاتی ہے اس میں عامل اپنے سحر وجادو کے تابع جنات وشیاطین کی مدد سے اپنے سائل کے مخالف شخص پر سحری حملہ کرتا ہے جس کے نتیجہ میں دشمن کو جس قسم کا نقصان پہنچانا مطلوب ہو فوراً پہنچ جاتا ہے جیسے دشمن شخص کو اس کے بلند مرتبہ سے گرانا اس کے اور اس کے دوستوں اور خاندان کے لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد ڈالنا۔ عورت ومرد کے درمیان طلاق ونفاق کا پیدا کر دینا۔ دشمن کو بیمار ذہنی یا سرگردان کرنا، کاروبار کا بستہ کر دینا، املاک کا تباہ کرنا، آباد جگہ کو ویران کر کے رکھ دینا تاکہ دشمن صحت، کاروبار اور عزت ووقار کے اعتبار سے گوناگوں پریشانیوں اور مختلف مالی ومعاشی حالات کا شکار ہو کر زندگی کا سکون کھو بیٹھے۔ سحر وجادو کی اس متذکرہ بالا صورت میں متاثرہ شخص پر مسلط آسیبی وجناتی قوتیں اس عمل کے زیر اثر ہوتی ہیں جس میں عامل مختلف تراکیب کے نقوش وفتیلہ جات دشمن کی شکل وصورت پر بنائے جانے والے خیالی اجسام اور سحر وجادو میں کام آنے والے جانوروں اور انسانی وحیوانی ہڈیوں اور ان کے مخصوص اعضاء سے ترتیب دیتا ہے پھر ان اشیا کو اپنے سحر وجادو کے عمل سے دشمن شخص کی تباہی وبربادی یا بیماری وہلاکت کے ارادہ سے ویران وبے آباد قسم کے قبرستانوں یا کنوؤں میں جلا کر یا ایسے ہی دفن کر دیتا ہے۔ دشمن کی گزرگاہ میں جادوئے ترکیب دی ہوئی چیزوں کا پھینک دینا تاکہ وہ اوپر سے گزر جائے۔ خاک کا دشمن کے گھر یا دکان میں ڈال دینا یا پھر کسی بھی طریقہ سے دشمن کو جادو سحر کے فتیلہ جات ونقوش کو کھلا پلا دیا جاتا ہے سحر وجادو کی اس خوفناک صورت کے شکار شخص پر جب اس کے سحر وجادو کی حاضری کا عمل بجا لایا جاتا ہے تو سحر وجادو کے عملی طور پر موجود ہونے کی بناء پر حاضری میں متاثرہ شخص پر اثر انداز اس کا سحر وجادو حقیقی واصلی حالت میں جس طرح اور جس بھی مقام پر موجود ہوتا ہے عمل کی خیر وبرکت اور طاقت وقوت سے مسحور شخص کے سامنے ظاہر وحاضر ہو جاتا ہے۔ عمل کی مدد سے متاثرہ شخص کے جادو کے مکمل طور پر اخراج کے ساتھ ہی اس جادو سحر کی صورت کے زیر اثر جنات وشیاطین کا عمل دخل بھی ختم ہو جاتا ہے جس کے بعد وہ تباہ حال اور ہر چہار اطراف سے پریشانیوں میں جکڑا ہوا شخص سکون وآرام اور سکھ چین کا سانس لیتا ہے۔ مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ دشمن دوست بن جاتے ہیں۔ کاروباری گردش ختم ہو کر تنگ دستی وافلاس کا دور دورہ جاتا رہتا ہے عزت ووقار کی بحالی اور نفرت ودشمنی کے اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔ معاشی امور میں خیر وبرکت اور روحانی سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ تمام دنیاوی مشکلات کا خاتمہ ہو کر جملہ شکایات دور ہو جاتی ہیں۔

سحر وجادو کی حاضری کا طریقہ

ترکیب عمل کے مطابق مسحور شخص کو نہلا دھلا کر پاکیزہ لباس پہنایا جاتا ہے اور اس کی دونوں آنکھیں کپڑے سے ڈھانپ کر عامل اپنے سامنے بٹھا لیتا ہے۔ مسحور شخص کپڑے کے اندر بھی عامل کے حکم کے مطابق اپنی آنکھیں بند کئے رکھتا ہے اور بالکل خاموش حالت میں سحر وجادو کے حاضر ہو جانے کے ارادہ کو دل ہی دل میں دہراتا رہتا ہے۔ عامل تانبے یا پیتل کے برتن کو کسی رنگ دار قسم کے سوتی کپڑے میں باندھ کر مریض کے لواحقین کے سامنے مریض کو دے دیتا ہے کہ وہ اس برتن کو اپنے دل کے مقام پر خوب دبا کر لگائے رکھے اس کے بعد لکڑی کے کوئلے دہکا کر مریض کے سامنے رکھ دئے جاتے ہیں اور کوئلوں پر کوئی سا خوشبودار قسم کا دخنہ جلا کر اس کی دھوپ مریض کے بدن کو پہنچائی جاتی ہے اس کے لئے مریض کے تمام بدن کو کسی کمبل وغیرہ سے ڈھانپ دیا جاتا ہے تاکہ دھونی کے سبب پیدا ہونے والے دھوئیں اور کوئلوں کی تپش وحرارت سے مریض کے جسم میں خوب کھل کر پسینہ آ جائے۔ چنانچہ جب دھونی کے عمل کے نتیجہ میں مریض

کا تمام جسم پسینہ سے تربتر ہو جاتا ہے تو عامل ذیل کے اسمائے طلسمات کا ورد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اسمائے طلسمات یہ ہیں۔

فَقُوخِيًاقُوخاً خَقُوقًا حاراً وَبَارِدًا كَقًا مِيْطِرَاقُوقُرقًا سِحرًا عَنْ جَمِيْع بَدنه وَمَالِه وَاَهْلِه وَمَنْ حَوْلَهُ عَلىٰ مَاحقًانا صَبَابًا اَنْ يُبطِلَ جَمِيعًا مِنْ شَرِّ الجِنِّ وَالانس وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَمِنْ ثورِ السَّاحِرِيْنَ مَسَامِيْرًا لَفَاخقًا شَمشَاعًا مَارِسًا لَحمًا شَحمًا تَأكِلُ العَظَّامَ وَتَشرِبُ المَرْقةَ مَدقُوقًا دَقُوشًا عَنْ مَورِدِهَا عَظِيمَةٌ مَشوِيَّةٌ هَيَاحَا دَامُوهِطًا هٰذه السَّاعَةِ رَوَيدًا كِيدًا يَرقدًا فِى الظَّاهِرِ وَالبَاطِنِ يَاذَالطَولِ قَوضنًا نَاظِرًا بِالعَيْنِ نَاظِرَةٌ بِعَونِ اللّٰهِ تَعَالىٰ۔

عمل کی برکت سے مسحور شخص پر اثر انداز سحر جادو کی متعلقہ تمام اشیاء جو جس بھی صورت میں موجود ہوتی ہیں اس کے دل کے مقام پر رکھے ہوئے برتن میں حاضر ہو جاتی ہیں۔ اگر عامل کے عمل کے باوجود مسحور شخص کا سحر وجادو اس کے مقام دل پر رکھے ہوئے برتن میں حاضر نہیں ہوتا تو پھر عامل برتن کو اس شخص سے لے کر علیحدہ رکھ دیتا ہے اور عمل کا ورد کرتے ہوئے مریض کے سر کے بالوں کو ان کی جڑ کے مقام سے پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح مریض کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو بھی باری باری کر کے پکڑ کر کھینچنے لگتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر نہ تو مریض کو ہی کسی قسم کی کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی عامل کو کچھ پتہ چلتا ہے کہ بقدرت خدا متاثرہ شخص کا جادو تمام کا تمام اس کے بالوں اور ہاتھوں پاؤں سے نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ عامل اس عمل کو جاری رکھتا ہے اور جب یہ دیکھتا ہے کہ اب کوئی بھی چیز برآمد نہیں ہو رہی ہے تو اس وقت وہ عمل کو ختم کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی مریض کی آنکھوں پر سے کپڑا اتار کر اسے عمل کے مقام سے اٹھا دیا جاتا ہے۔ عمل کے تمام کرنے کے بعد جادو وسحر کی حاضری کے عمل میں جو کچھ کاغذات، ہڈیاں، گوشت وخون فولادی کیل کانٹے، جیسے سڑے گلے حیواناتی اعضاء مسان کی خاک وغیرہ برآمد ہوا ہے دریا ندی یا کسی نہر میں پھینک دیں اور جس طرح بھی مناسب خیال کریں اس شخص کا روحانی علاج کریں اور اس کے لئے ایسا عمل تجویز کریں کہ جس کی موجودگی کی وجہ سے اس شخص پر دوبارہ سحر وجادو کا حملہ نہ ہو سکے۔ سحر وجادو کی حاضری کے اس عمل کی تسخیر کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے تاہم عامل کا عمل کو اپنے روحانی پیشوا کے حکم سے بجالانا ضروری ہے جیسا کہ تحریر کر چکا ہوں کہ یہ عمل میرے روزانہ کے معمولات سے ہے اس لئے اس کی صداقت وحقانیت پر کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا۔ برسوں سے یہ عمل ہزارہا سحر وجادو کے ستائے ہوئے انسانوں پر آزمایا جا چکا ہے اور تادم تحریر آج بھی میری دوسری ان گنت مصروفیات کے باوجود روزانہ بیسوں لوگ اس عمل کا عملی مظاہرہ دیکھنے، سحر وجادو کے علاج اس کے مستقل حل اور روحانی علاج معالجہ کے لئے میرے پاس آتے رہتے ہیں جو خدا کے فضل وکرم سے مستفیض ومستفید ہو کر جاتے ہیں۔ روحانی علوم وفنون کی اشاعت اور خدمت خلق کے جذبہ کے پیش نظر میری طرف سے اس عمل کی ہر خاص وعام کو اجازت ہے تاکہ ہر شخص اس عمل کو آزما کر حقیقت طلسمات کا مشاہدہ کر سکے۔

۱۸۔ سحر زدہ مریض کا علاج

مندرجہ ذیل طلسمات کو سحر زدہ مریض کے فصد کے خون سے مریض کے پہنے ہوئے کپڑے پر زحل یا مریخ کی ساعت میں شنبہ یا سہ شنبہ کو دوپہر کے وقت لکھیں اور اسی وقت اس کپڑے کو کسی کہنہ و بوسیدہ قبر میں دبا دیں سخت سے سخت جادو بھی باطل ہو جائے گا۔ طلسمات یہ ہیں۔

برتاساینوساس عطاسا یعوسا للحقا دھو یعوسا
برتاسا ینوساس عطاسا

۱۹۔ برائے دفع سحر

کتاب العجائب والغرائب میں علامہ سباعی تحریر فرماتے ہیں کہ جادو وسحر کے رد کرنے کے لئے ذیل کے طلسمات کو ہرن کی جھلی پر زعفران وعرق گلاب کی سیاہی سے لکھ کر سحر زدہ اپنے پاس رکھے تو خدا کے فضل وکرم سے شفایاب ہو جائے۔ طلسمات یہ ہیں۔

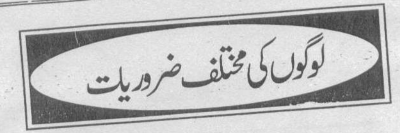
امولم ومبوورلویم روعربد وھم سوقارا لدیك وانا جران شاد ولاب جوماع تا اعوج طواماك رقا كذ خاب هت شوام هام۔

۲۰۔ جادو وسحر کے لئے

سحر وجادو سے شفاء کے لئے ذیل کی عبارت عمل کو چالیس روز تک روزانہ نماز فجر کے بعد ایک سو دس مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے مسحور کو پلائیں تو انشاء اللہ العزیز جادو وسحر کا اثر جاتا رہے گا۔ عبارت عمل یہ ہے۔

تَوَكلْ يَا سَرِيْعُ يَا بَرِيقُ وَيَاخُنْدَشُ وَيَالَارِبُ الأحْمَرُ بِأخرَاجِ السَّحْرِ بِحقِ هٰذِه الأسْمَاءِ فَافعَلُوا مَاتُومَرُوْنَ بِعِزَّةِ كَرْيَا رُوشٌ مَهكَلكَيُوشٌ هَلكمُوهِيشٌ صَارِشٍ صَلصَائُوشٌ اِرْتَعدَتِ المَلَائِكَةُ مِنْ هَيْبَتِه وَطَاعَةِ المَخلُوقَاتُ لِعَظمَتِه طَورًا هَيًا هَيًا نورانًا أجِبْ يَااَحمَرُ أَنتَ وَقبَائِلكَ فَاشِيًا عَكْ وَأهْلُ طَاعَتكَ بِنُورِ شَعتُوفِيًا وَمَارَ عَنطُورَهَا مَشكُورَهَا هَفطُورًا هَيطُورًا اَلعَحل اَلواحَا السَّاعَةِ۔

☆☆



از مولانا حفظ الرحمٰن صدیقی قاسمی

انسانی ضروریات بے شمار ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ زندگی کی ہر منزل نئے تقاضے اور نئی ضروریات لیکر سامنے آتی رہتی ہے ابھی ایک مقصد پورے طور پر حاصل نہیں ہو پاتا کہ دوسرا نیا مقصد، نئی ضرورت اور نئی الجھن سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ نیز زندگی کی راہ میں حادثات سے دوچار ہونا بھی ایک فطری عمل ہے جس سے مفر نہیں۔ بعض حادثے تو ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی ان کا مقابلہ آسانی سے یا مشکل سے بہر حال کر لیتا ہے لیکن بعض حادثات میں آدمی بالکل مجبور اور بے بس نظر آتا ہے۔

لوگوں کی زندگی میں پیش آنے والے حوادثات کی نوعیت اکثر مختلف ہوتی ہے اچانک آگ لگ جانا، ایکسی ڈنٹ ہو جانا، زلزلوں، طوفانوں یا خطرناک امراض کا شکار ہو جانا وغیرہ۔ کچھ حادثے اپنے یا غیروں کی کرم فرمائی کا نتیجہ بھی ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں پیسہ نہیں رکتا کاروبار میں مسلسل گھاٹا ہوتا رہتا ہے۔ اچھے محنتی، ذہین طلباء امتحانات میں فیل ہو جاتے ہیں یا معمولی نمبروں سے کامیاب ہوتے ہیں۔ دکان یا کاروبار سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ لوگ اسے نوشتۂ تقدیر سمجھ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور فی الحقیقت جب تقدیر یاوری نہیں کرتی تو ایسا بھی ہوتا ہے۔ مگر اس صورت حال کو ہمیشہ تقدیر کی طرف موڑ دینا ٹھیک نہیں۔ تجربات شاہد ہیں کہ اس طرح کے نقصانات میں ذلیل دشمنوں، بدخواہوں اور حاسدوں کے بدبختانہ کردار کا بھی دخل ہوتا ہے۔ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کا دائرہ عمل صرف ہمارے مقاصد کو فیل کر دینے اور کاروبار کو تباہ کر دینے تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ وہ جسمانی لحاظ سے بھی ہمیں ناکارہ بنا دینے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہمارے دماغ کو سوچنے سمجھنے کی اعلیٰ صلاحیتوں سے محروم کر دیں، ہمارے ذہنوں کو صحیح سمتوں سے ہٹا دیں اور ہمارے اعصاب اور قوتِ عمل کی سرگرمی کو ختم کر دیں۔ ان کی خواہش بلکہ ہمہ تن کوشش ہوتی ہے کہ ہم دنیا میں اگر زندہ رہیں بھی تو ایک دائم المریض کی طرح۔ ایک کی طرح۔ ایک بیکار مفلوج انسان کی طرح رہیں۔ اور ان کے گندے عملیات کے ذریعے پیدا کردہ امراض یا سحر، ہماری قیمتی زندگی کا چراغ گل کر دیں۔

ایسے حالات میں اچھے عاملین کی طرف رجوع کرنا نہ صرف یہ کہ ضروری ہے بلکہ ناگزیر ہے قدرت کا نظام ہے۔ اس نے اپنی اس دنیا میں مختلف المزاج لوگ پیدا کئے ہیں۔ علاج معالجہ کے دوران نئے نئے تجربات سے اس کا مفید ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ مگر اسی خاص مرض میں مبتلا بعض لوگوں کے حق میں وہ دوا کامیاب ثابت نہیں ہوتی، بیکار ثابت ہوتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ الٹی مضر ثابت ہوتی ہے۔ اس کے استعمال سے مریض کی بے چینی اور تکلیف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ طبی دنیا کے یہ روزمرہ کے تجربات ہیں۔

چند عجیب واقعات

ذاتی طور پر بہت سے عجیب واقعات میرے سامنے آئے ہیں۔ ان پر جب غور کرتا ہوں تو بخدا میری حیرانی کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کیا ہے؟ کیوں ہے؟

ایک صاحب ہیں جب کبھی سیب کی ایک قاش کھا لیتے ہیں تو ان کے پیٹ میں شدید درد ہو جاتا ہے۔ ایک صاحبہ ہیں۔ کسی بھی شکل میں جب وہ انڈا استعمال کرتی ہیں تو درد شکم اور سخت بے چینی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح انڈا کھانے سے ایک صاحب کو دردِ سر کی شکایت ہو جاتی ہے۔ جبکہ طبی نقطۂ نظر سے انڈے یا سیب میں کوئی ایسی خاصیت نہیں ہے جس سے پیٹ میں یا سر میں درد پیدا ہو جائے۔

ایک صاحب ہیں جن کی ناک میں لیموں کی خوشبو پہنچ جاتی ہے تو انھیں نزلہ و کھانسی کی سخت شکایت ہو جاتی ہے اور کئی کئی دن تک رہتی ہے۔

میرے ایک عزیز شاگرد ہیں۔ چائے کے بیحد عادی ہیں۔ صبح سے شام تک

کتنی ہی چائے پی جاتے ہیں۔ مگر اس قدر عادی ہونے کے باوجود غروب آفتاب کے بعد چائے کو چھونا بھی گوارا نہیں کرتے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ رات کو چائے پینے سے مجھے شدید زکام ہو جاتا ہے۔ مجھے یہ بات عجیب سی لگی۔ میں نے اس کو ان کا وہم قرار دیا۔ ایک مرتبہ جب وہ عشاء کی نماز کے بعد میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ چائے آگئی۔ میں نے اصرار کر کے انھیں چائے پلادی۔ کیونکہ رات میں چائے پینے کا ان پر جو خاص اثر ہوتا ہے اور جو میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا میں اس کی تصدیق چاہتا تھا بھی چند لمحے بھی نہ گذرے تھے کہ ان کو یکے بعد دیگرے۔ چھینکیں آنی شروع ہوگئیں۔ اور جب صبح کو ان سے ملاقات ہوئی تو بھائی کی آواز بیٹھی ہوئی تھی۔ اور تقریباً ایک ہفتہ تک بیچارے شدید نزلہ وزکام میں مبتلا رہے۔ مجھے ندامت کے ساتھ اپنی زبردستی پر معذرت چاہنی پڑی۔

ایک حکیم صاحب جب کبھی بھی مچھلی چکھ لیتے ہیں تو انھیں قے اور ... کی شکایت ہو جاتی ہے۔ جب کہ مچھلی کی طرف ان کی طبیعت راغب بھی رہتی ہے اور مشہور یہ ہے۔ مشہور ہی نہیں اطباء کا کہنا بھی ہے کہ جو چیز مرغوب ہوتی ہے وہ نقصان نہیں کرتی۔ ایک بار انھوں نے مچھلی کے سالن سے صرف معمولی سا مسالہ چکھ لیا۔ مگر اس سے بھی قے اور دست شروع ہوگئے۔

ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نزلہ کا مریض تھا۔ اور دائم المریض۔ مگر جب سے بالوں میں خضاب کرنا شروع کیا ہے، نزلہ ختم ہوگیا۔ جب بھی خضاب کو کچھ زیادہ ٹائم گذر جاتا ہے تو نزلہ کے آثار شروع ہونے لگتے ہیں۔ میں خضاب کر لیتا ہوں تو تانکا لگ جاتا ہے۔

طبی دنیا کے لئے یہ واقعات حیران کن بھی ہیں اور عجیب وغریب بھی۔ ان تجربات ومشاہدات کی روشنی میں لازماً ماننا پڑے گا کہ مؤثر حقیقی صرف ذات خدا ہے اور اصلاً اسی کا حکم ہر ہر چیز میں اثر انداز ہے قدرت خداوندی مختلف صورتوں میں طرح طرح کے کرشمے دکھاتی رہتی ہے۔

قدرت کا معجزانہ انداز

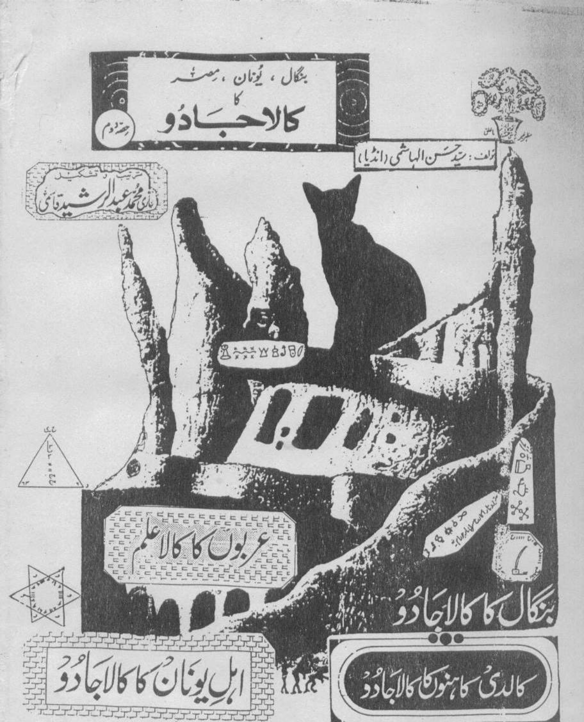
اس دنیا میں جس رخ سے بھی نظر ڈالئے انواع واقسام کا سلسلہ نظر آتا ہے۔ انسانوں کو دیکھئے۔ ان سب کے اعضاء ہاتھ پاؤں، ناک کان چہرہ اور سر وغیرہ سب اپنی مخصوص جگہوں پر بنے ہوئے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی کے جسم میں کان کی جگہ ناک، اور ناک کی جگہ کان، ہاتھوں کی جگہ پاؤں، پاؤں کی جگہ ہاتھ، آنکھوں کی جگہ ہونٹ اور ہونٹوں کی جگہ آنکھیں بنائی گئی ہوں۔ اس شدید ترین بنیادی موافقت کے باوجود کروڑوں اربوں انسانوں میں دو آدمی بھی بالکل ایسے نہیں ملیں گے کہ ایک کی جگہ دوسرا اس کے گھر میں چلا جائے اور گھر کے لوگ اس کو پہچان نہ سکیں۔ کہیں کہیں معمولی سی مشابہت ضرور مل جاتی ہے مگر اس سے ان کی باہمی شناخت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

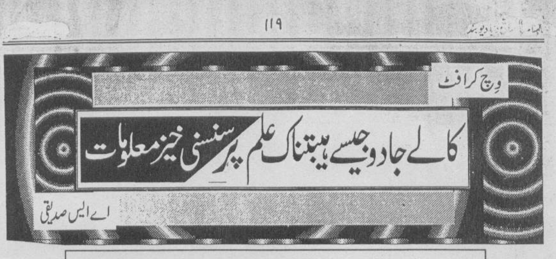
اسی طرح جسم کے اندرونی حصوں کی اور ان کے خواص کی بات ہے۔ ہر شخص عادت مزاج پسند وناپسند کے لحاظ سے ایک دوسرے سے جدا ہے۔ سب کے جذبات واحساسات جدا ہیں۔ سوچنے سمجھنے کے انداز جدا ہیں مختصر یہ کہ طبائع اور مزاج کے اعتبار سے تمام انسان ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ان سب کی الگ الگ اپنی حیثیت ہے یہی وجہ ہے کہ ایک شخص کو ایک غذا مرغوب ہے۔ دوسرا اس کو ناپسند کرتا ہے ایک آدمی کے نزدیک ایک چیز حسین ترین ہے دوسرا اس کو قابل توجہ بھی نہیں گردانتا۔ ایک دوا ایک ہی بیماری میں کسی کو ساز کرتی ہے اور کسی کو نہیں کرتی۔ یہ سب دراصل جسم کے اندرونی نظام اور ... کی مخصوص کیفیات پر مبنی ہے۔ معالجین اور عاملین کا فرض ہے کہ وہ ... مریض کے ... کو اور اس سے پیدا ہونے والے تقاضوں کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ ایسی صورت میں کامیابی کے امکانات زیادہ روشن رہتے ہیں۔

تعویذات میں موافقت کا مسئلہ

تعویذات میں بھی آئے دن اس قسم کے تجربات ہوتے رہتے ہیں۔ ایک شخص کے حق میں نقش کی ایک قسم موافق ہے دوسرے کے حق میں وہ مفید ثابت نہیں ہوتی۔ نقش مثلث کی ایک قسم ایک مریض کیلئے نہایت زود اثر ثابت ہو رہی ہے۔ دوسرے کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ نقش مربع کی کوئی قسم مؤثر ومفید رہتی ہے۔ پھر کسی معاملہ میں مثلث اور مربع نقوش سے بات نہیں بنتی تو نقش مخمس استعمال کرانا پڑتا ہے جو مفید رہتا ہے۔ اور بعض حالات میں مخمس سے بھی آگے جانا پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ مسدس، مسبع مثمن وغیرہ سے کام لینے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے اب ہم حروف مقطعات کے مزید اعدادی نقوش پیش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ہر نقش بجائے خود انہی تاثیرات کا حامل ہے جو حروف مقطعات کی بنیادی خصوصیت ہے۔ مگر نقش کی قسم بدل جانے سے اگر اس کا زور کسی ایسے پہلو کی طرف ہوگیا ہے جو مقصود نہیں ہے۔ اس کے لئے عامل کو ہوشمندی سے کام لینا پڑے گا۔ اور اس میں مناسب تبدیلی کر کے بہتر نتائج پیدا کرنے ہوں گا۔




بنگال ، یونان ، مصر
کا
کالا جادو
حصہ دوم
مؤلف : سید حسن الہاشمی (انڈیا)
ترتیب و تشکیل
قاری محمد عبدالرشید قاسمی
عربوں کا کالا علم
بنگال کا کالا جادو
اہلِ یونان کا کالا جادو
کالدی کاہنوں کا کالا جادو



ا۔ چند ضروری اصطلاحات کا تعارف

یہ نوٹ محض اس خیال سے لکھا جارہا ہے کہ ایسے اصحاب جنہوں نے جادو کے موضوع پر پہلے دوسری کتابیں نہ پڑھیں ہوں وہ اُن اصطلاحات کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ سکیں جو اس کتاب میں آئندہ جا بجا استعمال ہوں گی۔

"وچ" (WITCH) یہ لفظ قدیم انگلش کے لفظ "وِکا" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں وہ آدمی (مرد ہو یا عورت) جو "جادو کرتا ہو۔ آج کل یہ لفظ اتنا مستعمل نہیں رہا ہے اور اس کی جگہ سیدھا لفظ جادوگر استعمال ہونے لگا ہے۔

یہ جادوگر لوگ سماج میں ایک ایسے شخص کا کردار ادا کرتے تھے جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اُن کا تعلق روحوں سے ہے۔ وہ لوگ ان روحوں کو منتروں اور بھینٹ وغیرہ کے ذریعہ رام کرتے اور ان روحوں کی مدد سے وہ اپنے اور اپنے موکلوں کے لئے مختلف نوعیت کے کام انجام دیتے تھے۔ یہ کام کچھ ایسے ہوتے تھے جیسے۔ خشک سالی میں بارش برسانا قسمت کا احوال بتانا---- بلوربینی کے ذریعے مقدرات کی نشاندہی کرنا یا پھر منتروں اور روحوں کے تعاون سے دُشمنوں کا قلع قمع کرنا۔

"سفید جادو"---- یہ جادوگر جب اچھی روحوں کو اپنی معاونت کے لئے طلب کرتے تھے--- تو اس عمل کو "سفید جادو" کہتے تھے۔ اور جب وہ "طاغوتی طاقتوں" کو آلۂ کار بناتے تھے تو اس عمل کو "کالا جادو" کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

اچھی روحیں---- جو سفید جادو کے عمل کے تحت کام کرتی ہیں وہ عموماً نیکی اور مدد کے کام کرنے کے لئے بلائی جاتی تھیں۔

بُری روحین---- تخریب اور تباہی کے کاموں کے لئے استعمال ہوتی تھیں اور یہ کالے جادو کے تحت متحرک ہوتی ہیں۔

قرون وسطیٰ میں---- جادوگر اور شیطانی رسوم کے معتقدوں کے خلاف ایک زبردست مہم کا آغاز ہوا۔ اور انہیں چن چن کر ہلاک کیا جانے لگا کیونکہ لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر جادوگر شیطان کا معتقد ہوتا ہے اور وہ اپنی روح فروخت کر کے اس کا ملازم ہو جاتا ہے۔ اس زمانے میں ایسے تمام اشخاص جن پر ذرا بھی یہ شبہ ہوا کہ وہ جادو سے کوئی رابطہ رکھتے ہیں یا تو مار ڈالے گئے یا انہیں زندہ جلادیا گیا۔

اِسی دور میں---- جادوگروں کے بارے میں یہ عقیدے پھیلے کہ

ا۔ جادوگر--- بدروحوں کے پجاری ہوتے ہیں۔

۲۔ یہ لوگ--- بدی کی طاقتوں کے معتقد ہوتے ہیں۔

۳۔ اِن کے تمام بال بچے سب کے سب شیطانی نجاست سے آلودہ ہوتے ہیں۔

سباتھ :--- یہ ایک قسم کی مجلس ہوتی ہے جس میں جادو کے پیروکار جمع ہو کر ایک قسم کا جشن مناتے ہیں۔

شیطان :---- بدروحوں کا آقا کہا جاتا ہے---- اِسے ایک معنوں میں دنیا کی ہر برائی کا سرچشمہ کہہ سکتے ہیں۔

اٹھارہویں صدی میں---- جادوگروں کے خلاف پھیلنے والی نفرت کا

طوفان سرد ہو گیا اور ایک بار پھر "جادو کا علم" پھلنے اور پھولنے لگا۔

ساتھ ہی ساتھ شیطان کے پجاریوں نے ---- اپنے عقائد بھی بنا لئے گویا ایک قسم کا مذہب قائم کر لیا اور اس مذہب میں سب سے بڑی طاقت "شیطان" کو تسلیم کیا گیا۔

شیطان کی پوجا کے لئے جو جشن منایا جاتا ہے اسے "سیاہ ہجوم" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

۱۹۵۱ء میں انگلینڈ میں وہ قانون منسوخ کر دیا گیا جس کے تحت جادو کی مشقیں ممنوع تھیں۔ اس کے ساتھ ان جادوگروں نے اپنے ایک مذہب کی بنیاد ڈال دی جسے "دکا" کہتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں اس "دکا" نامی مذہب میں۔ ہر آدمی خواہ عورت ہو یا مرد سب داخل ہو سکتے ہیں۔

۲۔ جادو کے بارے میں اعتقادات اور نظریئے

ہم میں سے بہت سے افراد کے ذہنوں میں ایسے خیالات پائے جاتے ہیں کہ انسان کے مقدرات پر مافوق الفطرت طاقتیں راج کرتی ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ سوائے انسان کے دنیا کی کسی اور ذی روح میں "روحانی" ذہانت قطعاً نہیں پائی جاتی۔ جانور کے دماغ "اچھائی یا برائی" کے تصور سے قطعی نابلد ہوتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ "روح" کے موجود ہونے کے عقیدے کے ساتھ ہی ساتھ انسان نے اپنے ذہن میں مافوق الفطرت قوتوں کو موجودگی کو بھی تسلیم کر لیا ہوگا۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ آدمی کا عقیدہ ہے کہ جسم ضرور فنا ہو جاتا ہے لیکن اس کی روح غیر فانی ہے۔ وہ باقی رہتی ہے۔

مافوق الفطرت قوتوں کے سرچشمے

جادو کے جس قدر بھی ٹولے موجود ہیں سب کے سب اس اعتقاد کے قائل ہیں کہ آدمی چاہے تو اپنے اندر اُس شعلے کو پیدا کر سکتا ہے جو دراصل "روح کا حصہ" ہوتا ہے۔

اسی بنیاد پر آدمی ---- روحوں پر حکمرانی بھی کر سکتا ہے اور وہ انہیں مجبور بھی کر سکتا ہے۔ انسان شروع سے ہی خودشناسی کے چکر میں لگا ہے۔ اس کے سامنے اس کے لئے دو طریقے ہی رہے ہیں۔

۱۔ اندرونی یا باطنی طریقہ ---۲۔ بیرونی طریقہ۔

سائنس داں اور جادوگر دونوں نے بیرونی طریقے کو زیادہ سودمند پایا ہے کیونکہ دونوں ہی ---- آدمی کی بنائی ہوئی اشیاء کی مدد سے دنیا کے اوپر نئی نئی تبدیلیاں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ایک معنوں میں یہ دونوں ہی ---- طاقت، اقتدار اور حکمرانی کے خواہاں کہے جا سکتے ہیں۔

"وچ" وہ ہوتا ہے جو بیرونی کے بجائے باطنی طریقہ اختیار کرتا ہے۔ مقصد اس کا بھی وہی ہے۔ وہی اقتدار، بالادستی، طاقت اور غلبے کا جنون۔

جادو کے طریقے ---اور ان کے اقسام

جادو کے بنیادی طریقے دراصل ان طریقوں ہی کی ایک شکل ہیں جو دور قدیم میں جب انسان جنگلی زندگی گذارتا تھا رائج تھے جادو کے معتقدین میں ایک عقیدہ مشترک ہے۔ وہ سب کے سب اس بات کے قائل ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن میں کبھی کسی قسم کا رابطہ رہ چکا ہوتا ہے۔ رابطہ ٹوٹنے کے بعد بھی ---- فاصلے کے باوجود ایک دوسرے پر اثرانداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں یہ نظریہ سر جیمس فریزر نے اپنی کتاب "گولڈن باؤ" میں درج کیا تھا۔ وہ آگے چل کر لکھتے ہیں۔ ایک طرح کی چیزیں ایک طرح کی چیزوں کی تخلیق کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک جادوگر اپنے معمول کے بالوں کا اگر ایک گچھا حاصل کر لے تو وہ اس معمول کو فاصلے کے باوجود مسحور یا سحرزدہ کر سکتا ہے۔

کالا جادو ایک معنوں میں روحانی رابطہ یا روحانی حملے کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ زیادہ تر منتر یا (SPELLS) افسوں کسی دوسرے آدمی کے دماغ یا جسم کو کنٹرول کرنے کا ہی کام انجام دیتے ہیں۔

قدیم خیالات کے جادوگروں کا عقیدہ ہے کہ کرۂ ارضی کے چار مادے "زمین"۔ "ہوا"۔ "پانی"۔ اور "آگ" پر نہایت طاقتور روحوں یا "دیوتاؤں" کی حکمرانی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کم درجے کی روحیں عموماً پہاڑوں، دریاؤں، گھاٹیوں اور جنگلوں کے اندر مسکن رکھتی ہیں اور یہ تمام روحیں ---- اس شخص کے سامنے مجبور محض کا درجہ رکھتی ہیں جو کالے جادو کا ماہر ہو جاتا ہے۔

سفید اور کالے جادو میں بنیادی فرق کوئی نہیں ہوتا۔ یہ دونوں علوم دراصل انسان کی شخصیت میں پنہاں اس عنصر ہی کی پیداوار ہیں جسے ایک اقتدار یا بالادستی کا جنون کہہ سکتے ہیں ویسے قطعی طور پر ان دونوں میں صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ سفید جادو نقصان پہنچانے کے بجائے فائدے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور کالا جادو۔ سوائے بُرائی، ضرر اور نقصان کے کچھ

اس نوٹ کی تیاری میں برنارڈ رچرڈ، کونڈش، ایف ٹی ایل ورتھی اور جی بی گارڈنر کی کتابیں "وچ کرافٹ ٹوڈے"۔ "ایول آئی"۔ "بلیک آرٹس" اور "وچس" سے مدد لی گئی۔

نہیں کر سکتا۔

یہ عجیب بات دیکھنے میں آتی ہے کہ جادوگر خواہ وہ کیسا ہی ہو عموماً اپنے فن یا علم کو "کالا" کہنے سے گھبراتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہی کہتا ملتا ہے کہ میرا فن تو دراصل انسانیت کی فلاح اور بہبود کا کام انجام دیتا ہے۔ اس کے باوجود معاشرے اور سماج میں جادو کو کوئی فائدہ مند شے نہیں سمجھا جاتا ہے۔---- مذاہب عالم اس فن یا علم کو نہ صرف مہلک گردانتے ہیں بلکہ اس کی سختی سے مخالفت بھی کرتے ہیں۔

ابتدائی دور میں ---- روحوں کے بارے میں خیالات تھے کہ ان میں تباہی اور بربادی لانے کی بے پناہ صفات ہوتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو تسکین دینے کے لئے آدمیوں کے بدن میں حلول کر جاتی ہیں اور عورتوں اور مردوں کو پاگل کر دیتی ہیں۔ وہ لوگ چھینکنے اور جمائی لینے کو بھی۔ بدروحوں کو موجودگی کی علامت سمجھتے تھے۔

اس دور میں ---- جادو کی اس صنف کو بے حد خوفناک تصور کیا جاتا تھا جسے "ارواح سے گفتگو" کہا جاتا تھا۔

اس میں جادو کرنے والا --- ایک حفاظتی دائرے میں کھڑا ہو کر روحوں کا بلاتا تھا --- اور انھیں مجبور کرتا تھا کہ وہ اپنے راز اس پر کھول دیں۔

بے چین مردے

مردوں کے بارے میں خیال تھا کہ وہ ذہانت بھی رکھتے ہیں اور محسوسات بھی مگر ان میں اپنی خواہشات کو تسکین دینے کی طاقت نہیں ہوتی۔ وہ زندہ لوگوں سے اسی بنا پر سخت رنجش رکھتے ہیں ..... وہ اپنے بے چین مردوں کو تسکین پہنچانے کے لئے خاص قسم کی قربانیاں کیا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر جب کوئی مشہور جنگجو سورما مرتا تھا تو اس کی قبر میں اس کا ہتھیار بھی دفن کر دیا جاتا تھا .... چونکہ اس دور میں غلامی کی رسم عام تھی لہذا جب آقا مرتا تھا تو اس کی روح کو تسکین بخشنے کے لئے عموماً اس کے غلاموں کو قربان کر دیا جاتا تھا .... وہ مرد یا عورتیں جو جنگ یا جھگڑے میں ہلاک ہوتے تھے ان کے بارے میں سمجھا جاتا تھا کہ ان کی روحیں .... بھوت اور شیاطین کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور پھر وہ بعد میں ..... اس دنیا میں آکر اپنے جان پہچان والوں کو ستاتی ہیں۔ خودکشی کی موت کو بھی اس صف میں گنا جاتا تھا اور اس پر سے نحوست کا اثر ٹالنے کے لئے اس کے اعزاء عموماً اسے دفن کرنے سے پہلے اسکے سینے میں ایک آہنی صلیب ٹھونک دیا کرتے تھے۔

بھوتوں کی مانند ہی ... شیاطین کی تاریخ میں خون شاموں کا بھی بڑا چرچا رہا ہے۔ یہ خوں شام وہ روحیں ہوتی تھیں جو انسان کا خون پیا کرتی تھیں۔ کہا جاتا تھا کہ خون شام عموماً جوان لڑکیوں کے کمروں میں گھس جاتے ہیں اور ان کے گرم لہو سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

انسانی درندے

دور قدیم میں آدمیوں کا عقیدہ تھا کہ انسان میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ جب چاہے کسی درندے کے بدن میں حلول کر سکے .... "انسانی بھیڑیے" کا اس دور میں بڑا چرچا تھا۔ "بلی" کو بھی انسانی مسکن کے لئے اکثر استعمال کیا جاتا تھا۔

آدمی .... نادیدہ قوتوں کی گرفت میں

پرانے زمانے میں یہ عقیدہ بھی عام تھا کہ ہر مرض کا علاج اس طرح ممکن ہے کہ بیماری کو کسی جانور کے جسم میں دے دیا جائے۔

پرانے زمانے کے آدمی کے ذہن میں "قدرتی موت" کا سرے سے کوئی تصور موجود نہ تھا۔

یہ تو تھے اس دور کے آدمی کے عقائد جو تاریک دور کہلاتا ہے لیکن یہ عقیدہ کہ آدمی نادیدہ قوتوں کا اسیر ہے آج بھی زندہ ہے اور اسی عقیدے کے باعث ہر اس شخص کو مشکوک سمجھا جاتا ہے جس کے بارے میں ذرا سا بھی یہ علم ہو کہ اسے جادو آتا ہے۔ ایسے جادوگر گو لاکھ کہیں کہ ان کا فن نیک کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ کوئی یقین نہیں کرتا کیونکہ آدمیوں کو ہر لحہ یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ یہ شخص جو آج فائدے کیلئے ایک طاقت اور فن کو استعمال کر رہا ہے۔ کل کسی وجہ سے اگر بگڑ جائے تو وہ اس فن کو بدی کے لئے بھی استعمال کر سکتا ہے۔

سفید جادو کی ایک صنف وہ ہے جس میں جادوگر ایسا عمل کرتا ہے جس کے ذریعے کالے جادو کے اثرات کو "موڑ کر" خود جادو کرنے والے کی سمت لوٹا دیا جاتا ہے۔

بدنظری . . یا کالی آنکھ

بہت سے ملکوں میں اپنے ملک سمیت یہ عقیدہ ابھی تک موجود ہے کہ "نظر لگ جاتی ہے۔" نظر کا لگنا عموماً بچوں کے ضمن میں بہت استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے لئے کئی قسم کے توڑ بھی رائج ہیں۔ مثلاً کالا ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ سیاہ کپڑا باندھا جاتا ہے۔

ایک پرانی جادو کی کتاب میں ایک جملہ لکھا ہے ... "اس شخص کے گھر کی روٹی مت کھاؤ جو کالی نظر رکھتا ہو"

کسی پر جادو کرنے کے لئے ایک بڑا عام سا طریقہ ہے کہ جادوگر ایک گڑیا

بناتا ہے اور اس میں سوئیاں چبھو دیتا ہے۔ اس تکنیک کی ابتداء کہاں سے ہوئی اس کا کوئی پتا نہیں چلتا لیکن یہ گڑیا والا طریقہ بہت زمانے سے رائج چلا آرہا ہے۔

کسی پر جادو کرنے کے لئے ایک اور طریقہ یہ بھی تھا کہ شکار کو ایک سیب دیا جاتا تھا یا روٹی کا ایک ٹکڑا پیش کیا جاتا تھا جس پر جادوگر پہلے سے عمل کر چکا ہوتا تھا۔ اس طرح ..... وہ نحوست جو جادوگر چاہتا تھا۔ روٹی یا سیب میں جا سماتی تھی۔

اُڑنے کی طاقت

ان دنوں اور قدیم دنوں دونوں میں لوگوں کا خیال رہا ہے کہ جادو کرنے والے اُڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

جادو کی ضرورت

آدمی کا دماغ صدیوں کے بعد..... اپنے اندر سے بہت کم تبدیل ہو تا رہا ہے.... اور اسی لئے جادو کے فن کو پھولنے پھلنے کا ہمیشہ موقع ملتا رہا ہے۔ سائنس عام آدمی کے لئے نہایت نا قابل فہم شے رہی ہے۔ اسی طرح منطق کا کردار بھی عام آدمی کی زندگی میں کچھ اہمیت نہیں رکھتا... ظاہر ہے کہ ان حالات میں... انسان جادو کے بارے میں جو محسوسات رکھتا ہے وہ کیونکر اثر قبول کر سکتے ہیں۔

شاید یہی اسباب ہیں جس کی بنا پر دنیا کے مختلف خطوں میں عجیب و غریب عقائد کے ٹولے دن بدن پنپ رہے ہیں۔ لوگوں کے عقائد جادو کے ضمن میں پختہ ہوتے جارہے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ بھی کوئی فرار ہو۔ بیرونی دنیا کے خطرات سے محفوظ رہنے کیلئے ایک ذہنی پناہ گاہ۔

آج کا آدمی.... ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے تباہی بربادی، جنگوں وغیرہ کی خبریں ہمہ وقت سنتا رہتا ہے۔ اس کی بنا پر اس کے اندر ایک نوع کا وہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ وہ غیر محفوظ ہے....... اس کی یہ سوچ اسے اکساتی ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے کوئی قدم اٹھائے.... اور اس مقصد کے تحت وہ خود اپنے باطن کی سمت رجوع ہو جاتا ہے اور ایسے بہت سے لوگ نظر آتے ہیں جن کا کہنا ہے کہ انہیں احساسِ تحفظ..... جادو کے صدہا پرانے فن میں مل چکا ہے۔

۳۔ پرانی دہشتیں

پرانی تاریخ اور روائتیں شاہد ہیں کہ جب تک انسان کو موت کا خطرہ محسوس ہو تا رہیگا خوف کی بنیاد بھی مضبوط رہے گی اور اس طرح وہ طبقہ جو افسوں گر کہلاتا ہے اور وہ طبقہ جو مذہب کے پیشواؤں کا ہے.... بدستور، سماج میں دونوں اپنے اپنے کردار ادا کرتے رہیں گے۔

یہ سوال کہ بدروحوں کو بھگانے اور انھیں تباہ کرنے کے جو عملیات کئے جاتے ہیں ان سے یہ بدروحیں واقعی ختم بھی ہو جاتی ہیں ہنوز تشنہ جواب ہے۔ ممکن ہے کہ بدروحوں کا تصور ہی سرے سے غلط ہو اور یہ سب کچھ انسان کا واہمہ ہوں جو قبل از تاریخ کے آدمیوں سے ورثے میں منتقل ہو کر ہم تک آپہنچے ہیں مگر پھر کہا جاتا ہے کہ آج کل بھی بہت سے لوگوں کو شیطانی روحیں نظر آتی رہتی ہیں۔

آدمی کی ابتدائی تاریخ کو دیکھیں تو اس میں بھی جادوگروں سے نفرت اور دہشت کے بہت سے ثبوت نظر آتے ہیں۔ مثلاً بے بی لونیا کے بادشاہ حمو رابی نے جو قانون بنایا تھا اس میں اس نے جادو کے عمل کو بالکل ممنوع قرار دیا تھا۔ آج بھی بالکل قدیم دور کے مانند ہی جادوگروں کے ساتھ ساتھ وہ طبقہ تقریباً ہر ملک میں موجود ہے جس کا دعوی ہے کہ وہ روحوں کو تباہ کرنا جانتا ہے۔ جس طرح قدیم دور میں خوشبوؤں وغیرہ کو سلگا کر گھر اور عبادت گاہوں کو پاک کیا جاتا تھا۔ بالکل اسی طرح آج بھی یہ عمل اسی طرح کیا جارہا ہے

زرخیزی کا معجزہ

ابتدائی دور تاریخ میں انسان زرخیزی کے لئے طرح طرح کی مافوق الفطرت قوتوں سے مدد لیا کرتا تھا۔ وہ محض اس لئے کہ بارش ہو اور کھیتوں میں فصل اُگے۔ مختلف قسم کے عجیب وغریب جشن منایا کرتے تھے جن میں... بڑے پیمانے پر مجمع کی شکل میں جنسی ارتباط کیا جاتا تھا۔

خوراک کو بھی جنسی اعضاء کی شکل میں ڈھال کر کھایا جاتا تھا.... اور سمجھا جاتا تھا کہ اس عمل سے باپ، آسماں اور ماں زمین خوش ہو کر انھیں زرخیز سال سے نوازیں گے۔

مصری تعویذ

قدیم مصر میں جادو، زندگی کے تقریباً ہر شعبے میں رائج تھا حتٰی کہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کے دیوتاؤں کے بت بھی ماورائی قوتوں کے مالک ہیں۔ زندگی اور موت دونوں موقعوں پر جادوئی طاقتوں کا تعاون حاصل کیا جاتا تھا۔ فراعین مصر کے مقبروں کو جادوئی قوتوں کے ذریعے محفوظ بنانے کا عمل کیا جاتا تھا۔ یہ جادوئی قوتیں اتنی طاقتور ہوتی تھیں کہ آج حالانکہ کوئی ۳ ہزار سال گذر چکے ہیں مگر ہنوز لوگ انھیں موثر سمجھتے ہیں۔

اس زمانے میں ہر مرنے والے کی قبر میں ایک آہنی تعویذ رکھدیا جاتا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ اس جادوئی تعویذ کی حرکت سے مرنے والے کی روح پر نحوست کا سایہ نہیں پڑیگا۔

مصریوں کا خیال تھا کہ جادو کے زور سے اچھائی اور برائی دونوں کے کام کئے جاسکتے ہیں۔ یہی نہیں جادو..... زندہ اور مردہ دونوں قسم کے آدمیوں کے لئے کام میں لایا جاتا تھا.... اس زمانے کے جادوگر جنہیں کاہن کہا جاتا تھا .... بادشاہوں کے دربار میں بڑی عزت اور رسوخ کے مالک ہوتے تھے۔ شاید آپ نے حضرت موسیٰ کے زمانے میں پیدا ہونے والے اس جادوگر کا نام سنا ہو جسے سامری کہتے تھے۔

یونانی شراب

اپنی تمام تر قابلیت کے باوجود، قدیم یونانی بھی مافوق الفطرت طاقتوں کے قائل تھے۔ سسلی میں قبرستانوں پر اس مقصد کے لئے باقاعدہ پہرہ لگایا جاتا تھا کہ بدروحیں قبروں کو نقصان نہ پہونچا سکیں۔

رومی سحر

کالے جادو نے جو دہشت لوگوں پر بٹھائی تھی اس کا اثر رومیوں پر بہت تھا۔ وہاں کے افسوں گر معاشرے میں خوف اور دہشت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان سے سخت نفرت کی جاتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں میں جب ان کے خلاف نفرت ذرا کم ہوئی تو وہ جابجا نظر آنے لگے۔ رومی لوگ ان افسوں گروں کے پاس جاتے ان سے ایسے "آب محبت" اور "تعویز" وغیرہ حاصل کرتے تھے۔ جن کے ذریعے وہ اپنی من پسند عورت یا مرد کو قابو میں کر سکتے تھے۔

رومیوں میں... عورت سے لذت حاصل کرنے کا بڑا مادہ تھا۔ اس کے لئے وہ کثرت سے مچھلی کھاتے تھے۔ کچا گوشت چباتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ان چیزوں سے وہ، وہ سب کچھ حاصل کرلیں گے جن کی انھیں خواہش ہے۔

اطالیہ میں جادوگری

یورپ میں روائتیں مشہور تھیں کہ افسوں گر ایک جادوئی جھاڑو پر بیٹھ کر اڑتے ہیں لیکن اطالیہ میں یہ خیال یوں تھا کہ تمام جادوگر..... فضا میں پرواز کرتے وقت ہمیشہ ایک بکرے پر بیٹھ کر اڑتے ہیں۔ وہاں کے بہت سے قبیلے، وینس اور ڈائنا نامی دیویوں کے پجاری تھے۔ وینس کو محبت کی اور ڈائنا کو زرخیزی کی دیوی سمجھا جاتا تھا۔

قسمت بتانے والے

پرانے زمانے کے ساحر یا افسوں گر اپنی بعض صلاحیتوں کی وجہ سے بڑی شہرت رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر وہ ایسے مشروبات بناتے تھے۔ جس میں شفا کی طاقت ہوتی تھی۔ وہ زہر بنانے کے بھی ماہر ہوتے تھے اور ان میں... ایک اندرونی بصیرت ہوتی تھی جس سے وہ آئندہ کے بارے میں پیشین گوئیاں کر سکتے تھے۔

اسی زمانے میں "ہائڈرومینسی" کا فن ابھرا۔ اس فن کا ماہر پانی کے ایک تالاب یا چشمے پر نظریں گاڑ کر.... اپنے موکلوں کو ان کے ساتھ ہونے والے آئندہ واقعات کی نشاندہی کرتا تھا۔ ایفی ڈورس کے مقام پر ایک چشمہ تھا جو اینو دیوی کے نام سے موسوم تھا۔ اس میں محبت کرنے والے جوڑے تقریب کے دنوں میں آٹے کی روٹیاں ڈالتے تھے اگر یہ روٹیاں ڈوب جاتی تھیں تو سمجھا جاتا تھا کہ دیوی نے ان کی بھینٹ قبول کرلی ہے۔ اگر یہ روٹی سطح پر تیرتی رہ جاتی تھی تو اس کا مطلب ہوتا تھا کہ دیوی نے بھینٹ نامنظور کر دی ہے اور روٹی ڈالنے والوں کی خواہشات پوری نہ ہوسکیں گی۔

اس دور میں ایسے قسمت شناس موجود تھے جو بھینٹ سے اٹھنے والے دھویں کو "پڑھنے" کا کام کرتے تھے۔ اگر یہ دھواں قربان گاہ سے سیدھا اٹھتا تھا تو سمجھا جاتا تھا کہ حالات خوشگوار موڑ لیں گے۔ جبکہ بکھرتے ہوئے دھویں کو نامبارک شگون سمجھا جاتا تھا۔

اس دور میں ہر وہ شے جو انسانی دسترس سے دور تھی۔ روحوں کے قبضے میں سمجھی جاتی تھی۔ حتی کہ چھینکنے، کھانسنے، لڑکھڑانے، کھجانے اور..... انسانی عضو تناسل کے نعوظ کو بھی اسی زمرے میں شمار کیا جاتا تھا۔

قدیم یونان میں قسمت کا حال جاننے کا ایک بڑا عجیب طریقہ رائج تھا۔ جادوگر پہلے ایک دائرہ کھینچ دیتا تھا اور پھر وہ اسے بیس برابر حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد وہ ان حصوں میں کوئی جادوئی حرف لکھ دیتا تھا.... اور پھر ان حروف کے اوپر غلے کے کچھ دانے ڈال دئے جاتے تھے۔ بعد میں ایک چڑیا لائی جاتی تھی چڑیا کو کچھ دیر کھانے کا موقع دیا جاتا تھا اور اس کے بعد جادوگر زمین پر کھنچے اس دائرے کا معائنہ کرتا تھا اور اپنے موکل کو.... اس کے بارے میں آئندہ کی معلومات بتاتا تھا۔ اس طرح پانسے کے ذریعے بھی قسمت کا حال نکالا جاتا تھا۔ اس میں پانسہ پھینکا جاتا تھا اور اس پر بنے ہوئے نشانات کی مدد سے پتا کیا جاتا تھا کہ آئندہ کیا ہوسکتا ہے۔

قسمت کا حال جاننے کے جتنے بھی طریقے تھے، یہودیوں نے ان تمام طریقوں کے خلاف سخت اقدامات کئے... اور یہ نفرت جو قسمت شناسوں کے

خلاف آج بھی ملتی ہے۔ یہودیوں ہی کے ہاتھوں اُبھری تھی۔
انھیں دنوں "سسومیٹسی" اور "نکرومینسی" کے علوم بھی عام تھے۔ ان میں عامل مردوں سے باتیں کرتا تھا۔۔۔ اور ایسی اطلاعات فراہم کرتا تھا جو زندہ سے نہیں مل سکتی تھیں۔
مصر اور بے بی لونیا کے دانش مند لوگ نیند کی حالت میں پیش آنے والے خوابوں کی بنیاد پر مستقبل کی پیشین گوئیاں کیا کرتے تھے۔
عیسائیت کے ارتقاء سے قبل کی دنیا۔۔۔۔۔ تمام تر جادو کی تاریکیوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ یہ جادو۔۔۔۔۔ ضرورت پڑنے پر انسانی خون کی بھینٹ بھی لیا کرتا تھا۔

۴۔ افسوں گر۔ اور۔ قرونِ اولیٰ کے عیسائی

۱۹۶۰ء کے وسط میں ایک مسیحی ماہر آثار قدیمہ نے، رومی قلعہ کی کھدائی کرتے ہوئے ایک ڈھانچہ دریافت کیا جس کے بارے میں خیال تھا کہ وہ کوئی سولہ ہزار سال قبل۔۔۔ کسی دیوی یا دیوتا کی بھینٹ چڑھایا گیا تھا۔ بالکل اسی طرح ایک عمارت کو جو سولہویں صدی میں تعمیر ہوئی تھی۔ جب مرمت کیا جا رہا تھا تو اس میں سے ایک مرغی کا ڈھانچہ برآمد ہوا تھا۔ جس کے بارے میں یہی خیال تھا کہ اسے بھینٹ چڑھایا گیا ہوگا۔
ان دونوں کے درمیان کوئی ایک ہزار سال کا فاصلہ موجود تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس دوران مسیحی مذہب نے ان کے اندر کافی تبدیلیاں پیدا کر دی ہوں گی آدمیوں کے بجائے جانوروں کی قربانی پر ہی قناعت کی جانے لگی ہوگی۔

جادو اور شفا کا فن

روم کے زوال سے قبل، جادوگر۔۔۔۔ آج کے ڈاکٹروں کی مانند تھے۔
اس دور میں ہر بیماری کی جڑ۔۔۔۔ روحوں کی نحوست کو سمجھا جاتا تھا اور جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو یہ جادوگر بلائے جاتے تھے تاکہ وہ اپنے منتروں، عملیات اور تعویزوں وغیرہ کے ذریعے مریض کو شفا بخش سکیں چونکہ مسیحی مذہب آچکا تھا لہٰذا گرجا اور جادوگروں میں ایک آویزش کا آغاز ہو چکا تھا۔ ساتویں صدی کے آغاز پر سفت کٹ برڈے مسیحی پیروکار نے اس تبلیغ کا آغاز کیا کہ جادوگروں اور ساحروں سے مدد لینا مذہبی گناہ ہے اور تمام گنڈے اور تعویذ جو ان سے حاصل کئے جائیں شیطانی سمجھیں جائیں گے۔

دفینے تلاش کرنے والے افسوں ساز

برطانوی امراء کے مقبروں اور ان کی رہائش گاہوں کو اس دور میں، دفینوں کا گڑھ سمجھا جاتا تھا کہ یہ دفینے۔۔۔ بدروحوں کی حفاظت میں رہتے ہیں پادریوں نے ان دفینوں کو تلاش کرنے کی سختی سے مخالفت کی اور لوگوں کو کہا کہ اگر وہ کسی دفینے کو تلاش کر لیتے ہیں تو پہلے انھیں۔۔۔۔۔ دعاؤں کے ذریعے پاک کرائیں پھر استعمال میں لائیں ورنہ ان پر خدائی عذاب نازل ہوگا۔ اس کے باوجود دفینوں کی تلاش جاری رہی اور ان دفینوں پر قابض روحوں سے نپٹنے کے لئے ہمیشہ جادوگروں کی خدمات بھی حاصل کی جاتی تھیں۔

جنس اور کالا جادو

قرون وسطیٰ تقریباً سارا کا سارا جادوگروں کے زیر نگیں تھا۔ اس دور کی وہ عورتیں جو کسی مرد سے ناجائز تعلقات کی خواہشمند ہوتی تھیں کسی جادوگر کی خدمات حاصل کرتی تھیں۔ جادوگر انھیں معاوضہ لینے کے بعد ایک انگوٹھی دیتا تھا۔ جس کے اثر سے عورت کا خاوند اس شخص کو نہیں دیکھ پاتا تھا جس سے وہ تعلقات چاہتی تھی۔ اسی دور میں ایسے مشروبات بھی افسوں سازوں سے حاصل کئے جاتے تھے جو آدمیوں کو جنسی توانائی بخشتے تھے اور جن کے پلانے سے وہ اپنے محبوب پر پوری قدرت حاصل کر لیتے تھے۔ یہ مشروبات عموماً بیل کے خصیوں یا مرد کے مادہء منویہ سے تیار کئے جاتے ہیں یہ جادوگر۔۔۔۔۔ مردوں کو نامرد کرنے کی صلاحیت والے بھی سمجھے جاتے تھے۔
اس زمانے میں یہ خیال عام تھا کہ جادوگر۔۔۔۔ کسی رسی وغیرہ میں گرہ لگا کر جسے چاہیں اسے عورت کے ساتھ جنسی فعل کرنے کی صلاحیت سے محروم کر سکتے ہیں
اس قسم کی جب بھی کوئی بیماری کسی مرد کو لگتی تھی تو فوراً یہی سمجھتا تھا کہ اس پر کسی نے جادو کرایا ہے۔۔۔۔ اس دور میں اگر مرد قوت مردی سے محروم ہو جاتا تھا۔۔۔ تو شادی خود بخود ختم ہو جاتی تھی اور عورت کو حق ہوتا تھا کہ وہ جسے چاہے اس کو اپنے شوہر کی جگہ دے سکتی تھی۔ مسیحی پادریوں کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔۔۔ کیونکہ جادو کے ستائے ہوئے اشخاص عموماً ایسی پریشانیوں کے حل کے لئے۔۔۔۔ ان مذہبی پیشواؤں سے ہی رجوع کیا کرتے تھے۔
جادوئی منتر

منتر تین قسم کے ہوتے ہیں

۱۔ کالا منتر
۲۔ سفید منتر
۳۔ سرمئی منتر
پہلا منتر نقصان پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔ دوسرا فائدے اور تعاون

کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور تیسرا دونوں کام انجام دے سکتا ہے۔

شیطان کے ساتھ معاہدہ

جوں جوں وقت گذرتا رہا۔ شیطان کا خوف لوگوں کے دلوں پر طاری ہوتا گیا۔ وہ خیالی تصویر جو شیطان کی لوگوں نے تراشی تھی کسی ایسے انسان سے ملتی جلتی تھی جس کے پیر میں کھر ہوتے تھے۔ جس کے ماتھے پر سینگیں ہوتی تھیں...... اور جو انسان اور درندے کا امتزاج ہوتا تھا...... مذہب کے پیشوا جیسے شیطان کے خلاف تبلیغ کرتے تھے ویسے ویسے شیطان کی دہشت بجائے ختم ہونے کے دلوں پر اور حاوی ہوتی جا رہی تھی۔

خیال کیا جاتا ہے کہ شیطان کے ساتھ، روح کی تجارت کا خیال سب سے پہلے بازنطینی لوگوں میں پیدا ہوا اور پھر پورے یورپ میں پھیل گیا۔ اس عقیدے کے مطابق شیطان اکثر ظاہر ہو کر آدمیوں سے.... ان کی کئی خواہش پوری کرنے کا وعدہ کرتا تھا اور پھر اس کے معاوضے میں اس کی روح پر قابض ہو جاتا تھا۔

ولسکس کے شاہ ایڈورڈ نے ایک قانون ایسا نافذ کیا تھا جس کے ذریعے قاتلوں اور افسوں گروں دونوں کا شمار ایک جیسے خانے میں کیا جاتا تھا۔

۱۳۸۱ء میں جادوگروں کے خلاف ایکبار پھر محاذ آرائی شروع ہوئی۔ جادوگروں پر الزامات لگائے جانے لگے کہ وہ آدمیوں کی زندگی سے کھیلتے ہیں۔ وہ جانوروں کی شکل اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور وہ ہوا میں پرواز کر سکتے ہیں۔ ان کا ہر فعل خفیہ ہوتا ہے۔

آہستہ آہستہ ان کے خلاف نفرتیں بڑھیں اور ایسے قانون پاس ہونے لگے جن کے ذریعے ہر اس شخص کو جس پر جادوگر ہونے کا شبہ ہوتا تھا یا تو ہلاک کیا جانے لگا یا انھیں اذیت پہنچا کر زندہ جلایا جانے لگا۔

یہاں سے جادوگر طبقہ عالم گیر نفرت کے طوفان میں پھنس جاتا ہے جس کا پورا بیان اگلے باب میں ہے۔

جادوئی جڑی بوٹیاں

جڑی بوٹیاں.... جو فائدے پہنچا سکتی ہیں جادوئی عقیدے میں مقدس گردانی جاتی ہیں اس میں VERIAIN CENGNIFOIL وغیرہ شامل ہیں

بدروحیں بھگانے کا منتر

دور اوسط میں یہ منتر استعمال ہوتا تھا۔ اس میں جادوگر مندرجہ ذیل الفاظ کو ایک کاغذ پر لکھتا تھا اور پھر اسے ایک خفیہ جگہ پر رکھ دیتا تھا۔

SD PNQCN
DPNQCN
PNQCN
NQCN
QCN
CN
N

محبت کی غذائیں

جب کوئی کسی مرد یا عورت پر یہ فریفتہ ہو جاتا تھا اور اسے اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا تو مندرجہ ذیل خوراک اسے کھلا دیتا تھا۔

ٹماٹر...... اسے لوگ محبت کا سیب کہتے تھے...... اس سے خون میں مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔

مچھلی...... جنسی خواہش کو ابھارنے کے کام میں لائی جاتی تھی۔

جادوگرنیوں کو جلانے کا عمل

تھوڑا سا مکھن ایک کڑھائی میں کلکلالیں۔ پھر اس میں تھوڑی سی ۱۷۷ ڈال کر فرائی کر لیں۔ پھر کسی تابوت سے تین کیلیں نکالیں اور اسے کمپچر میں ڈبو دیں۔ اس کمپچر کو ایسی جگہ لے جائیں جہاں سورج اور چاند کی روشنی نہ پہونچتی ہو۔ وہ جادوگرنی جس نے جادو کیا ہو گا اس عمل سے تکلیف میں پڑ جائے گی اور اس کا بدن جھلس جائے گا۔

بدروحوں کے حملے روکنے کا عمل

کہئے تین بار.... آرک جادوگر جس نے حملہ کیا ہے (نام) تمہارا جادو تم پر واپس چلا جائے...... خدا کے پاک نام پر اسے اس کی صحت واپس دے۔ آمین۔

گھر میں امن کے لئے منتر

یہ منتر ایک قسم کی جڑی بوٹی کے ست کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ بلیاں اس بوٹی کی ست کو بہت پسند کرتی ہیں۔

دشمن کو ختم کرنے کا عمل

بائیں آنکھ بند کریں اور زبان کو گال کے بائیں جانب موڑ لیں پھر بائیں ہاتھ کی پہلی اور تیسری انگلی سے اپنے دشمن کی جانب اشارہ کریں۔ تین بار۔

یہ ہاتھ کی حرکت دراصل اس کو ختم کرنے کی علامت ہوتی ہے۔ (ہمارے ہاں اس کو لعنت کا پنجہ دکھانا کہتے ہیں)

۵۔ افسوں گری.... مخالفت کے طوفان میں

پندرہ صدی سے آگے کے چند سال جادوگر طبقے پر بہت بھاری ثابت ہوئے یہ طبقہ دہشت، اذیت اور نفرتوں کے تند سیلاب کی لپیٹ میں آ گیا اور ہر جانب اس شخص کی تلاش کی جانے لگی جس پر جادو کے معتقد ہونے کا گمان ہوتا تھا۔

مسیحی مبلغین کے تیز و تند پروپیگنڈے کے اثرات اس قدر بڑھے کہ لوگوں نے جادوگروں کے لئے عجیب عجیب دہشت ناک سزائیں نکالیں۔ ایسی سزائیں جو بے رحمی سے بھرپور تھیں۔ مثلاً انھیں آگ کے اوپر زندہ حالت میں اس طرح روسٹ کیا جاتا تھا جیسے شکاری شکار کرتے ہیں۔ یہ لہر جرمنی، انگلینڈ، فرانس، اسکاٹ لینڈ وغیرہ میں ایک جیسے جوش سے متواتر جاری اور ساری تھی۔

ہر قسم کے قانون جو عام انسانوں کے لئے تھے...... جادوگروں کے لئے نہیں رہے۔ ذرا سے شبہ پر ان لوگوں کو اذیت دی جاتی تھی جنھیں جادو کا پیروکار سمجھا جاتا تھا۔

اگر کسی شخص کے قبضے سے کوئی ایسی کتاب جو جادو وغیرہ کی ہوتی یا کوئی نسخہ یا کوئی اور شے جادو سے متعلق مل جاتی تھی تو اس شخص کے بچنے کا سوال ہی نہیں تھا۔

"سباتھ" کے اسرار

اس موقع پر اس جشن کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا جو جادوگر عموماً منایا کرتے تھے۔ اسے سباتھ کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ سب جمع ہو کر ایک قسم کا جشن ترتیب دیتے ہیں۔ یہ جشن رات میں منایا جاتا تھا اور اس میں رقص کیا جاتا تھا۔

سباتھ... کی تقریب جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ جادوگروں کا اجتماع ہوتا ہے...... ایسا اجتماع جس میں شیطان خود "بہ نفس نفیس" موجود ہوتا ہے...... اور اپنے پیروکاروں کو طاقتیں عطا کرتا ہے...... ایک طرح کی جادوئی تقریب ہوتی ہے۔

گرفتاریاں.... اذیتیں اور خاتمہ

جونہی کوئی جادوگر نظر آتا اسے فوراً گرفتار کر لیا جاتا تھا۔ اسے عموماً رات کے وقت گرفتار کیا جاتا تھا اور اسے گرفتاری کی وجہ بھی نہیں بتائی جاتی تھی۔ اس کے بعد اسے کسی ایسی کال کوٹھری میں ڈال دیا جاتا تھا جہاں کوئی اور نہیں ہوتا تھا.... یہاں وہ تنہا ہو کر آنے والی اذیتوں کا انتظار کرتا تھا۔ بسا اوقات تو اسی دوران اس کا دماغ خراب ہو جاتا تھا۔

کوٹھری سے نکال کر اس کے ساتھ دوسرا مرحلہ طے کیا جاتا تھا۔ اسے اذیتیں دے کر مختلف سوالات کئے جاتے تھے۔ یہ سوالات عموماً اسے رسی سے باندھ کر اور چھت میں لٹکا کر کئے جاتے تھے۔ اگر وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے نام نہیں بتاتا تھا تو اس پر مزید سختیاں کی جاتی تھیں۔ جن جن لوگوں کے وہ نام لے لیتا تھا ان کی شامت آ جاتی تھی۔ عموماً کوئی ایسا شخص گرفتاری کے بعد رہا نہیں کیا جاتا تھا۔ اسے رہائی صرف اسی صورت میں ملتی تھی جب وہ اپنی جان دے چکا ہوتا تھا۔

پکڑے جانے والے آدمیوں سے عموماً مندرجہ ذیل سوالات کئے جاتے تھے۔

"کیا تمہارا تعلق شیطان سے رہا ہے؟

"کیا تمہارا تعلق دوسرے جادوگروں سے رہا ہے؟

"کیا تمہاری وجہ سے کسی شخص کو جانی یا مالی نقصان پہنچ چکا ہے؟

ان سوالات کے کرنے سے پہلے..... ملزم کو عریاں کر کے اس کے جسم کے تمام بال کاٹ دئے جاتے تھے تاکہ اگر اس نے کوئی جادوئی شے جسم سے باندھ رکھی ہو تو ضائع ہو جائے۔ اس کے بعد کچھ پوچھے بغیر اس پر دُرّے برسائے جاتے تھے سخت قسم کی اذیتوں میں مبتلا کیا جاتا تھا اس کے دونوں ہاتھوں میں رسی باندھ کر اسے چھت سے ٹانگ دیا جاتا تھا اس کے بعد اس کے پیروں میں اس قدر بھاری وزن باندھا جاتا تھا کہ اس کے دونوں بازو شانوں سے اکھڑ جاتے تھے۔ بعض اوقات رسی کو ڈھیلا کر کے ملزم کو نیچے گرنے دیا جاتا تھا۔ مگر اس سے قبل کہ اس کی ٹانگیں فرش پر رکیں رسّی کھینچ لی جاتی تھی۔ اس شدید جھٹکے سے اس کے بازو اکھڑ جاتے تھے۔

ان کے جسموں کو جلتی سلاخوں سے داغنے کا بھی طریقہ نکالا گیا تھا اکثر انھیں لوہے کی کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا جاتا تھا۔ پھر کرسی کے پیندے میں سوراخ کر کے اس کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی

اذیت دینے کے دوران..... عدالت کے ارکان موجود رہتے تھے۔ تاکہ ملزم کے منہ سے نکلنے والی آوازوں اور کراہوں کا ریکارڈ رکھ سکیں۔ وہ ملزم جو اپنے اوپر ہر قسم کے الزامات کو تسلیم کر لیتے تھے انھیں چھوڑا تو نہیں جاتا تھا...... البتہ ان کی موت آسان طریقوں سے ہوتی تھی

جون آف آرک

فرانس میں جون آف آرک نامی عورت کا مقدمہ بڑی شہرت کا حامل

ہے۔اس عورت کو جادو کے شبہ میں گرفتار کیا گیا تھا (حالانکہ اس کی بہت سی سیاسی وجوہات بھی تھیں)

اسے گرفتار کر کے ایک پنجرے میں بند کر دیا گیا۔ ایسے پنجرے میں جس میں وہ بمشکل کھڑی ہو سکتی تھی اور پھر اس پنجرے کو عوام میں نمائش کے لئے رکھا گیا۔

ابتدائی مرحلے میں پتا چلا کہ جون آف آرک، کنواری ہے۔ یہ کنوارپن.... اس بات کا ثبوت تھا کہ جون جادوگرنی نہیں ہو سکتی کیونکہ جادوگروں کی مجلسوں میں جنسی محبت ضرور کی جاتی تھی اور جون اگر جادوگرنی ہوتی تو وہ کنواری نہیں رہ سکتی تھی۔ مگر اسکے خلاف اصل ثبوت کو صیغہ ءراز میں رکھا گیا...... پورا مقدمہ اس بنیاد پر کھڑا کیا گیا کہ وہ اس آواز کا راز سنائے جس کے بارے میں اس کا کہنا تھا کہ وہ ایک آواز سنتی ہے جو اس کی رہنمائی کرتی ہے۔

اسے عمر قید کی سزادی گئی کہا گیا کہ اس نے جھوٹے دعوے کئے ہیں اور اس نے چرچ کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔

لیکن اس کے مخالفین اسے ختم کرنے کے درپے تھے۔ انہوں نے جیلر سے معاملہ کیا کہ وہ جون کے کپڑے الگ رکھ دے اور ان کی جگہ کسی آدمی کے کپڑے رکھ دے.... ظاہر ہے کہ عورت ہو کر اگر وہ مرد کے کپڑے پہن لیتی تو ایکبار پھر گرجا کا عذاب اس پر نازل ہوتا کہ یہی اس دور کا قانون تھا۔

آخر مخالفین کامیاب ہوئے اور جون آف آرک کو موت کی سزادی گئی۔ اسے بازار میں زندہ جلایا گیا۔

انسان..... بھیڑیا

۱۵۰۸ء میں فرانس میں ایک اور ہنگامہ خیز مقدمہ ہوا۔ یہ مقدمہ پولیگانی کے "انسان بھیڑئے" کا مقدمہ تھا۔ ایک مسافر جو پولیگانی کے علاقے سے گذر رہا تھا اس پر ایک بھیڑئے نے حملہ کر دیا۔ مسافر نے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اس پر اپنی تلوار سے حملہ کر دیا۔ درندہ زخمی ہو گیا۔ مگر مسافر اس کے پیچھے لگا رہا۔ درندے کے تعاقب میں چلتے ہوئے مسافر نے خود کو مچل ورڈنگ کی جھونپڑی کے سامنے پایا..... مچل کے جسم پر تلوار کا ایک زخم موجود تھا اور اس لمحے اس کی بیوی اس پر پٹی باندھ رہی تھی۔ مسافر نے سوچا اور اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ شاید مچل ہی وہ بھیڑیا تھا جس نے اس پر "درندے" کے جسم میں حلول ہونے کے بعد حملہ کیا تھا۔ مسافر نے مچل کو گرفتار کرا دیا۔ اذیت نہ برداشت کرنے کے باعث مچل نے تسلیم کر لیا کہ اس نے شیطان سے ایک معاہدہ کر رکھا ہے اور شیطان نے اسے یہ قوت دے رکھی ہے کہ وہ انسان سے درندے کے جسم میں حلول کر سکے۔ اس کے لئے اسے صرف اپنے بدن پر ایک خاص قسم کے مرہم کی مالش کرنی پڑتی ہے۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ آدمی کا گوشت کھاتا ہے اور جوان لڑکیوں کو نوچتا ہے۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ بھیڑیا بننے کے بعد مادہ بھیڑیوں کے ساتھ جنسی فعل کا بھی لطف اٹھایا کرتا تھا۔ اس شخص کو زندہ جلا دیا گیا۔

فرانس میں مسیحی ننیں

فرانس میں چند ایک اور دلچسپ مقدمات ہوئے۔ ان میں بعض اوقات گرجا کے راہب اور وہاں کی راہبائیں بھی ملوث ہوئیں۔ دراصل یہ راہب مرد اور راہب عورتیں مذہب کی آڑ میں.... اپنے جسم کی تسکین کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ جنسی فعل انجام دیا کرتے تھے۔ بعد میں اکثر راہبائیں ناراض ہوئیں اور انہوں نے پادریوں پر الزام لگایا کہ وہ انھیں جادو کے زور سے اس کام پر مجبور کیا کرتے تھے۔

یہی نہیں جب یہ مقدمات سامنے آئے تو تحقیقات سے یہ بھی پتا چلا کہ راہبائیں جو شادی نہیں کر سکتی تھیں...... اپنی تنہائی میں جسم کی بھوک مٹانے کے لئے "مصنوعی اعضائے تناسل" کا استعمال کرتی تھیں۔

اس چکر میں کئی ایک مذہبی راہنما اور گرجاؤں کے سربراہ بھی پھنسے اور بیچاروں کو بلاوجہ سزائیں بھگتنی پڑیں۔ ایسا ہی کیس اربان گرینڈر کا تھا۔ یہ ایک گرجا کا سربراہ تھا مخالفین نے اسے بھی پھنسا دیا اور اس پر الزام لگایا کہ وہ جوان لڑکیوں کو روحانی تعلیم دینے کے بہانے ان کے ساتھ جنسی فعل کرتا رہتا ہے۔ گرینڈر قطعی بے گناہ تھا۔ مگر اسے پھانسی اور اذیت کی سزا سے گذرنا پڑا۔

فرانس ہی کی مانند جادوگروں کو جرمنی، اسپین اور اسکنڈ نیویا وغیرہ میں بھی جا بجا ایسی ہی سزاؤں سے دوچار ہونا پڑا۔ جرمنی میں چھ سو اشخاص کو جادوگر ہونے کے شبے میں زندہ جلا دیا گیا۔

انگلستان میں جادوگر

انگریزی بولنے والے اشخاص میں زیادہ تر لوگ "وچ" یا "افسوں گر" کا لفظ سنتے ہی کسی ایسی عورت یا مرد کا تصور کرنے لگتے ہیں۔ جس کی آنکھوں میں نفرت ہوتی ہے۔ اور گھٹیا کمین ہوتی یا ہوتا ہے۔ بعض معنوں میں "وچ" کی یہ تصویر کچھ غلط نہیں۔ کوئی ہزار سے اوپر ایسی عورتیں جنھیں انگلستان میں جادوگرنی ہونے کے الزام میں ہلاک کیا گیا۔ خاص معمر تھیں اور غریب بھی۔ انگلستان میں جادوگر اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جو نفرت کا طوفان اٹھا اس کا بنیادی سبب مذہب تھا۔

ہنری ہشتم روائے انگلستان نے ۱۹۴۲ء میں جادوگروں کے خلاف پہلا قانون پاس کیا لیکن اس میں ان کے لئے موت کی سزا مقرر نہیں کی گئی تھی۔ انگلستان میں دوسرا قانون جو جادوگروں اور جادو کے خلاف پاس ہوا وہ ملکہ الزبتھ اوّل کے دور میں ہوا۔ اس کا مقصد مافوق الفطرت قوتوں پر اندھے اعتقاد کو فنا کرنا تھا۔ چرچ کے بشپ کی اس کو پشت پناہی حاصل تھی۔

ان لوگوں میں سے جو جادوگروں سے سخت نفرت کرتے تھے ایک شخص ہاپکنس ہوا کرتا تھا۔ یہ پہلے ایک تیسرے درجے کا وکیل تھا پھر جب جادو کے خلاف نفرت پھیلنے لگی تو ان کا سرغنہ بن گیا۔ ۱۶۴۵ء کا واقعہ ہے کہ ایک لنگڑی عورت الزبتھ کلارک پر شبہ کیا گیا کہ وہ جادو کی پیروکار ہے اور اس نے اپنے ایک پڑوسی کی بیوی پر سحر کر دیا ہے۔ ہاپکنس نے اس موقع پر قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس لنگڑی عورت کو نہایت سخت اذیتیں دیں۔ یہ اذیتیں بڑی عجیب قسم کی تھیں مثلاً اس نے عورت کو ایک اسٹول سے باندھ دیا اور ساری رات اسے سونے نہ دیا۔ اس نے ایک اور طریقہ یہ نکالا تھا کہ وہ جادوگروں (یعنی ملزموں) کو ایک تالاب میں دھکا دیکر گروا دیتا تھا اگر وہ تیرنے لگتی تھی تو اسے قصوروار گردانا جاتا تھا اور اگر وہ ڈوب جاتی تو اسے بے قصور گردانتے تھے (مگر ظاہر ہے وہ بے قصور تو جان سے جا چکا ہوتا تھا)

ہاپکنس کی اذیتوں کے سامنے مجبور ہو کر لنگڑی عورت نے زبان کھول دی اور اس نے بتایا کہ وہ شیطان کے ساتھ جنسی تعلقات کا لطف اٹھاتی رہی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے قبضے میں کچھ سفید جن ہیں۔ اس نے کچھ اپنے جیسے اشخاص کے نام بھی بتائے اور انھیں بھی پکڑ کر ایسا ہی سلوک کیا گیا۔

ہاپکنس کچھ عرصے بعد لوگوں میں اپنی مقبولیت کھو بیٹھا اور ایک بیماری سے مر گیا۔ آہستہ آہستہ آدمیوں کے ذہنوں میں نئی ثقافت کے باعث تبدیلیاں شروع ہوئیں اور مذہب کی وقعت کم ہونے لگی۔ نئے نئے لوگ باغیانہ خیالات کے ساتھ اُبھرنے لگے پولینڈ کے ایک لزنسکی نامی شخص نے کہا کہ "خدا کو آدمی نے بنایا ہے" اسے اس طرح ہلاک کیا گیا کہ اس کے سینے میں ایک میخ ٹھونک دی گئی اور جلا دیا گیا۔

جادوگروں کے خلاف نفرت کا یہ طوفان آہستہ آہستہ سرد ہوتا گیا۔ اس کا آخری شکار..... بوڑھی مس ونہام۔ کو کہا جاسکتا ہے۔ ۱۶۱۲ء میں ایک معمر عورت مس ونہام کو اس شبہ میں پکڑا گیا کہ وہ جادو کرسکتی ہے اور شیطان کی مقلد ہے۔ ہوا یوں کہ مس ونہام کا کسی کسان سے جھگڑا ہوا اور کسان نے اسے جادوگرنی کہہ کر مخاطب کیا۔ جب یہ معاملہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا۔ تو مجسٹریٹ نے اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک ترکیب تراشی۔ اس نے کسان سے کہا کہ وہ مس ونہام کو ایک شلنگ اس جرمانے کی طور پر دے کہ اس نے اسے نہایت غلط نام سے مخاطب کیا تھا۔ ونہام کو یہ فیصلہ پسند نہ آیا وہ کسان کو دھمکیاں دیتی ہوئی چلی گئی۔ اس نے یہ بھی کہا۔

"اگر یہاں مجھے انصاف نہیں ملا تو نہ سہی۔ میرے پاس انصاف حاصل کرنے کے اور ذرائع بھی ہیں"

اس کے کچھ دن بعد کسان نے رپورٹ کی کہ اس کے اہل خاندان پر جادو کیا گیا ہے۔ ونہام کے مکان کی تلاشی لی گئی اور وہاں سے ایسی اشیاء دستیاب ہوئیں جو جادوگر عموماً اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ونہام کو گرفتار کر لیا گیا اور اس پر الزام لگایا گیا..... کہ وہ ایک بلی کی شکل میں شیطان سے گفتگو کرتی ہے۔

دباؤ میں آکر عورت نے یہ الزام تسلیم کر لیا۔ اسے علاقہ سے باہر نکال دیا گیا۔ پورے انگلینڈ میں آج بھی مس ونہام....... "بوڑھی مس ونہام کے نام سے مشہور ہے۔

جادوگروں کے خلاف نفرت کے طوفان کا خاتمہ

۱۷۳۵ء میں جادوگروں کے خلاف جتنے قوانین تھے منسوخ کر دئے گئے۔

اس طوفان کے نتیجے میں سینکڑوں معصوم عورتوں اور مردوں کو موت کی سزا ہوئی اور ہزاروں کی تعداد میں خون بہایا گیا۔

۶۔ سفید جادو کے مقلد

جوں جوں نئے خیالات لوگوں کے ذہنوں میں داخل ہوئے ان کے اندر سے جلاد اور جادوگروں کی جو دہشت قائم تھی کم ہوتی چلی گئی۔ دانشور طبقہ نئے خیالات سے کافی متاثر تھا لیکن دیہاتوں اور قصبوں وغیرہ میں بسنے والے دیہاتی اور جاہل لوگ ہنوز جادو کی دھمکیوں کے زیر اثر تھے اور انھیں جونہی شبہ ہوتا تھا کہ ان پر کسی نے جادو کر دیا ہے وہ فوراً ان لوگوں کی خدمات حاصل کرنے کے لئے پہنچ جاتے تھے جو صرف عام "سفید جادو کے ماہرین" کہلاتے تھے۔ ایک معنوں میں یہ وہ طبقہ تھا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ جادو کا توڑ جانتے ہیں۔

یہ طبقہ بڑا عجیب تھا..... عموماً جادو کا مقلد وہ لڑکی یا لڑکا ہوتا تھا جو اپنے گھر میں ساتویں اولاد ہوتا تھا...... اس طرح وہ یہ کہتے تھے کہ ان کی طاقتیں موروثی ہیں۔ یہ صرف منتروں اور عملیات ہی سے جادو کا توڑ نہیں کرتے تھے بلکہ جڑی بوٹیوں سے بیماروں کا علاج بھی کرتے تھے۔ جادو کا توڑ یہ اس طرح کرتے تھے کہ جادو کے ذریعے آنے والی بیماری کو وہ کسی جانور میں منتقل کر دیتے تھے۔

اس طرح یہ لوگ..... دیہی بستیوں پر کافی اثرانداز تھے۔ ان میں عموماً

بھتات عورتوں کی تھی۔ یہ عورتیں عموماً کسی کالی کوٹھری میں بیٹھا کرتی تھیں۔ ان کے منہ پر ایک نقاب رہتا تھا اور ان کے سامنے ایک بلور رکھا رہتا تھا جس میں دیکھ کر وہ مستقبل کی نشاندہی کرتی تھیں۔

جادو اور بے رحمی

وہ شخص جسے گمان ہوتا تھا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے۔ سفید جادوگر کے پاس جاتا تھا اور یہ جادوگر اسے کچھ ایسے طریقے بتاتا تھا جس سے وہ اپنا دفاع کر سکتا تھا۔ مثال کے طور پر جادوگر اسے بتاتا تھا کہ اس آدمی کے پیروں کا نشان تلاش کرے جس کے بارے میں اسے شبہ ہے کہ اس نے جادو کیا ہے۔ پھر اس نشان پر ایک کیل گاڑ دے............ اس کے نتیجے میں جادو کرنیوالے کے پیر میں ایک زخم نمودار ہو جائے گا۔

یہ سفید جادو کے ماہرین.....ایک معنوں میں وہی لوگ تھے جو جادو اور جادوگروں سے سخت متنفر تھے۔ اپنی ترکیبوں سے یہ بھولے لوگوں کو ورغلاتے تھے اور انھیں مختلف اشخاص کے قتل پر اکساتے تھے (یہ کہہ کر یہ شخص کالا جادو جانتا ہے) اس دور میں قتل کی جتنی وارداتیں ہوئی تھیں ان کے پیچھے زیادہ تر کسی نہ کسی "سفید جادو کے ماہر" کا ہاتھ ہوتا تھا۔

ایک بار ایسی ہی ایک عورت پر شبہ کیا گیا کہ وہ جادو کے اثرات سے متاثر ہے سفید جادو کے ماہر نے اس عورت کے شوہر کو مشورہ دیا کہ وہ عورت کو اس وقت تک پیٹتا رہے جب تک کہ جادو کا اثر ختم نہ ہو جائے۔ شوہر نے جادوگر کے کہنے پر حرف بہ حرف عمل کیا اور اسے مسلسل مارتا رہا حتی کہ وہ بدنصیب عورت ہلاک ہو گئی۔

چونکہ لوگوں میں یہ عقیدہ موجود تھا کہ خودکشی کی موت کا مطلب ہے "بے چین روح" لہٰذا وہ ایسی وارداتوں کے بعد........ مرنے والے کو قبر میں دفن کرنے کے بعد ان پر صلیب نصب کر دیتے تھے تاکہ بدروح مرنے والے کے بدن پر قابض نہ ہو سکے۔

ایسے کردار بھی دیکھنے میں آئے جو جنسی طور پر گمراہ تھے۔ ان میں ایک شخص ہارمین تھا۔ اس شخص نے ۱۹۲۰ء کے اوائل میں بہت سے بچوں کا قیمہ کیا اور انھیں کھا گیا یہی نہیں بلکہ وہ اپنی دکان پر جو گوشت فروخت کرتا تھا وہ بھی انسانی ہوتا تھا۔ اسی طرح ایک شخص جان ہیگ ہوا کرتا تھا کہتے ہیں کہ وہ آدمی کا خون پینے کا عادی تھا....... ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات جادو کے نہ تھے بلکہ ایسے لوگ یا تو ذہنی کج روی کا شکار ہوتے تھے یا پھر وہ پاگل ہوتے تھے۔ البتہ دیہاتی اور جاہل انھیں بھی جادوگروں کی صف میں لا کھڑا کرتے تھے۔

شیطان کے چیلے

یہ اٹھارویں صدی کے وسط کا ذکر ہے۔ جس زمانے میں کچھ پڑھے لکھے لوگوں نے..... شیطان کی پوجا کی نیاری رسم ایجاد کی۔ یہی نہیں بلکہ انھیں کے ہاتھوں انسانی قربانی کی بھی بنیاد پڑی۔ اودھر جونہی جادو کے خلاف رائج قوانین منسوخ ہوئے انہوں نے اپنی توجہ BLACK MASSES (سیاہ اجتماع) کی طرف مبذول کر دی۔

۱۷۵۵ء میں ان لوگوں نے ایک "ھالفائر کلب" کی بنیاد رکھی اور اس کے لئے ایک برباد شدہ عمارت "ایبے آف میڈن ہام" کا انتخاب کیا۔ اس کلب میں اس وقت کی چند مشہور ہستیاں بھی ممبر تھیں اور اس کا سربراہ سر فرانسس ڈیش وڈ تھا۔ وہ ایک پڑھا لکھا اور باثر آدمی تھا۔ اس کلب کے مقاصد میں "ننگے ناچ..... گندی حرکات"..... اور "شیطانی پوجا" شامل تھے۔ یہ کلب گھر... بعد میں ایک دوسرے مقام پر منتقل کیا گیا اور وہاں اس کا جو ہال تھا اس میں عجیب و غریب فوٹو آویزاں کئے گئے۔ اس میں ایک "چیپل" (گرجا) بھی موجود تھا جس میں خدا کی جگہ شیطان کی پوجا ہوتی تھی۔ لندن کی بستیوں سے جو شیلی لڑکیاں یہاں لائی جاتی تھیں، اور ان سے جشن کے دوران ہم بستری کا لطف اٹھایا جاتا تھا۔

انہیں ممبروں میں ایک شخص جان ولکس ہوتا تھا، ایک بار اس نے ایک بندر پکڑا اسے عجیب و غریب لباس پہنایا اور پھر اس کے چہرے پر ہیبت ناک نقش و نگار بنا دیئے اس نے بندر کو ایک صندوق میں بند کر کے ----- شیطان قربان گاہ کے پیچھے چھپا دیا اور جس وقت شیطان کی پوجا شروع ہوئی۔ اس نے جھٹکے سے صندوق کھول دیا۔ بندر باہر نکل آیا اور اچھل کر ایک مشہور ممبر لارڈ سینڈوچ کے اوپر چڑھ گیا۔ لارڈ بوکھلا کر گر پڑا اور لڑکھڑا کر شیطان سے معافی مانگنے لگا۔

بعد میں لوگوں کو اس مذاق کا علم ہوا۔ مگر ان میں سے کسی نے اس کا برا نہ مانا بلکہ اس کے بعد سے بندر کو شیطان ازم کے اندر ایک بڑا مقام عطا کر دیا گیا۔

شیطان ازم کا ارتقاء

لوگوں کا یہ خیال کہ شیطان کی پوجا اور سیاہ اجتماعات قدیم زمانے سے موجود ہیں۔ کچھ صحیح نہیں دراصل یہ دونوں باتیں کافی نئی کہی جا سکتی ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس کی جڑیں دراصل دور قدیم سے ہی ملتی ہیں۔ آدمی کا ابتداء ہی سے یہ نظریہ رہا ہے کہ دنیا میں جتنی برائیاں ہیں اور برائی کی جتنی قوتیں ہیں وہ سب کی سب شیطان ہی کے تابع ہیں۔ کئی معنوں میں شیطان

ان سب کا دیوتا یا آقا کہا جاسکتا ہے۔

آدمی ہمیشہ سے نیکی اور برائی کے اثرات ہی کے تحت رہا ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں چونکہ اچھائی کی قوتیں اور اچھائیاں اس آقا یا دیوتا کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔ لہٰذا شیطان ہر اس بات کو پسند کرتا ہے جنھیں نیکی کی طاقتیں ناپسند اور مسترد کر دیتی ہیں۔

مثلاً جنسی کجروی ------ انسانی جانوں کی بھینٹ اور سیاہ اجتماعات بدی کی قوتوں کے من پسند کام ہیں جبکہ نیکی کی قوتیں ان سے سخت احتراز کرتی ہیں

وہ لوگ جو شیطان کے پجاری ہوتے ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ مذاہب عالم کے بتائے ہوئے تمام طریقوں سے روگردانی اور بغاوت کریں۔ ہر اس اصول پر چلیں جو ان کی نفی کرتا ہو۔

ان کی نظر میں " شیطان آزادی کی علامت ہے۔ ہر قسم کی آزادی کی ---- جبکہ مذہب ان کے عقیدے کے مطابق ایک ایسا نظام ہوتا ہے جس میں انسان آپ اپنا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔

ایک معنوں میں " شیطان ازم " بجائے خود ایک نظام عقیدہ ہے ------ ایک مذہب ہے -------- تمام مذاہب کی نفی کرنے والا مذہب۔

بعض بعض جگہوں پر شیطان کی پوجا کا صرف ایک مقصد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جادو کے ذریعے ------ دشمنوں کو تباہ کیا جائے۔ یہ لوگ عموماً ---- مردوں کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ ان ہڈیوں پر منتر وغیرہ پڑھنے کے بعد انھیں اس قابل بنادیا جاتا ہے ------- کہ جادوگر ان ہڈیوں کو ہاتھ میں لے کر جس شخص کی سمت بھی اشارہ کرے گا وہ فوراً ہی سحر کے تحت بیمار ہو جائے گا۔

بالویں کے علاقے میں ۱۹۶۸ء کی بات ہے۔ جادوگروں کے ایک گروہ نے قبرستان پر دھاوا بول دیا اور وہاں کی تمام قبروں کو کھود ڈالا۔ پھر وہ لاشوں کو اٹھانے گئے تاکہ ان پر شیطانی عملیات کئے جاسکیں۔

موجودہ دور میں ------ شیطان ازم ایک گہری تحریک کی شکل میں پھیل رہا ہے۔

جادو کے زور سے قتل ہونے والوں میں چارلس والٹن نامی شخص کی بڑی تشہیر ہوئی تھی۔ ۱۹۴۵ء میں ایک میدان میں یہ شخص پڑا ملا تھا۔ اس کا گلا کٹا ہوا تھا۔

کالا جادو امریکہ میں

سوئٹزرلینڈ، جرمنی اور فرانس میں سیاہ تنظیمیں موجود تھیں۔ امریکہ والے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہے۔ ویسے بھی امریکی روحانیت کے اچھے طالب علم کہے جاسکتے ہیں۔ اگر آپ امریکہ جائیں تو آپکو اکثر دکانوں پر ایسی چیزیں بکتی نظر آئیں گی جو کالے جادو کرنے اور ان کو توڑنے کے لئے استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ ان میں ایک "پاؤڈر" بھی شامل ہے جس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اگر اسے لے کر آپ اپنے کسی دشمن کے دروازے کی چوکھٹ پر چھڑک دیں تو اس کا سارا گھر تباہی کا شکار ہو سکتا ہے۔

وہیں آپکو اس کا توڑ مل جائے گا ------- یہ توڑ ایک موم بتی کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس موم بتی کو ایک "جادوئی تیل" سے نہلا کر جلایا جاتا ہے۔ یہ مسلسل تین روز تک ایک گھنٹے کے لئے جلائی جاتی ہے ----- پھر اس کی خاکستر کو جمع کر لیا جاتا ہے اور اسے "جادو کے توڑ" کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

امریکہ میں "چرچ آف شیطان" کا بڑا شہرہ ہے۔ یہ ایک سنجیدہ تنظیم ہے۔ اور یہ سان فرانسسکو کے علاقے میں ہے۔ اس کے عقیدت مند بہت سے ہیں اور یہ سب بنیادی طور پر کالے جادو، جیسی آلودگیوں کے پیروکار ہیں۔ ان کے سرغنہ کو "ہائی پرائسٹ" یا سربراہ اعلیٰ" کہا جاتا ہے۔ شیطانی گرجے کے اس سرغنے کا نام "انٹون لاوی" ہے۔

اس گرجے کے اندر کی چیزیں بڑی ڈرامائی ہیں مثال کے طور پر کافی پینے کی جو میز ہے وہ دراصل کسی مقبرے کا پتھر ہے۔ وہاں جو پودے وغیرہ آرائش کے طور پر رکھے ہیں۔ ان کے گملوں کی جگہ انسانی کھوپڑیوں کو استعمال کیا گیا ہے۔ اس فرقے کا مقصد صرف مسیحیت کے خلاف محاذ آرائی ہے --- اور اس لئے انھوں نے اپنی ایک "خود ساختہ انجیل" بھی تصنیف کر رکھی ہے۔

ان کے ہاں کی رسومات مذہبی بھی بہت ہی عجیب ہیں مثال کے طور پر قربان گاہ ہے جہاں اس قربان گاہ کے اردگرد، نقاب پوش "پروہت" کھڑے ہوتے ہیں اور قربان گاہ کے پتھر پر ایک عریاں لڑکی کو لٹایا جاتا ہے یہیں وہ اپنی شیطانی عبادت کرتے ہیں اور شیطان کو مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

شیطان کے بعض بعض نام یہ ہیں۔

۱۔ ملوک

۲۔ اپولویان

۳۔ اسموڈس وغیرہ

اسی جگہ وہ لوگ منتر وغیرہ پڑھ کر اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کا علم بھی کرتے ہیں۔

جس وقت تقریب ختم ہوتی ہے تو اس کی اطلاع ایک گھنٹی بجا کر دی جاتی ہے۔

ان حالات میں مسیحی چرچ اب اس بات پر دوبارہ غور کر رہے ہیں کہ وہ

پرانی رسم ------ بدروح کو جلانے کا عمل شروع کردیں۔ اس کے لئے وہی "پاک پانی" "نمک" "اور" "صلیب" "وغیرہ کا استعمال کیا جارہا ہے۔

مسیحی مبلغ مسلسل پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ نئی نسل کے لوگوں کو شیطانی ٹولے سے بچایا جاسکے۔

۸۔ وحشیانہ رسومات کی نمودِنو

حالانکہ جادو وغیرہ کی پرانی رسومات، مغرب کی جدید دنیا میں تقریباً ختم ہوچکی ہیں لیکن اس کے باوجود یورپ میں اب بھی چند جگہیں ایسی موجود ہیں جہاں جادو اور افسوں گری کے پرانے طریقے ہنوز رائج ہیں۔

اٹلی کے چند حصے ----- خصوصاً سسلی کا علاقہ پرانے عقیدوں کا گڑھ کہا جاسکتا ہے۔ اسی جگہ ایک "جادو درگاہ" موجود ہے۔ جس کے بارے میں دیہاتی لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جادو کی درگاہ ہے۔ ان دیہاتیوں میں "میکے ریا" کے نام سے کئی لوگ آباد ملتے ہیں۔ یہ میکے ریا لوگ دراصل جادوگر ہوتے ہیں۔ حالانکہ دیہاتیوں کا مذہب عیسائیت ہے لیکن وہ ان میکاریا لوگوں کے بڑے معتقد لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کے پاس ایسی طاقتیں موجود ہیں کہ جن کے سائے میں آکر وہ ہر قسم کے خطرے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ وہ لوگ جنھیں شبہ ہوتا ہے کہ ان پر کوئی خطرہ منڈلا رہا ہے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہاں سے انھیں "گنڈوں" "اور" "تعویزوں" "کی شکل میں تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ ایک قسم کا ایسا مشروب بھی تیار کرتے ہیں جسے "دوائے وصال" "کہا جاتا ہے۔ یہ دوا کچھ خاص ترکیب سے جڑی بوٹیوں کی مدد سے بنتی ہے اور اس کے بارے میں مشہور ہے کہ حلق سے اترتے ہی یہ آدمی میں "جنسی" جذبے کو اس قدر تیزی سے ابھارتی ہے کہ اگر عورت اسے پی لے تو وہ سامنے آنے والے ہر پہلے مرد کے ساتھ جنسی فعل پر بخوشی رضامند ہوجاتی ہے۔

البانیہ میں بھی بعض بعض حصوں میں جادو کا راج ہے۔ لوگ بدنظری وغیرہ کے قائل ہیں اور ان کے 'دفعیہ' کے لئے طرح طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ مثلاً تین بار ادھر ادھر تھوک کر وہ کسی بدروح کا راستہ روک دیتے ہیں۔

اسپین میں بھی کالے جادو کے بجائے سفید جادوگروں کی بڑی مقبولیت ہے۔ دیہاتی بستیوں کے لوگ اپنا علاج معالجہ انھیں سے کراتے ہیں۔ ان بے چاروں کو دور جدید کی ادویات کے بارے میں کچھ بھی پتا نہیں۔

وچ کرافٹ۔ افریقہ میں

وچ کرافٹ کے سلسلے میں جو تحقیقی کام حال میں ہوا ہے اس کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ تقریباً سارے کے سارے محققین نے افریقہ کے کالے جادو کے پرتاثیر ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ مصر میں ایسے واہمے جو سمعی ہوتے ہیں انھیں بھی جادو کا کرشمہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح قدیم یورپ میں بہرہ پن اور اندھاپن دونوں کے لئے وچ کرافٹ اور کالی نظر کو سبب ٹھرایا جاتا ہے۔

افریقہ کے جنگلوں میں پائے جانے والے جادوگر۔ دہری حیثیت کے مالک ہوتے ہیں ایک جانب وہ جادو کے ماہر ہوتے ہیں اور دوسری جانب وہ بڑے عمدہ طبیب ہوتے ہیں۔ ان کا کردار اس خطے میں وہی ہوتا ہے جو ہمارے ہاں ماہر نفسیات ڈاکٹر کا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ڈاکٹر بعض اوقات اتنا حیرت انگیز علاج کرتے ہیں کہ عقل ششدر رہ جاتی ہے۔

یورپ میں کالے جادو کا پرانا ڈھانچہ بدل چکا ہے۔ لیکن افریقہ میں یہ اپنی اصل شکل میں ملتا ہے۔

قدیم یورپ میں جادوگرنیوں اور جادوگروں کے بارے میں روایتیں تھیں۔ وہ سب کی سب افریقہ میں ہنوز دھرائی جارہی ہیں۔ نائجیریا میں اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جادوگر اڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ اپنا ہیولی بدل سکتے ہیں اور جب چاہیں کسی جانور کے بدن میں حلول بھی کرسکتے ہیں۔ گھانا کے جادوگروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خون آشام ہوتے ہیں یعنی آدمیوں کا خون پیتے ہیں۔ وہاں جب کبھی کسی قبیلے کا آدمی کسی عجیب طرح مرتا ہے تو اس کی لاش --- کو ایک کھٹورنے میں رکھ دیا جاتا ہے اور اگر اس کی لاش اس میں ڈوب جاتی ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ مرنے والا دراصل جادو کا شکار ہوا ہے۔

گھانا کے جادوگروں نے کئی بار خود اعتراف کیا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو عملیات سے مارنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ حتی کہ ان کا دعوی یہ بھی ہے کہ جس آدمی کو چاہیں اسے قوت مردمی سے محروم کرسکتے ہیں۔ وہ چاہیں تو عورت کا "رحم" "چرا کر اسے بانجھ بنا سکتے ہیں۔

جدید افریقہ میں وچ ڈاکٹر (یعنی کالے جادو کے ماہر) کا وہی کردار ہے جو قدیم یورپ میں سفید جادو کے ماہرین کا تھا------- "پاک علم" "جادو کے وارث ہوتے ہیں۔ انہیں شفا دینا آتا ہے۔ ان میں بہت قوت ہوتی ہے۔ یہ گم شدہ اشیاء کا پتا بتاتے ہیں۔ یہ جادوگروں کو شناخت کرسکتے ہیں اور انہیں ہر قسم کے جادو کا توڑ بھی آتا ہے۔

جادوگری آسٹریلیا میں

آسٹریلیا میں ایسے افراد آباد ہیں جو بالکل پتھروں کے دور کے آدمی کے

جاسکتے ہیں۔ان میں کھیتی باڑی کا کوئی خاص شعور نہیں۔ان کے ہتھیار اور اوزار سب پرانی وضع قطع کے ہوتے ہیں۔ موت اور بیماری کا سبب ان کے ہاں صرف ایک ہی ہے------وہ ہے کالا جادو۔

ان کے ہاں دشمن کو ہلاک کرنے کا ایک طریقہ یہ رائج ہے کہ وہ اپنے دشمن کی شبیہ ریت پر بناتے ہیں اور پھر اس میں اپنا بھالا مارتے ہیں اس طرح ------ان کا عقیدہ ہے کہ ان کا دشمن تباہ ہو جاتا ہے۔

وہ اپنے دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے دور دراز کے دشمن کو ایک انسانی ہڈی دکھاتے ہیں۔اس کے بعد وہ ایک قسم کا راگ چھیڑتے ہیں جسے "موت کا راگ" کہتے ہیں۔

ڈاکٹر جے۔ سی۔ بار کرنے ایک ایسی ہی تقریب کا تذکرہ اپنی کتاب "SACRED TO DEATH" میں کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں------ایک شخص بری طرح بیمار پڑا۔اس کے بدن پر کوئی دکھائی دینے والا نشان موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی مرض کی دوسری علامت ملی تھی۔ جونہی اسے یہ خیال ہوا کہ اس کے اوپر کسی نے جادو کیا ہو گا ------اس کی آنکھوں تلے ایک شخص کا ہیولیٰ ابھرا جو ہاتھوں میں ہڈی لئے ہوئے اسے دکھا رہا تھا۔وہ بری طرح گھبرا گیا اور اپنے ہاتھوں کو یوں اٹھالیا جیسے اپنا دفاع کرنا چاہتا ہو۔اس کے بعد وہ سر ڈال کر پڑ گیا------اس کی موت چند دنوں بعد ہو گئی"

ایسے موقعوں پر قبیلے کے لوگ کسی بڑے بوڑھے کو یا وہاں کے "جادوگر" کو بلا کر لاتے ہیں تاکہ وہ جادو کا دفع کر سکے۔بسا اوقات ان کے عمل سے مریض کی حالت ٹھیک ہو جاتی ہے۔

مصنف A- W- CANNON لکھتا ہے۔

دراصل یہ قبیلے ذہنی طور پر سیاہ جادو سے اسقدر متاثر ہیں کہ جادو کی کوئی اہمیت ہویا نہ ہو ان کو نفسیاتی طور پر اس حد تک متاثر کر دیتی ہے کہ وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ مر جاتے ہیں--------اور اسی عقیدے کی بدولت وہ دوبارہ تندرست بھی ہو جاتے ہیں------گویا سارا کھیل ایک گہری عقیدت کا ہے جو ان کی نس نس میں سمائی ہوئی ہے

امریکہ میں وحشی

جس زمانے میں یورپ کے سفید فام امریکہ کے اس خطے میں پہونچے جہاں سیاہ قوم آباد تھے تو اپنے ساتھ یورپ کے عقائد لے گئے۔

وہاں کے ایک مصنف نے جس کا نام البرٹ میگنس تھا ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام تھا "پوپو" (جس کے معنی ہوتے ہیں ایک گہرا دوست۔ اس کتاب کو وہاں کے باشندے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے تاکہ اچانک موت کے خطرے کو ٹال سکیں۔

دراصل "پو۔پو" ایک معنوں میں ایک ایسی سائنس (یا علم) ہے جس کے ذریعے بدروحوں کو بھگایا جاسکتا ہے۔ان کے کالے جادو کے شکار آدمی کو "پاک" کرنے کے لئے ایک عجیب رسم رائج ہے۔ بیمار آدمی کو ٹھیک کرنے کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ قبیلے کا جادوگر سارے قبیلے کے آدمیوں کو اس کے پاس جمع کرتا ہے تاکہ "پاکی" کی تقریب شروع کی جاسکے۔ یہاں چند منتر وغیرہ پڑھے جاتے ہیں۔ بیمار کو نہلایا دھلایا جاتا ہے اور جادوئی تعویز پہنا دیئے جاتے ہیں۔اس کے بعد ریت پر جادوئی تصاویر بنائی جاتی ہیں اس کے بعد اس ریت کو مریض کے جسم سے ملنے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ عمل کے دوران برابر "راگ" الاپے جاتے ہیں۔ یہ پوری تقریب کچھ اس طرح عمل میں آتی ہے کہ اس کے ذریعے زیادہ سے زیادہ روحانی طاقتوں کو بیدار کر کے ------- بدروحوں کے خلاف صف آرائی کی جاسکے۔ یہ طاقت ان کے عقیدے کے مطابق شکار کو پاک کر دیتی ہے-------اور وہ جادو کے حلقے سے باہر آجاتا ہے۔

پہاڑ، دریا، گپھائیں وادیاں اور جنگلات ان کے عقائد کے مطابق مافوق الفطرت طاقتوں کا مسکن ہیں جہاں سے ان کی توانائیوں کو بوقت ضرورت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ "ثقافت الاسکا کے علاقے سے لیکر" آمیزن کے جنگلی قبائل تک سب میں نافذ ہے۔

"دوڈو" کی دنیا

آج کے دور میں لفظ "دوڈو" آدمی کے ذہن پر بری طرح اثر انداز ہو رہا ہے۔ کیونکہ کالے جادو کی یہ بد ترین صنف ہے جس کی ہیبت کا اندازہ مشکل ہے۔

"دوڈو------کالے جادو کی ایک ایسی صنف ہے جس میں سانپ کی پوجا کی جاتی ہے۔ بعض بعض اوقات اس کے مقلد "آدم خوری" بھی کرتے ہیں۔ دوڈو کا لفظ سب سے پہلے یورپ کی مشنریز نے استعمال کیا جب یہ مبلغ ویسٹ انڈیز میں گئے"

دوڈو گو کہ کالے جادو کی ایک شاخ ہے لیکن یہ ایک قسم کا مذہب ہے جس میں "پجاری"------دیوتاؤں کے سائے میں آکر ان کی سی طاقتیں اپنے آپ میں محسوس کرنے لگتے ہیں۔ ان کے سرغنہ جو بڑے راہب یا "مہان پجاری" کہلاتے ہیں اپنے آباؤاجداد کی روحوں کو قبروں سے طلب کر کے ان سے مشورے لیتے ہیں۔

ووڈو کی بنیادی رسومات دو ہیں :۔

پہلی ہے "سورج کی تقریب---- جسے راڈاس کہتے ہیں۔ ان کا من بھاتا کھانا سانپ ہوتا ہے۔ دوسری تقریب "پیڑو" دیوتا کے لئے ہوتی ہے۔ جو لوگوں کو جادوئی قوت عطا کرتا ہے۔

جشن یا تقریب کی ابتداء میں ایک برف کی طرح سفید بھیڑ کو قربان کیا جاتا ہے اور یہ کام سمندروں میں انجام پاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دو سفید کبوتر اور سفید مرغیوں کا ایک جوڑا بھی قربان کیا جاتا ہے۔

اس تقریب کے دوران "ھن گان" لوگوں کے راگوں اور نعروں سے ساری فضا ہنگامے کا روپ دھار چکی ہوتی ہے۔ لوگ ڈھول کی "ڈھم ڈھم" پر ناچتے ناچتے تقریباً جنون کی سی کیفیت میں پہنچ جاتے ہیں۔

ووڈو کی تقریبات عموماً------ قبیلے کو دشمن کے سحر سے بچانے کے لئے ترتیب دی جاتی ہیں۔ ووڈو کے ماہرین علاج معالجے کے علاوہ جادو ٹونے کا توڑ اچھی طرح جانتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ جادو کو معہ اسکی قوتوں کے خود جادو کرنے والے پر پلٹا دیتے ہیں۔ جس سے جادو کرنیوالا خود ہی اس کا شکار ہو جاتا ہے۔ جادو کو گھریلو زندگی کے مسئلے حل کرنے کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ امریکہ کے جنوبی حصے میں اس قسم کے "تیل" ملتے ہیں جنھیں جادو کے اثر سے اس قابل بنا دیا جاتا ہے کہ اگر اس تیل کو کسی جگہ ڈالا جائے تو اس جگہ سے گذرنے والے تیل ڈالنے والے پر بے حد مہربان ہو جاتے ہیں۔

"زمبی" لوگ

ووڈو کا ہر طالب جانتا ہے کہ "زمبی لوگ" کون ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ووڈو ایک مہلک ترین علم کہا جاتا ہے۔ ووڈو کے ماہرین۔ جو کہ "ھائی" کے علاقے میں رہتے ہیں۔ اس بات پر پورا اعتقاد رکھتے ہیں کہ "مردوں" کو جادوئی عملیات کے ذریعے دوبارہ زندگی دی جاسکتی ہے۔

وہ ایسے ہی مردہ اشخاص کو اپنے عملیات سے زندہ کر لیتے ہیں۔ مردہ جب زندگی پاتا ہے تو وہ بالکل بدلا ہوا انسان ہوتا ہے۔ اسے اپنی زندگی کا بالکل پتا نہیں ہوتا اور وہ ایک معنوں میں واقعی "چلتی پھرتی لاش" ہوتا ہے۔ اس چلتی پھرتی لاش کو ووڈو کے ماہرین اپنے غلاموں کے زمرے میں شامل کر لیتے ہیں اور ان سے اپنی عام زندگی میں غلاموں کا کام کراتے ہیں------ انھیں دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے۔ جیسے یہ ذہن سے قطعی کورے ہیں۔ یہ بول بھی نہیں پاتے بس کولھو کے بیل کی طرح ہر اس کام میں جتے رہتے ہیں جو انھیں اپنے آقا کی طرف تفویض ہوتا ہے۔

"ھائی ٹی" کے رہنے والے اس بات سے ہمہ وقت دہشت زدہ رہتے ہیں کہ کہیں مرنے کے بعد انھیں کوئی ماہر "زومبی" نہ بنادے۔ اس ضمن میں مردے کو قبر میں ڈالنے سے قبل طرح طرح کی ایسی ترکیبیں عمل میں لائی جاتی ہیں جس سے "لا" جادو اس پر اثر نہیں کر سکے۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں کے صدر "پاپا ڈاک" کی پرائیویٹ فورس میں اکثر زومبی موجود تھے۔

۱۹۵۹ء میں---- کہا جاتا ہے---- کہ ایک زومبی کو گرفتار کیا گیا جسے پولیس اسٹیشن لے جایا گیا۔ اسے ایک نمک بھرا پانی پلایا گیا اور وہ اچانک دوبارہ "زندہ" ہو گیا۔

یہ وہ عقائد ہیں جو "ہائی ٹی" کی پس ماندہ حکومت میں ہنوز موجود ہیں۔

قدیم جادو کی زندگی میں "ووڈو" ایک ایسی پراسراریت کا حامل ہے جو ابھی تک ناقابل حل مسئلہ بنا ہوا ہے۔

۹۔ وکا------ایک نئی رو

وچ کرافٹ کی کہانی بہت سی گتھیوں سے بھری پڑی ہے۔ بسا اوقات تو اس ایک کہانی میں ہزاروں دوسری کہانیاں خلط ملط ہوتی نظر آتی ہیں۔ اس میں ہمیں اقتدار پسندوں اور طاقت پسندوں کا ایک جم غفیر نظر آتا ہے--- یہاں ہمیں وہ غریب، معصوم لوگ بھی ملتے ہیں جو ذہنی طور پر پسماندہ تھے اور وچ کرافٹ کے خلاف نفرت کا شکار ہوئے۔ اس میں ہمیں خون شام، موت کے معالج جادو کے توڑ کے ماہر اور قسمت شناس سب ایک صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

اس کتاب میں------ واقعات کی ترتیب کو اسی طرح پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ جس طرح تاریخ سے---- ان کے ہونے کا پتا چلا ہے۔

باب ۵ اور ۷ میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح نئی بستیوں میں بھی جادو کے قدیم عقیدے ہنوز پنپ رہے ہیں۔ ہم نے اس کتاب کے باب ۶ میں اس نئی رو سے بھی آگاہی حاصل کی جسے شیطان ازم کہتے ہیں۔ دراصل جادو کی یہ شاخ---- بالکل جدید کہی جاسکتی ہے------ جس کے مقلد------ خدا کی جگہ شیطان پرستی کرتے ہیں۔

سچ پوچھئے تو روحانی حملوں کا ایک بڑا منظم ڈھنگ ہمیں اس ٹولے کے یہاں نظر آتا ہے۔

اس ضمن میں اگر "وکا" کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ تاریخ مکمل نہیں کہی جاسکتی

وکا---- ایک نیا افسوں گر ٹولہ ہے جو ۱۹۵۰ء کے اوائل میں ظاہر ہوا---- اس کے پنپنے کی وجوہات کا سرسری اندازہ تو ہمیں ہے ہی لیکن ذرا گہری نظر سے سمجھنے کیلئے ہمیں اس باب میں--- دوبارہ اس دور میں جانا ہوگا

جو ابتدائی دور کہا جاتا ہے۔

روحانیت اور جادو

صنعتی انقلاب جو کہ ۱۹ ویں میں وجود پذیر ہوا-----اپنے ساتھ نئے مشغلے، نئے کارخانے، نئی مشینیں اور نئی زندگی لایا-----اس طرح جادو کے بت سے پیروکار-------اپنے فرسودہ عقائد سے ناطہ توڑکر ادھر چلے گئے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ انقلاب اپنے ساتھ، تعلیم کی لہر بھی لایا-----جاہلیت کا سدباب ہونے لگا۔ نتیجے میں توہمات، ارواح پر اعتقاد وغیرہ کی بیخ کنی شروع ہوگئی۔ یہی نہیں بلکہ اس کے اثرات مسیحی گرجا پر ہوئے اور ان کی مقبولیت بھی عوام میں گرنی شروع ہوگئی۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ "روحانیت" کی گرفت کمزور ہونے لگی----جادو کی تحریک کو دوبارہ زندگی ملنے کا ایک سبب اس طبقے کو کہا جاسکتا ہے جو نچلے کلاس کا تھا جسے محنت کش طبقہ کہتے ہیں۔ (یہ طبقہ اس سے قبل "علاقائی جادو" وغیرہ کا قائل تھا ہی)-----لیکن بالکل جدید تحریک جو جادو کے دوبارہ احیاء کے ضمن میں چلی وہ دراصل متوسط طبقے کے ذہن کی پیداوار ہے۔ یہ لہر ابھری اور پھر اس نے اپنی لپیٹ میں اچھے اچھے دانش وروں کو بھی لے لیا۔

۱۸۰۵ء میں یہ سب کچھ اچانک ہی ہوا۔ امریکہ میں ایک بار پھر روحانیت کا احیاء ہوا اور یہ بخار سارے یورپ تک پھیلتا چلا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ "مردوں سے بات چیت" کا فن--- تقریباً روزمرہ کی زندگی کا جز سا بن گیا۔

حاضرات ارواح-----اس فن کا نام ہے جس میں مردہ آدمیوں کی روحوں کو ساحر طلب کرتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ڈی ڈی ہوم----ایک مشہور ماہر عملیات ہے جس کی حاضرات ارواح کی مجلسوں میں بڑے بڑے امراء اور روساء بھی شریک ہوتے تھے

وہ تمام فن--- جو قسمت شناسی کے لئے استعمال ہوتے تھے، مرچکے تھے-----یکایک دوبارہ ابھر پڑے

یہ دور دراصل جادو کی مردہ تحریک کے احیاء کا دور کہا جاسکتا ہے۔ اس کے لیڈروں میں الیفاظ لیوی-----ماتھر-----اور السٹر کراولی جیسے ساحر شامل تھے۔ لیوی نے دعویٰ کیا کہ اس نے پہلی صدی عیسوی کے ایک نامور ساحر کی روح کو جگا کر اس سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اس تقریب کے ضمن میں لیوی نے جو اشیاء استعمال کیں وہ تھیں۔

ایک جادوئی تلوار

ایک ہشت پہلو ستارہ

اور ایک قربان گاہ

لیوی نے دعویٰ کیا کہ ساحر کی روح کو جگانے کے عمل کے بعد سے اس پر بدروحیں مسلسل حملہ آور ہوتی رہی ہیں۔ لیکن اس کے پاس ایک مقناطیسی لوہا ایسا موجود ہے جو اس کیلئے روحانی دفاع کرتا ہے۔

اس دور میں چند دانش وروں نے بھی ایسی ہی تنظیمیں بنائیں جو اپنی نوعیت میں 'جادوئی تنظیم' ہی کی مانند تھیں۔ ایسی ہی ایک تنظیم "آرڈر آف دی گولڈن ڈان" کے نام سے ابھری اس کے ممبروں میں دنیا کی کئی مشہور ہستیاں بھی تھیں۔ مثلاً

- ڈبلیو بی ایٹ (مشہور شاعر)
- آرتھر ماچن (مشہور افسانہ نگار)

بظاہر اس تنظیم کا مقصد یہ تھا کہ ان طاقتوں کا مطالعہ کیا جائے جو قدرت کے پس پشت کام کرتی ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد یہ تنظیم مشہور افسوں گر۔ سائیل ماتھر کے قبضۂ اقتدار میں چلی گئی۔ یہ شخص بڑا قابل آدمی تھا اس نے جادو کے بت سے قدیم نسخوں کا ترجمہ کیا تھا۔ کافی عرصے تک ماتھر اس تنظیم کا سرغنہ رہا پھر اس کی جگہ -----بدنام زمانہ ساحر اور سیاست دان السٹر کراولی نے لے لی-------کہا جاتا تھا ماتھر جیسے ساحر کو ہلاک کرنے کا کام السٹر کراولی نے کیا تھا------اور وہ بھی بذریعہ سحر۔

السٹر کراولی

یہ شخص ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوا اور اس کی موت ۱۹۴۷ء میں واقع ہوئی۔ جادو کی تاریخ میں السٹر کراولی کا نام نہایت لفظوں میں لکھا ملتا ہے۔ ایک معنوں میں یہ بیسویں صدی کا سب سے بڑا ساحر تھا۔ آرڈر آف گولڈن ڈان کا سربراہ بننے کے کچھ عرصے بعد ہی اس پر الزام لگایا گیا کہ اس نے تنظیم کے سابق صدر ماتھر کو اپنے روحانی موکلین کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کی ہے اور اسے ہٹا دیا گیا۔

عہدے سے علیحدہ ہونے پر کراولی نے خود اپنی ایک تنظیم قائم کی اور اس کا نام رکھا "ار جنٹم آسٹرم" اس کے بعد وہ ایک ایسے ٹولے کا سربراہ بن گیا جو جنسی کجروی کا پیروکار تھا----------اس تحریک میں جرمنوں کی بڑی تعداد تھی اور یہ سب کے سب جنسی کجروی کے شکار تھے۔ پہلی جنگ عظیم میں اس نے برطانیہ کے خلاف پروپیگنڈے کی ایک زبردست تحریک چلائی ------عدالت سے اسے اس قدر پرخاش تھی کہ اس نے ایک بار مقدمے کو اپنے حق میں فیصل کرنے کے لئے ایک عمل کیا اور ایک جادوئی تعویذ بنایا۔ یہاں ہم اس جادوئی تعویذ کو ازراہِ دلچسپی نقل کرتے ہیں۔ یہ تعویذ ایک جلدی

کاغذ پر لکھا گیا اور اس میں مندرجہ ذیل جادوئی الفاظ نقش تھے۔

المانہ
اسل
میئر
آل بی ہا
این
اری حیل
ایچ اے

کہا جاتا تھا کہ وہ باہر نکلتے وقت ہمیشہ اپنے جسم پر ایک جادوئی خوشبو مل لیا کرتا تھا جس میں کچھ ایسی طاقت تھی کہ عورتیں اس کی جانب خود بخود کھنچ جاتی تھیں۔ اس کا نظریہ تھا کہ لفظ "میں" کا استعمال قطعاً نہ کیا جائے۔ کیونکہ جب تک آدمی اپنی ذات کی شناخت کے دائرے سے باہر نہیں نکلتا وہ مافوق الفطرت قوتیں حاصل نہیں کر سکتا۔

کراولی اٹلی میں پہنچا تو اس نے وہاں بھی تنظیم کی بنیاد ڈالدی لیکن جونہی وہاں کی حکومت کو اس کا پتا چلا تو انہوں نے کراولی کو اٹلی سے باہر نکال دیا۔

یہاں سے نکل کر کراولی یورپ میں پھرتا رہا اور تین سال بعد سخت غربت اور مفلوک الحالی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

کراولی جب بھی کوئی خط لکھتا تھا تو اپنے دستخطوں کے ساتھ -----"بھیڑیا" ضرور لکھتا تھا۔

قدیم جادو کے محققین میں جو نام سرفہرست کہا جاسکتا ہے۔ وہ ہے-----مارگریٹ مرے کا جس کی کتاب "دی وچ کلٹ ان ویسٹرن" ۱۹۲۱ء میں منظر عام پر آئی

وچ کرافٹ اور قانون

انگلستان میں قدیم جادو کی موت کے ساتھ ہی ساتھ "روحانیت" کا جنم ہوا اور پورے علاقے میں جابجا-----میڈیم-----نظر آنے لگتے۔ یہ وہ مرد یا عورتیں ہوتے تھے۔ جن کا دعویٰ ہوتا تھا کہ وہ مردوں اور زندوں کے درمیان ایک "واسطہ" بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں-----وہ لوگوں کے عزیزوں وغیرہ کی روحوں کو بلا کر ان سے ملانے کا کام کرتے تھے۔

یہ پیشہ اس قدر بڑھا کہ بعد میں انگلستان کی حکومت کو ان کے خلاف ایک قانون نافذ کرنا پڑا جسے " جعلی میڈیم ایکٹ" کہا جاتا ہے۔ یہ قانون ۱۸۷۶ء میں نافذ ہوا۔

اس میں یہ لکھا تھا کہ ہر وہ شخص جو دھوکہ بازی کی طور پر یہ مشتہر کرے گا کہ اسے روحوں سے بات چیت کرنے کا فن آتا ہے۔ مستوجب سزا ہوگا۔

جدید وچ کرافٹ

اس قانون کے نفاذ کے بعد سے وچ کرافٹ کی کھلے بندوں پیروی کی جانے لگی-------"وکا" کا مذہب سامنے آیا جس کے مقلدین نے دعویٰ کیا کہ دراصل روحانی طاقتوں کے حصول کے لئے یہ مذہب سب سے درست اور سچا مذہب ہے۔

اس مذہب کی جڑیں، مرے، کراولی وغیرہ کی تحریروں نے اور گہری کر دیں۔

اس مذہب کا پہلا صدر تھا ڈاکٹر جیرالڈ گارڈنر۔ اس نے تین بڑی مشہور کتابیں تصنیف کیں۔

ہائی میجک ایڈ
وچ کرافٹ ٹوڈے
وچ کرافٹ کے معنی

۱۹۶۴ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اپنی عام زندگی میں وہ ایک ہر دلعزیز شخص تھا۔ جیرالڈ گارڈنر کی کتاب پر چھائیوں کی کتاب یوں شروع ہوتی ہے۔

"اپنے ساتھ ایک کتاب رکھو اور لکھنا شروع کر دو۔ اپنے بھائیوں اور بہنوں کو اس میں سے ان کے مطلب کی چیزیں نقل کر دو لیکن-----کسی قیمت پر اس کتاب کو اپنے سے جدا نہ کرو۔ کیونکہ اگر ایسا کیا تو پھر اذیتیں تمہارا مقدر ہوں گی-----ہر شخص اپنی تحریر کی خود حفاظت کرے اور اگر اسے اپنی موت کا خطرہ لاحق ہو تو اسے تباہ کر دے۔ کوشش کرو کہ اس کے اندر کا مواد تمہیں زبانی یاد ہو جائے------خطرہ ٹل جائے تو اسے دوبارہ کاغذ پر منتقل کرو۔ اگر کسی کی موت واقع ہو جائے اور اس کی کتاب کسی اور کے ہاتھ لگے تو اسے چاہئے کہ وہ فوراً اسے تلف کر دے تاکہ کسی کو یہ ثبوت نہ مل سکے کہ مرنے والا "جادو" جانتا تھا----"

دراصل "وکا" نامی مذہب کا بانی بھی گارڈنر تھا۔ تمام فرقے جو "جادو" کے پیروکار کہے جاسکتے تھے عموماً اس مذہب کے پیروکار ہوتے ہیں جو اپنی نوعیت میں قطعی طور پر مادی ہوتا ہے۔ ان تمام فرقوں میں جو پروہت یا پجارن ہوتی ہے۔ جسے "میڈن" کہتے ہیں۔ اس طرح ان تمام فرقوں میں مہا پجارن کی شانہ بہ شانہ ایک مہا پجاری بھی ہوتا ہے۔ جو جادوگروں کی اس تقریب کی صدارت کرتا ہے جس میں تمام کے تمام جادوگر سینگ وغیرہ پہن کر شامل ہوتے ہیں۔

جادوگروں کا کلینڈر

"جادو" جگانے کی تقریبات تعداد میں چار ہیں یہ سال میں ہوتی ہیں۔
پہلی تقریب "کینڈل ماس نامی مہینے میں (جو کہ عموماً فروری کی شام میں پڑتی ہے) دوسری تقریب لاماس مہینے میں (جو کہ عموماً اگست کی شام کو پڑتی ہے) تیسری تقریب ہالوین نامی مہینے میں (جو اکتوبر کی شام میں پڑتی ہے) اور چوتھی تقریب بلتن (جو کہ مئی کی شام میں ہوتی ہے)

ہالوین------اس قدیم جشن کی یادگار ہے جس میں جو مردے گوشت کھاتے تھے۔

کینڈل ماس-----تاریکی کے اختتام اور زندگی کی شروعات کو ظاہر کرتا ہے۔

بلتن-----جگانے کے مرحلے کا نمائندہ ہے۔

لاماس------فصل کٹنے کی مظہر ہے۔

گارڈنر کے جادوئی ٹولے میں جنسی افعال کی بڑی اہمیت ہے۔ جبکہ دوسرے ٹولوں میں اس کی اتنی اہمیت نہیں اور ان فرقوں میں یہ ہوتا ہے تو محض اس لئے کہ اس کے ذریعے وہ کسی قسم کا جادو جگاتے ہیں۔ بعض جادوگروں کے نزدیک جنسی فعل ایک "عبادت" کا طریقہ ہے۔ بہت سے جادوگر جادو جگانے کے عمل کے وقت "چلے" میں داخل ہونے سے قبل بدن کا لباس اتار دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح وہ مادے سے بلند ہو کر روح کی سمت آسانی سے بڑھ سکتے ہیں۔

یہاں ایک بات نوٹ کرلیں کہ "وکا" کے پیروکار عام قسم کے جادوگروں سے بالکل مختلف ہیں۔ یہ لوگ بیشک جادو کا استعمال کرتے ہیں لیکن ان کا مقصد دراصل انسان کی فلاح و بہبود ہے۔ اور یہ تباہ کاری کے کاموں میں قطعاً حصہ نہیں لیتے۔

جادو کے مذہب میں داخل کرنے کی رسم

یہ رسم اس طرح انجام دی جاتی ہے گویا مذہب میں داخل ہونے والا نئے سرے سے جنم لے رہا ہے۔ ابتداً میں یہ رسم ایک راز کا درجہ رکھتی تھی اور اس کے بارے میں کسی کو نہیں معلوم ہونے پاتا تھا۔ لیکن اب یہ راز راز نہیں رہا ہے۔

سب سے پہلے کسی جادوئی تلوار سے ایک دائرہ کھینچا جاتا ہے۔ اس کے بعد مہاپجارن--------شیطان سے----التجا کرتی ہے کہ وہ انھیں اپنی پناہ میں رکھے۔ اس کے بعد نووارد کے ہاتھ رسیوں سے باندھ دئے جاتے ہیں پھر اسے کچھ نصیحتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ مثلاً

"سنو---عظیم ماں کی آواز سنو----

جسے لوگ----آرائی حس، آسٹر--

ڈیون-----آپھروڈائٹ------

ڈانا---برائڈ وغیرہ کے نام سے بھی جانتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بہت سے ناموں سے بھی پکارتے ہیں------"

پھر نووارد کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ جادو کے اسرار کو پوشیدہ رکھے۔ اور جادوئی تقریبات میں بدن کو عریاں رکھے------عبادت میں اس طرح

-----ناچے---اور گائے۔

اس کے بعد نصیحت یوں ختم ہوتی ہے۔

"میں جو کہ ہری زمین کی خوبصورتی ہوں اور ستاروں کے درمیان سفید چاند کی مانند ہوں اور سمندروں کا اسرار ہوں---------اور انسان کے دل کی تمنا ہوں------تمہیں اپنی روح میں جذب ہونے کے لئے آواز دے رہی ہوں-----اُٹھو اور میرے اندر جذب ہو جاؤ"

اس کے بعد----تازہ وارد کے سینے پر جادوئی تلوار رکھ دی جاتی ہے اور اس سے بہت سے سوالات کئے جانے لگتے ہیں۔ رسم کے اختتام پر تازہ وارد کہتا ہے۔

"میرے پاس دو مکمل الفاظ ہیں-----مکمل محبت اور مکمل اعتماد۔"

جواب میں مہاپجارن کہتی ہے۔ جن کے پاس یہ الفاظ ہیں انہیں خوش آمدید کہا جاتا ہے---وہ تازہ وارد کو بوسہ دیتی ہے اور پھر اعلان کرتی ہے کہ تازہ وارد اب جادوئی مذہب میں داخل ہونے کے لئے تیار ہے لیکن دوسرے جادوگر گھٹنوں کے بل جھک جاتے ہیں۔

تازہ وارد یقین دلاتا ہے کہ وہ جادوئی اسرار کی حفاظت کریگا۔ پھر وہ اٹھتا ہے-------اسے شراب اور تیل وغیرہ سے نہلایا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کی رسی ڈھیلی کردی جاتی ہے۔ اسے ایک تلوار پیش کی جاتی ہے جو جادوگروں کی تلوار کہلاتی ہے۔ اسے ایک چاقو اور ایک WAND بھی دیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اسے اور بھی مختلف اشیاء دی جاتی ہیں۔

اور پھر-----اسے تمام جادوگروں کے سامنے یہ کہہ کر پیش کیا جاتا ہے کہ اب یہ بھی ان کی صف میں شامل ہو گیا ہے۔



تبلیغ دین کا یہ سفر جاری ہے

کیا آپ شریک ہونا پسند کریں گے؟

محترم! بھری دنیا میں کھڑے ہو کر ایک آدمی یہی کہتا ہے کہ "ایک کے معنی دو"۔ کتنی غلط بات تھی مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ لوگ اس کو ماننے پر تیار ہو گئے صرف اس لئے کہ اس نے یہ غلط بات بڑے صحیح خلوص کے انداز سے کہی تھی۔ دوسرا آدمی آتا ہے اور آواز لگاتا ہے "نہیں! ایک کے معنی تین" اس نے اس سے بھی ناممکن تر بات کہی تھی۔ مگر اس کی بات کو اور زیادہ ماننے والے مل گئے صرف اس لئے کہ اس کا انداز اور زیادہ مخلصانہ اور دل نشیں تھا تیسرا شخص کہتا ہے "نہیں نہیں! ایک کے معنی نہ دو نہ تین بلکہ بے شمار" اور اسے بھی کچھ ماننے والے مل گئے کیونکہ اس کا انداز بھی ویسا ہی مخلصانہ تھا

ایک اور آدمی اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ "ایک کے معنی ایک! صرف ایک!!" کس قدر سچی تھی اس کی بات ساری دنیا کو مان لینا چاہئے تھا مگر اس کو تسلیم کرنے والے بہت ہی کم ملے، صرف اس لئے کہ اس کا انداز مخلصانہ ......ویسا مخلصانہ نہ تھا۔

وہ ایک کے معنی دو کہنے والے بھی مجوسی ہیں جو کہتے ہیں کہ ایک خدا کے معنی ہیں دو خدا تین منوانے والے عیسائی ہیں اور بے شمار منوانے والے اہلِ ھنود اور بودھ ہیں آج یہ سب غیر قوموں کے لئے اپنا ایک مشنری نظام بھی رکھتے ہیں اور لٹریچر بھی جو دھڑا دھڑ اپنا لٹریچر چھاپ رہے ہیں اور مفت تقسیم کر رہے ہیں یہ لوگ بظاہر کچھ دے رہے ہیں لے کچھ نہیں رہے ہیں۔ اس کا ایک نفسیاتی اثر ہوتا ہے، اس کے برخلاف توحید کے علمبرداروں (ایک کے معنی ایک ہی خدا بتانے والوں) کے پاس بھی ایک پیغام ہے ایک لٹریچر ہے اور یہ لٹریچر حق بھی ہے اور مدلل اور جذبات انگیز بھی.......... مگر وہ مفت بلا قیمت نہیں ہے اس کو ایک غیر مسلم پڑھتا ہے تو اس کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ بہرحال کاروبار ہے، کتاب جب دی جا رہی ہے جب قیمت لی جا رہی ہے اس لٹریچر میں وہ پڑھتا تو یہی ہے کہ ایک کے معنی ایک خدا، ایک انسانیت، دین وہ دنیا ایک، مگر جب وہ دیکھتا ہے کہ ایک ہاتھ سے کتاب دیتے ہوئے دینے والے کا ہاتھ اس کے نیچے اور کبھی اس کے اوپر قیمت لینے کے لئے اس کی طرف پھیلا ہوا ہے تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک کاروبار ہے۔

بلاشبہ دنیا میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اس طرح نہیں سوچتا اور وہ حق کو ہر حال میں قبول کر لیتا ہے لیکن بہت بڑا عوامی طبقہ ایسا ہے جس کی سمجھ میں یہ بات اس وقت آسکتی ہے جب ہم اسے "حق" دیں اور اس سے کچھ نہ لیں آخر انبیاء کرام کو کہنا پڑا کہ ہم تم سے کچھ نہیں مانگتے، ہم مزدور تمہارے ہیں مگر اجرت کے طالب تم سے نہیں، خدا سے اجر کے امید وار ہیں ....اگر یہی حکمت عملی اختیار کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ کتاب غیر مسلموں میں اپنا کام نہ کرے پھر اسی کتاب کے ذریعہ دین کے پیغام کا طوفانی اثر دیکھنے کی چیز ہو گی یہ لٹریچر کہیں کم خرچ پر ایک شہر سے دوسرے شہر ایک ملک سے دوسرے ملک جا سکتا ہے آدمی سے کہیں زیادہ دیر تک آدمی کے پاس رہ سکتا ہے اور کہیں زیادہ شرح وبسط اور خاموشی سے اپنی بات کہہ سکتا ہے مگر افسوس کہ قلم سے دین کا کام کرنے والوں نے ابھی تک غیر مسلموں کے سلسلے میں اس خدمت کا تصور تک شاید نہیں کیا۔ بے شک مسلمانوں میں قیمت لے کر بھی دین کا کام کیا جا سکتا ہے اور بے شک غیر مسلموں میں بھی کچھ لوگ ایسے ممکن ہیں جو قیمت دے کر اس لٹریچر کے لے سکیں اور پورا فائدہ اٹھا سکیں مگر بہت بڑا انسانی طبقہ ایسا ہی ہے جو اس وقت ہی اس لٹریچر سے استفادہ کر سکتا ہے اور ان کے دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے جب بے غرض اور بے لوث ہو کر بنا کسی معاوضہ کے اسے پیش کیا گیا ہو "مارگ دیپ" نے اب تک کا اپنا یہ سفر اسی غرض، اسی مقصد، اسی جذبے اور اسی اسپرٹ کے ساتھ طے کیا ہے اور الحمدللہ اس کا یہ سفر برابر جاری ہے۔ لیکن مارگ دیپ ظاہری وباطنی حسن اور معیار سے آراستہ ہو کر

پابندی کے ساتھ جاری رہ سکے یہ تب ہی ممکن ہے جبکہ آپ کا مالی تعاون بھی ادارہ مارگ دیپ کی ہمت افزائی کا ذریعہ بن سکے اگر باطل نظریات و تحریکات کے حاملین کو کثیر معاونین مل سکتے ہیں تو یہ ممکن نہیں کہ راہ حق میں اشاعتِ دین کے لئے کوشش کرنے والوں کو اہل خیر اور مخلصین کا تعاون واشتراک حاصل نہ ہو سچ تو یہ ہے کہ معدودے چند اہل دین و دانش جن تک مارگ دیپ کی رسائی ممکن ہو سکی ہے، کے بے لوث تعاون سے ہی مارگ دیپ نے یہ سفر طے کیا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی اللہ تعالی اپنے دین کی اشاعت کا کام اپنے جن مخلص بندوں سے لینا چاہے گا یقیناً ان کو مارگ دیپ کے تعاون کا ذریعہ بنائے گا۔

آج جبکہ ملک میں ہندوازم کے احیاء کی تحریک اپنے شباب پر ہے ایسی صورت میں دین حق کی تبلیغ واشاعت کی ضرورت واہمیت اور بھی شدید ہو گئی ہے۔ تاہم یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ کسی بھی تحریک یا مشن کو چلانے میں مالیات کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے لہذا اس ضمن میں آپ کو اس حقیقت سے بھی روشناس کرانا ضروری ہے کہ مارگ دیپ کسی بڑے اشاعتی ادارہ یا کسی تجارتی گروپ یا کسی صاحب ثروت شخص کی قطعی طور پر ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ نئی نسل اور برادران وطن میں محض تبلیغ دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے دردمند دلوں کی نحیف سی آواز اور حقیر سی کوشش ہے جو ظاہری اور لازمی سامان ضرورت مہیا نہ ہونے کے باوجود بھی اس پکار پر کہ ۔

پیغام مصطفیٰ کی امانت ہے ہمارے پاس
ساتھیو!! اٹھو کہ یہ فریضہ ادا کریں!!

اس پر خار میدان میں اس توقع کے ساتھ کود پڑے ہیں کہ کارساز حقیقی اس مخلصانہ کوشش کی کامیابی کے وسائل بھی ان شاء اللہ فراہم کرے گا۔ ملت کے ایک اہم فرشد ہونے کے ناطے امید ہے کہ اس پکار پر آپ بھی لبیک کہیں گے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ادارہ مارگ دیپ کی ہر ممکن امداد فرمائیں گے۔

گذارشِ احوالِ واقعی

زمانے کے حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں معاشی بدحالی کا دور دورہ ہے اشیاء کی گرانی بام عروج پر پہنچ رہی ہے بے ایمانی رشوت ستانی اور لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری ہے۔ دین و مذہب سے بیگانگی بڑھ رہی ہے اور مادہ پرستانہ ذہنیت پروان چڑھ رہی ہے۔ ان تمام حوصلہ شکن حالات کے باوجود "ادارہ روشنی گھر" نے خود اپنی نئی نسل اور برادران وطن میں تبلیغ اسلام کے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ فی الواقع یہ ناموافق حالات ہی تو متقاضی ہیں کہ حق کی راہ میں زبردست اور بھرپور جدوجہد کی جائے اور ظاہر ہے کہ ان ناسازگار حالات میں ہی تو اشاعت دین کے فریضہ کی ادائیگی کی ذمہ داری بھی کہیں زیادہ اور خصوصی اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے۔

اس تناظر میں ہمیں توقع ہے کہ آپ ہماری اس گذارش پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے اور ہمارے اس مشن اور "مارگ دیپ" کی اشاعت کو بدستور جاری رکھنے کے سلسلے میں مالی اعانت بلا تاخیر ارسال فرمائیں گے یہ تعاون آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا خصوصی تعاون حسب توفیق، لائف ممبر شپ مبلغ ایک ہزار روپے اور سالانہ زراشتراک صرف پچاس روپے

چیک یا ڈرافٹ پر صرف "MARG.DEEP" لکھیں

A/C 23108 U.B.I RAMPUR

براہ کرم اپنے حلقہ تعارف میں دیگر اصحاب خیر کو بھی اس طرف متوجہ فرمائیں تاکہ ہم پورے عزم واستقلال کے ساتھ اس چراغ کو روشن رکھ سکیں۔

فجزاکم اللہ جزاءً حسنا۔ والسلام

الداعی
منظور فاخر

۱۶۰/ روشنی گھر خسرو باغ روڈ، رام پور (یو۔پی)
۲۴۴۹۰۱ (انڈیا)





ایرانی نسل کے اعتبار سے آریائی ہیں۔ بلکہ بعض ماہرین علم الالسنہ کی یہ رائے ہے کہ لفظ ایران آریانہ سے بگڑا ہوا ہے اور آریانہ اقوام آریہ کے وطن کا قدیم نام تھا۔ چنانچہ ایران قدیم کی تہذیب قریب قریب وہی تھی جو قدیم ہندوستان کی تھی۔ یہ لوگ آگ، ہوا، پانی مٹی، اور عناصر اربعہ کی پرستش کرتے تھے اور اسی شمار کے مطابق ان کی قومی تقسیم بھی تھی بالکل اسی قسم کی قومی تقسیم ہندوؤں کے ہاں بھی پائی جاتی تھی۔

ہندومت جس طرح علماء کا ایک خاص طبقہ ہوتا تھا۔ اسی طرح قدیم ایرانیوں میں بھی ایک خاص طبقہ تھا جو مذہب کا سربراہ خیال کیا جاتا تھا۔ ان کو دتا ئیر کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ بیش از زرتشت معابد پیشوا اور بعض ازاں تشت آتشکدوں کے منتظمین اعلیٰ ہوتے تھے۔ اس دور میں ان کو پیر مغاں کہا جاتا تھا۔

لفظ مغاں ہی بگڑ کر یونانی لفظ ماگس بنا جس کا مطلب جادوگر ہے۔ چونکہ ایران کی کہانی حکومت کے عہد عروج میں خطہ، ایران کے جملہ علوم مخفیہ انہی اعلیٰ منتظمین آتشکدہ کے گرد گھوم رہے تھے۔ لہٰذا ان پیر مغاں علماء کی علمیت ان کے خوارق عادات کارناموں کی شہرت جب ممالک افرنگ میں پہنچی تو وہاں کے لوگ انہیں جادوگر ہی خیال کرنے لگے۔

اسلام کی فتوحات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جب ایران کے طول و عرض پر محیط ہوا تو ایران کے تمام آتشکدے بجھ گئے اور پیر مغاں اور ان کی جادوگری خس و خاشاک کی طرح بہہ گئی۔ یہ طوفانی ریلہ جب ذرا تھما تو ایران میں عیاشیوں کا دور دورہ تھا۔ یہ سلاطین گو عرب تھے۔ لیکن علم نواز ضرور تھے۔ ان کی مردم شناسی کہو یا علم دوستی۔ ان کی توجہات نے ایک دفعہ پھر ایران کے قدیم علوم کے تن مردہ میں ایک تازہ روح پھونک دی۔ پرانے پیر مغاں، برامکہ کے روپ میں نمودار ہوئے اور ایران کے قدیم علوم کا ایک دفعہ پھر ڈنکا ایران کے طول و عرض میں بجنے لگا۔

اس وقت عرب سحر و ساحری جو زیادہ تر ارواح خبیثہ، اجنہ اور نحوست سیارگان سے متعلقہ مختلف اعمال پر مبنی ہے۔ ایران میں کافی سے زیادہ رائج ہو چکی ہے۔ لہٰذا جدید عرب سحر و ساحری اور قدیم ایرانی جادو نے باہم مل کر ایک عجیب و غریب شکل اختیار کی۔ جسے آج طول و عرض ایران میں حقہ سازی کہا جاتا ہے۔ حقہ سازی سے متعلق اعمال حسب ذیل ہیں۔

عمل اوّل

خدا کا نام لیکر ہُدہُد کو چوبیس روز قفس میں بند کرے اور حب السوسن کا دانہ کھلائے اور پانی کے بجائے گلاب پلائے اور پچیسویں روز سرخ تانبے کی ایک چھری لیکر جو پہلے سے بنوا رکھی ہو اور یہ طلسم اس پر جو اسم اعظم ہے کندہ کر لیا ہو ایسے وقت میں جب کہ قمر خداوند طالع یعنی اس شخص سے جو عامل ہے متصل ہو اور قوی الحال ہو اور وہ طلسم یہ ہے۔

۱۸۶۱ ااا ۵ د ۵ د ۱۱ ہ ۱۱۱۱ ۶ و ۱۱ ح ۱۱۱۱ ۶ د ۱۶۱ دم

اور یہ طلسم اس سے بھی بہتر ہے۔

ام ااا ھ اا ہ اا ا ۷ د ۱۱۱ ح د ۱۱ ا ۷ د ۱۸ ۹ د دم

اس کے بعد "اہورامزدا افردیاگ" ۱۲ بار پڑھ کر اس چھری سے ہُدہُد کو ذبح کرے اس طرح کہ ایک سیسے کے برتن میں اس کا خون اکٹھا ہوتا جائے۔ ایک قطرہ خون کا ادھر ادھر نہ گرے۔ اس کے بعد ہدہد کے سر کو اس کے بدن سے جدا کرے اور دل کو علیحدہ کرے اور تاج کو قینچی سے کتر کر الگ رکھے اور دونوں بازو اور دم کے سب سے لمبے تین پروں کو بھی جدا نکال لے۔ پھر سر اور دل کو علیحدہ کر لے اور تاج کو بھی باقی پروں سمیت الگ کرکے باقی جو ہڈیاں رہ جائیں ان کو ہانڈی میں ڈال کر چولہے پر رکھ دے اور نیچے آگ روشن کردے۔ آگ یہاں تک جلتی رہے کہ ہڈیاں گوشت و پوست سے الگ ہو جائیں۔ اس امر کا خیال رکھے کہ کوئی ہڈی جلے نہ اور نہ ہی شکستہ ہو۔

ان ہڈیوں کو الگ الگ کر کے پانی کے بھرے ہوئے ایک شیشے کے جار میں ڈالے اور دیکھتا رہے کہ کونسی ہڈی پانی کی تہہ میں جا بیٹھی ہے۔ کونسی پانی کے اندر تیر رہی ہے اور کونسی پانی کی سطح پر تیر رہی ہے۔

پانی کی سطح کے اوپر تیرنے والی سب سے بڑی ہڈی، پانی کے اندر تیرنے والی سب سے بڑی ہڈی اور پانی کی تہہ میں بیٹھنے والی سب سے بڑی ہڈی کو نکال کر ہُدہُد کے خون، دل تاج اور دم وغیرہ کے ساتھ الگ الگ رکھ لے اور ان ہڈیوں پر باقاعدہ نشان لگا دے۔ تاکہ ان میں یہ تمیز ہو سکے کہ کونسی تہہ نشین ہے۔ کونسی پانی کے اندر اور کونسی سطح آب پر تیرنے والی ہڈی ہے۔

اس کے بعد باقی جو ہڈیاں بچ رہی ہوں ان کو ایک شیشے کے برتن میں بند

کر کے گل حکمت کر دے اور آگ جلائے اور ان کی راکھ بحفاظت رکھے۔ اس راکھ کا نام رمادِ اوّل ہے۔ خاصیت اس کی یہ ہے کہ انسان کو جس صورت میں چاہے بنا دے۔۔ اس عمل میں بطور اصل ہے جس کی ترکیب یہ ہے۔

حب الخروع، حب الآس، حب الورد اور حب برنج ایک ایک درم۔ ہر ایک کو جدا جدا خوب باریک پیسے یہانتک کہ مثل غبار ہو جائیں۔ اس کے بعد ان سب کو ملالے جتنی مقدار ان چاروں کی ہو اتنی مقدار میں رمادِ اوّل ان میں ملا دے اور بقدر ضرورت فصد انسانی کا خون ان میں ملا کر خمیر کرے اور گولیاں بنا کر رکھ لے۔ پھر جب عمل کرنا مقصود ہو تو ایک گولی گلاب اور فصد انسانی کے خون میں گھس کر سیاہی تیار کرے اور کنیر کا قلم لیکر اس میں مندرجہ ذیل عبارت حریر سفید پر لکھے:۔

اور بارہ دفعہ کہے "اہور مزدا فروباگ" اور جس شخص کو جس پرندہ یا حیوان کی صورت بنانا مقصود ہو اس پارچہ حریر کو اس پر مار کر کہے "بصورت فلاں پرندہ یا حیوان اختیار بکن" پس وہ وہی صورت اختیار کرے گا۔

عمل دوم عمل متذکرہ بالا میں جو ہڈی پانی کی تہہ میں بیٹھنے والی ہے۔ وہ خاکی مزاج رکھتی ہے۔ اس کے موکل کا نام ددت ہے اور عمل اس کا معدنیات، نباتات کوہ و صحرا کے متعلق ہوتا ہے۔ اس کی ایک مہر بھی ہے جسے مہر اطاعت بھی کہتے ہیں۔ اور یہ مہر اس عمل میں بمنزلہ عزیمت کے ہے پس اس مہر کو مع اسم روحانیت یعنی موکل کے نام کے ساتھ متذکرۃ الصدر استخوان پر لاجورد سے لکھے۔ وہ اسم یہ ہے۔ "اہورا مزدا ددت"۔

اور وہ مہر یہ ہے۔

اور جب عمل کرنا چاہے تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک بڑا طشت تانبے یا پیتل کا لے کر یہ ہڈی اس میں رکھ دے اور صاحب یوم و ساعت سے مدد کامرانی کے لئے مانگے اور ۵ بار اسم متذکرۃ الصدر "اہور مزد ددت" پڑھے۔ وہ طشت حاضرین کی نظروں سے غائب ہو جائے گا اور جبتک وہ ہڈی کو طشت میں سے نہ اٹھائے گا طشت غائب ہی رہیگا۔

عمل سوم وہ ہڈی جو پانی کے اندر تیرتی رہتی ہے۔ ہوا کا مزاج رکھتی ہے اور اس کے موکل کا نام "زادان" ہے۔ مہر اس کے عمل کی یہ ہے۔

اسم اس عمل کا مندرجہ ذیل ہے۔ "اہورا مزدا زادان"۔ اس ہڈی کے اعمال، ہوا، برق، ابر اور پرندگان میں ہیں۔ مثلاً جب کوئی شخص یہ دکھانا چاہے کہ وہ گویا آسمان پر چڑھ رہا ہے تو اس ہڈی پر مہر مع اسم روحانیت تحریر کرے اور ایک رسی آسمان کی طرف پھینک کر صاحب یوم و ساعت سے مدد مانگے اور ۴۹ بار کہے۔

"اہورا مزدا زادان بگیر چشماں"۔

اور پکار کر کہے اے حاضرین مجلس دیکھو میں آسمان پر جاتا ہوں۔ لوگوں کو یہی نظر آئے گا جیسے وہ آسمان پر رسی کے ذریعہ جا رہا ہے۔ حالانکہ وہ وہیں بیٹھا ہو گا۔ اور سب لوگ اس ہڈی کے تصرفات پر متحیر ہو رہے ہوں گے۔

عمل چہارم وہ ہڈی جو پانی کے اوپر تیرتی رہتی ہے۔ آتشی مزاج رکھتی ہے۔ اسکے موکل کا نام "مہران" ہے اسم اس ہڈی کا مندرجہ ذیل ہے۔

"اہورا مزدا مہران"۔ مہر اس کی یہ ہے۔

اور عمل اس ہڈی کا معاملات آتشی میں ہی ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ دکھانا مقصود ہو کہ آتش عظیم روشنی ہے اور عامل اس کے بیچ میں بیٹھا ہے اور آگ سے کھیل رہا ہے تو اس ہڈی پر بطریق مذکورہ بالا اسم روحانیت اور مہر لکھ کر بیالیس بار کہے۔

اور اس کے صاحب یوم و ساعت سے مدد مانگے اور لوگوں کو پکار کر کہے "ملاحظہ کریں میں آگ میں جاتا ہوں"۔ اس وقت لوگوں کو ایک بڑی آگ دکھائی دے گی اور سب کو نظر آئے گا کہ عامل آگ میں چلا گیا ہے۔ اور وہاں آگ سے کھیل رہا ہے حالانکہ وہ وہیں موجود ہو گا۔

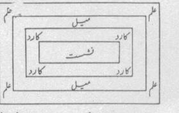
عربوں کا کالا جادو

تسخیر سبع کواکب

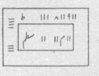
تسخیر سبع کواکب عربوں کا قدیم طریقہ سحر و ساحری ہے اسے اصطلاحاً علم ھیمیا بھی کہتے ہیں جس پر عرب کے بڑے بڑے فلسفیوں نے حاصل سیر مقالے اور ضخیم کتب تصنیف کی ہیں۔ اس میں تسخیرات سبع سیارگان جو فواعل علوی ہیں! ان کے تصرفات کے قوابل سفلی کا بیان شامل ہے۔ اس میں ہم صرف ان دعوات و خواتیم و بخورات کا ذکر کریں گے۔ جن سے کواکب سبع کی تسخیر میں کام لیا جاتا ہے۔

تسخیر قمر

صورت مربع یہ ہے۔



علم کے ڈنڈے چوب انار، پھریرے حریر سفید کے، میل اور کاردیں نقرئی ہونی لازم ہیں۔ صورت خاتم قمر کی یہ ہے جو علم حریر پر محررہ ہونی لازم ہے۔



بخور تسخیر قمر کا یہ ہے۔

کندر سفید، پوست خشخاش کف دریا لوبان، زعفران ان سب کو پیس کر شیر دختر میں ملا کر گولیاں بنائے اور چاندی کی انگیٹھی میں روشن کرے۔

عزیمت یعنی دعوت تسخیر قمر کی یہ ہے: مربع میں داخل ہو کر نشست گاہ پر بیٹھ کر ۱۰۳ بار پڑھے ______ عزمت علیکم ایھا الملك الکریم ومرسل الرحمۃ ومعطی المناھج للعباد بحق یاغد قوش یاعوطعش مجیھوش شمید اش عزمت علیکم ایھا السید لرحیم المتحرك بالحرکۃ الرمد بحق علینوا طویث سلجوعمیش طینفاش ھجیلیس طرطر فباش خیلیتوث اجب دعوتی یا ھادیش ذعانوش ھذا الاسماء الکرام وبحق حقك العظام۔

جب مربع سے باہر نکلے تو مندرجہ ذیل پانچوں اسم پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

یالطیطوث یاعمھوث یاحمھیوطباس یاموطوثش یاحمیش۔ مدت اس عمل تسخیر کی ۱۰۳ دن ہیں۔

فوائد اس تسخیر کے یہ ہیں کہ تمام مخلوق عامل کی تابع و فرمانبردار ہو جاتی ہے۔ لوگوں کے ذہن اور قلوب کی باتیں اسے معلوم ہو جاتی ہیں جو حادثہ ہونے والا ہوگا۔ اس کی اسے پہلے خبر ہو جائے گی۔ دیگر جب صبح سو کر اُٹھے گا تو اس کے چاروں طرف مرادرید کے انبار لگے ہوں گے جن پر اس کو کامل تصرف حاصل ہوگا۔

تسخیر عطارد

اس تسخیر کے مربع کی صورت یہ ہے۔

علم — میل — کارد — نشست — کارد — میل — علم

علم کے ڈنڈے درخت انبہ کے ہوں جن پر حریر برنگ فیروزہ کے پھریرے ہوں۔ میل اور کاردیں پیتل کی ہوں۔

صورت خاتم عطارد کی یہ ہے جو پھریروں پر محررہ ہونی لازم ہے۔

۰۹۲۵۰ ز ھ ب ط ز ن ر غ ط ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱: ۱

عطارد کے بخور۔

مصطگی، مشک، لوبان، کوگل، چنبیلی کی جڑ، صندل سُرخ، بادام کا چھلکا۔

اس بخور کو مربع کے اندر پیتل کی انگیٹھی میں روشن کرے۔

عزیمت یعنی دعوت تسخیر عطارد یہ ہے۔ مربع میں جامعہ کبود رنگ یا فیروزہ رنگ پہن کر داخل ہو اور نشست گاہ پر بیٹھ کر ۱۰۴ بار پڑھے۔

عزمت علیکم ایھا الفاضل الناطق المطلع علی سماء الحنم المعانہ بحق ترھوماش ھیلیش وبحق عیوعیوش ھیطموث توفوطوث حل بھیوعدیش جلھدیش وفنھوش ھلحبوث طرنباش عرمطوداش فقل توش جلجد ھوث نیراش علمطیاش اجب دعوتی بحق ھذہ الاسماء بازا بلیش طیش بعزۃ ھذہ العزیمۃ۔

اور جب مربع سے باہر نکلے تو مندرجہ ذیل اسمار کو اپنے اوپر دم کرے۔ یا عبہ فوش نریموث سمیایش۔

فوائد اس عمل کے یہ ہیں کہ اس کا عامل جو صورت چاہے تبدیل کرسکتا ہے جو ارادہ کرے ویسے ہی ظاہر ہو اور پل بھر میں عالم بالا پر جائے اور آنکھ جھپکنے میں مشرق سے مغرب کو پہنچ جائے۔ آصف بن برخیا اس تسخیر کا عامل تھا جس نے بلقیس ملکہ سبا کا تخت دربار سلیمانی میں پلک جھپکنے میں لاکر حاضر کردیا تھا۔

تسخیر زھرہ

اس تسخیر کے مربع کی صورت یہ ہے۔

علم علم
میل
کارد کارد
میل نشست میل
کارد کارد
میل
علم علم

علم کے ڈنڈے درخت سدا بہار کے ہوں اس پر حریر سبز کے پھریرے اور کاردیں سب نقرئی ہوں۔

صورت خاتم زہرہ کی یہ ہے جو حریر کے پھریروں پر محررہ ہونی لازم ہے۔

ج ی
۳ ۲ = = ججج
سد ٦٣ ٦ د

بخور زہرہ کا حسب ذیل ہے۔

عنبر اشہب، عود، صندل، گل نسرین، بہار، نارنج، گل سر دنبات۔ ان سب کو کوٹ پیس کر گولیاں بنائے اور صبح و شام نقرئی انگیٹھی میں روشن کرے۔

عزیمت یعنی دعوت تسخیر زہرہ کی یہ ہے۔

مربع میں جامۂ سبز رنگ پہن کر داخل ہو اور نشست گاہ پر بیٹھ کر ۱۰۵ بار پڑھے۔ عزمت علیك ایها السیدة السیدة الممحنة محبتی عبد طوش طیوش وفر هوطاش فیهبوش تشیب وعفیرطرشیں ودعوعند لیش وعبهولیاش وکیوذراپ هلطیمیث طلطیوث اجب دعوتی یا زند دیش فلیوطاش ووطارش بحق هذه الغرية الغوسية۔

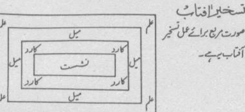
اور جب مربع سے باہر نکلے تو مندرجہ ذیل اسمار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ یاطلبطیاش یاطلعیاش وھوتوش۔

مدت اس عمل تسخیر کی ۱۰۵ دن ہے۔

فوائد اس عمل تسخیر کے یہ ہیں کہ عامل کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ اس کو قدرت سے خوشحالی ودیعت ہوگی۔ وہ وحوش وطیور جن وانس سب پر حاوی ہوگا۔ تمام عالم اس کے عاشق و مسخر کنندہ کا عاشق ہوگا۔ جس کو چاہے پل بھر میں حاضر کرسکے گا۔

تسخیر آفتاب

صورت مربع برائے عمل تسخیر آفتاب یہ ہے۔



علم کے ڈنڈے نارنگی کے درخت کی لکڑی کے ہوں اور پھریرے نارنجی رنگ کے حریر کے ہوں۔ میل اور کارد سونے کی ہونی لازم ہیں۔

صورت خاتم آفتاب کی یہ ہے کہ پھریروں پر محررہ ہونا اس کا نہایت لازم امر ہے۔



بخور آفتاب کا حسب ذیل ہے۔

کندر سفید، زعفران، مشک، گل سرو، ہلیلہ سرد، گل انار، عود قماری، کف دریا۔ ہموزن کوٹ پیس کر گولیاں بنائے اور ہر روز سولہ مثقال مربع میں داخل ہونے کے بعد طلائی انگیٹھی میں روشن کرے۔

عزیمت یعنی دعوت آفتاب (شمس) کی یہ ہے۔

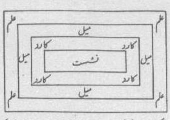
مربع میں جامہ نارنجی پہن کر داخل ہو اور بعد روشن کرنے بخور کے نشست گاہ پر بیٹھ کر ۱۰۱ دفعہ پڑھے۔ عزمت علیکم ایها السلطان المستعلی والسنة القاد بحق طرهش وماکرش جمیوراش طلمعوش اجب یا مند لاش طهمیاش بحق ارمیموش وصلیموغش اجب وهولی وانت الملك المستولی، بحق هذه الاسماء العظیم۔

اور جب مربع سے نکلے تو ان اسمار کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلے۔ یا عنبا طوس یا ثویا السکویاش یا طوموا طنس۔ مدت اس عمل تسخیر کی پچاس دن ہے۔

مدت اس عمل تسخیر کی پچاس دن ہے۔

فوائد اس عمل تسخیر کے یہ ہیں کہ عامل اس تسخیر کا ایک طرح سے روئے زمین کا شہنشاہ ہوتا ہے جس بادشاہ و سردار کے سامنے وہ جائے گا۔ وہ اس کا تابع فرمان ہوگا ___ تمام علوم غریبہ اس پر منکشف ہوں گے۔ اس کا چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہوگا کہ رات کو اسے چراغ کی ضرورت بھی نہ ہو اور قوت اس میں اس قدر ودیعت ہو جائے گی کہ اگر چاہے تو ہاتھی کو اٹھا کر دے مارے۔

تسخیر مریخ ___ صورت تسخیر مریخ کے مربع کی یہ ہے۔



مربع میں گیرو پھیر کر رنگ کر دے۔ علم کے ڈنڈے درخت کوکنار کی لکڑی کے ہونے لازم ہیں۔ پھریرا حریر سرخ کا اور میل اور کاردیں تانبے کی ہوں۔

خاتم مریخ کی صورت حسب ذیل پھریروں پر ثبت ہونی چاہیئے۔



بخور مریخ کا حسب ذیل ہے۔

سیاہ مرچ، افیون، ایلوا زرد، پیاز کا چھلکا، چوب آبنوس، ان سب کو پیس کر گولیاں بنائے اور مربع میں داخلہ کے بعد پانچ مثقال صبح اور پانچ شام کو روشن کرے۔

عزیمت یا دعوت مریخ کی یہ ہے۔

مربع میں شمشیر خون آلود لے کر داخل ہو۔ سرخ جوڑا زیب بدن ہو۔ بخور روشن کرنے کے بعد جائے نشست پر بیٹھ کر ۱۰۸ بار پڑھے۔

عزمت علیکم ایہا السلطان القاہر والملک القادر الفاعل بحق طوتوطیوش وزمزشروش جلدوش حلحیوش شہرخ فقدوح علیوش همقلوش عدلیش میلیش بحق بیہوت نرمر برهر ہوش ابروش هیوش ... العزۃ والسلطان طویا طوا طویا عدشیثا وهیشثا عید میشا مهائید اجب دعوتی بحق هذه الاسماء تعظیم۔

اور جب مربع سے باہر نکلے تو مندرجہ ذیل اسمار کو اکتالیس بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

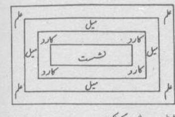
یا نیقو رون یا جلهیش یا دزترشروش یا طهنواش یا جلدوش۔

مدت اس عمل کی کل ۲۵ روز ہے۔

فوائد اس عمل تسخیر کے یہ ہیں کہ اس کا عامل خشک کھیتوں کو پل بھر میں سرسبز کر سکتا ہے ــــــ وہ نظر مردم سے غائب ہو سکتا ہے اور جس کو جو شکل چاہے دے سکتا ہے۔ پتھر کو سونا بنا سکتا ہے اور لاکھوں افواج قاہرہ کو دم بھر میں موت کی نیند سلا سکتا ہے۔ گویا اس عمل کا عامل بھی تمام عالم کا بادشاہ ہوتا ہے۔

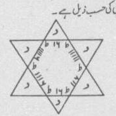
تسخیر مشتری ۴

صورت تسخیر مشتری کے مربع کی یہ ہے۔



علم کا ڈنڈہ درخت شمشاد کی لکڑی کا اور پھریرا حریر زرد کا ہونا چاہیئے اور میل اور کاردیں قلعی یا رانگ دھات کی ہونی لازم ہیں۔

خاتم تسخیر مشتری کی حسب ذیل ہے۔



بخور تسخیر مشتری کا حسب ذیل ہے۔

سیاوشان، چرائتہ، خشخاش، میعہ، عنبر، زعفران سب کو کوٹ پیس کر گولیاں بنائے اور پانچ مثقال صبح اور پانچ مثقال شام کو مربع میں داخل ہو کر جلائے۔

عزیمت یا دعوت مشتری کی یہ ہے۔

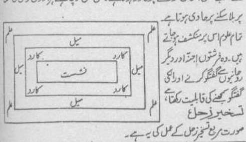
مربع میں زرد حریر کا لباس پہن کر داخل ہو اور بخور روشن کرنے کے بعد نشست گاہ پر بیٹھ کر ۱۰۲ بار پڑھے۔

عزمت علیکم ایہا السید الطاهر التقی بحق عزطمیوش زعیموش وهموعیوش ماطلعمیش بحق عوطعناش فوهی جیوش اجب دعوتی الملک الا بحق حقک وبحرمۃ هذه الاسماء العظیمۃ۔

اور مربع سے نکلتے ہوئے مندرجہ ذیل اسمار پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے۔

یا شمعلوجوش یا اجنیوعطش یا حسموش یا طحموش۔

مدت اس عمل کی کل تین سو چھیاسٹھ دن ہے ــــــ فوائد اس عمل تسخیر کے یہ ہیں کہ عامل اس عمل کا تمام مخلوق کے دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ جس کی چاہے صعب سے صعب مشکل آسان کر سکنے پر قادر ہوتا ہے۔ جس شخص کو چاہے ہزاروں کوس کی مسافت پر بلا سکنے پر عادی ہوتا ہے۔ تمام علوم اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ وہ فرشتوں، اجنہ اور دیگر روحانیوں سے گفتگو کرنے اور انکی گفتگو سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہے۔



تسخیر زحل ۴

صورت مربع تسخیر زحل کے عمل کی یہ ہے۔

علم کا ڈنڈا درخت کنیر کی لکڑی کا ہو اور پھریرا حریر سیاہ کا، بیل اور کاردیں لوہے کی ہونی لازم ہیں۔

خاتم تسخیر زحل کی یہ ہے۔

بخور تسخیر زحل کا یہ ہے۔

کندر سیاہ، پوست خشخاش سیاہ، لادن، عنزروت، پوست، معبر، سب کو ہم وزن پیس کر گولیاں بنائے اور چھ چھ مثقال صبح وشام روشن کرے۔

عزیمت یا دعوت زحل کی یہ ہے۔

مربع میں حریر سیاہ کا لباس پہن کر داخل ہو اور بخور روشن کرنے کے بعد نشست گاہ پر بیٹھ کر ۷۰ دفعہ پڑھے۔

عزمت علیکم ایھا الملك العظیم القاھر الجبار القادر۔ الوانی الشانخ النغعر کثیر الخطر عظیم الغضب ذو الفضل الکامل طر معاش حوعیش نوتوش طوش دردوش میطیش ھیطیس اسلك ایھا الشیخ المقدم الساکن المتین بحق اناقك العظام۔

جب مربع سے باہر نکلے یہ چاروں اسم پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ یاعید لوش فرھو عبطباش موشطھاں سوعو ہوش۔

مدت اس عمل کی اکہتر دن ہے۔

فوائد:۔ اس عمل تسخیر کا عامل زیر زمین دفینوں اور خزینوں کو دیکھ سکنے پر قادر ہوتا ہے جس لشکر میں ہوگا وہ لشکر فتحیاب ہوگا۔ وہ نظر خلائق میں عزیز ہوگا۔ جو پتھر ہاتھ میں لے گا۔ الماس بن جائے گا۔ یہ شخص سدا جوان رہے گا۔ اور تمام عالم کی زبان سمجھے گا۔

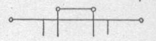
● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

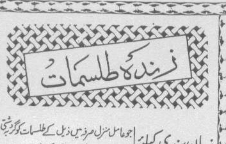
بقیہ:۔۔۔ کالدی کاہنوں کا کالا جادو

"مبر دانو قاسا طارس حردث تو باالقورادم"

ترجمہ:۔ اے طارس ہمیں بدروحوں سے محفوظ رکھ اور ہمیں دشمنوں پر غالب آنے کی قوت بخش۔

حمورابی لکھتا ہے کہ اگر کوئی کلید ک اپنے دائیں بازو پر باندھ کر ستارہ "قلب العقرب" کے طلوع ہوتے وقت مؤکل یابت طاس کی پوجا کرتے ہوئے اس منتر کا ۱۲ ہزار بار جاپ کرے تو ایسے شخص کے دشمن تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بدروحوں کو مسخر کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ حمورابی نے اس مؤکل کا نقش بھی تحریر کیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔





زبان بندی کیلئے

جو عامل منزل صرفہ میں ذیل کے طلسمات کو گرگ دشتی کی دباغت شدہ کھال پر تحریر کر کے اپنے پاس رکھے گا تو اس کی تاثیر سے اس کے جملہ حاسدوں، دشمنوں اور بدخواہوں کی زبان بندی عمل میں آجائے گی۔ طلسمات یوں ہیں۔

یَایَائِ یَویَایَوئِ یَایَوَایَایَوَاَئِ یَوَاَیَایَائِ یَوَاَیَا اَیَایَائِ۔

لاپتہ کے لئے

ایسا غائب مفقود الخبر جس کی طرف سے کوئی بھی خبر اچھی یا بری نہ مل رہی ہو تو اس کے لئے گربہ اہلی کو منزل نعائم میں دودھ کا ایک لبالب پیالہ بھر کر پلائیں۔ جب وہ خوب شکم سیر ہو کر دودھ پی لے تو اسے قابو کر لیں اور ذیل کے طلسمات کا ورد کرتے ہوئے ایک سو فرسخ کے فاصلے پر لے جا کر اُسے آزاد کر دیں۔ گربہ تین سے سات روز کے اندر اندر واپس پلٹ آئے گی اور اسی دوران ہی مطلوبہ شخص کے متعلق بھی تمام تر معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ جب کہ غائب کے زندہ ہونے کی صورت میں وہ واپس آجائے گا۔ طلسمات یہ ہیں۔

اَلفَا اَلفَ اَلفَا اَلفَ اَلقَافَ اَلقَافَ لَفُ لَفَا لَفُ یَا اَفَفُ الَاَّ فَافَ اَلاَفَافَ اَلفَ اَلفَ یَا فَفَافَ فلَان ابنِ فلانِ بحَقِّ اللّٰہِ اَلوَاحِدِ اَلاَحَدِ وَلَہُ الاَسرُ وَالحُکمُ وَالیہِ ترجعُونَ یَا اَلفَا فَوُفِ القَافِ الوفَافِ یَا فَفُ اَفَفُ۔

پوشیدہ رہنے کا عمل

اخفا کیلئے گربہ سیاہ دشتی کے خون سے اسی کی دمچی کی ہڈی کے قلم سے اسی کی دباغت شدہ کھال پر منزل مؤخر میں ذیل کے اسمار کو لکھیں۔ اس کھال کو اپنے دائیں بازو پر باندھیں۔ اور جہاں چاہیں بلاخوف وخطر چلے جائیں۔ کوئی بھی آپ کو نہ دیکھ سکے گا۔

اسمار یہ ہیں۔ شَشہَا شَشلَح اشَادَ اشِی اَوشَو شعلیشَا شَرَ وشَعصَلشَا شَلحَح شَمَا شَوہ ششَہُ الشَاءِ کُلَّ اَشَا شَر شَمَا شَوہَ شَالوَا اَشَمَا شَاش شَ الشَوش شَونَہَا دَشتَوَاھَا شِیَاغشَا وَۃ ثمشمھَا لَھَشمَا نَھُو لَاَیُبصِرُونَ شَوشَیَا شَاسَا خَلَقَتُ فِیھَا دَسَا شَعلَنَا شَاھَیَا اَشَو شَاھِیَا۔



قمر کسر النور کی منزلیں

سولھویں رات سے چاند گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ گھٹتے ہوئے چاند میں عرب ساحر بالعموم تخریبی اعمال کو سرانجام دیتے تھے ان تیرہ منازل القمر کا ذکر جن میں قمر سولھویں شب سے اٹھائیسویں شب تک رہتا ہے، کے اعمال سحر اسود سمیت درج ذیل ہیں۔

منزل زبانا

اہل ہند اس منزل قمری کو وساکھا۔ اہل چین اسے کیو اور اہل فرنگ اسے طویل و عریض کانسٹلیشن درجی نیئس میں ہی شامل سمجھتے ہیں۔ یہ ۳۰ درجہ برج میزان سے ۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج عقرب تک پھیلی ہوئی ہے۔ سماک رامح، فوراس، پرنسپ اور مارستا یا سماک اعزل اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ساحر اس منزل میں درخت لگانے، زیور پہنانے، نیا کپڑا کاٹنے، زراعت کاٹنے کو نیک سمجھتے، شادی بیاہ۔ سفر کرنے کو نحس بتاتے۔ خاص کر جب بدر اس منزل میں ہو۔ شادی بربادی۔ خاوند کی تباہی کا اندیشہ ظاہر کرتے۔

اس منزل سے حرف "عین" منسوب ہے۔ اس کا ثانیہ خاکی کا ہے۔ عدد رقمی ۷۰ اور لفظی ۱۳۰ اور عدد لفظی ۱۹۲ مجموعہ۔ اس کا ۳۹۲ طرح ۱۲ باقی ۳۸۰ حصہ ۱۲۶ ۲/۳ اور تعرف اس عمل کا عرب ساحروں کے قرین حرکات اور امساک الریاح ہے۔ لیکن وہ اس عمل کو متواتر کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ عبرانی ساحروں کے قرین اس منزل قمری کا مؤکل شرطائیل ہے جو تخت سلیمان کو ہوا پر اڑاتا تھا۔ عامل سحر کنندہ اس مؤکل کا ہوا میں اڑنے پر قادر ہوتا ہے۔

منزل اکلیل

اہل ہند اس منزل قمری کو انورادھا، اہل چین اس کو کانگ اور اہل فرنگ اس منزل قمری کو طویل و عریض درجی نیئس میں ہی شامل سمجھتے اس منزل کا پھیلاؤ وسعت افلاک میں ۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج عقرب سے ۱۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج عقرب تک ہے۔ اکرکس، الفکہ، کھبالیہ، اور میزان الجنوبی اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں تخت نشینی، تعمیر مکان، نئے کپڑے بدلنے، زیورات پہننے، ناچ رنگ دیکھنے اور خوشی کے کاموں میں شریک ہونے کو بہتر سمجھتے۔ اگر اس دن جمعہ ہو تو نقل تحویل تجارت، بیوپار، باغ لگانا، سفر، شادی بیاہ کرنا ان کے قرین مبارک ہے۔ ان کے حسابات کے مطابق اگر چاند پورا یعنی بدر ہو تو سفر، شادی، جلوہ، رسم نکاح وغیرہ تو ٹھیک ہے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری کا مؤکل ہنائیل بتاتے جسکا سحر کنندہ ہری بھری کھیتیوں کو دم بھر میں فنا کر دینے پر قادر ہوتا ہے۔

منزل قمری اکلیل سے حرف "فا" منسوب ہے۔ عمل اس کا واسطے عداوت وخصومت کیلئے بہتر ہے۔ ثالثہ حرف فا آتشی کا ہے۔ عدد رقمی ۸۰، لفظی ۸۱، عددی ۶۵۱، مجموعہ ۸۱۲ طرح ۱۲، باقی ۸۰۰، حصہ ۲۶۶ ۲/۳۔ طریقہ عمل کا یہ ہے۔

پارچہ یا چمڑے پر نقش مثلث، حرف "فا" اور جمع عدد کو معکوس طرف دست چپ کے لکھے۔ چنانچہ عدد ۳۱۸ اور پشت کے لکھے اور اسم مطلوب کو اور لفظ عداوت اور خصومت اور بغض کو لکھے اور اس کے عدد استخراج کر کے حروف بنا کے اسم ملائک کا رقم کرے اور بخور موافق عمل کے کرے اور جس مکان میں ان اشخاص کی نشست رہتی ہے اس مکان میں دفن کر دے۔ ان اشخاص کے درمیان زبردست عداوت پیدا ہوگی۔

مثلث حرف "فا" یہ ہے۔

۲۷۰	۲۷۵	۲۶۷
۲۶۸	۲۷۱	۲۷۳
۲۷۴	۲۶۶	۲۷۲

منزل قمری قلب

اہل ہند اس کو جیسٹھا، اہل چین اسے تی اور اہل افرنگ اسے بسرائی کہتے ہیں۔ اس منزل قمری کا پھیلاؤ ۱۶ درجہ ۴۰ دقیقہ سے ۳۰ درجہ برج عقرب تک ہے۔ میزان الشمالی، اجیفیا اور طولیمان اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں تجارت شروع کرنے، نقاشی سیکھنے۔ عمارت و حمام میں جانے کیلئے۔ شادی اور سفر کیلئے بہتر خیال کرتے۔ اگر اس رات چاند پورا یعنی بدر ہو تو اس رات کو ہر کام کیلئے سعد خیال کرتے تھے۔ عبرانی ماہرین سحر اسود اس منزل قمری کا مؤکل طمطائیل کو بتاتے اور اس مؤکل کے سحر کرنے والے کو معزز خواتین کے فی الفور سحر کر لینے پر قادر خیال کرتے تھے۔

اس منزل قمری کا حرف "ص" ہے۔ عرب ماہرین سحر اسود نے اس حرف کا ثلاثہ بادی مقرر کیا ہے۔ اس کا عدد رقمی ۹۰، لفظی ۹۵، عددی ۵۹۰ ہے۔ ان سب کا مجموعہ ۷۷۵۔ طرح ۱۲۔ باقی ۷۶۳ حصہ ۲۵۴ ۱/۳ اور خواص مثلث صاد کا یہ ہے کہ جو عورت پوشیدہ حرام کاری کرتی ہے اگر وہ اس مثلث کو قمر در قلب کے وقت لکھ کر مکان خلوت میں دفن کرے تو

اسے حل نہ رہے گا اس طرح راز فاش ہونے کا خوف جاتا رہے گا۔

مثلث حرف صاد یہ ہے۔

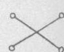
۲۵۷	۲۶۳	۲۵۵
۲۵۶	۲۵۸	۲۶۱
۲۶۲	۲۵۴	۲۵۹

منزل شولہ

اہل ہند اس منزل قمری کو مُولا، اہل چین فانگ اور اہل افرنگ اُسے طویل و عریض کانسٹلیشن سکارپی آئی کا ایک حصّہ خیال کرتے ہیں۔ اسکی وسعت افلاک میں صفر درجہ برج قوس سے ۱۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج قوس تک ہے۔ قلب العقرب، گیفیاس، حان آئی سیدس اور راس الشعبان اس منزل قمری کے بڑے بڑے ثوابت ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں داخلہ بروز شنبہ کے اوقات میں ہر بُرے کام کا سرانجام دینا کامیاب سمجھتے تھے۔ ویسے وہ اس منزلِ قمری میں چاند کے داخلے کے وقت چاہ کھودنے، زراعت کرنے، تہ خانہ بنانے اور عمارت شروع کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔ اگر اس رات چاند پورا یعنی بدر ہو تو اسے شادی بیاہ کیلئے اچھا نہ خیال کرتے۔ عبرانی جادوگر اس منزل قمری کا مؤکل طرفائیل کو مانتے تھے۔ اور اس کے عامل و مسخر کنندہ کو بیماریوں کو آناً فاناً دور کر دینے کی قوت حاصل کر لینے والا خیال کرتے تھے۔

اس منزل قمری سے عربوں نے ابجد کے حرف "قاف" کو منسوب کر رکھا تھا حرف کا عدد رقمی ۱۰۰، لفظی ۱۸۱ عددی ۸۶۰ اور ثالثہ اس حرف کا وہ آب قرار دیتے تھے۔ مجموعہ اعداد رقمی لفظی اور عددی کا ۱۱۴۱ ہوا۔ اس طرح ان اعداد سے جو نقش مثلث پیدا ہوتا۔ عرب ساحر اسے مرض صرع یعنی مرگی اور درد شقیقہ یعنی کنپٹی کے درد کیلئے نہایت بہتر خیال کرتے۔ وہ اس مثلث کو چمڑے پر تحریر کرنے اور نقش کی پشت پر ان امراض کا نام لکھتے جن سے مریض کو بچانا مقصود ہوتا۔ شیخ الغرب علّامہ محمد ساجرونی مغربی اپنی شہرہ آفاق تصنیف "کتاب السحر" میں رقمطراز ہیں کہ امراض کے نام کے ساتھ مندرجہ ذیل طلسمات بھی تحریر کرنے لازم ہیں۔



ꝰ ꝰ ꝰ طلسمه ددد ماح ح مٌ مٌ مُ

منزل نعائم

اہل ہند اس منزل کو پورباکھاڈ، اہل چین سن اور اہل فرنگ اسے طویل و عریض کانسٹلیشن سکارپی آئی کا ایک حصّہ قرار دیتے ہیں۔

یہ منزل قمری ۱۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج قوس سے ۲۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج قوس تک وسعت افلاک میں پھیلی ہوئی ہے۔ لیزتھ، راس الغول اور السابق اس منزل قمری کے بڑے بڑے ثوابت ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں قمر کے داخلے کے وقت کھیت لگانے، موتی مونگا خریدنے، درخت کٹوانے، فصد کھلوانے اور عمارت کی بنیاد رکھنے کیلئے مبارک خیال کرتے۔ اگر ان اوقات میں شنبہ واقع ہو تو اس دن سہاگنوں کو سرخ کپڑا زیب تن کرنے سے منع کرتے۔ وہ اکثر قمر فی النعائم کے اوقات میں اپنے سحر و افسوں کو موافق کیا کرتے تھے۔ عبرانی ماہرین فلکیات نے اس منزل قمری کا مؤکل ضبغائیل مقرر کیا ہوا تھا جو قیدیوں کو قید و بند کی مصیبتوں سے رہائی دلانے کی قدرت رکھتا ہے۔ لہٰذا اس مؤکل کے مسخر کنندہ کو وہ اس قوت کا عامل جانتے تھے۔

عرب ساحروں نے ابجد کے حرف "را" کو منزل قمری نعائم سے منسوب کر رکھا تھا ان کے نزدیک اس حرف کا ثالثہ خاک، عدد رقمی ۲۰۰، لفظی ۲۰۱ اور عددی ۵۰۱ تھا۔ ان سب کا مجموعہ ۹۰۲ طرح ۱۲ باقی ۸۹۰ اور حصّہ $\frac{۲۹۶}{۲}$ ہوا۔ اس طرح جو نقش مثلث پیدا ہوتا ہے، وہ عرب ساحروں کے نزدیک حفاظت حمل اور خلاصی محبوس کیلئے سریع التاثیر ہے۔ وہ اس مثلث کو زعفران و گلاب سے چمڑے پر لکھا کرتے تھے۔

نقش مثلث یہ ہے۔

۳۰۰	۳۰۵	۲۹۷
۲۹۸	۳۰۱	۳۰۳
۳۰۴	۲۹۶	۳۰۲

منزل بلدہ

اہل ہند اس منزل قمری کو اترا کھاڈ۔ اہل چین دنی اور اہل افرنگ اسے طویل و عریض کانسٹلیشن سکارپی آئی کا آخری حصّہ قرار دیتے ہیں۔

اس منزل قمری کا پھیلاؤ ۲۶ درجہ ۴۰ دقیقہ بُرج قوس سے ۱۰ درجہ بُرج جدی تک ہے۔ اکیومن سِنسٹرا، پولس، سپی کولم، فاسیز اس منزل قمری کے بڑے بڑے ثوابت ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں عورت کو اوّل مرتبہ حیض آنا نہایت مبارک خیال کرتے۔ اس منزل قمری میں داخلہ قمر کے اوقات میں وہ شادی تخت نشینی، غسل زچہ بچہ، پھول پہننا، زراعت کا کام کرنا نہایت اچھا سمجھتے تھے اور اگر ان اوقات میں یوم یکشنبہ کی رات کو بدر ہو تو شب عروسی کے لئے اس رات کو نہایت مبارک و نیک فال مانتے تھے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری کا مؤکل ہمرائیل قرار دیتے تھے۔ جس کا مسخر کنندہ اپنے اعداء پر غالب و قوی رہتا تھا۔

عرب جادوگروں نے ابجد کا حرف "شین" اس منزل قمری سے منسوب کر رکھا تھا۔ اس حرف کا رابعہ آتش ہے۔ عدد رقمی ۳۰۰، لفظی ۳۶۰ اور عددی ۱۰۸۶ ہے۔ ان سب کا مجموعہ ۱۷۴۶، طرح ۱۲ باقی ۱۷۳۴ اور حصّہ ۵۷۸ ہے۔ اس کا نقش مثلث داخلہ قمر فی البلدہ کے وقت جب کہ مشتری بھی شرف کا ہو رانگ یعنی قلعی کی لوح پر لکھ کر پاس رکھے عامل جملہ اعداء پر غالب و قوی رہے گا۔ یہ تختی تسخیر امراء و سلاطین کا کام بھی دے گی۔

نقش مثلث یہ ہے۔

۵۸۱	۵۸۶	۵۷۹
۵۸۰	۵۸۲	۵۸۴
۵۸۵	۵۷۸	۵۸۳

منزل ذابح

اس منزل کو اہل ہند ابھجت، اہل چین کی اور اہل افرنگ ساگی ماریائی کا نصف اول کہتے ہیں۔ اس منزل قمری کا پھیلاؤ ۱۰ درجہ جدی سے ۱۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج جدی تک ہے۔ اس کا کل وقت بمطابق حسابات اہل ہند ۱۹ گھڑی اور بمطابق حسابات پاکستان ٹائم سات گھنٹے ۳۶ منٹ ہے۔

عرب ساحر اس منزل قمری میں اعمال سحر وغیرہ کو پختہ کرنے اور اگر یہ منزل قمری جمعرات کے دن آئے تو اس وقت زیور بنانے اور نقاشی کرنے کو مبارک خیال کرتے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری سے مؤکل عزرائیل کو منسوب کرتے۔ عامل اس مؤکل کا جملہ اعدا ومفسدوں کے قلع قمع کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

عرب ساحر اس منزل قمری سے حرف "تا" منسوب کرتے ہیں جس کا رابعہ باد عدد رقمی ۴۰۰۔ لفظی ۴۰۱۔ اور عددی ۷۳۴ ہے۔ مجموعہ ان کا ۱۵۳۵۔ طرح ۱۲ باقی ۱۵۲۳ حصہ کسر یہ ۵۰۷ ہے۔ اس طرح وہ ایک نقش مثلث بنا کر جس گھر میں دفن کرتے وہاں سے حشرات الارض اور موذی جانور بھاگ جاتے۔ یہ نقش گریختہ کی واپسی کیلئے بھی آزمودہ و مجرب ہے۔ نقش مثلث یہ ہے۔

۵۱۱	۵۱۶	۵۰۸
۵۰۹	۵۱۲	۵۱۴
۵۱۵	۵۰۷	۵۱۳

منزل بلع

اہل ہند اس منزل قمری کو شرون، اہل چین ناؤ اور اہل افرنگ اسے طویل و عریض کانسٹلیشن سگاٹاریائی کا نصف آخر جانتے تھے۔ اس کا پھیلاؤ ایک درجہ ۲۰ دقیقہ برج جدی سے ۲۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج جدی تک ہے۔ منزل ذابح اور منزل بلع کے بڑے بڑے ستارے پیلاگوس ساسیلا۔ مانوبریم۔ نسر واقع اور ذنب الجدی ہیں۔

عرب جادوگر منزل بلع میں بالاخانہ بنانے، بنیاد بلند کرنے، سفر، زراعت، تخت نشینی، تخم ریزی، نام رکھنے، نیا کپڑا پہننے، ملازمت کیلئے رجوع کرنے، بیماری کا علاج کرنے کو خوب سمجھتے تھے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری سے مؤکل میکائیل کو منسوب کرتے اور اس کے عامل کو جنات ارواح خبیثہ اور شیاطین وغیرہ کو دور کرنے پر قادر سمجھتے تھے۔

عرب ساحروں نے اس منزل قمری سے حرف "ثا" منسوب کر رکھا تھا جس کا رابعہ آب کا ہے۔ عدد رقمی ۵۰۰۔ لفظی ۵۰۱ اور عددی ۶۰۶ ہے۔ مجموعہ کل ۱۶۰۷۔ طرح ۱۲۔ اور باقی ۱۵۹۵۔ اور حصہ کسر یہ ۵۳۲ ہے۔ اس طرح جو نقش مثلث وہ مرتب کرتے جنات ارواح خبیثہ یا شیاطین سے متعلقہ مقام پر اُسے گاڑ دیتے۔ یہ نقش مثلث اکثر لوہے کی تختی پر مرقوم کر کے گاڑا جاتا تھا۔ نقش مثلث یہ ہے۔

۵۳۵	۵۴۰	۵۳۳
۵۳۴	۵۳۶	۵۳۸
۵۳۹	۵۳۲	۵۳۷

منزل سعود

اہل ہند اس منزل قمری کو دھنشٹا، اہل چین نیو اور اہل افرنگ اسے کیپری کارنی کہتے ہیں۔ وسعت اس منزل قمری کی ۲۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج جدی تا ۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج دلو تک ہے۔ تری بلم، الباتر و نسر طائر، ذابح، ادلیوس اور باس اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ساحر اس منزل قمری چاند کے قیام کے دوران میں تجارت شروع کرتے نئے مکان میں جانے۔ سفر کرنے۔ نیا کپڑا پہننے۔ زراعت کرنے۔ بیماری کا علاج شروع کرنے کا مشورہ دیا کرتے۔ اگر پیر کے دن قمر اس منزل میں داخل ہو تو اسے ہر عمل کے کیلئے نیک خیال کرتے۔ عبرانی جادوگر مؤکل میکائیل کو اس منزل قمری سے منسوب کرتے اور اس کے عامل کو پانی پر چلنے کی قوت کا مالک خیال کرتے تھے۔

عرب ساحروں نے اس منزل قمری سے حرف "خا" منسوب کر رکھا تھا جس کا رابعہ خاک کا ہے۔ اس کا عدد رقمی ۶۰۰، لفظی ۶۰۱ اور عددی ۵۱۶ ہے۔ مجموعہ ۱۷۱۷، طرح ۱۲ باقی ۱۷۰۵ اور حصہ ۵۶۹ ہے۔ اس طرح جو نقش مثلث ساحران عرب ترتیب دیتے اور اُسے چمڑے پر زعفران سے لکھ کر جس کسی کو تفویض کرتے اس کی جملہ مشکلات دنیاوی حل ہو جاتیں اور جملہ کاروبار سرانجام ہو جاتے۔ نقش مثلث یہ ہے۔

۵۷۲	۵۷۷	۵۷۰
۵۷۱	۵۷۳	۵۷۵
۵۷۶	۵۶۹	۵۷۴

منزل اخبیہ

اہل ہند اس منزل قمری کو ست بکھا، اہل چین مو اور اہل افرنگ اکویریائی کہتے ہیں۔ اس کی وسعت ۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج دلو سے ۲۰ درجہ برج دلو تک ہے۔ ہُر ہز، دارسم، کاسٹر ا اور نشرہ اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب جادوگر اس منزل قمری میں عمارت خریدنے، زمین فروخت کرنے، جانوروں کی خریداری، شراکت اور ادائیگی رسومات تزویج، سیر و شکار کرنے کا مشورہ دیا کرتے عبرانی ماہرین فلکیات اس منزل قمری کا مؤکل اسرائیل بتاتے تھے اور اس کے تسخیر کنندہ کو شکل تبدیل کر لینے پر قادر مانتے تھے۔

عرب ساحروں نے اس منزل قمری سے حرف "ذال" منسوب کر رکھا تھا۔ اس حرف کا مرتبہ خانسہ آتش کا ہے۔ عدد رقمی ۷۰۰، لفظی ۷۳۱، اور عددی ۱۸۸۔ مجموعہ سب کا ۱۶۱۹، طرح ۱۲، باقی ۱۶۰۷، اور حصہ ۵۳۶ ہے۔ اس طرح مرتب ہونے والے نقش مثلث کو سفال آب نارسیدہ پر لکھ کر عرب ساحر اعمال حب میں استعمال کیا کرتے۔ یعنی اس سفال آب نارسیدہ پر اس نقش مثلث کو بوقت طلوع برج آتش رقم کر کے ساتھ طالب و مطلوب کے لکھتے۔ یہ عمل محبت کا بہترین و تیر بہدف مانا جاتا ہے۔

منزل مقدم

اہل ہند اس منزل قمری کو پوربا بھدر، اہل چین حیواد، اہل افرنگ اسے طویل و عریض کانسٹلیشن کوریائی کا ایک حصہ خیال کرتے۔ وسعت

اس منزل قمری کی ۲۰ درجہ برج دلو سے ۳ درجہ ۱۰ دقیقہ برج حوت تک ہے۔ سعد السعود۔ ذنب العقاب، سعد الملک اور دقت اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب لوگ اس منزل قمری میں واضح قمر کے وقت زراعت و تجارت چارہ و زن اور علاج معالجہ کرنے کو نیک سمجھتے۔ اگر یہ منزل قمری منگل یعنی سہ شنبہ کے دن کسر البور میں آجائے تو اس دن افسون راست کرنے کے اعمال کرنے کو افضل سمجھتے تھے عبرانی ماہرین فلکیات اس منزل قمری سے مؤکل عطکائیل منسوب کرتے اور اس کے تسخیر کرنے والے کو طی الارض یعنی پل بھر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جانے پر قادر سمجھتے تھے۔

عرب جادوگری نے حرف "ضاد" اس منزل قمری سے وابستہ کر رکھا تھا جس کا مرتبہ خاسہ بادی ہے اور عدد رقمی ۸۰۰، لفظی ۸۰۵ اور عددی ۷۴ ہے مجموعہ ان کا ۲۲۵۲، طرح ۱۲ اور باقی ۲۲۴۰ ہے حصہ برائے نقش مثلث اس کا ۷۴۴ ہے۔ اس نقش کو قیام قمر فی المنزل مقدم کے وقت ۷۴ دفعہ لکھ کر آگ اور پانی کے درمیان دفن کر دینے والے کو طی الارض کی قوت حاصل ہوجاتی ہے۔

منزل موخر

اہل ہند اس منزل کو اترابھدر، اہل چین گوئی اور اہل افرنگ پگاسی کہتے ہیں۔ وسعت کے لحاظ سے یہ منزل قمری ۳ درجہ ۲۰ دقیقہ برج حوت سے ۱۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج حوت تک پھیلی ہوئی ہے۔ ذنب الحوت، سقاط اور آخر النہر اس منزل قمری کے بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب جادوگر اس منزل قمری میں قمر کے قیام کے اوقات میں نقل و حمل، تحویل، عمارت، غسل زچہ وغیرہ کو مبارک و سعد خیال کرتے اور اس منزل قمری کا چاند اگر بدر ہو تو شادی اور نکاح کی رسومات کیلئے نہایت نیک مانتے تھے۔ عبرانی ساحر اس منزل قمری سے موکل نورائیل منسوب کرتے۔ اور اس کے عامل و سخر کنندہ کو مسخر کنندۂ حکام و ملوک خیال کرتے تھے۔

عرب ساحروں نے حرف "ظا" کو اس منزل قمری سے منسوب کر رکھا تھا جس کا مرتبہ خاسہ بادی ہے۔ عدد رقمی اس حرف کا ۹۰۰، لفظی عدد ۹۰۱، اور عددی عدد اس کا ۵۸۶ ہے، مجموعہ اس کا ۲۳۸۷، طرح ۱۲، اور باقی ۲۳۷۵، اور نقش مثلث کی ترتیب کیلئے اس کا حصہ کسر یہ ۷۹۲ ہے اس کا نقش مثلث تسخیر حکام، ملوک و وزراء کے لئے تیر بہدف ہے۔ نقش مثلث مع طلسم ضروری یہ ہے۔

۷۹۵	۸۰۰	۷۹۳
۷۹۴	۷۹۶	۷۹۸
۷۹۹	۷۹۲	۷۹۷

ملم ط د ح د ح ص ص ص ۲۳
دود

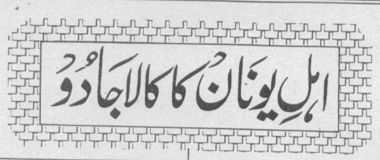
منزل رشا

اہل ہند اس منزل قمری کو ریوتی، اہل چین شح اور اہل افرنگ پیگاسی بیٹا کہتے ہیں۔ وسعت اس منزل قمری کی ۱۶ درجہ ۴۰ دقیقہ برج حوت سے ۳۰ درجہ برج حوت تک ہے۔ مرکب اور شیطا اس منزل قمری کے دو بڑے بڑے ستارے ہیں۔

عرب ماہرین طلسمات اس منزل قمری میں قیام کے دوران میں رسومات تزویج و نکاح، غسل زچہ، تخت نشینی، جامہ نو پہننا، پھول زیب تن کرنا، شب عروسی زفاف، سفر، حل و عقد، دعوت و اعمال کا مشورہ دیتے تھے۔ عبرانی ماہرین سحر و ساحری نے اس منزل قمری کا مؤکل لوخائیل مقرر کر رکھا تھا۔ جس کا عامل یا تسخیر کنندہ دوسروں کی قوت مباشرت و شہوت کو قبض کر لینے پر قادر خیال کیا جاتا تھا۔

عرب ماہرین فلکیات اس منزل قمری سے حرف "غین" منسوب کرتے تھے۔ جس کا خاسہ خاک ہے۔ اور عدد رقمی ۱۰۰۰، عدد لفظی ۱۰۶۰، اور عددی ۱۱۱ ہے مجموعہ ان سب کا ۲۱۷۱، طرح ۱۲ باقی ۲۱۵۹، اور حصہ برائے ترکیب نقش مثلث $\frac{۷۱۹}{۲}$ ہے۔ اس نقش مثلث کا عامل ہونا نہایت سہل ہے۔ قیام قمر فی المنزل الرشا صرف ۲۲ دفعہ نقش مثلث لکھ کر پانی میں بہا دینا ہے۔ یہ اس کی زکوٰۃ ہے۔ اس نقش مثلث کو عقد اللسان اور عقد الشہوت کیلئے منزل رشا کے چاند کی روشنی میں لکھا جاتا ہے۔ نقش مثلث یہ ہے۔

۷۲۵	۷۳۰	۷۲۳
۷۲۴	۷۲۶	۷۲۸
۷۲۹	۷۲۲	۷۲۷



شواہد فلکیہ کے طلسمی اعمال

مشرق قریب کی قدیم ایشیائی تہذیبوں سے یورپ کی قدیم یونانی تہذیب کو ہمسائیگی کا شرف زمانہ قبل از تاریخ سے حاصل رہا ہے۔ اہل یونان کی صنم پرستی تمام تر شواہد فلکیہ پر مبنی ہے وہ مشتری کو زیس کہتے ہیں اور اسے تمام دیوتاؤں کا باپ مانتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے کہ مشرقی قانون کیپلر کے مطابق وہ جرم فلکی ہے جس نے نظام شمسی کے باقی اجرام کو جنم دیا ہے۔ یعنی کیپلر کہتا ہے کہ دور ارتقائے تکوین میں سورج اور کوئی دوسرا جرم عظیم قریب قریب آگئے جس پر سورج کی کشش ثقل نے اس جرم فلکی کے مختلف حصص کو جاب دار اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ اس کا ایک بہت بڑا حصہ باقی رہ گیا۔ جو خود سورج کے گرد گھومنے لگ پڑا۔ اور یہی وہ بڑا حصہ سیارہ مشتری ہے۔

خیر یہ ایک فلکیاتی موضوع ہے۔ یونانی اور اطالوی نے مدرستہ الفکر جہاں کئی سیارگان مشتری، زہرہ، شمس، قمر وغیرہ کو زئیس، افرودتی، اپولو، جونو وغیرہ کے لباس میں پوجا ہے۔ وہاں اس نے ثوابت سے بھی مختلف اصنام وابستہ کئے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل نہایت مشہور ہیں۔

انڈرومیڈا یہ دیوی زن و شوہر کے درمیان رشتۂ محبت و مودت مضبوط کرتی ہے۔ اور دو شریک زندہ ہستیوں کو ایک دوسرے کے قریب تر لاتی ہے۔

اکولا:۔ یہ پرانے تفاخر قائم رکھتی ہے اور نئے اعزاز بخشتی ہے۔

اَرَا:۔ یہ عصمت پروری اور پارسائی بخشتی ہے۔

اَرگوناوسؑ:۔ یہ دیوی پانی میں محافظت کے فرائض سرانجام دیتی ہے۔

کانس میجر یہ موتی جھرہ کی بیماری کو دور کرتی تھی۔ پلیگ کو دور کرتی تھی۔ اور بہائم سے محفوظ رکھتی تھی۔

کاسی اوپیا:۔ یہ دیوی کمزور اجسام کو تندرست بناتی تھی۔

قنطارسؑ:۔ یہ دیوتا صحت اور طویل زندگی بخشتا تھا۔

قیطوسؑ:۔ یہ دیوتا اپنے عاملین کو خلائق کا منظور نظر بناتا تھا اور گمشدہ اشیاء واپس دلاتا تھا۔

سگنوسؑ:۔ یہ دیوتا تشنج کی بیماری کو دور کرتا تھا۔

ڈراکو:۔ یہ دیوتا فریب کاری میں کامیابی بخشتا تھا۔

ھرکولیز:۔ یہ دیوتا جنگ اور نزاع میں فتح بخشتا تھا۔

ھائیڈرا:۔ یہ دیوی ذہانت اور دولت بخشتی اور زہر سے بچاتی تھی۔

لیپسؑ:۔ یہ دیوتا فریب اور جنون سے بچاتا تھا۔

اوفیوکسؑ:۔ یہ دیوی سانپ، بچھو جانور گزندہ سے حفاظت کرنیوالی تھی۔

اودی اونؑ:۔ یہ دیوتا جنگ میں فتح بخشتا تھا۔

انکے علاوہ مندرجہ ذیل ستارہ دیوی دیوتا بھی یونانیوں کے طلسمی اعمال میں پوجے جاتے تھے۔ ان کے اعمال حسب ذیل ہوتے تھے۔

عمل ارکچورس

ستارہ ارکچورس (سماک رامح) کے طلوع کے وقت اس کی طرف مشک و عنبر اور لوبان کی خاک پھینکتے ہوئے سات سو دفعہ مندرجہ ذیل منتر پڑھا جاتا تھا۔

"ڈیس لائیمپرا ٹرا ارکچورس امو اساگوٹا۔"

اور پھر ایک ناچتے ہوئے آدمی کا پتلا بنا کر اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس طرح وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے بخاروں کو دور کرنیکی قوت حاصل کرلی ہے۔ اطالیہ، یونان، قبرص، مصر اور قریطش کے طبابت پیشہ حضرات یہ عمل اکثر کیا کرتے تھے۔ وہ ایک تعویذ بھی اسی امر یعنی بخاروں کے دور کرنے کیلئے دیا کرتے اور اس تعویذ کی تحریر حسب ذیل ہوتی تھی۔

عمل کاپیلا

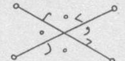
کاپیلا دیوی کی شکل ایک رقاصہ کی صورت پر متصور ہوتی تھی۔ یونانی ساحر جو تھریس کے سمندروں کے کناروں پر کاپیلا دیوی کے مندر بنا کر اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ تسخیر خواتین و سلاطین و امراء کا ایک عجیب التاثیر عمل جانتے تھے۔ چنانچہ انہی سے ہیلن کے عاشق نے اس کی تسخیر کے لئے عمل کرایا۔ اور پھر اُسے لے بھاگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیرس کی بین الاقوامی جنگ چھڑ گئی اور اس جنگ میں وقت کے بڑے بڑے سورما صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔

تھریس اور تھلی کے ساحر کاپیلا دیوی کا سحر جگانے کے وقت مسلٹو یعنی نیاز بو کا بخور جلاتے اور مندرجہ ذیل منتر پانصد بار پڑھتے۔

"دائیولا کاپیلا ڈی ابراطورا ہوا ساگاچا۔"

اس عمل کے ذریعہ وہ خواتین سلاطین و امراء کو مسخر کر لینے میں کامیاب ہوجاتے

ٹیلی پولی کے ایک مندر میں کا پیلا دیوی کا جنتر بھی بطور تعویذ محبت دیا جاتا تھا اور وہ جنتر حسب ذیل تھا۔



پلائیڈیز کا عمل پلائیڈیز شاہ اطلس اور ملکہ پلی اونی کی سات بیٹیوں کو عرف عام میں کہا جاتا ہے اور انہیں ڈائنا دیوی کی مصاحبت حاصل تھی۔ یہ سات کنواریوں کے سات بت ہوتے تھے جن کی پوجا مرض اٹھرا اور اندھا پن دور کرنے کیلئے کی جاتی۔ ویسے یونانی کاہن جن کے معبد اکثر تھسلی کی دلدلوں میں تھے۔ ان سات دیویوں کی پوجا کشف و کرامات حاصل کرنے کیلئے کرتے تھے۔ یہ عمل کرتے ہوئے وہ صندل اور زیتون کے خشک پتوں کو ملا کر بطور بخور جلاتے اور سات سو مرتبہ ان بتوں کے سامنے سربسجود ہوتے ہوئے مندرجہ ذیل منتر پڑھتے۔

"لاڈ سنوا ٹوٹائی ٹولا پلائیڈیز لیزدائی لیمپا ٹرڈی گاڈ زڈ رزر دنا کونس"

ساحران یونان کا یہ خیال تھا کہ اس عمل سے روحیں اکٹھی ہو جاتی ہیں اور خوش ہو کر پجاری کو کشف و کرامات کی بے پناہ قوت بخش دیتی ہیں اور وہ اٹھرا اور آنکھوں کے جملہ امراض دور کر سکنے پر قادر ہو جاتا۔ ایتھنز کے جادوگر پلائیڈیز کا جنتر بھی اٹھرا کے مرض کو دور کرنے کیلئے دیتے تھے اور وہ جنتر حسب ذیل ہوتا تھا۔

پولارس کا عمل پولارس مقدونیہ کے متوطن گوجروں کا دیوتا تھا ان کے پیشوا جادوگر کاہن لوگ ہوتے تھے۔ جو اس دیوتا کی شکل ایک بھیڑیے کے سر والے انسان کی وضع قطع پر متصور کرتے۔ وہ اس دیوتا کی پرستش بالعموم اندھیری راتوں میں کرتے اور اس پرستش کے عمل کا عامل ارواح خبیثہ کو دور کرنے پر قادر ہوتا تھا۔ پولارس دیوتا کی پوجا کے عمل کے وقت وہ گوگل کا بخور جلاتے اور مندرجہ ذیل منتر ہزار بار پڑھتے تھے۔

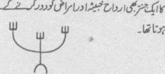
"سرلاہونا پولارس ڈس ہیلا ڈوستا ردفا"

اور ان کاہنوں نے پولارس کا ایک جنتر بھی ترتیب دے رکھا تھا۔ جسے مسافروں کا محافظ سمجھتے تھے جس طرح ہم لوگ سفر پر جانے والے کو اس کی محافظت کیلئے حضور سیدنا امام ہشتم علی رضا علیہ السلام کو ضامن قرار دیتے ہوئے ان کے نام کا سوا روپیہ مسافر کے بازوئے راست پر باندھتے ہیں۔ اسی طرح مندرجہ ذیل جنتر حفاظت بدوران سفر کے لئے مقدونی ساحر دیا کرتے تھے۔

پراسی آن کا عمل پراسی آن کا دوسرا یونانی نام پوسائیڈن ہے۔ یہ سمندروں کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے۔ اس دیوتا کی پوجا بالعموم سمندر کے کنارے ادا کی جاتی ہے۔ گلاب کی خشک پتیوں کا بخور جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل منتر کا جاپ گیارہ سو مرتبہ کیا جاتا۔

"ذرا توانیو رع پوسائیڈن گلوٹاپ سونائیو براتو ٹانیو رے"

اس عمل کا عامل دیوتاؤں کا منظور نظر خیال کیا جاتا اور اسے دیوتاؤں کی طرف جادو سحر کرنے والوں پر پلٹ دینے کی قوت ودیعت ہوتی تھی۔ یونانی ساحر اس دیوتا کا ایک جنتر بھی ارواح خبیثہ اور امراض کو دور کرنے کے لئے دیتے تھے۔ وہ جنتر حسب ذیل ہوتا تھا۔



لوحِ سلیمانی

لوح سلیمانی طبقہ عاملین میں کافی مشہور و معروف عمل ہے۔ اس کے چاروں گوشوں میں اللہ کی کبریائی کا اعتراف ہوتا ہے۔ پہلے گوشے میں الملک اللہ دوسرے گوشے میں البقاء اللہ تیسرے گوشے میں القدرۃ اللہ اور چوتھے گوشے میں العظمۃ اللہ لکھا جاتا ہے۔ یہ لوح بفضل خداوندی انسان کو زبردست قوت عطا کرتی ہے۔ دوسروں پر اس کا رعب اور دبدبہ قائم ہوتا ہے۔ اور اس کو عزت و عظمت کے اعتبار سے وہ مقام بلند حاصل ہو جاتا ہے کہ جس کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ پہلے ہی سے کسی اونچے مقام پر فائز ہو تو اس لوح سلیمانی کے بعد اس کا مقام جوں کا توں رہتا ہے اور وہ اپنے منصب پر باقی رہتا ہے۔ اس لوح کو اگر ہرن کی کھال پر لکھ کر کوئی بادشاہ یا وزیر اپنے پاس رکھے تو بفضل رب العالمین وہ کبھی اپنے عہدے سے نیچے نہ گرے۔

اگر اس لوح سلیمانی کو قدرے موم اور کافور کے ساتھ کوئی اپنی ٹوپی، پگڑی یا جیب میں رکھے اور کسی حاکم کے پاس جائے تو حاکم اس پر مہربان ہوگا۔ اسے عزت بخشے گا اور اس کے مطالبے کو پورا کرے۔ ہرگاہ اگر اس لوح کو سونے کے پترے پر کندہ کر کے کوئی اپنے پاس رکھے تو اللہ کے فضل و کرم سے اسے زبردست تسخیر کی دلاوت حاصل ہو۔ اور دنیا بھر میں اسکی شہرت اور مقبولیت ہو۔ اس لوح کو اگر مٹی کی پلیٹ میں لکھ کر اس عورت کو دکھایا جائے جو درد زہ میں مبتلا ہو تو دیکھتے ہی ولادت ہو جائے۔ اگر ولادت میں پھر بھی دیر لگے تو اس پلیٹ کو دھو کر عورت کو پلا دیں۔ بس صورت میں فوراً بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ لوح سلیمانی یہ ہے۔

الملک اللہ ۱۸۷	۸۸۰	۱۵۰۸	البقاء اللہ ۲۰۰
۱۵۰۹	۱۹۹	۱۸۸	۷۹۹
۱۹۸	۱۵۰۶	۸۰۲	۱۸۹
القدرۃ اللہ ۸۰۱	۱۹۰	۱۹۷	العظمۃ اللہ ۱۵۰۷

لہ واضح رہے کہ اہل سنت والجماعت کے یہاں ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں



ستاروں کے عملیات و نقوش

کالدہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں اب "ارض عراق" واقع ہے۔ دنیا کے اکثر تاریخ داں اس سرزمین کو گہوارہ بنی نوع انسان قرار دیتے ہیں یعنی انسان سب سے پہلے اسی سرزمین پر ظاہر ہوا۔ لیکن جدید ماہرین علم النسل کی رائے یہ ہے کہ بیک وقت کئی مختلف علاقوں میں مختلف انسان ظاہر ہوئے جو نبی اپنی نسل کے بادا آدم ہیں۔ خیر یہ موضوع علم النسل کا ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ سب سے پہلی بار تہذیب انسانی نے "ارض کالدہ" یعنی اس میدان میں جو کہ دجلہ فرات کے مابین واقع ہے جنم لیا۔ ماہرین علم طبقات الارض کا بھی یہی خیال ہے کہ جو آثار قدیم تہذیب انسانی کے اس علاقے میں ملتے ہیں وہ شاید کرۂ ارض پر دوسرے ملنے والے آثار و باقیات سے زیادہ پُرانے ہیں۔

علم اللہ پاک نے انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے۔ بلکہ شاید اسی علم کی برکت سے ہی انسان کو مسجود ملائک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

قدیم زمانہ میں جب انسان کو تن ڈھانپنے کیلئے لباس بھی میسر نہ تھا۔ وہ شواہد فلکیہ پر غور و خوض کیا کرتا تھا۔ شاید فطرت سے منہ موڑ کر جب وہ شواہد غیر اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی توجہ کو سب سے پہلے مرعوب کرنے والے چاند، سورج، ستارے ہی تھے۔ ان کے طلوع و غروب پر نور و ظلمت، سردی، گرمی اور بہار کی تبدیلیوں سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ وہ انہی کو خدا اور اپنا خالق سمجھنے لگا۔ چنانچہ ان کو طرح طرح سے متشکل و متصور کر کے اس نے سب سے پہلے بت پرستی کو رائج کیا۔ قوم نوحؑ بلکہ قوم ادریسؑ و شیثؑ کے بتوں کے ناموں میں ہمیں نسر، یعوق، یغوث وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ ان میں سے تمام تر آسمان پر سیارگان ثوابت کے باہم ملاپ سے بننے والی اشکال پر متصور کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ منزل قمری نسر جس کے ستاروں کے باہم ملاپ سے نسر یعنی گدھ کی صورت بنتی ہے، کے تصور پر ہی ان کے بت نسر کی شکل و صورت تھی۔

قوم نوح کا مامن و مسکن بھی "کالدہ" کی سرزمین تھی اور پھر جب طوفان آیا اور تمام بسیط ارض غرق آب ہو گئی تو بت پرست قوم بھی ساتھ تباہ و برباد ہو گئی۔ صرف وہ لوگ باقی رہ گئے جو نوح علیہ السّلام پر ایمان رکھتے تھے۔ لیکن طوفان کے دور ہونے کے بعد انہی لوگوں نے علم ثوابت اور سیارگان کو رائج کیا۔ اور جب حضرت نوحؑ کی وفات کے بعد قوم "کالدہ" ایک دفعہ پھر کفر و طغیان میں غرق ہوئی تو اس پر کاہن و ستارہ شناس متصرف ہو گئے۔ ان کاہنوں میں ایک کاہن کا نام "حمورابی" تھا جو شان و شوکت میں اپنے وقت کے سلاطین و امراء سے بدرجہا زیادہ جاہ و حشمت رکھتا تھا۔

"حمورابی" نے کالدہ و آسوریہ دونوں اقوام کو باہم ملا کر ایک ملت کی بنیاد استوار کی جس کا مذہب ستارہ پرستی تھا چنانچہ ان لوگوں کے متعلق کلام مجید میں صابئین کا ذکر آیا ہے۔

حمورابی نے جس قوم کو متحد کیا اس کی حدود دریائے قارن سے دریائے نیل تک پھیلی ہوئی تھیں اور حمورابی بیک وقت اپنے وقت کا ایک عظیم الشان سلطان ایک مذہبی پیشوا اور ایک متبحر عالم علوم مخفیات و روحانیات مانا جاتا تھا۔

بعض غیر ثقہ و متعصب تاریخ دانوں نے توریت کے دس احکام کو حمورابی کے مجوزہ قوانین سے گڈمڈ کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو پتھر کی سلوں پر بننے والی توریت دراصل حمورابی کے کتبے تھے جو اس نے کوہ طور میں جگہ جگہ کھدوائے ہوئے تھے خیر یہ ایک مذہبی موضوع ہے۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ حمورابی ایک ستارہ پرست کاہن تھا اور اس نے ثوابت کے متعلقہ جو دعوتیں اور عملیات و نقوش پتھروں پر کھدوائے وہ آج بھی عراق و شام کے خرابات میں ملتے ہیں۔ یہ سب کے سب ثوابت سے منسوب ہیں۔ ان میں سے مشہور و قابل ذکر حسب ذیل ہیں۔

صَالب

اس ستارہ کو عرب ساحرؔ "الدبران" کہتے ہیں اور عربوں سے اہل افرنگ نے یہ نام من و عن لے کر "ایل ڈابران" بنا لیا ہے۔ یہ ستارہ ۸ درجہ ۲۴ دقیقہ برج جوزا پر واقع ہے۔ کالدی ساحر یاقوت سرخ کو اس ستارے کا جوہر قرار دیتے تھے اور اس ستارے کے رب النوع یا مؤکل کی صورت ایک اڑتے ہوئے انسان کی شکل پر متصور کرتے۔ ان کے قرین اس ستارہ کے طلوع کے وقت اس مؤکل کی تسخیر کے اعمال سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔ خرابات تدمر اور طور سینا پر حمورابی کے کتبے اس ستارہ اور اس سے متعلقہ اعمال پر بہت کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔

حمورابی کا ایک کتبہ حسب ذیل ہے۔

S 6 ✶ × S ﻊ ﮦ

"خطِ میخی" میں یہ کتبہ کالدی زبان کے مندرجہ ذیل منتر (دعوت) کو ظاہر کرتا ہے۔

"سان درایوداماالب سلطعزہ"

ترجمہ:۔ اے سرخ آگ کی طرح چمکنے والے "مالب" ہمیں دولت اور عزت بخش۔

حمورابی لکھتا ہے کہ جو کوئی یاقوت سرخ گلے میں پہن کر اس ستارے کی پوجا کرتا ہوا اس منتر کو دس ہزار بار پڑھے گا اسے دولت و عزت نصیب ہوگی۔ حمورابی نے اس ستارے کا ایک نقش بھی تدمر کے ایک کتبے پر کندہ کیا ہے اور وہ نقش یہ ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ یہ نقش بھی حصول عزت و دولت کیلئے بہترین ہے۔ لیکن وہ اس نقش کو سرخ پرندے کے خون سے لکھنا زیادہ پُر تاثیر بتاتا ہے۔

یعوق اس ستارے کو عرب ساحر "الغول" کہتے ہیں اور اہل افرنگ "رسل باگ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ ستارہ ۲۵ درجہ ۳ دقیقہ برج ثور پر واقع ہے، کالدی ساحر اس کو اس ستارے سے منسوب کرتے ہیں اور اس کے مؤکل کی شکل ایک سر بُریدہ انسان کی وضع پر متصور کرتے ہیں اور اس ستارے کے طلوع کے وقت اس مؤکل کی تسخیر کا عمل سرانجام دیتے اور اس مؤکل سے سلاطین کے درباروں میں کامیابی حاصل کرتے۔ تدمر میں دریافت شدہ ایک کتبے پر اس عمل کا سارا حال کندہ ہے اور وہ یہ ہے۔

"ذراہوُاسایعوق جاغار بوس شروفا۔"

ترجمہ:۔ اے شان و شوکت والے یعوق ہمیں حکام کا منظور نظر بنا، ہمیں طاقتور بنا۔ بلاؤں کو ہم سے دور رکھ، دُکھ دینے والے کو دُکھ پہنچا۔

حمورابی لکھتا ہے کہ جو کوئی الماس دائیں بازو سے باندھ کر طلوع "راس الغول" کے وقت اس منتر کو سات ہزار بار پڑھے۔ وہ حکام و سلاطین کا منظور نظر ہو جاتا ہے۔ بیمار ہے تو صحت مند ہوگا اور اگر سحر زدہ ہے۔ تو سحر دور ہوگا۔ بلکہ سحر اُلٹا سحر کرنیوالے پر واپس لوٹ جائے گا۔

حمورابی نے اس ستارے کا نقش بھی کتبے پر کندہ کرایا ہے۔ جسے پہننے والا ہر قسم کے سحر یا دو سے محفوظ رہے گا اور صحت ور و منظور نظر سلاطین و حکام ہوگا۔

نقش معظم حمورابی یہ ہے۔

نسر اہل عرب اسے "النراب" کہتے ہیں۔ اہل افرنگ اُسے "نوردی" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ ستارہ ۱۲ درجہ ۳۰ دقیقہ برج میزان پر واقع ہے۔ کالدی ساحر الماس سُرخ کو اس ستارے کا جوہر قرار دیتے ہیں اور ایک گدھ ایک سانپ یا ایک سیاہ فام حبشی کی صورت پر اُسے متشکل کرتے ہیں۔ نزارت کے قریب ایک کھنڈر میں اس کے متعلق ایک کتبہ دستیاب ہوا ہے۔ جس میں حمورابی نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی پوجا کا منتر حسب ذیل بتایا ہے۔

"شہورابلومانسر شراہاطاغالماداننقی۔"

ترجمہ:۔ اے اندھیرے کے بیٹے نسر ہمیں خوفناک طاقت بخش۔ ہمیں ہمت دے۔ دشمن کو ڈراؤنے خواب دے اور اس کے جادو کو اسی کی طرف پھیر دے۔

حمورابی رقمطراز ہے کہ جو کوئی الماس سیاہ کو کمر میں باندھ کر "النراب" کے طلوع کے وقت اس منتر کا تین ہزار بار جاپ کرے۔ وہ قہرمانی قوتوں اور ہمت بلند کا مالک ہو جاتا ہے۔ اور کسی کے سحر جادو کو اس پر پلٹ سکنے پر قادر ہوتا ہے۔

حمورابی نے اس ستارے سے متعلقہ جو نقش کندہ کرایا وہ حسب ذیل ہے۔

قرنب اہل عرب اس ستارے کو "الیزالفلکہ" اور اہل افرنگ "کرونا بوریاس" کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ ۱۱ درجہ ۱۰ دقیقہ برج عقرب پر واقع ہے۔ کالدی ساحر مشہور و معروف معدنی پتھر ٹوپاز یعنی عقیق زرد کو اس ستارے کا جوہر مانتے تھے اور اس کے مؤکل یا بت کو کبھی پر پھیلائے ہوئے مادہ عقاب یا پھر تاج زیب سر کئے ہوئے ملکہ کی صورت پر متشکل کرتے تھے۔ کوہ سینا پر دریافت شدہ کتبے پر اس ستارے اور اس کے مؤکل یا بت کی پوجا کا منتر حسب ذیل دیا گیا ہے۔

"فسون ذارانفسانو قرنب۔ لاجفادیرطارد نغوض۔"

ترجمہ:۔ اے بزرگ و برتر دیوی قرنب ہمیں نیکی محبت اور خوشنودی خلق عطا فرما۔

حمورابی لکھتا ہے کہ جو کوئی یاقوت زرد کو گلے میں پہن کر اس ستارے یا اس کے مؤکل کی پوجا کرتے ہوئے اس منتر کا جاپ گیارہ ہزار بار کرے گا وہ نیک و پارسا ہوگا۔ اگر عورت یہ عمل کرے تو اس کی عصمت محفوظ رہے گی۔ غرضیکہ اس کا عامل عزیز خلائق ہوتا ہے۔

حمورابی نے اس ستارے کے طلوع پر لکھا جانے والا مندرجہ ذیل نقش بھی کندہ کرایا اور اس کی تاثیر تالیف القلوب بتائی ہے۔

طارس عرب ساحر اس ستارے کو "قلب العقرب" اور اہل افرنگ "انٹیرز" کہتے ہیں۔ یہ ستارہ ۸ درجہ ۲۹ دقیقہ برج قوس پر واقع ہے۔ کالدی ساحر اس ستارہ کا جوہر گلیدک نامی معدنی پتھر بتاتے ہیں اور اس کے مؤکل یا بت کو بچھو یا ایک آلاتِ حرب سے آراستہ انسان کی صورت پر متشکل کرتے تھے۔ تدمر میں دریافت ہونے والے ایک کتبے میں حمورابی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۴۲ پر)

فراعنۂ مصر کا کالا جادو

کلام پاک میں رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے "ہم نے ہر ایک شئے کو پانی سے زندگی بخشی ہے" انسان کی تاریخ اس پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔ انسان کی قدیم و جدید تہذیب کا دارومدار ہی پانی پر ہے۔ قدیم انسانی تہذیب بڑے بڑے دریاؤں کے کناروں یا سمندروں کے کناروں پر آباد ہوئیں کلدانی، مصری، یونانی، لاطینی، ایرانی، بازیطنی، ہنود، اہل چین جو از منہ قبل از تاریخ سے تہذیب انسانی کے علمبردار چلے آتے ہیں سب طویل و عریض دریاؤں کے کنارے آباد تھے۔

مصر کو تو آج بھی تحفۂ نیل کہا جاتا ہے۔ قدیم شاہان مصر فرعون کہلاتے تھے۔ فرعون قدیم قبطی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں جہاں کا نور قدیم مصری اور قبطی حقیقت میں ہرائم کی اولاد تھے۔ جو حام بن نوحؑ کی اولاد سے تھا۔ طوفان نوح کے بعد حام بن نوحؑ کی اولاد ارض کلدان سے نکل کر جنوب مغرب کی طرف پھیل گئی اور اتنی پھیلی کہ اس کی وسعتیں رود نیل سے ٹکرانے لگیں۔ یہاں چونکہ زمین زرخیز تھی لہٰذا نیل کے کنارے کنارے بڑی بڑی بستیاں آباد ہونے لگیں جنہیں سب سے پہلے ارکسوس نامی سردار نے مسخر کر کے ایک باقاعدہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ارکسوس ہی پہلا فرعون تھا چوں کہ اُن دنوں بڑے بڑے آلاتِ حرب ایجاد نہ تھے جن کی مدد سے قبائل کو بزور فتح کر کے یکجا و شیرازہ بند رکھا جاتا۔ لہٰذا ان کا کام روحانی قوت سے لیا جاتا۔ اور سردار حاکم یا بادشاہ کو مظہر خداوندی سمجھا جاتا تھا۔ اسی اصول سیاست پر فرعون کو جہاں کا نور سمجھ کر خدا کا قائم مقام سمجھا جاتا تھا۔

فراعنۂ مصر اپنی روحانی سربلندی قائم رکھنے کیلئے انسان کی ان قوتوں سے کام لیتے تھے جنہیں آج عرف عام میں استدراج، خرق عادت وغیرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان فراعنہ نے مختلف مظاہر قدرت جن میں ارضی و سماوی دونوں قسم کے مظاہر شامل تھے۔ ارباب الانواع قرار دے کر خود کو ان کا اجارہ دار قرار دیا تھا۔ ان دیوی دیوتاؤں میں مشہور و معروف دیوی دیوتا رہا طوطس، سیت، ارناطر، شموز، مف اور قابس تھے۔ ان ساتوں کو قبطی کاہن سبع سیارگان پر بھی منطبق کر لیتے تھے۔ رع کو وہ شمس پر، طوطس کو قمر پر، سیت کو مریخ پر، ارناط کو عطارد پر، شموز کو مشتری پر، مف کو زہرہ پر، اور قابس کو زحل پر منطبق کرتے۔ اس طرح ان شواہد فلکیہ کے طلوع و غروب، عروج و زوال پر ان کے یہاں مختلف عبادات مقرر تھیں اور ان مواقع پر وہ ان سبع کواکب سے متعلقہ قسم قسم کے سحر بھی جگاتے رہتے تھے جن میں مندرجہ ذیل پانچ اعمال سحر اسود ان کے یہاں بڑی اہمیت رکھتے اور ان کے عامل کو سفر و حضر میں بڑی قدر و منزلت حاصل ہوتی تھی۔

ا۔ عمل رع

جس وقت شمس ستارہ ذنب الجدی سے مقرون ہوتا۔ ان دنوں معبد رع میں جو اسکندریہ سے کچھ دور ہٹ کر جانب مغرب دریائے نیل کے ڈیلٹا کی ایک شاخ پر واقع تھا۔ ایک بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ اس میلہ میں چالسی ڈونی، مارجورام نامی دو جڑی بوٹیاں بڑی کثرت سے بکا کرتی تھیں۔ یہ بوٹیاں آج بھی دریائے نیل کے دہانہ کی دلدلوں میں کہیں کہیں پائی جاتی ہیں۔ ان کو سلگانے سے ایک عجیب و غریب خوشبو پھیلتی ہے جس کے اثر سے انسان میں قوت خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ رع دیوتا کے بُت کی شکل ایک انسان کی صورت پر ہوتی تھی جس کا چہرہ مثل آفتاب کے درخشاں ہوتا ہے اور یہ بت ٹھوس سونے کا تھا اس بت پر سرخ بکری یا ہرن کی قربانی کیجاتی تھی اور عبادت کے وقت مندرجہ ذیل منتر پڑھا جاتا تھا۔

∞ ٥ ☼ [illegible] 3

"ترزد نارا کارع سربی مارجورام"

اے پرندوں کی اُڑان سے بھی اونچے خدائے شمس ہم تیرے حضور میں ہرن کی قربانی دیتے ہیں۔ مارجورام جلاتے ہیں تو ہم پر مہربان ہو۔

اس منتر کو دریائے نیل میں کھڑا ہو کر دس ہزار بار پڑھنے والا تسخیر شمس کا عامل ہو جاتا ہے۔ بادشاہ، حکام، عوام، کاہن سب اس کی عزت و تکریم کرتے اور وہ آسمان پر پرواز کرنے کی طاقت پا لیتا تھا۔ وہ شخص صاحب اثر و نفوذ ہونے کیلئے آنکھ کے ایک اشارے سے دنیا کی تمام نعمتیں اکٹھی کر سکتا تھا اور خدائے شمس سے ہمکلام ہو سکتا تھا اور تمام امراض کو صرف چھو کر دور کر سکتا تھا۔ رع کے قبطی کاہن عمل رع سے متعلقہ ایک تعویذ بھی دیا کرتے جو کشائش رزق، تسخیر حکام اور دافع امراض و سحر کیلئے تیر بہدف ثابت ہوا کرتا تھا۔ تعویذ حسب ذیل ہوتا تھا۔

ب۔ عمل سیت

جس وقت سیارہ مریخ ستارہ قلب الاسد سے مقرون ہوتا۔ تو معبد سیت میں جو موجودہ قاہرہ سے کچھ دور ہٹ کر جانب شمال ایک مقام پر دریائے نیل کے کنارے تعمیر تھا۔ ایک بڑی دھوم دھام والا میلہ لگتا۔ اس موقعہ پر مریخ

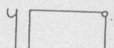
دیوتا کے بُت پر جس کی شکل ایک شمشیر بکف دیو کی سی ہوتی تھی اور اس پر نر گربہ کی قربانی کی جاتی تھی یا پھر بعض مواقع پر انسانی قربانی بھی دی جاتی۔ اس کی عبادت یا عمل کے وقت رومی مصطگی کا بخور جلایا جاتا تھا اور عبادت اور عمل کے وقت مندرجہ ذیل منتر پڑھا جاتا۔

منتر یہ ہے۔

"زربوقاضعان سیتاربوشاپوما نفرتتی"

اے صاحب جلال و عظمت سیت ہم تیرے اور کو رنگین کرتے ہیں تو ہمارے دشمنوں کو پامال کر۔

اس منتر کو دریائے نیل کے کنارے اردگرد روشن کر کے ایک نشست میں ڈیڑھ ہزار بار پڑھنے سے انسان اس کا عامل ہو جاتا اور وہ اکیلا ہزاروں لاکھوں کی افواج پر بھاری ہوتا ہے۔ جس شخص کو نظر بھر کر دیکھتا وہ وہیں بے ہوش ہو جاتا۔ قبطی کاہن مندرجہ ذیل نقش سیت، بغض و عداوت، مقہوری و ہلاکت اعداد کے لئے بھی دیا کرتے تھے۔



ج۔ عمل شموز

ستارہ شعری یمانی سے مشتری کے قران کے وقت آسوان بند کے قریب معبد شموز میں ایک بڑا بھاری میلہ لگتا تھا جہاں بالعموم سپیرے جوگی وغیرہ اور لوگ بھاری اکثریت سے اکٹھے ہوتے تھے۔ اس میلے کے موقع پر شموز کی عبادت کی جاتی۔ شموز کی شکل و صورت بل ڈاگ کتے کی سی اور جسم انسان کا ہوتا تھا۔ اس کی عبادت کے وقت لوبان کا بخور جلایا جاتا تھا۔ اور خرگوش کی قربانی دی جاتی تھی۔ اور مندرجہ ذیل منتر پڑھا جاتا تھا۔

"شردنا شموز ترابا نوجھتا ناگر غاری ہراما"

اے عظیم الشان شموز خرگوش تیری سواری کیلئے حاضر ہے۔ ہمیں عزت دے دولت دے اور بادشاہوں کی مہربانی عطا فرما۔

اس منتر کو کھلی فضا میں قران مشتری یا شعری یمانی کی ساعتوں میں بوقت نیم شب بارہ ہزار بار پڑھنے سے انسان اس کا عامل ہو جاتا۔ اسے مدفون خزانے نظر آنے لگتے اور وہ صورت بدلنے پر قادر ہو سکتا تھا۔ سلاطین و خواتین عظام اس کی تعظیم بجا لاتے تھے قبطی کاہن تسخیر حکام و سلاطین اور ترقی منصب و جاہ مال و دولت کیلئے مندرجہ ذیل نقش شموز میں دیا کرتے۔

د۔ عمل ممف

ستارہ سماک اعزل سے زہرہ کے قران کے وقت شہر منفس میں ممف حسن و جمال کی مصری دیوی کے معبد میں ایک عظیم الشان میلہ لگتا تھا۔ اس میلے میں دور دور سے حسین و جمیل دوشیزائیں اکٹھی ہوتیں اور اپنی مرادیں حاصل کرتی تھیں۔ اس موقعہ پر انسان کی ذہنی و عملی عیاشی اپنے منتہائے کمال کو پہنچ جاتی تھی۔ معبد کے پائیں ایک دیوار تھی جس کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی وہ برہنہ ہو کر اس دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو جاتی اور جس مرد کی مرضی ہوتی اس سے مواصلت کر لیتا۔ اس طرح بالعموم اس عورت کی گود ہری ہو جاتی اور بچے کو ممف یعنی مصری زہرہ کا انعام سمجھا جاتا تھا۔

ممف یا زہرہ کی عبادت کے وقت کراسولائی نامی ایک جڑی بوٹی سے تیار کردہ بخور کو سلگایا جاتا۔ اس سے ایک مدہوش کن اور مست و بے خود کر دینے والی خوشبو ساری فضا میں پھیل جاتی۔ ممف دیوی کا مجسمہ ایک حسین تمثالِ عالم دوشیزہ کی شکل و صورت اور وضع قطع پر بنایا گیا تھا جس کو زرق برق لباس و زیورات سے ملبوس کیا گیا تھا۔ اور اس مجسمہ کو ایک نہایت خوبصورت سفید رنگ بیل پر سوار کرایا گیا تھا۔ عبادت کے وقت جو منتر پڑھا جاتا ہے وہ حسب ذیل تھا۔

"دیوتا ممف نقطورا اطفورا اشتابل"

اے حسین و جمیل ممف (زہرہ) تو سفید بیل پر سوار ہے۔ ایک جہاں تیری محبت میں سرشار ہے۔ تو پرندوں کی اڑان سے بلند و بالا ہے۔ ہمیں زندگی بخش، رزق دے اور محبت میں کامیابی عطا فرما۔

اس منتر کو کھلی فضا میں بیٹھے ہوئے چھ ہزار بار پڑھنے سے انسان ایک زبردست مقناطیسی قوت کا مالک بن جاتا تھا۔ وہ طبقہ اناث کو پل بھر میں تسخیر کر سکتا تھا اور لوگوں کی نظر سے مخفی ہو سکتا تھا۔ وہ تانبہ، چاندی، سونا وغیرہ دھاتوں کی قلب ماہیت کرنے پر قادر ہوتا تھا۔

قبطی کاہن حب و تسخیر خواتین کے لئے ممف کا ایک نقش بھی دیا کرتے تھے اور وہ نقش حسب ذیل ہوتا تھا۔

ھ۔ عمل قابس

ستارہ نسر واقع سے زحل کے قران کے وقت خرطوم کے قرب و جوار میں معبد قابس میں ایک بھاری میلہ لگا کرتا تھا جس میں اہل علم اور تشنگان سرچشمہ حقیقت سے اکٹھے ہوتے اور قابس علم و فضل کے دیوتا کی پرستش کی جاتی۔ زندہ انسان کی قربانی دی جاتی اور مندرجہ ذیل منتر جگایا جاتا اور بخور اس وقت صندل و زعفران کا جلایا جاتا تھا۔

"ہراما قابس زاردن شاجر و صفورا بارلق سرجا۔"

اے قابس اعظم اے ارواح کے مالک، اے زراعت کے اُگانے والے اور بارش کے برسانے والے ہمیں فیضان روحانی بخش، ہمارے چراغ روشن کر دے۔

(باقی صہ ۲۱۵ پر)



بنگالی جادوگروں کے حیرت انگیز شعبدے

بنگال اور آسام کا جادو دنیا بھر میں مشہور ہے۔

ممالک مغرب یورپ اور امریکہ میں جن ہندوستانی اہل کمال نے خراج تحسین حاصل کیا ہے وہ اکثر بنگال اور آسام کے رہنے والے تھے۔ بنگال میں ماقبل اسلام پال اور سین نامی خانوادوں کے مہاراج حکومت کرتے تھے۔ ان مہاراجوں کے دربار نامی ساحروں اور اہل کمال جادوگروں سے بھرے ہوتے تھے اور ان کے مابین اکثر جنگ وجدال ہوتے رہتے تھے۔ سلطان علاءالدین خلجی اور حضرت محی الدین اورنگ زیب علیہ الرحمہ کے عہدہائے حکومت بالعموم ان بنگالی جادوگروں کی فتنہ پردازیوں کے قصوں کے باعث مشہور آفاق ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ کا فرستادہ صوبہ دار بنگال شہباز خاں مجبور ہو کر سنگھی فرقے کے بنگالی جادوگروں کے تلامذہ میں شامل ہو گیا تھا اور آخر کسی عہد کی شکست کے باعث اُسے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔

سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتیؒ کے نظر کردہ شہنشاہ جہانگیر کے دربار میں بنگالی جادوگروں نے جو شعبدے دکھلائے تھے ان کی تعریف میں ہندوستان کا یہ مطلق العنان بادشاہ اپنی خود نوشت تزک جہانگیری میں رطب اللسان ہے۔

آسام کے قدیم البنیاد شہر گوہاٹی کے قریب لکھیا دیوی کا مندر ہے۔ جو کامروپ کے جادوگروں کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ ان جادوگروں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ تبدیلِ ہیئت کے عمل کے اندر ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ادارہ آئینہ قسمت کے رکن رکین علاء احمد المنجم نے خود کئی بار ان جادوگروں کے شعبدوں کے متعلق آنکھوں دیکھے محیر العقول واقعات سنائے ہیں بلکہ ۱۹۵۴ء میں بنگال کا ایک ہندو جوگی ادارہ آئینہ قسمت میں مجھے ملنے آیا۔ جب میں نے اسے کوئی کمال دکھلانے کیلئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ ادارہ کے دفتر میں کوئی شخصیت اسے گورمنتر کا جاپ کرتی نظر آتی ہے۔ لہٰذا وہ یہاں کوئی کمال دکھانے سے قاصر ہے۔ اور وہ گورمنتر کیا تھا وہی جو میں اکثر شب بیدار ہو کر اپنے اجداد کے فیوض روحانی کا شغل کیا کرتا ہوں۔

اس مہایوگی نے ہندوستان اور پاکستان کی بڑی بڑی عظیم الشان ہستیوں کے سرٹیفکیٹ دکھلائے جن میں اس کے کمال فن کا اعتراف کیا گیا تھا۔

اس کے چلے جانے کے بعد میں ایک دن حضور قبلہ وکعبہ سرد فتر عارفان حضرت بابا سید جیون شاہ زنجانی قدس سرہٗ العزیز (والد بزرگوارم) کے ملفوظات دیکھ رہا تھا۔ ان کاغذات میں مجھے دیوناگری رسم الخط میں لکھے ہوئے چند کاغذات نظر آئے جن کا ترجمہ میرے ادارہ کے مدیر معاون نے جب کیا تو وہ بنگالی جادو کے شعبدوں کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ نکل آئے۔ یہ ملفوظات حضرت قبلہ مرحوم قدس سرہٗ العزیز کے ایک بنگالی معتقد نے لکھے تھے۔ جو بنگالی استدراج کا ماہر اجل تھا۔ ان تحریرات کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

گرویدہ بنانا

اگر کوئی شخص کسی کو اپنا گرویدہ بنانا چاہے تو ذیل کے نقش کو بروز جمعرات عروج ماہ میں انار کے قلم سے بھوج پتر پر لکھ کر آگ پر رکھے اور اس نقش کو پڑھ کر ایک ہزار مرتبہ روزانہ دم کرے۔ ایک ہفتہ تک یہ کام کرنے سے کامیابی حاصل ہوگی۔ نقش پر جس جگہ فلاں کا نام آوے اس کا نام لکھنا چاہیئے۔

۱۱۳   ۱۱۹   ۱۱   ۱۱   ۱۱۹ے۔ اب ۶   ۱۱   ۱۶

فلاں بنت فلاں درمحبت وعشق فلاں بن فلاں فریفتہ و بے قرار ہو کر میرے پاس فوراً چلا آوے یہ دھواں اپنی کشش سے اس کو یہاں کھینچ لائے۔

دولت حاصل کرنا

"ادم شری مہا لکشمی دیوی" اس منتر کو حفظ کر لیں۔ پھر بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر چالیس روز تک اس منتر کو ایکہزار مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ دھوپ اور چندن کو اپنے پاس جلا دیں۔ اور کوئی میٹھی چیز اپنے پاس رکھیں اور جاپ ختم ہونے پر وہ شیرینی بچوں کو دے دیا کریں۔ اس طرح چالیس روز میں لکشمی دیوی خوش ہو کر دولت دیتی ہے۔ اور جس سے دولت حاصل ہوتی ہے۔

سانپ کو چلنے سے روکنا

مندرجہ ذیل ودھی کے مطابق نیچے لکھے ہوئے منتر کو پڑھے۔

ودھی:۔ ایک کنکر زمین سے اُٹھا کر فوراً اس پر مندرجہ ذیل منتر پڑھے۔ اسی وقت سانپ رک جائے گا۔

منتر:۔ وجری وجری وجر کواڑ وجری کیلو آس کیلوں پاس جری سانپ ہوئے خاک میرا کیلا پتھر کیلا چھوٹے نہ میرا کیلا چھوٹے میری بھگت گرد کی شکست پھرو منتر ایشوداج۔

سانپ چلنے لگے

مندرجہ ذیل ودھی کے مطابق منتر کو پڑھے۔

ودھی:۔ زمین پر سے کنکری اُٹھا کر اس پر مندرجہ ذیل منتر پڑھے۔ اور سانپ کو مارے تو سانپ چلنے لگ جائے گا منتر کا اثر جاتا رہے گا۔

کیلن بھیٹی گیلن داچہ بھیا کوچ   جاؤ سرپ گھر اپنے جگ چھوڑ جا ر ماس

سانپ بھاگ جائے

مندرجہ ذیل ودھی کے مطابق نیچے لکھے ہوئے منتر کو پڑھے۔ تو سانپ بھاگ جائے گا۔

ودھی:۔ اس منتر کو مٹی کا ڈھیلا لیکر اس پر پڑھ کر گھر میں پھینک دیں ۔۔۔ سانپ بھاگ جائے گا۔

منتر:۔ ادم ویلا سرپ کلے سواہا اسیل کل سروپ کلائے سواہا۔

سانپ کا زہر دور ہو جائے

مندرجہ ذیل منتر کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اسکے بعد کتیا کے دانتوں کو سفید سوت میں لپیٹ کر بازو پر باندھے۔ زہر فوراً دور ہو گا۔

"ادم شری کرت کیرت سنجاؤ سواہا"

بھوت پریت پر قبضہ کرنے کا منتر

مندرجہ ذیل طریقے کے مطابق ذیل کے منتر کا جاپ کرے تو بھوت پریت پر قبضہ ہو۔

ودھی:۔ کسی جنگل میں جا کر کیکر کے درخت کے نیچے سمادھی لگائے۔ ایک اور خیال رہے کہ جنگل میں مولانچھتر میں تین روز جاپ کرے۔

دوسری بات یہ کہ ۱۰۰ بار ہر روز پڑھے۔ ایسا کرنے سے ہر چوتھے روز حاضر ہو کر درشن کرے گا اور کہے گا۔ مانگو کیا مانگتے ہو جو مانگو گے فوراً مل جائے گا۔ دیر ہرگز نہیں ہو گی۔

منتر:۔ ادم شری دھن بھون بھوتیشوری کم کر دھر سواہا۔

بھوت وغیرہ دور کرنے کا منتر

مندرجہ ذیل عمل کو نیچے دیئے ہوئے طریقہ پر پڑھیں۔ بھوت دور ہو جائے گا۔

طریقہ:۔ ایک مورچھل حاصل کر کے نیچے لکھے ہوئے منتر کو اس پر پڑھیں۔ اور جھاڑ کریں۔ اس سے بھوت دور ہو جائے گا۔

منتر:۔ ادم نوادم مہرین مہرین مہر دون نمو بھوت نائیکا سمیت بھون بھو کان سادھے ہوئی۔

حاضرات کا منتر

اس نیچے لکھے ہوئے منتر کا ایک لاکھ بار جاپ کر کے اس منتر کو سدھ کرے۔ اس کے بعد جس شخص کا دل میں تصور کرو گے فوراً حاضر ہو گا۔

منتر:۔ ادم برین جا منڈے چال پر چول سواہا۔

دیوی ڈاکنی کو حاضر کرنے کا منتر

مندرجہ ذیل طریقے کے مطابق منتر کا جاپ کریں۔ دیوی حاضر ہو گی جب کبھی سورج گرہن یا چاند گرہن لگتا ہو۔

گھی کا چراغ جلادیں۔ تیل کا چراغ ہرگز نہ جلادیں۔ ورنہ کام بگڑ جائے گا چراغ جلانے کے بعد ایک لات پر کھڑے ہوئے ۱۰۸ مرتبہ مندرجہ ذیل منتر کا جاپ کریں۔ ڈاکنی حاضر ہو گی۔ اس کی ڈراؤنی شکل سے ڈرنا نہیں جو مانگنا ہو مانگ لینا ۔۔۔ انشاء اللہ جلد حاضر ہو گی۔

منتر:۔ ادم نمو چڑھو شور بیر دھرتی چڑھ جانا تپال چڑھ مک پال چڑھ ہاگ دیر ہنومت پر چڑھا ؤ دھون سے پسلی چڑھو نسلی ہو یا چڑھ رہا ہون چھاتی چڑھ چھاتی ہے کھیا کنٹھ چڑھو کنٹھ سے آلہ لکھ چڑھ مکھ سے جھاسے چڑھ کان سے آنکھ، چڑھ آنکھ سے لاٹ، چڑھ لاٹ سے نیں چڑھ سیس سے کہاں سے چوٹی چڑھ ہنومان نرسنگھ بیر چل بیر سندھ بیر میکھ کر بر آگیا۔ بیر سون سو بیر بیر پر چڑھو۔

بقیہ: ــــــــــ سحر کیا ہے.

سورۂ فلق اور سورۂ ناس گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر کڑوے تیل پر دم کر کے سحر والے مریض کی آنکھ، ناک، کان اور بیسوں ناخنوں پر ملیں۔

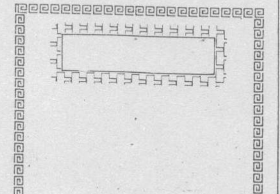
ہر قسم کے سحر کے لئے مندرجہ ذیل اسم اعظم مع نقش کے زعفران سے چینی کی طشتری پر لکھ کر ۴۰ دن تک دھو کر پلائیں۔

یاحی حین لاحی فی دیموت ملکہ بقائہ یاحی

٦	١	٨
٧	٥	٣
٢	٩	٤

یاحافظ یاحفیظ
یارب یا وکیل

بعد نماز فجر درود تاج گیارہ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے مریض کے چہرے پر چھینٹے ماریں۔ اور یہی پانی اس کو پلائیں۔ (۱) اوپر بیان کئے گئے تمام عملیات مجرب اور تجربہ شدہ ہیں۔ جو صاحب ان سے فائدہ اٹھانا چاہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل شرطوں کے پابند ہوں، (۱) اتباع شریعت (۲) اکلِ حلال (۳) صدق مقال۔





قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

ترجمہ: تو کہہ میں پناہ آیا صبح کی رب کی ہر چیز کی بدی سے جو اس نے بنائی اور بدی سے اندھیرے کی جب سمٹ آوے اور بدی سے عورتوں کی جو گرہ میں پھونک ماریں اور بدی سے بُرا چاہنے والے کی جب لگے ٹوک لگانے۔

سورۂ فلق اور سورۂ ناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی تھیں جس وقت یہود نے اشاعتِ اسلام کی روز افزوں ترقی و غلبہ کو روکنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے کیلئے آپؐ پر سحر کیا تھا جو حضرتؐ کے جسم مبارک پر کچھ عرصے کیلئے آثارِ مرض کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے خبر دی کہ آپؐ پر فلاں یہودی نے سحر کیا ہے اور اس نے چند گرہیں پڑھ کر فلاں کنوئیں میں ڈال دی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مامور فرمایا کہ وہ کنوئیں سے اُن گرہوں کو نکال کر لائیں۔ چنانچہ جب وہ گرہیں بارگاہِ رسالت میں پیش کی گئیں۔ اور اُن کو کھولا گیا تو ہر ایک گرہ کے کھلنے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تکلیف میں تخفیف محسوس فرماتے تھے۔ دوسری روایتوں میں ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے آپ کے موئے مبارک حاصل کئے اور چند کلماتِ سحر پڑھ کر گیارہ گرہیں لگائیں تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں جو گیارہ آیتوں پر مشتمل ہیں۔ نازل فرمائیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک آیت کو پڑھ کر پھونکتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی یہاں تک کہ جب تمام گرہیں کھل گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح شفایاب ہو کر کھڑے ہو گئے۔ جس طرح ایک جال میں سے کوئی شخص نکل جاتا ہے۔

روایاتِ سحر میں اختلاف اور اُس کی تطبیق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سحر کی جو روایاتِ کتبِ احادیث میں منقول ہیں معتزلہ وغیرہ نے ان سے انکار کیا ہے اور "واللّٰہ یعصمک من النّاس" کو اپنی دلیل میں پیش کر کے بیان کیا ہے کہ اگر روایاتِ سحر کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو وعدۂ عصمت غلط اور کفار کا طعنِ سحر صحیح ہوتا ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ تو پھر اس کی حفاظت میں کون خلل انداز ہو سکتا ہے۔ لیکن دوسری روایتوں سے جب کہ یہ بھی مترشح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوائے ملکیہ و عقلیہ پر قطعًا سحر موثر نہ ہوا تھا بلکہ صرف آپ کے قوتِ طبعیہ کے ایک درجہ میں سحر مزاحم ہوا اور آپؐ اس حالت میں بھی اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں غیر مستعد نہ تھے۔ تو پھر اگر اس عارضی کیفیتِ سحر کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے مرتبۂ نبوت و عظمتِ رسالت پر کوئی حرف نہیں آتا اور اللہ تعالیٰ کے عصمت و حفاظت کا انکار لازم نہیں آتا۔ بلا شبہ عصمت و حفاظتِ خداوندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہرحال شاملِ حال تھی اور آج تک حضور نبی ... اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے انکے نام لیوا ... کے ساتھ بھی علیٰ قدرِ مراتب وہی حفاظت شاملِ حال ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں کہ سرورِ کائنات اور آفاتِ تغیراتِ عالم بھی اس خیرِ اعظم کے مقابل نہ آئیں اگر یعصمک من النّاس اور حفاظتِ خداوندی سے یہ مُراد لیجائے تو چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوتِ حق میں جو سختے سخت مصیبتیں اور اذیتیں کفار و شیاطین الانس سے پہنچیں حتیٰ کہ بعض غزواتِ اسلامی میں آپؐ کے دندانِ مبارک تک شہید ہوئے۔ ان روایات کا بھی انکار کیا جائے۔ علاوہ ازیں کفار تو بر بنائے حسد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر بھی کہتے تھے اور اُن کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ساحر پر کسی کے سحر کا اثر نہیں ہوتا ... روایاتِ سحر کی تسلیم سے تو حضورؐ کا اعجاز ہی کفار کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے۔ کیوں ... اگر آپؐ ساحر ہوتے تو آپؐ پر سحر کا اثر ہی کا ہے کو ہوتا اور کفار کو اس کی ... ہی کیسے ہوتی۔ بیشک کفار کے قول و عمل کا یہ اختلاف صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ ... محض طالبانِ حق کو بدظن کرنے کیلئے آپ کو ساحر کہتے تھے۔ ورنہ دل میں وہ بھی ... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پاک ہیں۔ اور معوذتین میں سحر کا جور و عمل بتلایا ... ایک ساحر کب اپنے سحر کا اُتار لوگوں کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کا ہو جانا سطحی نظر میں بظاہر شانِ نبوت کے منافی نظر آتا ہے۔ لیکن یہ دنیا ... اسباب ہے یہاں خیر و شر صدق و کذب ہر ایک کا ظہور اسباب کے ماتحت ہوتا ہے ... اس عالم کون و فساد میں حق تعالیٰ کی طرف سے انسان کو ہدایت و سعادت کی راہ ... اور اس پر چلانے کیلئے جو بھی بشیر و نذیر رسول و پیغامبر مبعوث کئے گئے۔ تمدن و ...

اور جامۂ انسانیت میں وہ بھی انہیں جیسے بنکر آئے ہیں۔ اسی لئے عام انسانوں کی طرح جملہ انبیاء و مرسلین پر بھی اس فنا پذیر عالم کے احوال و آثارِ صحت و مرض، حیات و ممات اور ہر قسم کی جملہ کیفیات وارد ہوتی ہیں۔ لیکن اُمّت کے احوال و کیفیات اور نبی کے حالات و کیفیات میں ایک عظیم الشان فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ عام انسان ملک الناس کی حفاظتِ عامّہ کے ماتحت ان کیفیات کے ساتھ گزرتے ہیں۔ جن میں بعضے اپنا ایمان صحیح و سالم لے کر پار لگ جاتے ہیں۔ اور بعض انہی کیفیات کے گردابِ بلا میں پھنس کر اپنے اصلی آقا و مولیٰ کو بھول بیٹھتے ہیں۔ لیکن انبیاء کی جملہ جسمانی و روحانی کیفیات رَبِّ قدیر کی مخصوص نگرانی و حفاظت میں پوری ہوتی ہیں۔ دنیا کا کوئی تغیر و انقلاب اپنے تمام آفات و حوادث کے باوجود ان کو خداوندِ عالم سے غافل نہیں کر سکتا اور ان کے لئے اس تحفظ مخصوص کی ضرورت بھی تھی۔ اس لئے کہ اگر انبیاء علیہم السّلام کی یہ مخصوص نگہداشت و حفاظت نہ ہوتی تو کیوں کر ممکن تھا کہ وہ پیغامِ حق مخلوقِ خدا تک پہنچا سکتے۔ اور کائنات کے عظیم الشان مصائب و آفات پر غالب آ کر بچھڑے ہوئے بندوں کو خدا سے ملا سکتے۔

تخصیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہِ احدیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء کی یہ حفاظتی تخصیص دنیا کی سلطنتوں کے انتظامات میں بخوبی مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ دیکھئے اصولی طور پر ہر ایک حکومت اپنے زیرِ اقتدار ممالک میں قیامِ امن اور رعایا کے ننگ و ناموس کی ذمّہ دار ہوتی ہے اور مرکزی مقامات میں پولیس اور فوج کے مراکز قائم کئے جاتے ہیں۔ جو اس رقبہ کے بسنے والوں کی حفاظتِ جان و مال، عزّت و آبرو کے فرائض ذمّہ داری کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور رعایا کے باہمی حقوق میں اعتدال و توازن قائم رکھنا ہی ان کا کارِ منصبی ہوتا ہے۔ لیکن جہاں عام رعایا کی حفاظت کے لئے پولیس اور فوج متعیّن کی جاتی ہے۔ وہیں مرکزِ سلطنت میں بڑے بڑے وزراء مقربینِ سلطنت کی نگرانی و حفاظت کے لئے مخصوص پولیس اور فوج کی جمعیت علیحدہ بھی متعین کی جاتی ہے۔ جو ان کی خاص طور پر نگہداشت رکھتی ہے۔ جب کہیں ایسے نائبانِ سلطنت جاتے ہیں تو نگرانی کے ہر ممکن ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں اور جب وہ آرام کرتے ہیں تو سنگینوں سے سنتری مسلّح ایستادہ رہتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ عام رعایا میں اگر نزاعی صورتیں پیدا ہو جائیں تو ان کو معمولی طور پر رفع دفع کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ تصادم "شخصی تصادم" کہلاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص نائبانِ سلطنت و مقربینِ حکومت سے ایسی حالت میں مزاحم ہے جب کہ وہ مفوضہ خدمات انجام دے رہے ہوں۔ اور کوئی شخص ان کے درپے آزار ہو جائے تو ایسے شخص کو نظامِ حکومت کا دشمن اور سلطنت کا باغی سمجھا جاتا ہے اور غیر معمولی طور پر اسکے استیصال کا اہتمام کیا جاتا ہے اور سخت سے سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کل انبیاء علیہم السّلام بھی چوں کہ حکومتِ الٰہیہ کے رسول و پیغامبر اور قانونِ الٰہی کے حامل تھے۔ ان کی حفاظت رُشد و ہدایت کی حفاظت تھی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کرنیوالی جماعتِ یہود یہاں براہِ راست حکومتِ الٰہیہ کے مدمقابل ہو کر خسرانِ ابدی کی مستحق ہوئیں۔ وہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی حکیم مطلق اور مدبّر الامر کی طرف سے معوذتین کا نزول فرما کر حفاظتی تدبیر عمل میں لائی گئی اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سحر کا ردِ عمل سکھلا دیا گیا۔ یعنی شیطنت جس راستہ اور جس صورت سے بھی حملہ آور ہونے کا قصد کرے ہر ایک پر بند لگا دیا گیا۔ چنانچہ باذن اللہ ان آیاتِ ربانی کے ورد و تلاوت اور ان کی برکت و تاثیر سے سحر کا بالکلیہ ازالہ ہو گیا۔ اور دنیا کو دکھلا دیا گیا کہ حق تعالیٰ جس کو عزیز و غالب فرمائیں۔ دُنیا کی کوئی قوّت اس کے لئے سنگ راہ نہیں ہو سکتی اور یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ حفاظتِ خداوندی آپ کی دستگیر نہ ہوتی جب کہ خود ربّ العٰلمین نے حبیب ربّ العٰلمین کو مورد و ذریعۂ نزولِ ذکرِ الٰہی فرمایا ہے۔ اور حفاظتِ ذکر کو اپنی ذمّہ داری میں لے لیا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے ہی اس ذکر کو اُتارا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنیوالے ہیں۔ یعنی نہ انسان سے از خود اس کی حفاظت ممکن تھی۔ نہ اس پر یہ ذمّہ داری عائد کی گئی۔ اور جب کہ کلامِ ربّ العٰلمین و ذریعہ کلام ربّ العٰلمین دونوں حفاظتِ خداوندی میں داخل ہوئے تو بالفاظ دیگر اس کے یہ معنیٰ ہوئے کہ قرآن کریم کو لفظی و معنوی ہر دو اعتبار سے محفوظ فرمایا گیا ہے۔ یعنی نہ اس کے الفاظ و حروف میں تحریفِ شیاطین دراندازی ہو سکیگی۔ اور نہ اس کے معانی ہی میں تحریفِ شیاطین کامیاب ہو سکے گی۔ اور جس طرح انسان کا کلام باوجود ممکن سے ممکن حفاظت کے بھی صدی دو صدی میں پُرانا پڑ جاتا ہے۔ اور دلوں سے اُتر جاتا ہے۔ کلام ربّ العٰلمین کی یہ صورت نہ ہوگی۔ بلکہ وہ ہر دور میں بصد آب و تاب قلوبِ مطہرہ میں جلوہ ریز ہی رہے گا۔ اور جس قدر بھی تکرار کی جائے گی۔ اسی قدر کلامِ ربّ العٰلمین سے نئے نئے علوم نکلتے رہیں گے اور باوجود دورِ ضلالت آجانے کے بھی کوئی شخص اس سے نہ اُکتائے گا۔ یہی بیّن فرق کلام انسانی و کلامِ الٰہی میں ہے۔ اس موقعہ پر کلام نفسی و کلام لفظی کے باہمی فرق پر بھی کچھ نہ کچھ اشارہ مفید مقام ہوگا۔ سو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ:

کلامِ الٰہی اور کلامِ انسانی کا باہمی فرق

چونکہ بندہ اور خدا میں کوئی نسبت نہیں ہے اور جو نسبت بھی ہے تو بے نسبتی کے ساتھ ہے۔ خالق کی شان مخلوق اور اس کے عوارضات سے وراء الوراء ہے۔ بندہ مجبور و محتاج ہے۔ تو خالق کردگار قادرِ مطلق ہے۔ اسلئے خالق و مخلوق کے کلام میں بھی کوئی نسبت قائم نہیں رہ سکتی۔ بندہ کے کلام کی صورت تو یہ ہے کہ جب وہ کسی سے بات کرتا ہے تو زبان، متکلم و مخاطب کے درمیان واسطہ بنتی ہے اور مخاطب، متکلم کی بات سُننے میں اپنے وسائلِ سماعت کی سلامتی کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی لئے گونگا اور بہرا شخص نہ کسی سے بول سکتا ہے اور نہ کسی کی سُن سکتا ہے۔ پھر جو انسان بولتا بھی ہے تو زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں آٹھ دس ہزار آدمیوں کو اپنا کلام سنا سکتا ہے اس سے زائد مجمع کو آواز پہنچانا مکبر القوت جیسے آلات استعمال کئے بغیر امکان سے باہر ہے اور اس مقدار سے زائد فاصلہ ہو تو تار اور ٹیلیفون کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر درمیان میں سمندر حائل ہو جاوے تو پھر گفتگو ذریعہ لاسلکی کی جاتی ہے۔ غرض انسان کی گفتگو اور اس کا سُننا و سمجھنا بہت سی شرائط اور مخصوص حالات و محلات کے تابع

ہے۔ لیکن سمیع و بصیر علیم و قدیر چونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور جہت و مکان سے بے نیاز اور قیود و مکنات ورا را لورا ہے۔ اس لئے اس کا کلام پاک بھی جہت و مکان اور حواس خمسہ کی قیود سے ورا را لورا ہے۔ چنانچہ جن مقدس نفوس نے اس کلام بزرگ کو سُنا ہے انہوں نے ہر ایک برگ و گیاہ اور ہر بُنِ مو ہلے سے اس کے روح نواز نغمے سُنے ہیں جس طرح لاسلکی خبر رسانی کے وقت اس کے کھمبوں میں ایک قسم کی آواز ہونے لگتی ہے۔ لیکن نہیں کہہ سکتے کہ یہ آواز کھمبے کے اول و آخر دائیں اور بائیں یمین و یسار کدھر سے آرہی ہے ہاں مگر یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ کھمبے ہی اس آواز کے محور و مرکز ہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کو اول و آخر ظاہر و باطن حضرت پروردگارِ عالمؑ نے وادی مقدس میں تجلی ریز ہو کر اِنّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کے پُرہیبت و جبروت کلمات مقدسہ سے جو ندا دی اس کی حقیقت کو سمجھئے اور نزولِ وحی کے وقت وحی کی کیفیت کے متعلق جو تشبیہ حدیث میں کصلصلۃ الجرس دی گئی ہے اس سے کلامِ نفسی و کلامِ لفظی کے فرق پر غور فرمایئے۔ بعض معتبر کتابوں میں ہے کہ موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب صوتِ حق میں نے سُنی تو میں محسوس کر رہا تھا کہ میں ہر ایک جہت سے یہ کلام بزرگ سُن رہا ہوں اور اپنے تمام جسم سے سُن رہا ہوں یہانتک کہ ہر عضو اور جسم کا ہر جوڑ و بند میرا کان ہو گیا ہے۔

کلامِ نفسی و کلامِ لفظی کا فرق

یہی فرق ہے کلام لفظی اور کلام نفسی میں کہ کلام لفظی کے سُننے کیلئے تو حواسِ خمسۂ ظاہری کی سلامتی درکار ہے اور کلام نفسی کی سماعت کیلئے اُن حواس کے گم ہو جانے کی شرط ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنے حواس کو تجلی حق میں منضم و مدغم فرما چکے تب جسم کے ہر بُنِ مو سے یہ نغمۂ لطیف و کلامِ الٰہی سُننے کے لائق ہوئے۔ کسی نے اس مضمون کو اس شعر میں خوب ہی ادا کیا ہے۔ کہتا ہے کہ ؎

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کیلئے

بہرحال کلامِ لفظی کے اثرات تو الفاظ و حروف کے سانچوں میں ڈھل کر وابستہ الفاظ ہو کر کانوں تک پہنچتے ہیں یعنی جب کوئی اثر ایک انسان کو دوسرے انسان میں پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے تو اپنے اثر کو زبان پر لا کر الفاظ و حروف کے سانچوں میں بند کر کے ہوا کی مدد سے مخاطب کے کانوں میں پہنچاتا ہے۔ جہاں مخاطب کے کان معانی و مقاصد کے اس پارسل کو کھول کر مرسلہ اثر کو اپنے قلب میں جاگزیں کرتے ہیں۔ اسی لئے جس کا نورانی اثر ہوتا ہے۔ اُس کو قلبِ انسانی من اول الوہلہ قبول کر لیتا ہے۔ اور جس کا اثر شیطانی ہوتا ہے تو دل اُس کے قبول کر لینے سے اوّلاً ابا کرتا ہے چنانچہ قرآن عزیز کو اسی لئے قولِ بلیغ فرمایا گیا ہے کہ یہ قلب انسانی کی گہرائیوں میں پوری طرح اتر جاتا ہے۔ اور کلامِ نفسی کا افاضہ چونکہ منورِ عالمؑ کی طرف سے ہوتا ہے جو جہت و مکان سے منزّہ و برتر ہے اس لئے اس کے سُننے کی استعداد مثل قبولیت نور آفتاب عناصر اربعہ شجر و حجر انسان و حیوان اور کل مخلوق میں موجود ہے۔ اسی لئے جن نفوسِ قدسیہ کو حق تعالیٰ نے قابل خطاب ٹھہرایا۔ انہوں نے اس کا کلام نور ہر بُنِ مو سے سُنا۔ کیوں کہ اسکے قبول کرنے کی استعداد روح و جسم ہر ایک میں بہمہ وجوہ موجود تھی۔ اس لئے کلامِ لفظی محدود و مشروط ہے۔ اور کلام نفسی حدود و قیود سے مستثنیٰ ہے۔ جیسے بچہ جبتک وہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے تو نہ روتا ہے نہ چلاتا ہے۔ ہاں مگر ماں کے غم سے غمگین اور اس کی خوشی سے مسرور ہوتا ہے اور اپنے پروردگار ہی سے ہر چیز میں رجوع کرتا ہے۔ اسی سے بات کرتا ہے۔ اور اُسی کی سُنتا ہے۔ لیکن یہ بات چیت ہم جیسی نہیں ہوتی۔

حالتِ بیداری و نوم میں کلام کا فرق

اسی طرح کلامِ لفظی و کلامِ نفسی کا فرق سمجھئے۔ جس طرح روح بیداری کی حالت میں اگر ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانا چاہے تو جسم کی لزوم اور اس کے وزن کی وجہ سے بدون استعانتِ غیر سفر ممکن نہیں۔ لیکن یہی روح بحالتِ نوم لاکھوں میل کا علاقہ طے کر کے جہاں چاہتی ہے۔ چلی جاتی ہے۔ اسی طرح کلامِ لفظی کے سُننے میں تو حواسِ خمسہ کی درستگی و سلامتی کی اس کو ضرورت ہے۔ لیکن کلام نفسی کے استعدادِ سماعت میں وہ ان قیود سے بالکلیہ آزاد ہے۔ چنانچہ عالم رویا میں جب ہم کسی سے ملتے ہیں تو اس کی بات کو سُنتے بھی ہیں اور سمجھتے بھی ہیں بولتے بھی ہیں اور بیداری میں نقل بھی کرتے ہیں۔ لیکن بیداری جیسی شان نہ اس بولنے کی ہوتی ہے نہ چلنے کی ہوتی ہے۔ علیٰ ہٰذا کاملین اہل اللہ جو اپنے مریدین باصفا سے کبھی دور بیٹھے الہاماً و کشفاً بات چیت کر لیتے ہیں۔ اور ایک کی بات کو دوسرا سمجھ لیتا ہے لیکن آواز نہیں آتی وہ بھی اسی قسم کا کلام ہے جس کو حدیث نفس اور کلامِ نفسی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی لئے کلامِ لفظی کو تو صرف انسان و حیوان ہی سُن سکتے ہیں اور کلامِ نفسی کو کائنات کا ہر ایک ذرّہ سُنتا اور سمجھتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ اِنَّهٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا۔ یہی صورت قلب میں شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی ہے اور بغیر تکلم و آواز حدیثِ نفس کی کیفیت ہے۔

حیوانات کا مشاہدۂ عذاب قبر

یہیں سے ان احادیث صحیحہ کی صداقت پر بھی نظر کیجئے جو عذاب و ثواب قبر کے متعلق ہیں کہ قبر میں جب مردہ عذاب میں مبتلا ہوتا ہے تو انسان کے ماسوا سب اس کے عذاب کو دیکھتے اور اس کی آہ و بکا کو سُنتے اور سمجھتے ہیں۔

یوم حساب میں انسان کے اعضاء کا بولنا

اور یہیں سے یوم حساب کی اس گواہی کو سمجھئے جو انسان کے بُرے عملوں سے انکار کی صورت میں حق تعالیٰ اُس کی زبان کو بند کر کے اس کے ہاتھ پیروں سے وہ سب کچھ بیان کرائیں گے جو اس نے دنیا میں رہ کر کیا تھا اور وہ سب بول اُٹھیں گے جو اُن سے انسان نے کرایا تھا۔ وَقَالُوا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ۔ اور زمین اپنی کل اولاد کی نیکی اور بدی کی گواہی دے گی۔ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔ غرض شجر و حجر زمین و آسمان اور اعضائے انسانی کا بولنا اُسی قسم کا ہے جس کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ جس طرح فنا و زوال سے مبرا ہے۔ اسی طرح وحی ربانی اور اس کا

کلام بزرگ بھی فنا و زوال سے بلند و برتر ہے۔ لیکن دنیا کی ہر ایک نعمت چونکہ رشتۂ اسباب سے منسلک ہے اور اپنے وجود و قیام میں سلسلے کی محتاج ہے۔ روح کا وجود بھی ہے تو جسم کے پردہ میں ہے۔ عیش بھی پایا جاتا ہے۔ تو غم کے لباس میں خیر بھی ہے تو شر کے ساتھ ہے پھول بھی ہے تو کانٹوں سے متصل ہے۔ اسی طرح اس دنیا میں کتاب اللہ کے انوار و برکاتِ بھی لوحِ محفوظ سے اُتارے گئے ہیں تو الفاظ و حروف کے پیکر میں اُتارے گئے ہیں۔

رفعِ کتابِ الٰہی اور عقلاً اس کا اثبات

لیکن جس طرح روحِ انسانی ایک اجل معینہ پر جسم کو چھوڑ کر جہاں سے آتی ہے وہیں لوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح ارشاداتِ نبوّت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یقیناً قیامت کے قریب خداوند عالم کا کلام بزرگ بھی الفاظ کو چھوڑ کر لوحِ محفوظ کی طرف اُٹھا لیا جاوے گا اور اس کے انوار و برکات سے قلوب انسانی ایسی ہی طرح خالی ہو جائیں گے جس طرح روح کے نکل جانے کے وقت جسم خالی ہو جاتا ہے اور یہ رفعِ کتاب و رفعِ کلامِ احدیت عقلاً بھی مستبعد نہیں۔ اس لئے کہ جب جدید سائنس کی رُو سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان کے تمام ملفوظات فضائے آسمانی میں جو محفوظ ہیں اگرچہ بظاہر وہ فنا ہو چکے ہیں۔ لیکن اُن کے اثرات و کیفیات وغیرہ بدستور موجود ہیں۔ چنانچہ آجکل متمدن دنیا ایسے آلات و مشینیں ایجاد کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ جس سے کلماتِ انسانی کا مکمل ریکارڈ تیار ہو سکے تو سمجھ لو کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا کلام باقی کس طرح فنا ہو سکتا ہے۔ لیکن مدعا صرف اس قدر ہے کہ دُنیا کے ختم ہونے پر خداوند عالم کا کلامِ پاک قلوبِ انسانی سے نکال کر اپنے مرکز کی طرف پہنچا دیا جائے گا اور دنیا میں رہتے ہوئے اس کی حفاظت حق تعالیٰ اس طرح فرمائے گا کہ وسوسہ کا کوئی شائبہ اور شیطنت کا کوئی حربہ اس کو مخلط اور ملتبس نہ کر سکے گا اور ایک جماعت حقہ ہمیشہ ایسی موجود رہے گی جو اس کلامِ بزرگ کی صحیح طور پر حامل ہو گی اور شیطنت اس کیلئے دراندازنہ ہو سکے گی لَا یَأْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ۔ غرض آیتِ زیرِ بحث اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ میں جہاں حفاظتِ ذکرِ حکیم کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہیں اس سے یہ بھی مستفاد ہے کہ نزول و اشاعت کا جو نورِ مقدس اس عالمِ تکوین میں خالق و مخلوق کے درمیان ہو گا۔ حفاظت و پناہ ربانی میں وہ بھی برابر کا شریک ہو گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دعوت انداز و تبشیر میں وہ کونسے مصائب تھے جو نہ توڑے گئے اور وہ کونسی سخت سے سخت اذیت تھی جو روا نہ رکھی گئی اور وہ کونسا زبردست سے زبردست حملۂ شر تھا جو اس خیر مجسم پر نہ کر لیا گیا لقد اوذیت فی اللّٰہ ما لم اوذی احد الحدیث لیکن حفاظتِ خداوندی و پناہِ ربانی چوں کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاملِ حال تھی۔ اس لئے منافقین و کفار کے تمام شیطانی کید و افسوں بے سود و بیکار اور حریفانِ نبوّت کی تمام مساعیِ باطلہ ناکام و نامراد ثابت ہوئیں۔ گو وہ عارضی طور پر کبھی اپنی وقتی فتح سے خوش بھی ہو لئے اور بارگاہِ الٰہی سے مسلمانوں کو کبھی باوجود ان کی کثرت کے محض یہ درسِ عبرت دینے کے لئے شکست بھی دی گئی کہ نصرت و ظفر کا مدار کثرت و قلت پر نہیں بلکہ تائیدِ ربانی پر ہے۔

کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ الآیہ۔ لیکن انجام کے لحاظ سے کفار کی تمام سرتیں ظنی ثابت ہوئیں اور انجام حق و صداقت ہی کے ساتھ رہا اور کلمۂ حق ہی بلند ہو کر رہا۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ۔

حکمتِ سحر

یہود نے تو حضرت رسول اللہ علیہ وسلم پر اس لئے سحر کیا تھا کہ آ... عالمگیر دعوت فنا ہو جائے اور معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی ان کے کارِ منصبی میں اختلال کا سبب بن جائے۔ لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ انجام کے لحاظ سے (جو ہمیشہ خدا سے تعلق رکھنے والوں اور اس کے خوف سے کانپنے والوں کیلئے ہی مختص رہا ہے) یہ مکر و فساد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت کیلئے خیرِ عظیم کا سبب بنے گا اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کا ایک بے مثل و ممتاز نشان ہو گا۔ چنانچہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذتین کے متعلق فرمایا کہ آج کی رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ جن کی مثل آج تک میں نے نہیں دیکھیں (یعنی استعاذہ کے باب میں ایسی آیتیں آج تک آپ پر نازل نہ ہوئی تھیں) غرض جس مختارِ کل جل ذکرہ نے ابتدا سے حضرت رحمۃ للعٰلمین کی نگہداشت و تربیت فرمائی اور آپ کے اخلاق و اعمال کو عالمین کیلئے باعثِ رحمت و برکت بنایا۔ ان ہر دو سورتوں میں سحر اور کائنات کے جملہ شرور و آفات کا ایسا مکمل علاج نازل فرمایا جس سے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمیشہ کے لئے مامون و مصون ہو جائیں۔ بلکہ جتنی شکلیں اصولاً جسمانی و روحانی آفتوں اور مصیبتوں کی ہو سکتی ہیں۔ رب النور کی پناہ طلب کرنے سے انسان ہر بلا سے محفوظ ہو جاوے اور جو بھی تکلیف اس عالم کون و فساد میں انسان کو پیش آئے طمانیتِ قلب و فراخیِ صدر کی وجہ سے وہ تکلیف، راحت ہو کر نظر آئے۔

پُشت پناہی کس کو سزاوار ہے

فی الحقیقت شرورِ کائنات سے اگر کوئی بچا سکتا ہے اور پناہ دینے کا کوئی حقدار ہے تو وہ خیر و شر کا پیدا کرنے والا ہی ہو سکتا ہے جس کے کمالِ قدرت میں کوئی دست اندازی اور لب کُشائی کرنیوالا نہیں ہے اور آفات سے رستگاری اگر مل سکتی ہے تو اسی کے دربار سے مل سکتی ہے جس نے خیر کی بنیاد نورانیت پر رکھ کر اور شر کی بنیاد ظلمت پر رکھ کر ایک کا مقابلہ دوسرے کے ساتھ ڈالا جس طرح کسی کی پناہ میں آنا پناہ طلب کرنے والے کے کمالِ عجز و بے چارگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح یہ پناہ لینا جائے پناہ کے کمالِ قدرت و جبروت کو بھی ظاہر کرتا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ پناہ دینے والوں میں سب سے آخری مرتبہ اگر کسی کیلئے ہو سکتا ہے۔ اور پناہ کے قابل اگر کوئی ذاتِ اقدس ہے تو وہی فالق الاصباح اور فالق الحب والنوی ہے جو رات کی تاریکیوں سے نورِ صبح کو چمکانے والا اور زمین کے ہزاروں من تودوں میں سے دانہ کو چیر کر اُگانے والا ہے اور شرورِ کائنات سے بچنے کی اگر کوئی سبیل ہے تو صرف یہی کہ اُس ذاتِ اقدس کی طرف رجوع کیا جائے جو کفر کی تاریکیوں سے نورِ اسلام کو ظاہر کرنیوالی اور دلوں کی ظلمتوں میں نورِ ایمان چمکانے والی اور عدم کی اندھیریوں سے وجود کی روشنی ہویدا کرنیوالی ہے جس

طرح ایک خادم اگر آقا کے متعلقین میں سے کسی کے ظلم وستم کی شکایت کرنا چاہے تو اپنے آقا ہی سے کر سکتا ہے اور اُسی کی پناہ ڈھونڈتا ہے۔ اسی طرح چونکہ انسان کا پالنے والا درحقیقت خداوندِ عالم ہی ہے۔ ماں باپ ایک ذریعہ محض ہیں اور خدا کی شفقت و محبت ماں باپ کی شفقت و محبت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کیوں کہ ماں باپ کی محبت تو فقط اس عالم میں اپنی اولاد ہی تک محدود ہے اور اس عالم میں بھی اگر اولاد ماں باپ کے سامنے رہ جائے تو تھوڑے دنوں کے بعد خیال و دھیان بھی نہیں رہتا اور وہ محبت بھی خود انکی ذاتی نہیں ہے بلکہ عطائے غیر ہے۔ جس کا ایک کھلا ہوا ثبوت تو یہ ہے کہ بچہ جبتک مادرِ رحم سے باہر نہیں آتا۔ ماں باپ کو کوئی انس و پیار بچے پر نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا کی محبت و شفقت بیشک ازلی و ابدی ہے۔ کیوں کہ اس کی تربیت تو اسی دم سے شروع ہو جاتی ہے جب کے عالم ارحام میں مصورِ ارحام اس مضغۂ گوشت کو شکل و صورت عنایت کرتا اور اپنی حیاتِ لازوال کا پرتو ڈال کر ایک اجل مسمّی کے لئے عالم اجسام میں بھیجتا ہے۔ بلا شبہ شفقتِ اصلی و ذاتی اُسی خلّاق و بیچون و بیچگون کی ہو سکتی ہے جو عالم ارحام کی تاریکیوں میں اپنی تجلّیاتِ ساطعہ و قدرتِ کاملہ سے اُجالا کرتا اور اپنی قدرتِ واسعہ سے اس تنگ و تاریک جگہ کو فراخ کرتا ہے اور بچے کے سکون و اطمینان قلب کیلئے اور اس کے تمام فطری مادّوں کے پرورش کیلئے اس کے اور اس کی ماں کے درمیان ایک ایسا آلہ قائم فرماتا ہے جس سے بلا چبائے ہوئے اور مُنہ اور ہونٹوں کو بلا کسی ادنیٰ تکلیف دیئے ہوئے بچہ اپنی ماں کے جگر سے ایک ایسی غذا کھینچنے لگتا ہے جو کھانے کا بھی کام دے اور پینے کا بھی اور عالم ارحام کے زمانۂ قیام میں بچے کو بے فکری کے ساتھ مشاہدات قدرت کا موقعہ ملے یہی وجہ ہے کہ بچہ جبتک براہِ راست مہمانِ ربّ العٰلمین ہوتا ہے اور جبتک ماں باپ کی تربیت شروع نہیں ہوتی تو یہ اسیرِ قفس ماں کے پیٹ میں ذرا بھی گریہ و بکا آہ و زاری نہیں کرتا۔ لیکن جونہی ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور شیطان اس دار العمل کے مصائب و آلام کے چو کے دل پر لگاتا ہے تو یہ بیچارہ نو وارد مہمانِ خداوندی کے چھوٹ جانے پر چیخیں مار مار کر رونے لگتا ہے اور غم کے مارے آنکھ نہیں کھولتا غرض یہ روحِ اسیر اور دریائے رحم کی یہ مچھلی مادرِ رحم میں قیام کرتی ہے تو ماں کے دل پر جس قسم کی بھی تجلّیات آئیں اُن کا مشاہدہ کر کے اپنی فطری سلامتی کی وجہ سے عالم ارواح کے خانہ کعبہ (قلب) کے طواف میں کبھی اِدھر سے اُدھر اور کبھی اُدھر سے اِدھر چکر لگاتی ہے۔ اسی لئے روحِ انسانی کا عالمِ شہادت میں آکر خانۂ کعبہ کا طواف کرنا اور خدائی تجلّیاتِ شہودی کو دیکھ کر دیوانہ وار چاروں طرف چکّر لگانا عین فطرت ہے۔ اور اُسی داعیۂ فطری کے موافق یہ چکّر کیا جاتا ہے۔ جو آسمانوں میں فرشتے بیت المعمور کے ہر جانب طواف کیا کرتے ہیں اور عالم ارحام میں ہر ایک آنیوالی روح قدرت کی کرشمہ سازیوں کو دیکھ کر عالم ارواح کے خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتی ہے۔ اور زمین و آسمان کواکب و سیّارات ہر ایک ان میں سے جس کے کمالِ قدرت کے اعتراف میں دن رات چکّر لگا رہے ہیں۔ دوسرا ثبوت ماں باپ کی محبت۔ کے ذاتی نہ ہونے کا یہ ہے کہ انسان کا نطفہ جس سے اس کی پیدائش ہوتی ہے۔ جب اس کی پُشت میں رہتا ہے تو اُسے کوئی ادنیٰ لگاؤ بھی اس سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے اخراج ہی کو پاخانہ و پیشاب کی طرح اپنے لئے باعثِ راحت و صحت سمجھتا ہے جو اس نطفے کی حامل ہوتی ہے اس سے تو علاقہ ہو بھی جاتا ہے۔ مگر اپنے اس مادۂ حیات سے کوئی بھی اُنس نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اگر انسان کو اپنے اس مادّہ سے ذاتی تعلق ہوتا تو کبھی اُسے اپنے سے جُدا نہ کرتا اور خدا کی محبت و شفقت بیشک تمام انسانوں پر اور تمام مخلوقات پر ذاتی اور ابدی ہے۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بچے کے پاس اپنے مقاصدِ قلبیہ کے اظہار کا کوئی ذریعہ بھی بجز صوت محض اور گریہ و بکا کے نہیں ہوتا اور اس بیچارگی کے عالم میں نہ صرف اس کے ماں باپ بلکہ تمام دنیا کے فلاسفر اور حکماء اس کو قوتِ گویائی بخش کر کوئی ادنیٰ سی بھی مدد نہیں کر سکتے۔ مگر ہر شخص جانتا ہے کہ صوت محض اور گریہ و بکا انسان کیلئے عادتاً و عقلاً باعثِ تکدّر و تشویش ہی ہوتا ہے نہ کہ باعثِ ازدیادِ تعلّق و محبت، اور بے ربط گفتگو انسان کیلئے باعثِ سمع خراشی ہوتی ہے نہ کہ باعثِ محبت و مؤدت، اس لئے کہ ایک گونگا شخص بھی بجز صوت محض کے اور کوئی ذریعہ مقاصدِ قلبیہ کے اظہار کا اپنے پاس نہیں رکھتا۔ علیٰ ھذا ایک فاترالعقل کی بے ربط باتیں بھی رضا و رغبت سے کوئی شخص نہیں سُنتا۔ لیکن یہ خداوند عالم ہی کی تربیتِ خاصّہ اور رحمت و شفقتِ کاملہ کا اثر ہے کہ بچے کی اس صوت محض اور گریہ و بکا سے ماں باپ کو بجائے تنفّر کے محبت ہوتی ہے اور اسی گریہ و زاری سے ماں کی محبت جوش میں آجاتی ہے اور رزّاقِ عالم اسکی چھاتیوں سے دودھ کا فوّارہ جاری کر کے اس نادان ظلوم و جہول کو الہاماً اس دودھ کا چوس لینا سکھلا دیتے ہیں۔ اور ایسی لطیف غذا نجاست اور خون کے درمیان سے اس کو عطا فرماتے ہیں کہ جس سے اس کی تمام ترقوتیں نشوو ارتقا کے منازل طے کرنیکے قابل بن جاتی ہیں۔ نُسْقِيكُمْ مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ۔

تعوّذ و توسّطِ الٰہی

اس لئے اگر انسان پہلے ہی اپنے اصلی آقا کی پناہ ڈھونڈیگا اور اس کے پیدا کردہ شر سے تعوذ اور دنیادی تربیت کے وسائل سے اپنی نظر کو بلند کر کے توسّطِ الٰہی اور رشتۂ عبدیت استوار کر لے گا تو پھر دنیا کی تمام بُرائیاں اس کے حق میں بھلائیاں بن جاویں گی۔ اور کوئی بُرائی بھی اسکے قریب نہ پھٹک سکے گی اور اگر بمقتضائے بشریت و غفلتِ انسانی قلب میں بُرائی کا گزر ہو بھی جاوے گا اور شیطانؔ قوائے بہیمہؔ کے دریا میں تلاطم و تموّج پیدا کر بھی دے گا۔ تو یہ نورانیت جلد ہی اس طوفان و تموج کو ساکن کر دے گی۔ اور پھر یہ شرارت مضرّت رساں نہ ہوگی۔

قرآن حکیم ہی انسان کو نجات دلاسکتا ہے

بلا شبہ ایسا مجیط و جامع اور مکمل آسمانی علاج اُسی شانی برحق حکیم علی الاطلاق کا ہو سکتا ہے جس کی حکمت و بلاغت و تدبیر امور کا پایہ ادراک و شعور عقل مقید و نارسا کے احاطے سے باہر اور جس کے پیدا کئے ہوئے پیچیدہ و متضاد اسباب کی گتھی کا سلجھانا ناخن فکر سے بالاتر ہے۔ یقیناً خالقِ کائنات نے اس عالم کی ہر مصیبت و تکلیف سے نجات دلانے کا جو راستہ انسان کیلئے تجویز کر دیا ہے

اور آفاتِ سماوی وارضی کے رفع کرنے کیلئے قرآن حکیم کا جو مجرّب نسخۂ کیمیا رحمت فرما دیا ہے اس سے بہتر مؤثر، کامیاب اور آسان کوئی راستہ اور علاج نہیں ہو سکتا۔ الغرض رفتارِ حوادث وواقعاتِ عالم پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی روح اور اس کے جسم کو ضرر دینے والے اسباب خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحانی، ظاہری ہوں یا باطنی حسّی ہوں، معنوی، دائمی یا ناگہانی، اصولاً ان کی پانچ ہی شکلیں ہو سکتی ہیں۔

آفاتِ انسانی کی پانچ شکلیں

① پہلی صورت تو آفاتِ انسانی کی یہ ہے کہ انسان کے ماسوا خداوندِ عالم نے جو دیگر مخلوقات مثل سانپ، بچھو، سباع وبہائم وغیرہ پیدا کئے ہیں ان سے انسان کو کسی قسم کا ضرر پہونچے اور وہ کسی نہ کسی وجہ سے انسان کے مقاصدِ حیات میں سنگِ گراں بن جائیں۔

② دوسری صورت یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات واغراض کے ماتحت ایکدوسرے سے متصادم اور تحاسدِ باہمی کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں اور ایک جماعت دوسری جماعت کیلئے قسم قسم کی ایذاؤں اور تکلیفوں کا سبب بجائے حاسدوں اور بدخواہوں کے لعن طعن اور اُن کے دن رات دل آزاریوں کی وجہ سے انسان سراپا کلفت وغم نظر آنے لگے۔

③ تیسری صورت یہ ہے کہ انسان ایسی ناگہانی آفتوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہوجائے کہ جس سے انسان کا فہم وادراک معطل اور اس کی قوتِ ممیزہ تیرہ وتاریک ہوجائے جیسے سحر، اعمالِ سفلیہ، نظرِ بد، امراضِ وبائیہ، سیلاب وطغیانی، زلزلہ وآتشزدگی وغیرہ۔

④ چوتھی صورت یہ ہے کہ انسان کو اپنے مقاصدِ حیات کی تکمیل وتتمیم کیلئے وہ اسباب میسّر نہ آئیں۔ یا میسّر آنے کے بعد اُن کا انقطاع ہوجائے جن کو خداوندِ عالم نے انسان کیلئے مدارِ کار ٹھہرایا ہے۔ اور انسان کے نشوو ارتقا کیلئے جزو لاینفک بنا لیا ہے۔

⑤ پانچویں صورت آفت وشر کی یہ ہے کہ انسان کے نورِ عقل پر غفلت وشیطنت اور گناہ کا پردہ ڈالنے والا اور اُس کی ملکیت وروحانیت کو تیرہ وتاریک کرنیوالا نوعِ انسانی کا ازلی حاسد وغیر مرئی دشمن شیطان انسان کے درپے ہوجائے اور اس کے دل پر قابو پاکر ہر وقت انسان کو بہکاتا اور پھسلاتا رہے۔ طرح طرح کے وساوس وخطرات ڈال کر یقین وایمان ــــ اور اُس استعدادِ خیر وامانت الٰہیہ کو فنا کرنے کی گھات میں لگا رہے جس پر تمام اخلاقِ حسنہ وملکاتِ فاضلہ کی بنیاد رکھ کر انسان اپنے رب سے ملتا اور یومِ حساب میں نجات پاکر نزدیکی حاصل کرتا ہے۔

تنبیہ اوّل

قوائے ثلاثہ انسانی

چونکہ انسان میں حق تعالیٰ شانہٗ نے تین متضاد قوتیں ملکیت، سبعیت، بہیمیت، ودیعت فرمائی ہیں اور انمیں سے ہر ایک قوت کو اپنے مناسب احوال سے بشاشت وتازگی حاصل ہوتی ہے اور غیر ملائم امور سے رنج والم ہوتا ہے۔ ایک کی زیادتی دوسرے کے عدم کا سبب ہوتی ہے یہانتک کہ جو قوتِ کمال کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔ بقیہ قوتیں اسی کے اندر منضم ومدغم ہوجاتی ہیں اور اسی غلبہ کے اعتبار سے انسان یا فرشتہ بن جاتا ہے یا شیطان وبہائم ودرندہ ہوجاتا ہے اس لئے انسان توجہ وعنایتِ خداوندی کا محتاج ہے اور اپنے نظامِ وجود اور نظامِ انسانیت کی برقراری میں اعانت وتربیتِ خداوندی کا طلبگار ہے۔ جو ان تینوں قوتوں کو اپنی تعلیم وتربیت سے درجۂ اعتدال پر لے آئے۔

ظاہر ہے کہ ہر قوت کو مناسب حد پر بحال رکھنے کیلئے اور اس تضاد کو رفع کرنے کیلئے تعلیمِ الٰہی کے بدون چارہ نہیں اور مذکورۃ الصدر عظیم آفتوں سے انسان خود کسی طرح بھی اپنی حفاظت نہیں کرسکتا۔ جبتک حق تعالیٰ کی پناہ نہ مل جائے۔ اس لئے چمنستانِ عالم کے مُربّی وصانع کردگار نے ان تمام آفتوں سے بچنے اور ہر سہ قوتوں کے باہمی تضاد کو رفع کرنے کیلئے قرآن پاک میں مکمل دستور العمل بنایا اور معوذتین میں ان قوائے ثلاثہ کے آفات سے تعوذ رب بتلایا۔

مضراتِ دینی ودُنیوی

چنانچہ سورۂ فلق میں تو ان چار آفتوں سے بچنے کے لئے انسان کو تعوذ سکھلایا گیا جو عالمِ اجسام میں اس کو ضرر دیتی ہیں اور اُمورِ دُنیویہ میں مُخل ہوتی ہیں۔ اور سورۂ ناس میں اس پانچویں شرِ عظیم سے بچایا گیا۔ جو عالمِ ارواح میں شیطان کی طرف سے اُسے لاحق ہوتا اور امورِ دینیہ میں رخنہ اندازی کرتا ہے۔

تنبیہ دوم

چونکہ انسان مختلف عناصر واجزائے عالم سے ترکیب دیا گیا ہے اور اس حقیقتِ جامعہ کی تقویم وتخمیر خالقِ کائنات نے خیر وشر ملکیت وبہیمیت وغیرہ سے فرمائی ہے۔ اور تمام مخلوقات کا انسان کو خلاصہ بنایا گیا ہے۔ اس کی زندگی ہر ایک مخلوق کی زندگی کا آئینہ ہے۔ اس لئے اس حقیقتِ جامعہ سے بڑھ کر تمام مخلوق میں کوئی حقیقت بھی نہیں ہے۔

کمالاتِ خداوندی کا ظہور نوعِ انسانی میں

اسی بنا پر کمالاتِ خداوندی اور صفاتِ باری عزّ اسمہٗ کا جیسا کامل ظہور انسان کی نوع میں ہوا ہے مخلوقات کی کوئی دوسری نوع اس طرح شئونِ الٰہیہ کو اپنے اندر جذب نہ کر سکی۔ باقی انسان کا ظلوم وجہول ہو کر عالم وعادل ہونا عقلاً کسی طرح بھی مستبعد نہیں۔ کیونکہ جس طرح وہ آئینہ جو ایک طرف سے سیاہ ہو اور اپنی دوسری جانب سے نہایت چمکدار وصاف شفاف ہو، عکس آفتاب ومہتاب کو قبول کرسکتا ہے اور آفتاب ومہتاب کی پوری نورانیت کو اپنے اندر جذب کرسکتا ہے دو رُخا آئینہ یا سنگِ سیاہ ہرگز نورِ آفتاب کو جذب نہیں کر سکتے۔ اسی طرح انسان کے بھی دو ہی رُخ اس کے پروردگار نے بنائے ہیں۔ ایک جہت اس کی ناسوتی ہے جو اپنے اندر جہالت وظلمت، بہیمیت وسبعیت، تاریکی وغفلت رکھتی ہے اور دوسری جہت اس کی ملکوتی ہے جو اپنے اندر علم وعدل، ملکیت ونورانیت رکھتی ہے۔

انسان کو ہر مخلوق سے مشابہت ہے

اسی لئے انسان فرشتوں کے مشابہ بھی ہے اور بہائم کے مانند حرص شہوت میں چار پاؤں کی طرح ہے تو مکر و فریب میں شیطان کے ہم پلّہ ہے، ایذا رسانی قتل و غارت، کشت و خون میں درندوں کے مشابہ ہے تو عبادت و معرفتِ خالق میں فرشتوں کا ہمسر ہے اپنے تن و قد میں شجر و حجر کا نمونہ ہے تو نورانیت میں کواکب و سیارات کی طرح منور اور روشن ہے۔

انسان کے متضاد مادّے

ایک طرف اگر رذائل کے فاسد مواد بغض و حسد و کینہ و عداوت، بے رحمی و ایذا رسانی، نفاق و شقاق پائے جاتے ہیں تو دوسری طرف احسان و مروّت، محبت و مصالحت، پاکبازی و دانائی کے ملکات بھی قدرت نے اس میں ودیعت فرمائے ہیں۔ اسی لئے ہر مخلوق کا رنگ انسان پر آتا ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسانی زندگی کے آئینے سے اپنا رنگ ظاہر کرے اور توفیقِ ربانی کا اقتضا ہے کہ انسان پر خدائی رنگ آئے صِبْغَةَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً الآیۃ۔ غرض اس میں جہاں خیر کا گزر ہوتا ہے شر بھی اُسی کے ساتھ ساتھ لگا رہتا ہے۔ اگرچہ انسان کا مزاج اصلی فطرتِ اصلیہ کے لحاظ سے مائل بخیر ہی ہے اور اس میں غلبہ خیر ہی کا ہے۔ مگر بسا اوقات شرور کائنات اور تربیت والدین اور ناثراتِ گرد و پیش انسان کو کچھ سے کچھ کر ڈالتی ہیں۔ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔

فطرتِ سلیمہ اور شرورِ کائنات

یہی وجہ ہے کہ انسان اگر آفات و حوادثاتِ عالم سے بچا رہتا ہے تو اس کی فطرتِ اصلیہ یعنی اخلاقِ حسنہ کی تعمیر ہونے لگتی ہے اور ایسا انسان فرشتوں سے بھی گوئے سبقت لیجاتا ہے اور ایسے انسان کی بُرائیاں اس کے تعلّق مع اللہ کے درست رہنے کی وجہ سے اس کے حق میں ایسی ہی طرح مفید ہو جاتی ہیں۔ جس طرح انسان کی نجاست اس کے پیٹ میں رہنے سے یا زمین کے اندر ملا دیئے جانے سے ہر دو کے حق میں ترقی و قوت کا ذریعہ بنجاتی ہے۔

بحالتِ نافرمانی، انسان بہائم سے بھی بدتر ہے

اور اگر شر و فساد اس میں غلبہ کر لیتے ہیں تو انسان جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ بہائم میں جو قوتِ سبعی و بہیمی ہے اس کو اپنے پروردگار کے تابع فرمان رہ کر تو صرف کرتے ہیں اور انسان تو بالکل انہی جیسا بے حس و بے شعور ہوتا ہے۔ نہ اپنی فطرتِ اصلیہ پر رہتا ہے۔ نتیجہ یہی ہے کہ انسان جانوروں سے بھی بدتر بن جاتا ہے۔ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا۔ یعنی گو ظاہر میں انسان بحالتِ نافرمانی سُنتا بھی ہے اور سمجھتا بھی ہے۔ مگر چوں کہ مالک سے اپنا تعلّق قطع کر چکا ہے۔ اسلئے چوپاؤں سے بھی بدتر ہے۔ کیوں کہ ان کا تو رُخ ہی سفلی ہے وہ چلتے بھی ہیں تو اس طرح کہ زمین کو دیکھ رہے ہیں اور انسان کا رُخ باوجود علوی ہونے کے جب اس کی یہ دنائت ہے تو وہ بہائم سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

فطرتِ انسانی میں غلبہ خیر ہی کا ہے

بہر حال انسان کے فطرتِ اصلیہ کے مائل بخیر ہونے کی کیفیت بعینہٖ طبِ یونانی کے اُس معجونِ مرکب کی طرح پر ہے کہ جس کو کسی حاذق طبیب نے مختلف متضاد اجزاء سے ترکیب دے کر نسخہ کا مزاج ایسا معتدل بنا دیا ہو کہ یہ نسخہ ہر ایک مریض و مرض کیلئے تریاق بن جائے۔ گو نسخہ کے اجزاء کو اگر الگ الگ کر کے دیکھا جائے تو ان میں وہ خوبی اور لطافت نہیں ہوتی۔ جو مجموعے میں ہوتی ہے۔ لیکن طبیبِ حاذق کا کمال یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنی پُرحکمت ترکیب سے مختلف اجزاء کو ملا کر مجموعہ میں وہ تاثیر و تریاقیت پیدا کر دے جو ہر مرض اور ہر روگ کا استیصال کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص ایسے مرکب کو پوری جانچ پڑتال کے ساتھ بناتا ہے اور اوزانِ مقررہ و اجزائے معینہ کے ساتھ یہ نسخہ تیار کرتا ہے تو ایسا مرکب ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر خارج سے ایک تولہ زہرِ ہلاہل اس مرکب میں ملا دیا جائے تو ظاہر ہے کہ اس مرکب کا مزاج طبعی قطعاً بدل جائے گا۔ اسی طرح حق تعالیٰ شانہ نے بھی انسان کو خیر و شر کے مادّوں سے ترکیب دیکر الہامِ فطری سے اُن میں باہم اعتدال و توازن کی استعداد قائم فرما کر کچھ انسان کا مزاج اصلی ایسا لطیف بنا دیا ہے کہ اُس کا مجموعی مزاج عالَم کے لئے تریاق بن گیا ہے۔ اور اس توازن و تناسب سے جوہرِ انسانیت، کرامتِ عقل، و شرافتِ نور پیدا ہو کر تمام مخلوق اس کے تابع اور سرنگوں ہو گئی ہے۔ یہ ایک علیحدہ چیز ہے کہ شیطانی اثرات اور شرورِ کائنات کے مل جانے سے انسانی ترکیب میں فساد آجائے اور اس کا فطری مزاج سرتاپا شر بن جائے۔

متضاد قوائے انسانیہ میں تربیتِ خداوندی کی فطری ضرورت

غرض انسان کی ترکیب اور اس کی تقویم و تخمیر خیر و شر ملکیت و بہیمیت سے کی گئی ہے اور ان متضاد خواہشات میں انسان مدت العمر گرفتار رہتا ہے۔ کیونکہ بہیمیت و شیطنت کا اقتضا تو یہ ہے کہ انسان دن رات لہو و لعب تلذذ و تعیش میں گھرا رہے۔ سبعیت کا اقتضا یہ ہے کہ انسان دن رات فتنہ و فساد، جنگ و جدال، کشت و خون، لوٹ مار اور انا و لا غیری کا علم بلند کرتا رہے اور ملکیت کا اقتضا یہ ہے کہ روح انسانی کمالاتِ روحانی میں روز افزوں ترقی کرتے ہوئے عالمِ آخرت کے لئے ذخیرہ جمع کرے اور مبدأ و معاد کی طرف مشغول رہ کر نجات ابدی و حیاتِ سرمدی کی مستحق بنے ایسی متضاد خواہشات میں ایک کی رہنمائی اور مدد کی ضرورت ہے۔ جو ان متضاد قوتوں سے انسان کو ترکیب دینے والا اور اس کے قوائے ثلٰثہ میں اعتدال پیدا کر کے جوہرِ انسانیت سے بزم عالم کو بجانیوالا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ یہ تضاد کسی طرح بھی انسان کو نجات نہیں دلا سکتا۔

تنبیہ سوم

توحیدِ خالص و تعلیم ربّانی کا خلاصہ

یہ ایک حقیقت ہے جو ہر ایک ملت کے نزدیک مسلّم ہے کہ انسان کا

کمال اس کی روحانیت کے کمال کی وجہ سے ہے۔ ورنہ سبعیت و بہیمیت کی قوتوں میں تو حیوان اور سباع و بہائم انسان سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اس لئے تعلیم ربانی اور توحیدِ خالص یہ ہے کہ ملکیت و بہیمیت و سبعیت کے ہر نفع و ضرر، رنج اور راحت میں انسان برابر دروازۂ الٰہی کو کھٹکھٹاتا رہے۔ جلبِ منفعت کی صورت ہو یا دفعِ مضرت کی۔ آفاتِ ارضی، انسان پر حملہ آور ہوں یا بلیاتِ سماوی، انسان برابر پناہِ الٰہی طلب کرتا رہے اور مدت العمر طاعت و شفقت عبادت و مروت سے اپنی ملکی قوت کو اوجِ ترقی پر پہنچاتا رہے اور اپنے اعضاء و جوارح سے خالقِ ذوالجلال کی تعظیم بجالاکر ہمیشہ آسمانی ہدایات ہی کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنادے۔ اور ملکیت کے جس درجہ پر بھی پہنچے اس پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اس سے اوپر کا مرتبہ حاصل کرنیکی کوشش کرے۔ اس لئے کہ ذات و صفاتِ خداوندی کی تجلیات اور نزدیکیٔ حق کے مراتب کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہرچہ بروے میرسی بروے مالیست

تنبیۂ چہارم

چونکہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ انسان کو دیگر مخلوقات سے مناسبت و مشابہت حاصل ہے اس لئے اب ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ جن آفات و شرور سے عالمِ اسباب میں انسان کو سابقہ پڑتا ہے اور جن سے حق تعالیٰ شانہٗ نے معوذتین میں استعاذہ سکھلایا ہے، ان میں بھی انسان کو دیگر مخلوقات سے مشابہت حاصل ہے۔ حقیقت میں جس طرح درخت اپنے تردد و پرورش میں باغبان کی محنت و تربیت، آسمان و زمین، اور آب و ہوا وغیرہ کا محتاج ہے اور اسی وقت حدِ کمال پر پہنچتا ہے۔ جب آفاتِ نباتی سے بھی بچا رہے۔ اسی طرح انسان بھی اسی وقت حدِ کمال پر پہنچتا ہے۔ جب کہ آفاتِ جسمانی و روحانی سے محفوظ رہ جائے۔ جس طرح آفاتِ انسانی پانچ قسموں پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح آفاتِ نبات بھی پانچ قسم کی ہیں۔

آفاتِ عالمِ نباتات

① سب سے پہلی آفت تو درخت کے حق میں یہ ہے کہ وہ سبزہ خوار جانوروں کے دندان و دہن کا لقمۂ تر بن جائے چنانچہ جبتک درخت کی ایسے جانوروں سے حفاظت نہ کی جائے گی جن کی جبلت ہی میں سبزہ خوری قدرت نے رکھدی ہے اس وقت تک درخت ہرگز نشوونما نہ پاسکے گا نہ اپنے مالک کیلئے مفید الثمر ہو سکے گا۔

② دوسری آفت درخت کے حق میں یہ ہے کہ اس پر بادِ طوفانی، اور برفباری، سیلاب و آتشزدگی جیسے ناگہانی آفات پڑجائیں۔ یہ آفات بھی ایسی ہیں کہ جبتک درخت کو اُن سے نہ محفوظ رکھا جائے گا۔ ہرگز اپنے شباب کو نہ پہنچ سکے گا۔

③ ان حفاظتی تدابیر کے ساتھ درخت کے بڑھنے اور پھلنے کیلئے اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ فیوضِ عناصرِ عالم اور فیوضِ آفتاب و ماہتاب سے ایسے معتدل طریقے پر اس مخلوق کو تمتع کا موقعہ دیا جائے کہ ان کی افراط و تفریط سے درخت کو کوئی گزند نہ پہنچے اگر درخت ان کے فیوض سے محروم رہے گا یا ان مؤیداتِ ستہ سے اس کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا تو بے شک درخت کے حق میں یہ بھی ایک بہت بڑی آفت ہوگی اور وہ ہرگز نہ پنپ سکیگا۔

④ چوتھی آفت درخت کے حق میں یہ ہے کہ جب وہ حدِ کمال پر پہنچ جائے اور ہر قسم کے تغیرات و حوادثِ عالم کا عادی ہو کر مقابلہ کی قوت اس میں پیدا ہو جاوے تو باغبان کے حاسد اور دشمن بربنائے خصومت و عداوت درخت کے برگ و بار کاٹ ڈالیں یا اس کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں اور زمین کی قوتوں کے اس مظہر کو جس کو ربِ نبات نے پانی سے پھیلایا تھا اور ہوا سے بڑھایا تھا۔ آفتاب و مہتاب کی نورانیت نے جس کو پکایا تھا۔ اور انسان کی محنت و کاوش نے اس کو تناور کیا تھا۔ آن کی آن میں دشمن اس کی جڑ پر کلہاڑا بجا کر برسوں کی یہ محنت برباد کردیں ــــ ظاہر ہے کہ یہ چوتھی آفت بھی درخت کے حق میں عظیم الشان آفت ہے۔

⑤ پانچویں غیر محسوس آفت درخت کے حق میں یہ ہے جو ہمارے خیال میں ان سب سے بڑھ کر ہے کہ درخت کی جڑ اور اس کے سویدائے قلب میں دیمک لگ جائے جو گھن کی طرح اس کو چاٹ کر اندر ہی اندر کھوکھلا کر دے اور تھوڑے ہی دنوں میں اس کے مغز کو کھا کر درخت کو ضائع کر دے۔ ظاہر میں تو درخت تندرست معلوم ہوگا۔ لیکن اندر ہی اندر یہ درخت فنا ہوتا چلا جائے گا۔ جب ان پانچ آفتوں سے درخت محفوظ ہو جائیگا۔ تب ہی اپنے مالک و باغبان کے حق میں مفید الثمر ہو سکے گا۔

اسی طرح انسان بھی اُسی وقت اپنے مالک و معبود کے حق میں کارآمد ہوگا۔ جب مندرجہ ذیل پانچ آفتوں سے حق تعالیٰ کے بتلائے ہوئے اصول کے ماتحت اپنا تحفظ کرلے گا۔

آفاتِ انسانی

شَرِّ مَا خَلَقَ۔ جس طرح ہر درخت کے لئے کچھ سبزہ خوار جانور ہوتے ہیں کہ جب اُن کا قابو چل جاتا ہے تو درخت کا ستیاناس کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اسی طرح سانپ، بچھو اور تمام سباع و بہائم انسان کو جب پا لیتے ہیں تو ستائے بغیر نہیں چھوڑتے۔ جب انسان اپنے اس قسم کے دشمنوں سے بچ نکلے گا۔ جن کی جبلت و خصلت ہی میں مردم آزاری رکھ دی گئی ہے اور مخلوق کے شر سے بچا رہے گا۔ تب ہی خدا کی عبادت کے فریضے کو مکمل کر کے اپنی عمرِ طبعی کے سرمایہ کو ساتھ لیجا سکے گا غرض جبتک شَرِّ مَا خَلَقَ سے انسان مامون نہ ہوگا۔ اس وقت تک اپنے مقاصدِ حیات کو مکمل نہ کر سکے گا۔

باغِ ہستی کے مختلف ثمرات

چونکہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے باغِ ہستی میں ہر قسم کے پودے نصب فرمائے ہیں۔ اسمیں ظلمانی بھی ہیں اور نورانی بھی، کڑوے بھی ہیں اور میٹھے بھی، خاردار بھی ہیں اور ثمردار بھی، نیک بھی ہیں اور بد بھی، رحم دل بھی ہیں اور موذی بھی۔ پھر ایک مخلوق دوسری مخلوق کو اپنے کام میں لاتی اور اپنا آلۂ کار بناتی ہے چنانچہ شیر، بھیڑ، بکری کو کھاتا ہے۔ شیر کے حق میں بکری "خیر" ہے۔ اور بکری بھیڑوں کے حق میں شیر "شر" ہے اس لئے مخلوقات کا شر خواہ وہ اضافی ہو یا معنوی، روحانی ہو یا جسمانی، جبتک اس سے نہ بچے گا اُسوقت

تک وہ "ما خلق" کی مضرت اور مخلوق کے ضرر سے ہرگز مطمئن نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا پہلے شرِ ما خلق سے اجمالی و اصولی طور پر تمام شرور سے استعاذہ اور ان سے پناہ طلب کرائی گئی جو مخلوق میں انکی اصل کی خرابی کیوجہ سے لازم ہیں۔ البتہ اضافی شر میں تفاوت کمی و بیشی ضرور ہوتی رہتی ہے۔ اسی لئے جو شر خاص اور حد درجہ مضرت رساں ہیں شرِ ما خلق کے بعد صراحتاً ان کو ظاہر فرما دیا گیا۔

خیر و شر کے اعتبار سے مخلوق کی تین قسمیں ہیں

خیر و شر کے اعتبار سے مخلوق کی تین قسمیں ہیں۔ خواہ وہ اختیاری ہوں یا غیر اختیاری اور اسی کمی بیشی خیر و شر کے اعتبار سے مخلوق بھی تین طرح کی قرار دی گئی ہے۔

(الف) ایک قسم تو مخلوق کی یہ ہے کہ ان میں خیر غالب ہے اور شر مغلوب اور بعض میں معدوم اور کالعدم جیسے انبیائے کرام اور ملائکۃ المقربین کہ ان میں شر معدوم ہے یا کالعدم ہے اور اولیاء الرحمٰن جن میں شر مغلوب ہے اور خیر غالب ہے۔

(ب) دوسری مخلوق وہ ہے جن میں شر غالب ہے اور خیر مغلوب ہے۔ جیسے شیطانِ رجیم اور موذی جانور یا شیاطین الانس والجن وغیرہ۔

(ج) تیسری مخلوق وہ ہے کہ جن میں خیر بھی ہے اور شر بھی ہے اور ایکدوسرے کیلئے کبھی کوئی خیر بن جاتا ہے۔ کبھی شر (ماخوذ از فتح العزیز) بہرحال شر تمام مخلوق کے لئے لازم ہے۔

لہٰذا شرِ ما خلق میں اس شر سے ابتدائً تعوذ سکھلایا گیا ہے جو عالمِ خلق کے ساتھ لازم ہے اور جس کی وجہ سے مخلوق اپنے وجود میں نقص دیکھ کر خدا کی خدائی اور اس کے کمال و یکتائی پر شاہد ہوتی ہے۔

اقسامِ شر اور اُن کا باہمی فرق

اصل یہ ہے کہ انسان کے مادّہ اور اُس کے خمیر میں جو عیب و شر پایا جاتا ہے باعتبار اپنے وجود و آثار کے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شر بالقوہ، دوسرے شر بالفعل۔ شر بالقوہ جو ہر انسان کے مادہ اور خمیر میں پایا جاتا ہے۔ شرِ تقدیری اور شرِ ما خلق کہلاتا ہے اور ہر مخلوق کی اصل اور گُنہ میں بیج کی طرح قدرت کی طرف سے بکھیر دیا گیا ہے اور شر بالفعل والعمل موجوداتِ عالم کے ظہور کے بعد اُن کے کسب و عمل سے بعینہٖ اُسی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کسی تخمِ شجر کو سپردِ خاک کرنیکے بعد اُس کی آبیاری و تردّد سے اُس کے برگ و بار نمودار ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا جیسے ہر تخمِ شجر کے متعلق اس کی ہیئت و صورت کے لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ لا یزید ولا ینقص یعنی نہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے۔ بلکہ قدرت نے جو مقدار اور قوت اُن کے اندر پیوست فرما دی ہے۔ اس لحاظ سے ہر تخمِ شجر اپنے اندر شجرِ کامل رکھتا ہے۔ چنانچہ یہ ممکن نہیں کہ گیہوں کے ایک دانہ سے تو کامل درخت اُگے اور دوسرے سے ناقص یا ایک دانہ تو ایک قسم کا درخت اُگائے اور دوسرا دانہ دوسری نوع کا درخت نمودار کرے۔ ہاں مگر فیضِ آفتاب و مہتاب کی کثرت و قلت اور عناصرِ اربعہ کی تائید و مخالفت البتہ اس تخمِ شجر کے بڑھنے اور پھلنے اور کامل درخت کو اپنے اندر سے باہر لانے میں مختلف احوال و آثار پیدا کر سکتی ہے۔ زمین کے نقصان و کمال سے بیشک کہا جا سکتا ہے کہ فلاں درخت ناقص اُگا ہے یا سرے سے تخم ہی سوخت ہو گیا ہے اور فلاں درخت کامل اُگا ہے اور حدِ کمال پر پہنچ گیا ہے۔

تخمِ خیر و شر کا تعلق زمینِ قلب سے

اسی طرح عالمِ باطن میں زمینِ قلب کے ہر تخمِ خیر و شر کیلئے بھی تقدیرِ الٰہی اپنے اندر ایک خاص اندازہ و مقدار رکھتی ہے یعنی جس مقدور کے لئے علمِ باری میں جو بھی مقدر ہو چکا ہے۔ اس مقدار سے نہ وہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے۔ اسی لئے شر تکوینی و شرِ تقدیری میں نہ کمی آسکتی ہے نہ زیادتی بلکہ جتنا شر اور خیر جس کے خمیر میں رکھ دیا گیا ہے اُسی قدر وہ اپنی عمر میں اپنا دائرۂ وسیع کر سکتا ہے اس سے زائد نہیں کر سکتا۔ البتہ عالمِ باطن کی زمینِ قلب میں جب یہ تخمِ شر یا تخمِ ایمان ملا دیا جاتا ہے تو اس تخمِ سعادت و شقاوت کو ملا دینے کے بعد انسان کو کسبِ خیر و شر میں مجاز و مختار کر دیا گیا ہے۔ یعنی چاہے تو انسان نیک عمل سے تخمِ ایمان کو تر و تازہ کر کے شجرِ طیبہ اپنے دل میں اُگا لے اور چاہے تو عملِ بد سے شجرِ شیطنت پیدا کر لے جیسا کہ ایک کاشتکار اپنی کھیتی کے تردّد پر درس کامل سے غلے کا ڈھیر اپنے ہاں لگا سکتا ہے اور تردّد نہ کرنے کی صورت میں تخم ہی سوخت کر دیتا ہے۔

دائرۂ عملِ خیر و شر اور مسئلہ جبر و قدر

غرض دائرۂ عملِ خیر و شر اور تخمِ سعادت و شقاوت کی مثال بعینہٖ ایسی ہی ہے جیسا کہ دائرہ کا وہ نقطہ و مرکزِ اول، جس پر تمام چھوٹے بڑے دائرہ کا آغاز و اختتام ہوتا ہے اور ہر دائرہ اپنی گردی الشکل ہونے میں اس نقطہ کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ مرکز اور نقطہ نہ ہو تو دائرہ ہی قائم نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ نقطہ بحیثیت نقطہ نہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے۔ ہاں مگر خطوط مربع و مثلث و مستطیل اور اُن کے آثار کے لحاظ سے گھٹ بھی سکتا ہے اور بڑھ بھی سکتا ہے یعنی جتنا چاہے چھوٹا دائرہ کھینچ لیا جائے اور جتنا چاہے بڑا دائرہ کر لیا جائے۔ یہ انسان کا بیشک ایک اختیاری فعل ہے۔ اسی طرح نقطہ ہائے خیر و شر تو صانعِ کرۂ سماوی و ارضی کی طرف سے ہر ایک انسان کے دل پر منقش و مرتسم فرما دی گئی ہیں یعنی نہ اپنی طاقت سے زیادہ کوئی خیر کر سکتا ہے نہ شر پیدا کر سکتا ہے نہ انہیں بالکل ہی معدوم کر سکتا ہے۔ البتہ خیر و شر کے دائرۂ عمل میں ضرور گھٹا بڑھا سکتا ہے۔ اپنے نقطہ ہائے ملکیت و سبعیت و بہیمیت سے جس قسم کی چاہے مربع مثلث و مستطیل شکلیں عمل میں لا سکتا ہے۔ کیوں کہ دائرۂ خیر و شر کا گھٹانا بڑھانا انسان کے کسب و ارادہ و قدرت پر محول و موقوف کر دیا گیا ہے۔

اگرچہ تقدیراً و خلقتاً تخمِ سعادت بہ نسبت تخمِ شقاوت کے زیادہ پھیلاؤ اور بڑھاؤ رکھتا ہے اور یہ دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ کوئی دائرہ اس سے بڑھ کر نہیں۔ لیکن شجرۂ طیبہ کا شجرِ شیطنت کو معدوم و مغلوب کر دینا۔ بہرحال انسان کے تزکیۂ قلب اور اعمالِ حسنہ و ریاضاتِ شاقہ ہی پر موقوف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی انسان تو اپنے اعمالِ شر سے تخمِ شر کی آبیاری کر کے اپنے دل کی زمین میں شیطنت کے خاردار درخت اُگا لیتا ہے اور اپنی زندگی کو دوزخ کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ شیطنت کے کامل رسوخ ہو جانیکی

وجہ سے انسان ثمراتِ جہنم کو دنیا میں ہی چکھنے لگتا ہے۔ اور اپنے نقطۂ شرِ تقدیری کو اعمالِ بد کی پرکار سے کھینچ کھینچ کر قلب کے ہر جانب محیط و مستولی کر لیتا ہے۔ آخر انسان مراتبِ شقاوت طے کرتا ہوا شیطان کے ہم مرتبہ و ہم پیشہ بن جاتا ہے اور کوئی شخص اپنی دل کی زمین میں اعمالِ حسنہ کی آبیاری سے تخمِ ایمان کو پھیلا کر شجرہ طیبہ بنا لیتا ہے اور تمام اخلاقِ حسنہ وملکاتِ فاضلہ کے پھول پھل لگا کر سعادتِ دنیا و عقبیٰ کے لذائذ بدیہ و نعمتہائے سرمدیہ سے مالا مال ہوتا ہے اور دنیا ہی میں جنت کے مزے لوٹنے لگتا ہے اور اپنے نقطۂ خیر کو کسب محمود سے بڑھا چڑھا کر اپنے دائرۂ خیر و عمل کو اس قدر وسیع کر لیتا ہے کہ ہزاروں بے ٹھکانے اور خدا سے بیگانے انسان اس کی معرفت سے نورِ ایمان پا لیتے ہیں۔

تخمِ شر اور اس کے آثارِ اربعہ

الغرض شرِ ما خلق کو تو شرورِ کائنات میں بمنزلۂ تخم کے سمجھیے اور اس شرِ مطلق و تخمِ شیطنت سے استعاذہ کو کل شرورِ کائنات سے استعاذہ قرار دیجیے۔ جس کا فردِ کامل شیطان ہی ہو سکتا ہے اور بقیہ جو شرورِ اربعہ و شرِ غاسقٍ اذا وقب۔ شرِ النفّٰثٰتِ فی العقد۔ شرِ الوسواس الخنّاس شرِ حاسدٍ اذا حسد شرِ ما خلق کے بعد معوذتین میں لائقِ استعاذہ قرار دیئے گئے ہیں۔ ان کو تمام شرورِ ظاہری و باطنی کا خلیفہ اور نائب سمجھیے۔

تخمِ خیر اور اس کے آثارِ اربعہ

اور کیا عجب ہے کہ حضرت ربّ الفلق حکیمِ مطلق جل مجدہٗ نے جس طرح شیطان کو تمام شرورِ کائنات کا مغز و خلاصہ بنایا ہے۔ چنانچہ شجرِ شیطنت کے لئے شیطان بمنزلۂ تخم کے ہے تو شرورِ اربعہ مذکورۃ العدد بمنزلۂ برگ و بار ہیں۔ ٹھیک اسی کے بالمقابل خیرِ اعظم نورِ مجسّم حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان شرورِ اربعہ کے بالمقابل چار خلیفہ راشد اسی لئے ہر ایک خلیفۂ شر کے مقابلے کے لئے عطا کئے گئے ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے لحاظ سے شجرِ نبوت کے برگ و بار ہیں تو خود سرورِ عالمؐ اولین و آخرین کی تمام نیکیوں اور بھلائیوں کا سرچشمہ و سرمنشا ہونے کی وجہ سے شجرِ نبوت و سعادت کے لئے بمنزلۂ تخمِ خیر کے ہیں اور جب کہ شجرۂ خیر و سعادت میں خلفائے راشدین کا یہ مخصوص درجہ ہے،

شجرِ نبوّت و شجرِ شیطنت کے تاثیراتِ متضادّہ

شجرِ نبوت — شجرِ شیطنت

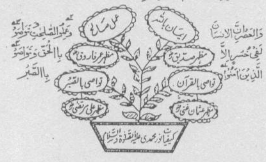
مظہرِ خیر — محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — ما خلق

مظہرِ شر — شیطان — ما خلق

جس کو آپ نے شجر ہائے بالا میں ملاحظہ کیا ہے تو اب خلفائے راشدین کی سیرت اور ان کی عملی زندگی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے:۔

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شئون اربعہ

اور ان کے مظاہر اربعہ یعنی خلفائے راشدین



او خلفائے راشدین کو کیفیاتِ بالا کا بالترتیب مظاہرِ اربعہ تسلیم کرتے ہوئے اس پر بھی غور فرمائیے کہ ان میں سے کونسی کیفیتِ "نبوت" کی کونسے "شر" کیلئے مزیل و دافع ہے اور اُن کیفیاتِ نورانیہ کا ان کیفیاتِ شیطانیہ کے ساتھ کیا مصلحانہ علاقہ ہے۔

حضرات شیعہ کی ذہنیتِ معکوسہ

اور اگر کوئی نادان مظاہرِ اربعہ یعنی خلفائے راشدین کو شرورِ اربعہ کے مظاہر کے ساتھ ساتھ مرتب و مربوط نہ جانے اور خلاف اشارہ ترتیبِ قرآنی خلفائے راشدین میں بادل کو آخر اور آخر کو اوّل سمجھنے لگے تو یہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسے کوئی جاہل طبیب ایلوے کو ذائقہ کی درستی کیلئے تجویز کر دے۔ یا شیرینی کا استعمال، ایلوے کی جگہ کرائے، ظاہر ہے کہ ایسے نادان طبیب کے متعلق ہر شخص یہی کہے گا کہ قدرت نے اس کی قوتِ تمیزہ کو سلب کر لیا ہے اسی لئے یہ شخص ایسی خلاف فطرت تجویزیں کرتا ہے۔ یہی حال اس فرقہ غالی کا ہے۔ جو خلفائے راشدین میں ایک کو افضل اور دوسروں کو کمتر بتلا کر تبرائی بنتے ہیں۔ نہیں سمجھتے کہ آفتاب کے بعد جس طرح مہتاب کی ضرورت ہوتی ہے اور مہتاب کے بعد جسطرح کواکب و سیارات کی اسی طرح کیفیاتِ نبوت کے اعادہ کے وقت میں بھی خلفائے راشدین میں قدرت نے وہی ترتیب ملحوظ رکھی ہے جو کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملحوظ رکھی گئی تھی اور جب کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی چار ممتاز شانوں کے مظاہر خلفائے اربعہ ہوئے تو اب خود بخود واضح ہوتا ہے کہ:۔

مظہر ایمان باللہ

ایمان باللہ کی کیفیت و شان ایمانِ محمدیؐ کے مظہرِ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ لہٰذا نورِ ایمان پر جو حملۂ شرِ غاسق، مثل خسوفِ قمر ہوتا ہے۔ اُسے صدیقیت ہی دفع کر سکتی ہے اور اس باطنی زہر کیلئے بھی تریاقِ صدیقی قدرت نے رکھا ہے۔

مظہر عمل صالح

اسی لئے عملِ صالح، وکسب محمود، جہاد فی سبیل اللہ کی کیفیتِ نبوت میں شانِ عملِ محمدی کے مظہرِ ثانی حضرت الناطق بالصواب عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لئے کہ ہر قسم کی آفاتِ جسمانی و روحانی جبن و نامردی کی کیفیاتِ شیطانی نے جب بھی اس خلیفۂ راشد اور حکومتِ صالحہ کے زیرِ اقتدار فرمانبرداروں کو اپنے مکاید و وساوس کی گرہوں میں جکڑ بند کرنا چاہا اور شر النفثٰت نے جب بھی مسلمانوں کو اپنے حسن و فسوں سازی سے حبِ دُنیا و کراہیتِ موت کی طرف لانا چاہا تو حضرت فاروقِ اعظم رض نے کفر و شیطنت کی ان سب مکاریوں اور عیاریوں کا یکسر قلع قمع کرنے کیلئے جہاد فی سبیل اللہ و فتوحاتِ اسلامی کے عمل سے وہ دبدبۂ دینِ محمدی ؐ قائم کیا جس سے شیطنت کے کید و مکر و زود نامردی و بزدلی و کاہلی کافور ہو گئی۔ اور کوئی حربۂ شیطنت عمالِ خلافتِ راشدہ پر مؤثر نہ ہو سکا۔ غرض شیطنت کے اس جملہ کے لئے تریاقِ فاروقی ہی مؤثر ہے۔

مظہرِ تواصی بالقرآن

علیٰ ہذا مسلمانوں کے اندر قرآن کریم کی روح پیدا کرنے اور ان کے حلقۂ اثر کو وسیع کرنے کیلئے مظہرِ انوارِ سید الثقلین حضرت عثمان ذی النورین رض نے جب وصیت بالقرآن سے شیطنت کے حملۂ حسد کو جمیع قرآن فرما کر ہزیمت دی اور آخر راہِ خدا میں حاسدوں پر اتمامِ حجت فرماتے ہوئے جان کی بھی پرواہ نہ کی تو اس سے معلوم ہوا کہ حسدِ حاسد کا علاج اگر ہے تو وہ تمسک بالقرآن اور تواصی بالقرآن ہی ہے۔ غالباً یہی سبب ہے کہ اگر کوئی شخص دولتِ قرآن پر حسد و غبطہ بھی کرے تو شیطان اس سے خوش نہیں ہوتا۔ کیوں کہ یہ اس کیفیت کا صحیح استعمال ہے۔ علیٰ ہذا اگر کوئی شخص دولتِ دُنیا کو راہِ خدا میں لٹائے جب بھی شیطان راضی نہیں ہوتا۔ غرض اس تیرِ شیطانی مرض کا تریاق عثمانیت ہی ہو سکتی ہے۔

مظہرِ تواصی بالصبر

اور تواصی بالصبر کے مظہرِ رابع مظہر العجائب والغرائب حیدرِ کرار شیرِ خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں جو مجاہدِ عالمِ باطن بھی ہیں۔ اور مجاہد فی سبیل اللہ بھی اور جہاد بالنفس میں وہ شانِ نبوتِ محمدی ؐ کے اعلیٰ وارفع نمونہ جامع بھی۔ اسی لئے شیطانِ لعین کے مکاید و وساوس جب عالمِ باطن میں مؤمنین پر حملہ آور ہوتے ہیں تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سلسلۂ رشد و ہدایت باطنی اور تزکیۂ نفسِ انسانی کیلئے اولیاء اللہ کے سلاسلِ نوریہ نسلِ مسلمین میں اس طرح قائم فرمائے کہ جو بھی شیطان کا بہکایا ہوا راہِ راست پر آنا چاہے اور حضرت مدینۃ العلم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متوسل ہونا چاہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان سب کے لیے بمنزلہ دروازہ کے ہوں اور جو وسوسۂ شیطانی بھی قلوبِ انسانی میں آئے تو مجاہدِ عالمِ باطن حضرت علی مرتضیٰ اس زیغ و کجی کیلئے بمنزلہ تریاقِ مرتضوی نظر آئیں۔

معیارِ فضیلتِ خلفائے راشدین

اس تقریر سے یہ بھی نتیجہ بآسانی نکل آتا ہے کہ خلفائے راشدین جو شجرِ نبوت کے برگ و بار ہیں اور جو اپنے اپنے مرتبے و مظاہرِ شانِ نبوت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی ہیں اور ہر ایک ان میں سے جداگانہ امتیاز اور نمایاں مجد و شرف رکھتا ہے انہیں خلافتِ راشدہ کا تقدم و تأخر درحقیقت ترجیح کے لئے ایک درجہ میں ضروری تھا۔ لیکن مدارِ فضیلت صرف تقدم و تأخر نہیں ہے۔ بلکہ مرتبہ و کرامت ہے۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ جس طرح ایک مدت کے بعد ہر درخت اپنے پتوں کو زرد کر کے گرا دیتا ہے اور قدرت پھر نئے اوراقِ شجر اس پر لاتی ہے۔ اسی طرح شجرِ نبوت کے سب سے پہلے برگ و بار جب اس عالم میں خزاں پذیر ہو گئے یعنی خلفائے راشدین واصل الی اللہ ہو گئے تو ان کے بعد سچے جانشین یعنی مجددین و مصلحائے ملتِ اسلامیہ کے اوراقِ نورانیہ شجرِ نبوت پر قدرت ہر صدی اور ہر دورِ ضلالت میں لاتی رہتی ہے۔

منکرینِ اخبارِ غیبیہ پر تأسف و حسرت

اس کلام پر غور کرنے کے بعد عقل حیران ہے کہ کس طرح اور کیونکر مرزا غلام احمد آنجہانی کی انانیت نے ان کو بمقابلہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قسم کے دعوئ نبوت کی اجازت دی یا حضرات شیعہ کو حضرت علی رض کے محض خلیفۂ چہارم ہونے پر اہلِ سنت سے اس قدر کیوں برہم کر دیا اور جناب سر سید کو شیطان کے وجود کے انکار کی زحمت کیوں ہوئی۔ بجز اس کے کیا سمجھا جائے کہ شرِ مطلق کی کسی تجلی مظلم سے اُن کے دل و دماغ ماؤف ہوئے اور وہ صراطِ مستقیم سے اس طرح بھٹک گئے۔

خلاصہ تقریر ہٰذا کا یہ ہے کہ جس طرح شرّ ما خلق تمام شرور میں بمنزلہ تخم کے ہے اور شرورِ اربعہ بمنزلہ اس کے برگ و بار کے ہیں۔ اسی طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ تخمِ سعادت کے ہیں اور آپ کے خلفاء اربعہ نبوت کی کیفیاتِ اربعہ کے مظاہر ہونیکی وجہ سے شجرِ نبوت کے برگ و بار ہیں۔ سو برگ و بار خیر و شر میں کاٹ تراش، کمی بیشی، تجدد و تغذ تو ممکن ہے اور شیاطین الانس والجن اور انبیائے مرسلین و جانشینانِ سید المرسلین کی مساعی خیر و شر میں کمی زیادتی تو ہوتی رہتی ہے۔ لیکن تخم ہائے خیر و شر محض منجانب اللہ ودیعت کئے گئے ہیں۔ اُن میں نہ کوئی تغیر ہو سکتا ہے نہ تبدل۔ نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح مظہرِ خیرِ اعظم سے توسط لازمی ہے۔ اسی طرح مظہرِ شرِ اعظم سے تعوذ بھی ضروری ہے — کما اشار بہ تعالیٰ فاستعذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

استعاذۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں سے استعاذۂ انبیاء و استعاذۂ امت کے باہمی فرق پر بھی غور فرمایئے ——— سوچوں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام نبوت و رسالت اور قربِ سرکارِ احدیت کی وجہ سے نوعِ انسانی کے فردِ کامل ہوتے ہیں اور جنسِ ملکیت کی ایک نوعِ خاص اور ملک الناس کی تجلیِ ملکیت کے مظہرِ کامل ہیں۔ اس لئے ان کے ذنوب اور ان کے استعاذہ میں اور اُمت کے ذنوب اور اُن کے استعاذہ میں کم از کم وہی نسبت ہوگی جو زمین کو آسمان کے ساتھ ہوتی ہے اور اُن کے مراتبِ عشقِ الٰہی کی وجہ سے اُن کے خطا و ذنوب کی وہی صورت ہوگی جو عاشق و محبوب کے درمیان ہوا کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سلسلۂ یگانگت و محبت میں اول تو خطا و قصور سے تعرض ہی نہیں ہوتا اور اگر بمقتضائے عشق ہوتا بھی ہے تو اُن اخلاقی مجرموں کی طرح اُن کی خطائیں نہیں ہوتیں جن کو بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں کی وجہ سے سخت سے سخت سزائیں اُن کے گناہوں پر دی جاتی ہیں۔ بلکہ عاشق باوجودیکہ ہر آن اپنے محبوب کی دلداری ہی میں لگا رہتا ہے اور کوئی بات بھی اُس کی مرضی کے خلاف گوارا نہیں کر سکتا۔ مگر پھر بھی غایتِ تعلق کی بنا پر عاشق اپنے محبوب سے یہی کہا کرتا ہے کہ میں تمہارا قصور وار ہوں۔ للہ تم اپنی زبان سے ایک مرتبہ یہ کہہ دو کہ میں ہمیشہ تجھ سے

راضی رہوں گا اور جو تیری اگلی پچھلی خطائیں ہیں میں نے ان سب کو معاف کر دیا ہے۔ یہی حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقصیراتِ محبت کا اپنے محبوب و مالکِ حقیقی کے ساتھ ہے کہ یہاں صورتِ ذنب ہے۔ لیکن حقیقت میں ذنب نہیں ہے۔ غالباً اسی موقعہ کے لئے کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔ ؎

ہائے اس پیکرِ پابندِ وفا کی حالت
جو غریب اپنے خیالوں میں بھی آزاد نہیں

غرض انبیاء علیہم السّلام کی صورت ذنب کا جو تقابل بھی ہے وہ فرشتوں کے لحاظ سے ہے کیوں کہ انبیاء علیہم السّلام اپنے ایک مادّہ کے لحاظ سے فرشتے ہیں تو دوسرے مادّہ کے لحاظ سے وہ انسان بھی ہیں۔ بہر حال چوں کہ فرشتے معصوم الخلقت ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السّلام بوجہ تربیت پروردگار معصوم العمل ہوتے ہیں۔ اس لئے انبیاء علیہم السّلام کا استعاذہ شرِ تقدیری و شرِ ما خلق سے ہوتا ہے اور امّت کا استغفار و استعاذہ اپنے اعمالِ شریہ پر ہوتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک شخص تو احیاناً کسی کی کوئی چیز چرا کر توبہ کرے اور خدا سے اس شر سے پناہ مانگے اور دوسرا اس مادّہ سرقہ سے پناہ ربّانی طلب کرے جو اس کی نوع کے افراد میں پایا جاتا ہے۔

انبیاء علیہم السّلام مخلوق کے وکیل وزعیم ہیں

یہی صورت انبیاء علیہم السّلام کے استعاذہ شر و استغفارِ ذنوب کی بھی ہے کہ وہ اپنی نوع کے شرورِ مقدرہ و ذنوبِ مطلقہ سے پناہِ خداوندی طلب کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ انبیاء علیہم السّلام کی خلقت باشارۂ احادیث خاص طور پر مصور ارحام فرماتا ہے اور عالم ارحام ہی میں سے انبیاءؑ کی نورانیت تجلّی ریز ہونے لگتی ہے اور اس وجہ سے کہ اول تو ان میں مادّہ ذنب ہوتا ہی نہیں اور جو صورتِ ذنب بمقتضائے اشتراکِ بشریت و تقصیراتِ محبت ہوتی بھی ہے تو تربیتِ خداوندی اُسے زائل کرتی رہتی ہے۔ تاہم انبیاء علیہم السّلام کی ارواحِ سعیدہ کا نوعِ بشریت میں مقید ہونا ضرور کسی نہ کسی درجے میں اشتراک پیدا کرتا ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک مکان میں ایک آدمی تو نیک رکھ دیا جائے اور دوسرا بدعمل رکھا جائے۔ یا ایک تندرست ہو اور دوسرا مریض ہو یا ایک چور ہو اور دوسرا متقی ہو تو اگرچہ اپنے اپنے اوصاف و احوال کے لحاظ سے ایک کا دوسرے کے ساتھ کوئی اشتراک نہیں۔ مگر صحبت و معیتِ مکانی و زمانی ضرور اُن میں کسی نہ کسی درجے میں اشتراک قائم کرتی ہے اور ایک بھلے آدمی کیلئے یہی گناہ کیا کم ہے کہ اس کا کسی بُرے آدمی سے واسطہ ڈال دیا جائے۔ غرض آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا تعلق چونکہ کل بنی نوعِ انسانی سے ہے اور آپ تمام عالم کی معصیت و طاعت کو اسی طرح محسوس و مشاہد فرماتے ہیں۔ جیسا کہ ہم اور آپ خوشبو و بدبو کو محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کے استغفار و استعاذہ اور طلبِ قربت، و برداشتِ مہالک پر جو بشارت عفوِ تقصیراتِ بشریہ کی سُنائی گئی ہے وہ ان لفظوں کے ساتھ سُنائی گئی۔ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝۔

عفوِ تقصیراتِ محبّتِ نبوی

اس بشارتِ عظمیٰ میں صرف اکمالِ نعمت اور ھدایت راہِ مستقیم ہی کا جزو نہیں بلکہ فتح و نصرتِ ظاہری و باطنی کے ساتھ نہ صرف آپ کے واسطے پچھلی تقصیراتِ نوعی ہی معاف کی گئی۔ بلکہ آئندہ جو تقصیرات ہونے والی تھیں اُن سے بھی برأت و معافی سُنادی گئی اور عفوِ تقصیرات میں یہی فرق ہے، بادشاہانِ دُنیا میں اور ملک الناس میں کہ بادشاہانِ دنیا اوّل تو اپنے مقابل لوگوں کی تقصیرات سے درگزر نہیں کرتے، انتقام لئے بغیر نہیں رہتے اور اگر تقصیرات سے درگزر بھی کرتے ہیں تو پچھلی تقصیرات کو معاف کرتے ہیں اور خداوندِ عالم نے اپنے نبی محبوب کیلئے اگلی اور پچھلی دونوں تقصیرات کو نظر انداز فرما دیا بظاہر یہ بات ذرا فہم میں نہیں آتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ معصوم العمل ہیں تو پھر آپ کی تقصیرات کیا تھیں جو معاف فرمائی گئیں۔ دوسرے اگر معافی دی بھی گئی ہے تو پچھلی تقصیرات پر دی جانی چاہیئے تھی۔

مقتضائے بشریت اور انبیاءؑ

اگلی تقصیرات جن کا ابھی وقوع بھی نہیں ہوا معافی کیسی؟ لیکن یہ اشکال سطحی ہے اور بادی النظر میں ضرور کھٹکتا ہے۔ لیکن جوں ہی دریائے فکر میں غوطہ زن ہو جیئے تو حقیقتِ اصلیہ منکشف ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہ جس طرح ہر تخم شجر میں اُس کے کل برگ و بار، مقدم و مؤخر موجود ہوتے ہیں یا تخم ایمان میں تمام اعمالِ حسنہ بالقوہ مرتب طور سے پنہاں ہوتے ہیں ایسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوں کہ حسب بشارت عقل و نقل سردار اولین و آخرین ہیں اور نوعِ انسانی کے فرد کامل اور اس کے لئے بمنزلہ تخم کے ہیں۔ اس لئے آپؐ کے ظہور مبارک کے بعد جب کہ معبود حقیقی کی طرف سے آپؐ کی خدماتِ عبدیت کو قبول فرما لیا گیا تو اس کے صلہ میں بادشاہانِ دنیا کی طرح نہ صرف نسلاً بعد نسل ہی عفوِ تقصیراتِ نوعی کا یہ اعزاز و اکرام آپ کیلئے فرمایا گیا۔ بلکہ آپ کے اول مخلوق ہونے اور امم سابقہ کے بھی سردار اور نبی الانبیاء ہونے کی وجہ سے قبل الظہور و بعد الظہور بھی نوعِ انسانی کی تقصیرات آپ کی عبدیتِ کاملہ کے صلہ میں معاف ہوئیں اور آپ نے راہِ حق میں جو جو مصائب و شدائد اُٹھائے اُن کا اقتضا بھی یہی تھا کہ آپ کے ذریعہ سے اُمّت کی اگلی پچھلی دونوں قسم کی تقصیرات کو کلّی طور پر ہلکا کر دیا جائے۔

تجلّیِ مغفرتِ الٰہی

کیوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بفحوائے حدیث اوّل ما خلق اللہ نوری سب انبیاء و افرادِ انسانی سے خلقۃً مقدم ہیں۔ اور ظہور کے اعتبار سے خاتم ہیں اور آپ کو اولین کا علم بھی دیا گیا اور آخرین کا بھی اسلئے نوعِ انسانی کے اس سراجِ منیر کے ذریعہ سے تمام اقوامِ عالم پر جب تجلّیِ مغفرتِ الٰہی متوجہ ہوئی تو اولین و آخرین کی تقصیراتِ نوعی اسی طرح معاف ہو گئیں جس طرح کہ آفتابِ عالم تاب کی تجلّیات سے عالم کا گوشہ گوشہ تاریکی پر غالب آکر چمک اٹھتا ہے اور ہر مکان و مکین اپنی اپنی استعداد و قابلیت کے موافق اکتسابِ نور کیا کرتا ہے۔ گو بعضے تاریک مادّے اس عالمگیر نورانیت کے باوجود بھی ویسے کے ویسے ہی رہتے ہیں۔ مگر اس میں آفتاب کی طرف سے ذرا بخل نہیں ہوتا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت بھی اُمّت کے گناہ و ثواب میں ویسے ہی ہے جیسے ایک باپ اپنے بیٹوں کی اچھائیوں کو تو ان کی طرف منسوب کرتا ہے اور بر بنائے شفقت اُن کی بُرائیاں اپنی طرف منسوب کر کے عفوِ تقصیر چاہا کرتا

ہے یا مثلاً کسی زعیم قوم کے سامنے حکومت کی طرف سے جب اس کی قوم کی تقصیرات پیش
کی جاتی ہیں تو گفت و شنید میں یہ زعیم قوم اپنی قوم کی تمام کوتاہیوں کا اقرار اپنے اوپر لیکر
کرتا ہے اور سننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کا کرنے والا فی الحقیقت یہی زعیم قوم ہے حالانکہ
زعیم قوم تو محض وکیل قوم ہوتا ہے نہ کہ خود تقصیرات قوم کا شریک ہوتا ہے۔ مگر وکالتِ قوم کے
بعد قوم کا نمائندہ یہی کہا کرتا ہے کہ میں نے فلاں وقت یہ کیا ہے یا فلاں وقت نہیں کیا ہے! اسی
طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت بھی اُمت کے گناہوں کے لئے مغفرت طلب کرنے
میں ایسی ہی سمجھیے۔

مغفرتِ الٰہی کا اثر معاصی وخطائے اُمّت پر

غالباً یہی سبب ہیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی دعائے اصلاحِ اُمت و استغفارِ ذنوب اُمت کی وجہ سے قومِ عاد و ثمود اور امم سابقہ
کی طرح اُمتِ محمدیہ پر کوئی استیصال کرنے والا عالمگیر عذاب نہیں آئے گا۔ حالانکہ جب آپکی
اُمت کو رذائل و فضائل میں بفحوائے حدیث لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر
و باعاً بباع الحدیث۔ امم سابقہ سے مناسبت و مشابہت حاصل ہے تو قاعدہ کے موافق
معاذ اللہ عذاب میں بھی یہی مشابہت ہونی چاہیئے تھی۔ مگر چوں کہ اُمتِ محمدیہ کو حضرت
رحمۃ للعالمین کا وجودِ پاک نصیب ہوا ہے اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نوعِ انسانی
کے اس مرتبہ اعلیٰ پر فائز ہیں جس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں اور عبدیتِ کاملہ کے اس درجہ
رفیع پر کھڑے ہیں جس کے بعد کوئی مقام محمود نہیں تو پھر آپ کی دعائے مغفرت کا اثر بھی
یہی ہونا چاہیئے تھا کہ آپ کے نوع کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوں اور گناہوں کا وزن گھٹے
اور ثواب کا وزن بڑھے اور آپ کی اُمت پر کوئی عالمگیر عذاب، طوفانِ نوح وغیرہ کی
طرح کا نہ آئے اور قیامت سے پہلے دنیا کو اس طرح ختم نہ کیا جائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آپ کا وجودِ مطہر اور آپ کی نبوتِ کاملہ، اور آپکا استغفار
نوعِ انسانی کے کل افراد کیلئے ان تمام شرور مطلقہ کو زائل فرما چکا ہے رخواہ مقدم ہوں جیسے
آدم وحوا کی لغزش اور اُن کا ذنب اور خواہ وہ مؤخر ہوں۔ جیسے اُمتِ مرحومہ کی دعوت تبلیغ
سے سرتابی کا گناہ) جیسے مصنوعی بجلی کی روشنی جہاں پہنچائی جاتی ہے تو وہاں ایک ٹھنڈا
تار بھی اس لئے لگا دیتے ہیں کہ اگر قدرتی بجلی مصنوعی بجلی پر گرے تو اُس مکان کو جس میں
بجلی لگائی گئی ہے۔ کوئی گزند نہ پہنچے بلکہ یہ تار اس کو جذب کر کے زمین میں اُتار دے۔
اسی طرح حضرت رحمۃ للعالمین ؐ کی طلبِ مغفرت کا تار بھی قصرِ اُمتِ محمدیہ میں ایسی ہی طرح
لگا ہوا ہے کہ جس کے بعد کوئی عالمگیر عذاب نہ آئے اور اگر آئے تو اُمتِ محمدیہ کو بحیثیت
مجموعی کوئی نقصان نہ پہنچائے

بشریتِ کاملہ کا تعلّقِ شفاعت بنی نوع انسان سے

غرض یہ ہیکہ چونکہ نوعِ
بشریت کے فردِ کامل حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بقیہ تمام افراد کے آپ ہی اعلیٰ
مربّی و سرپرست ہیں۔ اس لئے جیسے اُمت کی شفاعت میں آپ کی حیثیت زعیم بنی نوع انسان
کی ہے۔ اسی طرح اُمت کے استغفارِ ذنوب میں بھی آپ کی حیثیت وکیل و نائب کی ہے

یہی سبب ہے کہ فتح مبین کی بشارت کی صداقت کا وقت آیا۔ یعنی فتح مکہ کے بعد جوق جوق
قبائل عرب، اسلام میں داخل ہونے لگے تو حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا اِذَا جَآءَ
نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ الخ یعنی جب آپ اُمت کی ظاہری فلاح و بہبود فرما چکے اور قومِ محکوم کو
غلامی کے پنجے سے آزاد کرا کر حاکم بنا چکے تو اب اُمت کے ظاہری و باطنی گناہوں کے لئے
بھی مغفرت طلب فرمائے اور اُس پروردگار کی حمد و تسبیح فرمائے جو آپ کو نوعِ بشریت
کے مرتبہ اعلیٰ پر فائز کرنے والا اور آپ کی شفاعت و طلبِ مغفرت سے تمام اُمت کے
سیئات و ذنوب کو معاف فرمانے والا ہے۔

یہ ہے شرِ ما خلق اور شرِ تقدیری کی تفصیل و توضیح اس کے بعد حق تعالیٰ اُن شرور
سے تعوذ سکھلاتے ہیں جو اختیاری و غیر اختیاری شرور کا لبّ لباب اور روح ہیں۔ چنانچہ
شرِ ما خلق کا قائم مقام اوّل شرِ غاسقٍ اذا وقب ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ:۔

(۲) شرِّ غاسق اذا وقب

جیسے ہر درخت کیلئے عناصر اربعہ کی امداد لازم ہے اور
فیض و آفتاب و مہتاب درخت کے کمال و شباب کے لئے
جزو لاینفک ہے اور ان مؤیداتِ ستہ کا انقطاع درخت کیلئے پیغام موت ہے۔ اسی طرح
انسان سے اگر ظاہری یا باطنی تائید ربانی منقطع ہو جائے اور حسی و معنوی تاریکیاں اس
پر ہجوم کر آئیں۔ مثلاً فقر و فاقہ تنگ دستی و افلاس سے انسان جاں بلب ہو جائے۔ یا مثلاً
روحانی نشو و نما میں شیطان رکاوٹ پیدا کر دے اور صراطِ مستقیم سے انسان بھٹک
جائے اور قوتِ ملکیہ کے اور ملک الناس کے درمیان حجاب آجائے تو جیسے درخت کیلئے
فیضانِ عناصر کا انقطاع پیغام موت ہے۔ اسی طرح وہ انسان جس کو ظاہری و معنوی
تاریکیاں گھیر لیں اور خدا سے تعلق منقطع کرادیں۔ یہ انقطاع و حملہ تاریکی بھی انسان
کے مقصدِ خلقت کو پورا نہ ہونے دیں گے اور انسان کی عقل پر وہم کا پردہ پڑ جانے
سے اور اس کے اخلاقِ حسنہ پر ان تاریکیوں کا غلاف آجانے سے اس کے وجود کو بیکار
و عبث کر دیں گے۔ جیسے ایک بینا تندرست آدمی کی آنکھ میں موتیا کا پانی اُتر آئے۔
تو گو ظاہر میں لوگ اسے دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ وہ بینا ہے۔ مگر درحقیقت وہ نابینا ہوتا
ہے۔ اسی طرح جس انسان کی روح حسّی و معنوی تاریکیوں کے موتیا آجانے سے کسب
کمالات سے عاجز و عاری ہو گئی ہے۔ اگرچہ بادی النظر میں وہ انسان زندہ نظر آتا
ہے۔ مگر اہل نظر سمجھ لیتے ہیں کہ اس کی روح مردہ ہو چکی ہے۔ اور وہ مر چکا ہے۔ اس
لئے حق تعالیٰ شانہٗ نے اس شرِ غاسق سے تعوذ سکھلا کر وہ نورانیت عطا کی جو اس کی
دل کی آنکھ پر سے تاریکی کے موتیا کا آپریشن کر دے اور جلال و جمالِ خداوندی کے
نظر آجانے سے پھر روحِ انسانی کسبِ کمالات کرنے لگے۔

ماحول کی مساعدت و نامساعدت

یہ قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنی موسم
اور ماحول کی موافقت و مساعدت
سے فروغ پاتی ہے اور اس کی ناموافقت و نامساعدت سے تنزل و انحطاط شروع ہو جاتا ہے
سبزہ و گیاہ برسات میں لہلہانے لگتے ہیں۔ تو لُوہ کی تمازت اور آفتاب کی غیر معمولی تپش
مرجھا جاتے ہیں۔ اسی طرح جن کا مادہ نورانی ہے وہ نور میں پرورش اور اُبھار

کرتے ہیں اور جن کا مادّہ ظلمانی ہے وہ ظلمت و تاریکی میں ترقی پاتے ہیں۔ چوں کہ انسان کا مادّہ نورانی ہے اور اس کے فطری و اصلی مزاج میں غلبہ خیر ہی کا ہے اس لئے اس کے جملہ کاروبار عموماً جب ہی برکت حاصل کرتے ہیں۔ جب آفتاب کا نور زمین کی تاریکیوں کو چھپا لیتا ہے اور شب کی تاریکیوں میں اس کے پالنے والے کیطرف سے انسان کیلئے استراحت و سکون ہی رکھا گیا ہے۔ اسی لئے جب شب کی تاریکیوں میں شرور پھیل پڑتے ہیں تو قدرتاً انسان کا اس عالم سے عالمِ رویا (خواب) میں جانے کو جی چاہتا ہے اور اس کو اس عالم سے بے خبر کر دیا جاتا ہے اور درندوں، اور بہائم وغیرہ کا مادّہ چوں کہ ظلمانی ہے اور ان کو نور سے نفرت ہے۔ اس لئے جب شب کی تاریکیاں اُمنڈ اُمنڈ کر عالم کو گھیر لیتی ہیں تو اس قسم کے شیطنت کے مادّی پیکر سباع و بہائم اور شیاطین الانس چور ڈاکو وغیرہ نکل پڑتے ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ کوئی انسان شب کو آرام نہ کرے۔ اور جانوروں کی مانند صبح کو سوتا ہے مگر قدرت تو نور ہی میں کاروبار کی مؤید ہے اور تاریکی میں انسان کیلئے استراحت چاہتی ہے اس لئے جب انسان کو حسّی و معنوی ظاہری و باطنی تاریکیاں گھیر لیں اور اس پر ہجوم کر آئیں تو اس کے تدارک کیلئے پروردگار نے بندہ کو ربّ الفلق کی وہ نورانیت عطا کی جو اس اندھیری کے شر کو اسی طرح کافور کر دے جیسے نورِ آفتاب، شب کی تاریکیوں کو محو کر دیتا ہے اور ان پر غالب آجاتا ہے۔ جس طرح عالم اجسام میں اندھیری آتی ہے اور اس کا رفع کرنا وہی قادرِ مطلق ہے۔ اسی طرح جب روحِ انسانی پر یہ کالی گھٹا آوے تو بتلا دیا گیا کہ اس کا رفع کرنے والا بھی وہی ربّ الفلق ہے کسی بندہ کے قبضے میں کچھ نہیں ہے اور بندہ کو "اعوذ برب الفلق من شر غاسق اذا وقب"۔ کہنے کے سوا چارہ ہی نہیں ہے۔

(۳) شرّ النّفّٰثٰتِ فی العُقد جس طرح ہر درخت کیلئے کچھ ناگہانی آفات ہیں جو اس کے نشو و ارتقاء پر اچانک چھاپہ مارتی ہیں اور اس کے خرمنِ حیات و توقعات کو ملیامیٹ کر دیتی ہیں اسی طرح انسان کے لئے بھی۔ امراض وبائیہ، سحر و اعمالِ سفلیہ، طغیانی و آتشزدگی، نظرِ بد کا لگ جانا وغیرہ ایسے ناگہانی مصائب و آفات ہیں جو انسان کے فہم و ادراک، عقل و شعور کو معطل اور کبھی اس کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں۔ اور نفوسِ خبیثہ کا شر اور اُن کا توسّل بسا اوقات انسان کو ضلالت و گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور شیطانی کلمات کا جپنا دلوں کی نورانیت کو زائل کر دیتا ہے۔ اور باطنی تاریکی کا اثر انسان کے اعمال و افعال میں اور اس کی نظروں میں نمودار ہونے لگتا ہے۔ اس قسم کی ناگہانی آفتیں جو دل و دماغ پر مستولی ہو کر اکثر اثراتِ شیطانیہ کے لانے کا باعث بن جاتی ہیں اور جو شرّ النّفّٰثٰتِ فی العُقدِ سے مستنبط ہیں اُن سب سے انسان کے ربّ نے تعوّذ کی تعلیم دی۔

تنبیہ اوّل

چوں کہ سحر اور علومِ سفلیہ کی طرف بہ نسبت مردوں کے عورتوں کا رجحانِ طبعی زیادہ ہوتا ہے اور ان اثراتِ ناقصہ سے زیادہ تر اعتقاد ناقصات العقل ہی کو ہوتا ہے۔ مردوں کو رغبت دلانا اور ایسے مردوں کا عورتوں کے کہنے میں آ کر خود بھی انہیں جیسا بن جانا یہ سب امور اکثر و بیشتر عورتوں ہی کا کام ہوتا ہے اور مقصد ان اعمالِ غیر محمودہ سے یہ ہوتا ہے کہ جو نا روا مطلوب ہے۔ ان اعمال کی تاثیر و تسخیر سے وہ حاصل ہو جائے یعنی طالب کے منشار کے موافق مطلوب اس کا پابند اور اس کے سامنے عاجز ہو جائے۔ لیکن طالب کی اس پوشیدہ سعی کا علم بھی مطلوب کو نہ ہو اس لئے یہ شر علاوہ متعدّی ہونے کے پوشیدہ بھی ہے اور اس میں ہمزات الشیاطین جنّات و مؤکلین کے ذریعہ سے مقصد برآری کی جاتی ہے۔ جو بسا اوقات مخرب نظم عالم ہوتی ہیں اور جھاڑ پھونک تعویذ گنڈوں میں اس قسم کا غلو بسا اوقات شرک کی طرف پہنچا دیتا ہے اور انسان انہی تاثیرات کو مؤثر حقیقی کے درجے میں سمجھنے لگتا ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہٗ نے اس شر کی اضافت باعتبارِ کثرتِ شغف کے عورتوں ہی طرف فرمائی اور ایسے ناگہانی اثراتِ خبیثہ سے تعوّذ سکھلایا اور اس رجسِ عمل سے جس کی وجہ سے انسان کا دل مکدّر ہو چکا تھا۔ تعوّذ کی نورانیت سے اس کو پاک فرما دیا کیوں کہ قلبِ انسان ہی وہ منبعِ خیر و شر ہے کہ اس کی درستگی پر دنیا و آخرت دونوں میں انسان سُرخروئی اور نجات حاصل کرتا ہے۔ اور سارے اعمال و افعال درست ہو جاتے ہیں اور اس کے بگڑنے ہی سے دُنیا و عقبیٰ میں ذلّت اور تمام اعمال و افعال میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اذا اصلحت صلح الجسد کلہٗ و اذا فسدت الجسد کلہ الحدیث۔

تنبیہ دوم

شرورِ خفیہ سے استعاذہ کی حکمت شرورِ مخفیہ چوں کہ شرورِ ظاہر سے زیادہ خطرناک اور مضرت میں شدید ہوتے ہیں۔ اس لئے استعاذہ شرور میں انہی کو لیا گیا۔ ظاہر ہے کہ جب اِن سے استعاذہ ہو جائیگا تو شرورِ ظاہری سے خود بخود ہو جائے گا جس طرح جسم و روح میں اصل روح ہے۔ اور بوجہ مخفی ہونے کے اسی کو جسم پر کرامت و فوقیت ہے۔ اسی طرح شرورِ ظاہری پر شرورِ مخفیہ کو باعتبار ان کی اثرات کی شدّت کے فوقیت ہے۔ کسی کھیتی کو پانی نہ دینا جس طرح اُس کے حق میں شر ہے اور ہر شخص کو یہ شر محسوس ہے اور کسی کا زہر کھا لینا جس طرح اسکے لئے قاطعِ حیات ہے اور یہ غلط استعمال ایک کھلا ہوا شر ہے۔ اس لئے اس قسم کے شرور کو حق تعالیٰ نے ذکر نہیں فرمایا۔ ان سے تو اکثر انسان خود ہی احتراز کیا کرتے ہیں البتہ معوّذتین میں صرف وہی ارادی و غیر ارادی شرور مذکور ہوئے ہیں جو پوشیدہ۔ شرہٖ کائنات کا خلاصہ اور اس کے مغز تھے۔ اور بوجہ پوشیدگی کے جن کے مضرات کو بآسانی سمجھنے سے انسان قاصر تھے۔

(۴) شرِّ حاسدٍ اذا حسد جیسے درخت کے برگ و بار کاٹ ڈالنے والا یا اس کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے والا مخرب عالمِ نباتات کہلاتا ہے اور درخت و باغبان دونوں کا بدخواہ و حاسد تصوّر کیا جاتا ہے اور درخت کی صورتِ نوعیہ کو قبل از کمالِ طبعی معدوم کر دینے والا مفسد کہلاتا ہے اور ایسا کیا جانا درخت کے حق میں اسوجہ سے از قسم کم نصیبی ہے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے مالک کو کوئی نفع نہ پہنچا سکا اسی طرح وہ انسان جس کے حاسد اور دشمن اس کو اپنے مقاصدِ دُنیوی میں عاجز اور بدست

پاکردیں اُس کے کاروبار میں دراندازہو کر چلتے ہوئے کام میں روڑے اٹکائیں بات بات پرنکتہ چینی، طرح طرح سے عیب جوئی کریں۔ عزّت وذلت جس کا عطا کرنے والا اور سلب کرنے والا صرف علاّم الغیوب ہی ہے جو دلوں کے مخفی بھیدوں کو اور ہر ایک کی نورانیت کو میزانِ نور پر پرکھتا ہے۔ جب انسان کسی کی عزّت چھیننے لگیں یا کسی غیر عزیز کو عزیز بنانے لگیں تو اس قسم کا انسان بھی اپنے حاسدوں اور شیاطین الانس کی لپیٹ دار مکاریوں اور اُن کے چشم زخم، ونگاہِ بد سے ناکام ونامراد ہی رہے گا۔ جبتک خداوندِ عالم کی پناہ نہ پکڑے گا اس لئے اس پوشیدہ مگر بدیہی الآثار شر سے انسان کو رب الفلق نے تعوّذ سکھلایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ حاسد کے حَسَد کی آگ اور اس کی لپٹوں سے محسود کی ملکیت ونورانیت کو جھلسنے سے اُسی ربّ الفلق کی نورانیت بچاسکتی ہے جو انقلابِ ماہیت پر قادر ہے اور اس دُکھ دینے والے کے دُکھ سے اور اس سوزشِ قلبی پر نور کی بارش سے وہی ٹھنڈک ڈال سکتا ہے۔ جو حاسد کے دل کی کلوں پر قبضہ پائے ہوئے ہے اس لئے حاسد کے اس شرِ عظیم سے تعوّذ سکھلا کر حق تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنی آغوشِ نور میں چھپا لیا جو اپنی قلبی حسد کی اس کیفیتِ ناری کو ضبط نہ کرتے ہوئے دن رات محسود کو پریشان کئے رہتا ہے۔

تنبیہ ۴ :۔ جس قدر بھی عالَم میں شر پائے جاتے ہیں۔ اُن میں سب سے بڑھ کر حَسَد ہے حدیث شریف میں ہے کہ سب سے پہلا گناہ جو آسمان پر ہوا وہ شیطان کا حَسَد آدم پر تھا اور سب سے پہلا زمین پر جو گناہ ہوا۔ وہ قابیل کا حَسَد ہابیل پر تھا۔ پھر شر کی بھی دو صورتیں ہیں بعضے شر توارادی ہوتے ہیں۔ جیسے سحر، قتل وغارت، کشت وخون، لوٹ مار وغیرہ اور بعضے غیرارادی جیسے غرقابی یا آتشزدگی وغیرہ۔ سو شرِ ما خلق اور شرِ غاسق سے تو غیرارادی وغیر اختیاری شرمراد ہیں اور شرِ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ اور شرِ حاسدٍ اذا حَسَد سے ارادی اور اختیاری شرمراد ہیں۔ ان میں اعظم ترین شر حَسَد ہے۔ کیوں کہ یہ ایک پوشیدہ چیز ہے۔ جس کی بسا اوقات انسان کو خبر نہیں ہوتی اور بعض اوقات انسان حَسَدِ حاسد کو تاڑ لیتا ہے اور دل سے اُسے یقین ہوتا ہے۔ مگر چوں کہ حسد ایک غیر مرئی چیز ہے۔ اگرچہ اُسکے آثار ضروری بدیہی ہیں۔ اس لئے انسان اکثر حجت قائم نہیں کرسکتا۔ اور جب کہ حَسَد کے ساتھ تلبیس ونفاق جیسے کیفیاتِ نامحمودہ کا بھی اضافہ ہوجائے تو پھر تو یہ مرتبہ حَسَد شیطنت کا بہت ہی گہرائی والا مرتبہ ہوجاتا ہے۔ غرض حسد وہ بُری بلا ہے کہ خود حاسد کو بھی ہر قسم کی سعادت سے محروم کردیتا ہے اور محسود کو بھی دن رات مبتلائے حَسَد رکھ کر اس جانسوز مرض کے اثرات کا شکار کئے رہتا ہے۔ حسد بیشتر مال ودولت پر یا عزت و وجاہت پر یا کمالِ ظاہری وباطنی پر ہوتا ہے۔ الغرض حاسد دوسرے کی بربادی میں اپنی بربادی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اعاذنا اللّٰہ منہ۔

(۵) شرّ الوسواس الخنّاس

جس طرح درخت کے سویدائے قلب میں دیمک اور گھن کا لگ جانا اس کے نشوو ارتقا کیلئے سمِ قاتل اور اس کے وجود کیلئے سخت خطرناک ہے۔ اسی طرح انسان کے جوہرِ انسانیت اور اسکی ملکیت وروحانیت کو دل میں چوروں کی طرح گھس کر کھانے اور چاٹنے والا دشمن شیطان ہے۔ جو دن رات انسان کے دل کو ملکاتِ فاضلہ اور اخلاقِ حسنہ سے خالی کرتا اور ہر وقت قلب پر خباثت کا القا کرتا رہتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بحالتِ مغلوبیت انسان کی زبان بھی انہی خباثت سے آلودہ ہوجاتی ہے اور سڑے ہوئے اثراتِ خبیثہ کا تعفن دن رات ایسے انسان کی صحبت میں رہنے والوں کو مسموم کرتا رہتا ہے اور وہ اپنے مقابل لوگوں کو بُرے لفظوں اور بُری باتوں ہی سے منسوب کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ انسان کے دل کی شان بعینہٖ ایک فوارہ جیسی ہے۔ جیسا حوض میں پانی ہوگا۔ فوارہ سے ویسا ہی نکلے گا۔ اگر ملاءِ اعلیٰ سے انسان کے دل پر انوار وعلوم فائز ہوں گے تو اس کی زبانِ دل کے فواروں سے مضامینِ عالیہ نکلیں گے۔ جن کی خوشبو کے آگے مُشک وگلاب کی خوشبوئیں بھی ہیچ ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ خوشبوئیں تو وقتی اور عارضی ہوتی ہیں اور نورانیت وروحِ اعلیٰ کے علوم وکمالات کی خوشبو دائمی ہوتی ہے جو ہمیشہ روح کے ساتھ قائم رہتی ہے۔ یہ پانچواں شر سورہ ناس میں بیان فرمایا گیا ہے۔

آفاتِ خمسہ سے تعوّذ انسانی اور اس کا نتیجہ

جیسے مذکورہ بالا پانچ آفتوں سے باغبان درخت کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی دائمی نگہداشت سے ایک وہ وقت بھی درخت پر آتا ہے کہ اس کی بہار کو باغبان ہزاروں روپیوں میں فروخت کرکے غنا کی دولت حاصل کرتا ہے اور اپنے زن وفرزند اور اپنے متعلقین کو درخت کی ان برکات وثمرات سے متمتع کرتا ہے اور درخت کی یہ بہار اور اس کا یہ شباب انسان کے حق میں خیرِ کثیر کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کا پالنے والا خداوندِ کارساز بھی اپنے عبادِ مخلصین کو ان پانچ آفتوں سے بچنے کیلئے تعوّذ سکھلاتا ہے اور اس کے سچے فرمانبردار بندے خدا کی مدد سے ان آفات ومصائب پر غالب آکر آخر اپنے شجرِ ایمان وشجرِ وجود کو حدِ کمال پر پہنچاتے ہیں اور عالم کیلئے باعثِ سرفرازی وباعثِ برکت بنتے ہیں اور فرشتے ایسے بندوں کیلئے اپنے بازو جھکاتے ہیں اور دریا کی مچھلیاں ایسے مخلصین وصادقین کے بہارِ خلوص کیلئے دریا میں دعا واستغفار کرتی ہیں۔ اور خدا اور اس کے رسول کا ہاتھ اُن کے سروں پر رہتا ہے۔ اسی لئے عالَم کی کوئی مصیبت اور اسباب کی کوئی گتھی انہیں پریشان وہراساں نہیں بنا سکتی۔

شرورِ کائنات کا قدرِ مشترک

بہرحال شرورِ کائنات کا قدرِ مشترک ان چاروں پانچوں مذکورہ بالا آفتوں میں وہی مادۂ شیطانی ہے۔ جو کبھی سباع وبہائم کی صورت میں اگر انسان کے لئے موجبِ ہلاکت بنتا ہے۔ کبھی وبا وسحر آفاتِ ناگہانی کی صورت میں انسان کیلئے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کبھی حاسد کے روپ میں شیطان انسان کو دُکھ دیتا ہے تو کبھی گمراہی وتنگ دستی جیسی مصیبتوں میں پھنس جانے کا سبب ہوجاتا ہے اور تباہی دارین کے گڑھوں میں جا پھینکتا ہے۔ غرض نئی نئی شکلوں سے انسان کا پیچھا کرکے اس کو خُدا سے غافل اور اپنے سے مائل کرتا رہتا ہے اور اس کی قوتِ ملکی کو عیب دار کرنے میں اپنی پوری سعی کام میں لاتا رہتا ہے۔

تدارکِ شیطنت اور نسخۂ روحانی

رسالۂ ھٰذا میں جو آفات وامراض مذکور ہوئے اور جو پانچواں شرِ عظیم وآفت روحانی مجملاً بیان کیا گیا ہے۔ ان سب سے بچنے کی صورت صرف یہی ہے کہ انسان اُس

کار ساز عالم اور رب البریہ کی پناہ لے جس نے اپنی حکمتِ بالغہ سے خیر و شر کے درمیان سے اخلاص و انسانیت کا جوہر نکال کر بزم عالم کو آراستہ کیا اور شیاطین و ملائکہ کے وسط سے نوعِ انسانی کو ان کا مجموعہ بنا کر اور خلعتِ خلافتِ الٰہی و تاجِ کرامتِ عقل پہنا کر زمین پر اُسے قابض و متصرف فرمایا۔ پس چاہیئے کہ جس نے انسان کو بہائم اور فرشتوں سے امتیاز اور جامعیت عطا کی۔ انسان ایسے رب کے حق کو کبھی فراموش نہ کرے اور صراطِ مستقیم اور راہِ انسانیت کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑے اور اپنے مالک کی نظر میں عزیز و محبوب رہنے کیلئے اس کی فرمانبرداری کا برابر خیال رکھے۔ جس طرح انسان اپنے ابنائے جنس کی نظر میں عزّت و رفعت پیدا کرنے کیلئے قیمتی سے قیمتی لباسِ فاخرہ پہنتا ہے اور اگر اس میں کوئی داغ دھبّہ لگ جاتا ہے تو فوراً ہی اُسے اپنے خدام سے زائل کراتا ہے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ وہ ملک النّاس کی نظرِ شاہانہ میں رفعت حاصل کرنے کیلئے اپنی ملکیت کو لباسِ تقویٰ سے مزیّن کرے اور اگر بمقتضائے بشریت نفسانیت، شیطانیت، کا کوئی دھبّہ اس لباسِ نورانی پر آجائے تو سرچشمۂ الوہیت و نبوتِ محمّدیؐ سے اسے پاک و صاف بنائے اور اپنی روحانیت و ملکیت کو اوجِ کمال پر پہنچانے کیلئے پاک کمائی اور راست بازی و راست گفتاری اختیار کرے۔ خوراک کو نہ اسقدر بڑھائے کہ چوپاؤں کے مانند ہو جائے۔ نہ اس قدر گھٹائے کہ رہبانیت اختیار کرلے اور اختلاطِ انام کو کم کرے۔ بے فائدہ کلام سے مجتنب ہو اور مواظبتِ نوافل و مداومتِ فرائض اسلام کا برابر اہتمام رکھے اور اپنے تزکیۂ باطنی سے کسی آن غافل نہ ہو۔

خواصِ معوّذتین اور تقریر اَلْعَیْنُ حَقٌّ

چوں کہ عام طور سے معوّذتین کے متعلق یہی مشہور ہے کہ ان سے صرف سحر کا ازالہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اکثر عملیات کی کتابوں میں یہی لکھا دیکھا گیا۔ حالانکہ ان کی صرف یہ ایک خاصیت لکھدینا ان بے مثال آیات کی ایک قسم کی تنقیص کرنا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ مجملاً ان کی لامتناہی تاثیرات اور جامع خواص کے متعلق بھی کچھ اصولی طور پر اشارہ کر دیا جائے۔ سو اس بارے میں یہ عرض ہے کہ جس قدر بھی آفات و امراض جسمانی و روحانی انسان کو پیش آتے ہیں۔ خواہ اس میں سحر ہو یا امراض وبائیہ، شرِّ حاسد ہو، یا شیطانی وسوسے شرورِ کائنات ہوں یا افلاس و گمراہی انسان کو لاحق ہو یا نظرِ بد انسان کو لگ جائے۔ ان سب کے لئے معوذتین کا ورد اور ان کی تلاوت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بھی باوجود ملاءِ اعلیٰ سے خاص تعلّق رکھنے کے ہر قسم کی آفات و امراض اور شرورِ کائنات کے دفع کرنیکے لئے روزانہ بعد نمازِ عشاء معوّذتین کو پڑھ کر اپنے تمام جسم پر دم فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی آپ نے استعاذہ کی تاکید فرمائی۔ حدیث شریف میں ہے۔ من احب السور الی اللہ قل اعوذ برب الفلق و اعوذ برب النّاس۔ یعنی قرآن مجید کی تمام سورتوں میں سورۂ فلق اور سورۂ ناس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ محبوب تھیں جس سے یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب ان آیاتِ ربّانی کی ورد و تلاوت کو اپنے لئے اور اپنے خاندان اور امّت کیلئے ضروری خیال فرماتے تھے تو آج وہ کون ہے۔ جو ان سے مستغنی ہو۔

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کچھ کسل وغیرہ ہوتا تو آپ اپنے دونوں دستِ مبارک پر معوذتین پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرۂ مبارک اور جسم مبارک پر دم فرماتے اور اس سے کسل وغیرہ دور ہو جاتا۔ حضور علیہ السّلام نے اپنے صحابہ کو بھی معوذتین کے ورد کی تلقین فرمائی ہے۔ غرض تاثیرِ معوذتین ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ اور جملہ امراض روحانی و جسمانی کیلئے یہ نسخۂ الٰہی ایک ایسا مجرّب نسخہ ہے کہ اگر کوئی اس کو اختیار کرے تو یقیناً اس کی زندگی ہر قسم کی آفاتِ روحانی و جسمانی سے مامون و مصئون رہ سکتی ہے۔

عام طور سے جو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ معوذتین کی خاصیت یہ ہے کہ وہ محض دافعِ سحر ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تمام امراض ظاہری و باطنی میں اُن سے تعوّذ و استمداد اور ان کا ورد و تلاوت موجبِ شفاء و کامرانی ہے۔ چنانچہ یہ ایک کھلا ہوا تجربہ ہے کہ اگر کوئی شخص مغرب کی سنتوں میں معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق و قل اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس کو پڑھنے کا التزام اور معمول کرلے تو ایسے شخص پر کسی قسم کا سحر مؤثر نہیں ہوتا۔ اور ہر قسم کے شرور و فتن سے محفوظ رہتا ہے۔ ان سورتوں کا ایک نقش بھی اہلِ تجربہ نے لکھا ہے اگر اس کو کسی ساعتِ سعید میں باوضو پاک و صاف جگہ میں زعفران یا اور کسی خوشبودار چیز سے لکھ کر بازو پر باندھا جائے یا کسی مریض کو پلایا جائے تو انشاء اللہ شرور و آفات اور ہر قسم کے امراض سے انسان کو نجات حاصل ہوگی۔

نقشِ معوّذتین

سورۂ فلق۔

۷۸۶

۲۱۶۹	۲۱۷۲	۲۱۷۵	۲۱۶۱
۲۱۷۴	۲۱۶۲	۲۱۶۸	۲۱۷۳
۲۱۶۳	۲۱۷۷	۲۱۷۰	۲۱۶۷
۲۱۷۱	۲۱۶۶	۲۱۶۴	۲۱۷۶

سورۂ ناس

۷۸۶

۱۳۲۳	۱۳۲۷	۱۳۳۰	۱۳۱۶
۱۳۲۹	۱۳۱۷	۱۳۲۲	۱۳۲۸
۱۳۱۵	۱۳۳۲	۱۳۲۵	۱۳۲۴
۱۳۲۶	۱۳۳۳	۱۳۱۹	۱۳۲۱

یہیں سے ایک نکتہ اور بھی حل ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ جن لوگوں کا خون ہلکا اور لطیف ہوتا ہے ان پر اکثر نظر بیٹھ جایا کرتی ہے جس کا اثر یہ ہے کہ انسان بیکار محض ہو جاتا ہے حدیث شریف میں بھی فرمایا گیا ہے۔ اَلْعَیْنُ حَقٌّ جس کا حاصل یہی ہے کہ جب کسی روح میں ایک درجہ میں یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے ــــ اور مسمریزم کی قوت اس کے اندر ایک برقی رَو دوڑا دینے کی اہلیت پیدا کر دیتی ہے۔ یا کسی کی آنکھ میں خلقۃً و قدرتاً ایک ایسی تیزی ہوتی ہے کہ اگر وہ کسی چیز کو نظر بھر کے دیکھ لے تو وہ چیز اس کے حلقۂ نظر میں جکڑ بند ہو جائے

اور ایسی نظر ضرور مؤثر ہوا کرتی ہے۔ اس لئے خداوندِ عالم نے ایسے وقت میں روح کو استعاذہ سکھلایا ہے تاکہ اس کا رُخ بجائے بہیمیت کی طرف کامل توجہ کے خدا کی طرف پھر جائے اور وہ مضرت منفعت کی صورت سے بدل جائے۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ روزانہ رات کو سوتے وقت اور صبح کو اُٹھتے وقت تین تین بار معوذتین کو پڑھ کر دَم کر لیا کریں۔ بہت سے لوگوں کا تجربہ ہے کہ اس عمل کے ورد و مزاولت سے نہ انسان پر سحر مؤثر رہتا ہے۔ نہ کسی کی نظر بد ہی اس پر بیٹھ سکتی ہے۔ رہا یہ معمہ باطنی کہ روح کی توجہ ہلکے خون والوں پر زیادہ کیوں اثر انداز ہوتی ہے اور اس کی شہادت عقلِ سلیم بھی دینے کو تیار ہے یا نہیں۔ سو یہ بات بہت ہی واضح ہے۔ اگر انسان ذرا بھی غور و تعمق سے کام لے تو اس کو نظر آجائے گا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جو "العینُ حق" فرمایا ہے یہ ایک حقیقتِ واقعیہ ہے۔ تخیل نہیں ہے تشریح اس کی یہ ہے کہ روحِ انسانی کا کام ہی یہ ہے کہ جبتک وہ عالم اجسام میں مقید رہے اس وقت تک وہ بہیمیت کے تمام مراتب میں مؤثر رہے، غذا کا جزو بدن ہونا یہ روح کی تدبیرِ لطیف ہی کا نتیجہ ہے اس سے خون بننا اور خون کا منی کی شکل میں آنا اسی کی تدبیر کا ثمرہ ہیں اور یہ بھی بقاعدۂ "الجنس یمیل الجنس"۔ ظاہر ہے کہ جس قدر مادہ کے مراتب و درجات میں لطافت آتی جائے گی۔ اُسی قدر روح کا میلان اور اس کی توجہ اس کی جانب زیادہ ہوتی جائے گی یہی وجہ ہے کہ جن کا خون ہلکا ہوتا ہے یعنی جن لوگوں کی بہیمیت کا سانچہ اور ان کی ساخت نہایت نازک ہوتی ہے اور خون اُن کی رگوں میں ایسی ہی طرح خوشنما نظر آتا ہے جیسے کسی صاف و شفاف آئینے میں منہ نظر آتا ہے یا شیشے کی صراحی میں شراب ارغوان جھلکتی ہے تو ان پر دوسری روحیں ایسی ہی طرح میلان و توجہ کیا کرتی ہیں۔ جیسے مقناطیس سے لوہے کی کشش وابستہ ہوتی ہے۔ پس جو لوگ العین حقٌّ پر ایمان نہیں لاتے وہ درحقیقت فطرتِ سلیمہ کے رموز و حقائق پر مطلع نہیں ہیں اور کیا اس کے بعد ایسی روح متوجہ الی البہیمیت کیلئے جس نے ایک دوسری روح کو اپنی طرف جکڑ بند کر کے اس کی تمام تر روحانی ترقیات کو روک دیا ہے۔ عقلاً اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ایسا جکڑ بند انسان خدا کی جناب میں اپنی فریاد کرتے ہوئے کلماتِ ماثورہ اور آیاتِ معوذتین کی تلاوت کر کے ایسے قید و بند سے نجات حاصل کرے۔ بے شک یہ مرض جب عقلِ انسانی کو لگتا ہے تو اس کا علاج اور تدارک وحی ربانی ہی کر سکتی ہے اور بیشک معوذتین کے اثراتِ نورانی جس کو روحِ انسانی کا روحانی محافظ کہنا بجا ہے۔ وہی اس کے حقیقی محافظ بن سکتے ہیں۔ حق تعالیٰ ہر مسلمان کو ان اثراتِ نورانیہ کے حصول کی توفیق بخشے آمین۔

سحرزدہ کیلئے معوذتین کا ایک مجرب عمل

سحر انسان کیلئے جس قدر ایک ناگہانی آفت و مصیبت ہے، ظاہر ہے۔ سحر بیشتر انسان کی "قوتِ متخیلہ" پر اثر انداز ہوا کرتا ہے جس کے بگڑ جانے کی وجہ سے انسان کا اندرونی نظام مختل ہو جاتا ہے اور مقصد بھی ساحر کا اکثر یہی ہوتا ہے کہ مسحور اپنے مقاصد و عزائم میں کامیابی نہ حاصل کر سکے۔ قوتِ متخیلہ انسان کے اندر قدرت نے وہ زبردست قوت پیدا کی ہے کہ انسان کی صحت و سقم، قوت و ضعف کا دار و مدار ہی اس پر ہے۔ چنانچہ اسی قوت کے حد سے زیادہ بگڑ جانے کا انجام موت ہے۔ اسی کی صحت و اعتدال کیلئے مختلف قسم کی تدابیر اور تزکیۂ حق تعالیٰ کی طرف سے تجویز فرمائے گئے ہیں علم تصوف کی غرض و غایت اور اس کی تعریف بھی یہی ہے کہ انسان کے خیال میں صحت و اعتدال پیدا ہو جائے۔ ذکر و شغل کے ساتھ "تفکر فی الخلق" جو کرایا جاتا ہے اس کا مقصد بھی یہ ہے کہ خیال میں وسعت و اعتدال پیدا ہو۔ مسمریزم کا حاصل بھی اسی قدر ہے کہ انسان اپنے تخیلہ میں جودت و قوت پیدا کرے اور اپنی روحانی قوت کو مجتمع اور فکری طاقت میں یکسوئی پیدا کرے۔ چنانچہ بعض ڈاکٹر تو آجکل علاج ہی قوتِ خیال سے کرنے لگے ہیں اور اُن کو اس بارے میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہو رہی ہے وہ اپنے مریضوں کو دن رات مختلف دلنشیں صورتوں سے یہی باور کراتے ہیں کہ اب ان کے مریض کی صحت روز بروز ترقی پر ہے۔ اور دن رات مریض سے بھی اسی تصور کی مشق کراتے ہیں کہ وہ بالکل اچھا ہے۔ اس کو کوئی شکایت نہیں۔ تنہائی میں خود مریض سے یہ کہلواتے ہیں کہ اب میں بالکل اچھا ہوں۔ اور ہر قسم کی قوت مجھ میں موجود ہے۔

الغرض الوہم خلاق ایک حقیقت ہے اور قوتِ متخیلہ انسان کی صحت و فساد میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اور کلامِ انسانی کو اس میں بڑا دخل ہے اور جب کہ کلامِ انسانی کے اثرات کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے کو اچھا کہنے لگے تو اچھا ہونے لگتا ہے اور مریض کہے تو بیمار ہو جاتا ہے تو عقلاً و شرعاً اس کی تسلیم میں کسی فہیم کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ قوتِ متخیلہ کے ساتھ اگر کلام ربانی کی برکات شاملِ حال رہیں اور یہ قوت تعوذِ الٰہی کے ماتحت اگر کارفرما ہو تو نہ شرورِ کائنات ہی اس پر حاوی ہو سکتے ہیں۔ نہ انسان کی قوتِ متخیلہ ہی پھر کسی علوی یا سفلی اثر سے مرعوب و مسحور ہو سکتی ہے اور جو آیاتِ استعاذہ خالص اسی مقصد کیلئے نازل کی گئی ہیں۔ اُن کے قطعی الاثر ہونے میں تو کسی قیل و قال کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جس قدر بھی شرورِ کائنات کی نوعیتیں ہو سکتی ہیں۔ خواہ وہ عالمِ ظاہر سے متعلق ہوں۔ یا عالمِ باطن سے۔ مفرد ہوں یا مرکب ہوں۔ غرض جس نوعیت سے بھی مادہ کے اقتران کی وجہ سے روحِ انسانی شر سے ملوث ہو سکتی ہے۔ قرآن حکیم نے اسی انداز و مقدار اور اسی نوعیت کے اپنے انوارِ ساطعہ اور تجلیاتِ ملکوتی والا ہوتی ہے۔ روح انسانی کی پاکی کا سامان کیا ہے اور یہ کلام پاک ارواحِ مقیدہ کی پاکی کیلئے بمنزلہ ایک دریائے ذخار کے ہے جو قیامت تک خشک ہونے والا نہیں۔ اسی لئے دلوں کو پاک کرنے والے اسی دریائے بے پایاں کے مختلف گھاٹوں سے ناپاک روحوں کو پاک کرنے اور دلوں کو دھوتے ہیں۔ اور یہ بعینہ ایسا ہی نظام ہے۔ جیسے کپڑوں اور جسموں کے دھونے کا دنیا میں نظام قائم ہے جیسے دنیا میں یہ ممکن نہیں کہ محتاط سے محتاط شخص کو بھی اپنے کپڑوں کے دھونے اور صاف کرنے کی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی یہ ہو سکتا ہے کہ عالم کا گرد و غبار جسموں اور کپڑوں کو میلا نہ کرے۔ اسی طرح عالمِ امر سے جن ارواحِ مجردہ کو خدا سبحانہ وتعالیٰ نے جسمِ خاکی میں مقید فرما دیا ہے ناممکن ہے کہ مادہ کی ظلمت و شرارت اور اُس کے گرد و غبار سے ارواحِ سفلیہ محفوظ رہ سکیں۔ اور انہیں دریائے تقدیس و تنزیہ سے پاکی کی ضرورت نہ ہو! اسی لئے قرآن حکیم کے انوار اور تعوذ کی ارواحِ مقیدہ کو ضرورت ہوئی۔ کیوں کہ جب تمام مخلوق ظلماتِ عدم کے غیر متناہی پردوں کو چاک کرتے ہوئے سطحِ وجود پر آئی ہے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا

تھا کہ ظلمتِ عدم کا اثر اُن میں نہ آتا۔ پھر زمین کی مخلوق کا اجسامِ عنصریہ سے بھی چونکہ اقتران ہوا ہے۔ اس لئے عدم کی ظلمت ایسی مخلوق کا ساتھ تو چھوڑ ہی نہیں سکتی تھی۔ جیسے آپ کسی دریا کی تہ میں سے جب غوطہ لگا کر باہر آتے ہیں تو ممکن نہیں کہ پانی کا اثر آپ کے جسم پر نہ ہو۔ اسی طرح دریائے عدم کی تہ سے باہر آنے والی مخلوق کی عدم سے مناسبت سمجھیئے اسی وجہ سے جو مخلوق مادہ عنصری سے بھی مقترن نہیں اس کو بھی تسبیح اور تقدیسِ رب کی ضرورت ہوئی۔ اور مادّہ سے مقترن مخلوق کو تسبیح و تقدیس کے ساتھ استعاذہ کی بھی ضرورت ہوئی۔

بہرحال جن لوگوں پر سفلی اعمال کا اثر ہو یا ان پر سحر کیا گیا ہو یا کوئی اور علوی عمل انسان پر مسلّط ہو۔ ایسے مریضوں کے لئے ہم کو ایک علم دوست فاضل سے ایک مجرب عمل معلوم ہوا ہے جو بہت مختصر مگر کامیاب اور آزمودہ عمل ہے۔ ضرور تجربہ کر کے دیکھا جائے۔ انشاءاللہ کلّی نجات حاصل ہوگی۔

عمل یہ ھے:۔ اتوار کے روز طلوعِ آفتاب کے وقت ننگے پیروں زمین پر کھڑے ہو کر تین تین مرتبہ اول و آخر درود شریف کے ساتھ "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" پوری پڑھیں اور پڑھ کر اپنے پیروں کے نیچے کی مٹی لیکر ایک انگیٹھی میں جو پہلے سے سلگا دی گئی ہو جلا دیں۔ انشاءاللہ کیسا ہی سحر وغیرہ کا اثر ہو جاتا رہے گا۔ مگر اعتقادِ قلبی شرط ہے اور وقتِ عمل یہ تصور کیا جائے کہ جو اثرات سحر وغیرہ کے میرے جسم میں ہیں وہ سب پیروں کی جانب زمین میں جذب ہوتے جا رہے ہیں۔ گویا علم ہیئت کی رُو سے اس عملِ معوذتین کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ نورانی اور جلالی آیتیں شمس کی جلالی حکومت میں جب پڑھی جائیں گی تو جلالِ خداوندی کی یہ دونوں کیفیتیں مل کر انسان کی قوتِ متخیلہ و قوتِ طبعیہ میں جو زنگ لگ گیا ہے اس میل اور کثافت کو ایسی ہی طرح صاف کر دینگی جیسے بھٹی میں سونے کو تپانے سے سونے کا میل صاف ہو جاتا ہے۔ اور انسان کی رُوح اور اس کی قوتِ متخیلہ آثارِ شیطانی سے ایسی ہی طرح نکھر جائے گی جس طرح سونا بھٹی میں تپنے سے نکھر جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

نوٹ:۔ اگر اس عمل سے صاحبانِ ضرورت کو نفع پہنچے تو احقر کو بھی دعائے خیر میں فراموش نہ کیا جائے۔ بلکہ تعب نہ ہو تو اطلاع دے کر مسرور بھی فرمایا جائے۔





سحر

لفظ سحر کے لغت میں اصل معنیٰ امر مخفی اور پوشیدہ چیز کے ہیں اور علمی اصطلاح میں ایسے حیرت انگیز اور عجیب و غریب امور کا نام ہے جن کے وجود میں آنیکے اسباب پوشیدہ ہوں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لفظ سحر کے متعلق فرمایا ہے کہ:

"لفظ سحر کے معنیٰ شریعت میں ایسے امور کیلئے مخصوص ہے جن کا سبب پوشیدہ ہو اور وہ اصل حقیقت کے خلاف سمجھ میں آنے لگے۔"

حقیقتِ سحر

تمام علماء اہلِ سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سحر ایک حقیقت ہے اور اپنے اندر مضر اثرات رکھتا ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے سحر میں اپنی قدرت کاملہ اور مصلحت سے ایسے مضر اثرات رکھدیئے ہیں جیسے اور زہر وغیرہ میں۔ بہرحال سحر ایک حقیقت ہے اور اس کے اثرات بھی بہت تیزی سے اثر کرتے ہیں۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ سحر بذاتِ خود قدرتِ الٰہی سے بے نیاز ہو کر مؤثر بالذات ہے اور اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے یا سوچتا ہے تو ایسا سمجھنا اور سوچنا کفر ہے۔

سحر کیا ہے؟

اللہ جلّ شانہٗ کا واسطہ ترک کر کے پوشیدہ اسباب کے ذریعے عجیب و غریب امور پر قدرت حاصل کرنے کا نام سحر ہے۔ دنیا میں سحر کے بہت سے طریقے ہیں۔ جن کے ذریعے خلافِ عادت امور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ایسے امور ایک تو نیت روحانیت سے متعلق ہیں۔ مثلاً جنات و شیاطین یا وہ ارواح جو جسم سے علیحدہ ہو چکی ہوں ان کو مسخر کر کے مختلف کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یا تاثیراتِ جسمانیہ ہیں جو اپنی ایک خاص ترکیب یا مختلف حالتوں کے اجتماع یا صورتِ نوعیہ کے خواص کی بنا پر ظاہر ہوتی ہیں۔

بہرحال سحر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ لیکن عام طور پر دنیا میں دو طرح کے طریقے ہیں۔

(۱) کلدانی اور (۲) دوسرا بابل۔

معجزہ اور سحر کے مابین فرق

سحر اور معجزہ کے درمیان یہ فرق ہے کہ معجزہ براہ راست صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو کہ بغیر کسی اسباب کے ظہور میں آتا ہے۔ اور اس کا کوئی اصولی طریقہ یا وقت نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی فن کی طرح پڑھایا سکھلایا جاتا ہے کہ نبی ہر وقت اس کو دکھلانے کی صلاحیت رکھے۔ سوائے اس کے کہ ایک نبی کی صداقت کیلئے وجود پذیر ہوتا ہے اور نبی مخالفین کو بطور صداقت جب کبھی پیش کرنا چاہتا ہے تو پہلے خدا کی طرف رجوع (دعا وغیرہ) کرتا ہے۔ تب خدا کی طرف سے نبی کو معجزہ دکھلانے کی قوت عطا کی جاتی ہے۔ جب کہ سحر اور جادو مستقل ایک فن ہے اور یہ فن باقاعدہ سکھلایا اور بتلایا جاتا ہے اور جس کے جاننے والا اس کو مقررہ اصول و قوانین کی پابندی کو کام میں لا کر کسی بھی وقت کہیں بھی کر سکتا ہے اور یہ فن ایک انسان دوسرے انسان کو سکھلا سکتا ہے حالانکہ اس کے اسباب بھی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ لیکن اس فن کے ماہر اس سے واقف ہوتے ہیں۔

سحر شریعت کی نظر میں

فقہائے اسلام نے سحر کے بارے میں لکھا ہے کہ جن امور میں شیاطین اور ارواحِ خبیثہ اور امداد سے مدد لی جائے اور ان کو حاجت روا سمجھ کر منتروں وغیرہ سے ان کو مسخر کر کے کام لیا جائے تو وہ شرک کے برابر ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہے اور اس کے علاوہ جن امور میں دوسرے طریقے استعمال کیے جائیں اور ان سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچے تو ان کا کرنے والا بھی گناہ کبیرہ کا اور امورِ حرام کا مرتکب ہوگا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"مہلک باتوں سے بچو یعنی شرک اور جادو سے۔"

فتح الباری میں علامہ عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ:

"علامہ نووی فرماتے ہیں کہ سحر حرام ہے اور اتفاق رائے سے کبائر میں سے ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سات مہلک چیزوں میں شمار کیا ہے۔"

اور بعض صورتیں سحر کی کفر ہیں اور بعض صورتیں کفر تو نہیں ہیں مگر سخت گناہ ہیں۔ پس اگر سحر کا کوئی منتر یا عمل کفر کا مقتضی ہے تو وہ کفر ہے ورنہ نہیں۔ بہرحال سحر کا سیکھنا سکھانا قطعاً حرام ہے۔"

بہت سی معتبر تواریخ میں لکھا ہے کہ نمرود کے زمانہ میں حکمائے بابل نے چھ ایسے حیرت انگیز اور عجیب طلسم بنائے تھے کہ عقل اور ذہن کی رسائی ان تک دشوار تھی۔ وہ چھ طلسم یہ تھے۔

کلدانیوں نے تانبہ کی ایک بطخ بنائی تھی جس کی خاصیت یہ تھی کہ جب کوئی چور یا جاسوس شہر میں داخل ہوتا تو وہ خود بخود بولنے لگتی جس سے شہر کے نگہبان سمجھ جاتے کہ شہر میں کوئی چور یا جاسوس گھس گیا ہے۔ اور وہ تلاش و جستجو کے بعد اس کو پکڑ لیتے تھے۔

گمشدہ چیزوں کیلئے ایک نقارہ بنایا تھا جب کبھی کسی کی کوئی چیز گم ہو جاتی تو وہ اس نقارہ پر چوٹ مارتا تو یہ نقارہ اس کو اس کی گمشدہ چیز کے بارے میں بتلا دیتا کہ وہ فلاں جگہ ہے یا فلاں کے پاس ہے۔

ایک ایسا عجیب و غریب حوض بنایا تھا جس میں مختلف قسم کے شربت ڈالے جاتے

تھے لیکن جو شربت جس کو درکار ہوتا تھا وہ اس حوض سے حاصل کر لیتا تھا۔ حالانکہ تمام شربات ایک ساتھ ڈالتے تھے۔ یہ حوض جشن وغیرہ کے موقعوں پر استعمال میں لایا جاتا۔

ایک آئینہ ایسا بنایا جو کہ غائب کا حال بتاتا تھا کہ وہ کہاں اور کس جگہ یا کس حال میں ہے۔

نمرود کے محل کے باہر ایک ایسا پیڑ لگایا جس کا سایہ لوگوں کی تعداد کے مطابق گھٹتا بڑھتا رہتا تھا یعنی اگر آدمی زیادہ ہو گئے تو پھیل کر سب پر سایہ کر لیتا تھا اور جب آدمی کم ہو جاتے تھے تو سکڑ کر بقدر ضرورت ہو جاتا تھا۔

ایک ایسا تالاب بنایا جو کہ ایک چیز کے دو دعویدار ہونے پر اُن کے مابین فیصلہ کرتا تھا یعنی اگر کسی ایک چیز کے دو دعویدار ہوتے تو وہ دونوں اس تالاب پر اُتر جاتے جو حق دار ہوتا پانی اس کی ناف تک آتا اور جو جھوٹا ہوتا وہ اس میں ڈوب کر مر جاتا۔

سحر اور اس کا علاج

اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے نفرت کرتا ہے تو مندرجہ ذیل کلمات لکھ کر عورت کے گلے میں ڈال دیں۔

کلمات یہ ہیں۔ فَلَمَّا رَأَیْنَہٗ اَکْبَرْنَہٗ الی قولہ کریم اور فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ الی قولہ تعالیٰ الْمُجْرِمُوْن۔ لیکن یہ عمل طالع حمل میں ہونا چاہیئے۔ لکھنے کے بعد اگر بتی سے دھونی دے کر اس عورت کے گلے میں ڈال دیں۔

اگر بیوی کی نظر میں شوہر کُتا یا خنزیر نظر آتا ہو اور وہ اس سے شدید نفرت کرتی ہو تو سات کھجور یا انجیر پر اسمائے قمر لکھ کر بیوی کو کھلائیں اور اس کے گلے میں سورۂ یوسف زعفران اور عرق گلاب سے لکھ کر ڈال دیں۔

اگر عورت شادی کی خواہش مند ہو تو ایک کاغذ پر سورۂ الم نشرح سات مرتبہ لکھ کر ذٰلِکَ لَا نَاظِرِیْن سات مرتبہ لکھیں اور اسکے بعد آیت بطلان سحر قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ مبطلون تک لکھ کر یہ عزیمت اس کے نیچے لکھیں اور اس عورت کے سر پر اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ سات مرتبہ پڑھیں۔

جس کنواری لڑکی کا کہیں سے رشتہ نہ آتا ہو تو اس کیلئے پوری سورۂ رحمٰن جمعہ یا پیر کے دن ایک کاغذ پر لکھیں اور اس کے نیچے لڑکی کا نام مع والدہ کے نام کے لکھ کر یہ عبارت لکھ دیں۔ یاجماعة الرجال سلبت عقولکم کتسلیب والقیت علیکم محبة وعطفا وحنانا وتخیلا وعشقا وتخیلا وعشقا وتخیلا لاطاقة لکم بالجلوس ولا للعقود حتی یتزوجها احد منکم واطلت تعطیلها ولان یتزوجها یااهلعانیه حرکوا الارواح الروحانیة الساکنة فی قلوب الاجنین فینتظر والی فلانة فیصرنها فی اعینهم کالشمس المنیرة اوکنظر زلیخا لیوسف علیہ السّلام۔

یہ عبارت سات مرتبہ لکھی جائے اور اس کے بعد آیت بطلان السحر قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ آخر تک لکھ کر ساعت عطارد میں لکھ کر غسل کے پانی میں ڈال دیں انشاء اللہ ایک ہفتے کے اندر اندر شادی ہو جائے گی۔

اگر کوئی مرد اپنے گھر والوں سے نفرت کرتا ہو اور اُن سے بھاگتا ہو تو عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ رحیم تک اور آیت بطلان السحر (جو اوپر بتلا چکے ہیں)، سات مرتبہ کسی برتن پر لکھیں اور اسے بارش کے پانی سے دھو کر وہ پانی مرد کو پلائیں۔

اگر کسی عورت کا حمل ساقط ہو جاتا ہو تو سورۂ واقعہ ایک کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں اتنے لمبے دھاگے کے ساتھ ڈالیں کہ وہ تعویذ رحم پر پڑا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام اور آیت بطلان سحر کسی برتن پر لکھ کر پانی سے دھو کر عورت کو آفتاب طلوع ہونے کے وقت سات دن تک پلائیں اور اس کے سر پر آیت بطلانِ سحر ستر مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

اور جس عورت کے صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں تو سورۂ نجم کسی برتن پر لکھ کر پانی سے دھو کر اس پانی سے بدھ کے دن غسل کرائیں اور اس کے سر پر پوری سورۂ انبیاء اور آیت بطلانِ سحر اور اسمائے قمر سات مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

اور اگر دلہن دولہا سے نفرت کرتی ہو تو ایک کاغذ پر سورۂ یوسف لکھیں اور آیت فَلَمَّا رَأَیْنَہٗ اَکْبَرْنَہٗ کو سات مرتبہ لکھیں اور اس کتابت کو اس کے سر پر ماریں اور اس کے بعد کسی چیز پر وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ تک لکھ کر کھلائیں۔

اگر کوئی عورت ہمبستری سے نفرت کرتی ہو تو اِمْرَاَةَ نُوْحٍ وَامْرَاَةَ لُوْطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ ستر مرتبہ لکھ کر پانی سے دھو کر اس پانی کو شہد سے میٹھا کر کے سات دن تک پلائیں۔

سحر و جادو کیلئے مندرجہ ذیل عمل اکیس مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے سحر والے مریض کو پلائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ بیری بجری کو اڑ باندھوں دسوب دوار بجری آئے بجری جائے سب جگہ سمائے، ٹونہ جادو سب دور ہو جائے جس ٹونہ جادو پھر کر آئے الٹ پلٹ وہاں کا وہاں پڑ جائے جو جو کرے سو مرے بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمة للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا ـــــــ نقش سورۂ ناس اور سورۂ فلق ان دونوں نقش کو زعفران سے لکھ کر اور عطر میں بسا کر سحر زدہ کے بازو پر باندھیں۔

نقش سورۂ فلق

٧٨٦

٢١٥٨	٢١٢١	٢١٦٢	٢١٥٠
٢١٦٣	٢١٥١	٢١٥٧	٢١٦٢
٢١٥٢	٢١٦٦	٢١٥٩	٢١٥٦
٢١٦٠	٢١٥٥	٢١٥٣	٢١٦٥

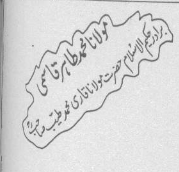
نقش سورۂ ناس

٧٨٦

١٣٢٣	١٣٢٧	١٣٣٠	١٣١٦
١٣٢٩	١٣١٧	١٣٢٢	١٣٢٨
١٣١٨	١٣٢٢	١٣٢٥	١٣٢١
١٣٢٦	١٣٢٠	١٣١٩	١٣٣١

(باقی صـ۱۵۶ پر)





"یہ عنوان علمی دنیا میں جسقدر دقیق اور خامہ فرسائی کے لئے جیسی سنگلاخ زمین سمجھی گئی ہے حضرات مبصرین اس سے ناواقف نہیں مگر معوذتین کے نزول میں سحر کو چونکہ خاص طور پر دخل ہے اسلئے مضامین معوذتین کی تشریح کے سلسلہ میں سحر کی حقیقت و ماہیت پر کچھ نہ کچھ روشنی ڈالنا بھی ہمارا ایک اہم فریضہ ہے بالخصوص ایسی صورت میں کہ ایک گروہ قدیم ہی سے سحر کا منکر چلا آتا ہے اور اس کو تخیلِ محض سے تعبیر کرتا ہے اور اس زمانہ کے روشن خیال اصحاب کا تو ذکر ہی کیا ہے ان کے یہاں تو خدا اور رسول کا وجود ہی سرے سے ایک خیالی قصہ ہے سحر تو بھلا پھر سحر ہی ہے اسلئے بنام خدا جو کچھ اپنے فہم ناکارہ میں اس بارہ میں آیا ہوا ہے اور جہاں تک رسائی فہم نارسا ہے اسی کو علیم و حکیم کی رحمت و مدد کے بھروسہ پر پیش کرتا ہوں اگر زندگی باقی ہے اور اس رسالہ کا چھپکر ختم ہونا مقدر ہے۔ تو طبع ثانی میں انشاء اللہ اس بحث کے تشنہ پہلو بھی واضح کر دیئے جائیں گے اگرچہ نفس سحر کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے طالب کیلئے کافی و شافی ہے تاہم امام ابن تیمیہ کا رسالہ "النبوات" جسمیں سحر کے متعلق مفصل و مکمل بحث کی گئی ہے جو افسوس ہے کہ ہمیں اسوقت دستیاب نہ ہو سکا اگر وہ مل گیا تو طبع ثانی میں اس کے لطائف بھی مضمون ھٰذا میں انشاء اللہ شامل کئے جائیں گے۔

تمہید

بہر حال حقیقتِ سحر پر روشنی ڈالنے کے لئے بطور تمہید اولاً اس قدر عرض ہے کہ چونکہ اس عالم میں خیر و شر دونوں کا وجود ایک دوسرے کے ساتھ توام ہے اور ان کے وجود سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اس لئے باعتبار شہادت عقل و نقل خیر و شر کے مظاہر بھی تین ہی قسم کے ہوں گے اول وہ مخلوق اور مظاہر جنمیں خیر ہی خیر ہو شر کا شائبہ اور اسکا گذر نہ ہو دوسرے وہ مخلوق اور مظاہر جو خیر و شر دونوں کا مجموعہ ہوں سو اہل ادراک کو معلوم ہے کہ اصطلاح دین قیم میں ایسے مظاہر کو جنمیں خیر کے سوا کچھ نہیں ملائکۃ الرحمٰن کہتے ہیں اور مظاہر شر کو شیاطین و جنات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ان دونوں کے مجموعہ کو انسان کہتے ہیں اور جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ باعتبار خیر و شر کے مخلوق تین حصوں پر منقسم ہے۔

انسان عادتاً مرکب مخلوق ہی کو دیکھ سکتا ہے

اور ان میں سے انسان ہر دو مخلوق کا خلاصہ اور روح و جسم کا مجموعہ ہے اور یہ عناصر ارادہ و قدرت کے ساتھ انسان میں محض آزمائش خداوندی کے لئے ہوئے ہیں تو یہ حقیقت بھی واجب التسلیم ہو گی کہ عادۃً اس عالم میں انسان کو صرف وہی مخلوق محسوس ہو گی جو روح اور مادہ دونوں سے ترکیب یافتہ ہو یعنی نہ مظاہر خیر محض اسکو محسوس ہوں گے نہ مظاہر شر اسکو دکھلائی دیں گے بلکہ ایمان بالغیب کی حکمت کو باقی رکھنے کیلئے یہ اس مرکب عالم میں حواس خمسہ اسی مخلوق کو ادراک کریں گے جو ذی جسم اور روح و مادہ سے ترکیب یافتہ ہو کیوں کہ جیسے آنکھ کی پتلی کا نقطہ باوجود زمین و آسمان اور کائنات کے ہر ایک ذرہ کو دیکھنے کی اہلیت رکھنے کے یہ قدرت ہرگز نہیں رکھتا کہ اپنے حلقہ کی سیاہی و سپیدی کو خود بھی دیکھ سکے یا اپنے دیکھنے کا آئینہ بحالتِ موجودہ خود بن سکے چنانچہ کوئی صاف و شفاف آئینہ اس نقطہ نورانی کے بالمقابل نہ آجاوے اسوقت تک اس کو اختیار ہے کہ وہ اپنا مشاہدہ خود کر سکے اور اس آنکھ کی پتلی کو اپنی شکل و صورت کے دیکھنے سے پہلے پہلے اسپر ایمان لانا ضروری تھا۔ کہ وہ اپنے وجود میں نور و ظلمت دونوں کی احتیاج رکھتی ہے اسی طرح انسان بھی اس خیر و شر میں شیاطین و جنات کو اپنی اگلی اور پچھلی نسل کی طرح جب تک نہیں دیکھ سکتا جب تک حال کا آئینہ اور ماضی و مستقبل کا اہرمن

نارتا ہوا زمانہ بیک وقت اس کے سامنے موجود نہ ہو لیکن جیسے آنکھ کے سامنے آئینہ کے آجانے سے کوئی نورِ چشم اپنی آنکھ کی سیاہی و سپیدی سے انکار نہیں کرسکتا اسی طرح حضرت انسان آئینۂ علم الاولین و الآخرین میں اپنی ترکیب نوعی کو دیکھ کر ملائکہ اور ان کے بالمقابل مخلوق یعنی شیاطین کے وجود کا بھی منکر نہیں ہوسکتا۔

مخلوقِ ثلاثہ کے علومِ ثلاثہ

غرض جبکہ یؤمنون بالغیب کی حکمت اور انسان جیسے مرکب مخلوق کے وجود کے اہلِ دانش وفراست نے دو قسم کی جُداگانہ مخلوق کا پتہ چلالیا تو اسی کے بعد اسکا اقرار بھی کرنا پڑیگا کہ ہر سہ مخلوق کا علم بھی ایک دوسرے سے جُداگانہ ہوگا اور ہر ایک کی تاثیر ایک دوسرے سے مختلف اور ایک کا اثر دوسرے کیلئے مزاحم ہوگا یعنی فرشتوں کا علم خیر محض ہوگا تو جنّات و شیاطین کے علوم میں شر ہوگا اور انسان کے علوم میں دونوں کا ظہور ہوگا یہی سبب ہے کہ انبیاء علیہم السّلام اور ملائکہ کا علم "خیر اور سعادت" کے جملہ راستوں کو کھول دیتا ہے اور اس علم کے الفاظ و معانی اور ان کی ترکیبیں نورانی ہوتی ھیں اور اپنی تاثیراتِ نورانیہ توسل الی اللہ و تعوذ باللہ کی کیفیات محمودہ پیدا کرتی ہیں تو شیاطین کا علم شقاوت و شرور کی تمام راہیں تبلاتا ہے اور ان کے الفاظ و معانی اور ترکیبیں دونوں ظلماتی ہوتی ہیں جو اپنے اثراتِ ناری و دخانی سے قلبِ انسان میں قساوت و تیرگی پیدا کرتی ہیں اور حجابِ ظلمات بعضہا فوق بعض " کیطرح دل پر مسلط ہوجاتے ہیں۔

علم قرآن اور علمِ سحر کا تعلق نظمِ عالم سے

اور انسان کا آلۂ عقل و ادراک ان دونوں ظلماتی و نورانی مخلوق سے خیر و شر کو کھینچتا رہتا ہے پس جیسے خالقِ کائنات کی طرف سے انسان کی آزمائش اور حجت کیلئے اسپر علم قرآن نازل کیا گیا ہے۔ اور یہ علم نورانی عالم کے استحکام و استواری اور نظامِ انسانیت کی پائیداری کے لئے اسکو مصلحانہ و حکیمانہ طریق پر غلبہ و اقتدار و تمکین فی الارض دلانے کیلئے عطا کیا گیا ہے تاکہ انسان ارادہ و قدرت کے ساتھ نیک و بد میں امتیازی راہ نکال کر دُنیا و عقبیٰ میں مقصودِ حیات پالے اسی طرح حق سبحانہ و تعالےٰ کی طرف سے انسان جیسے اسیرِ حرص و ہوا عاجز و لاچار کو قدرت و قوت کی بھول بھلیاں کھانے اور اسکی آزمائش کرنے کیلئے ہاروت و ماروت کے ذریعہ سے اسپر علم سحر بھی اتارا گیا۔ ہے جسکے سیکھنے اور حاصل کرنے سے انسان کو نظم کائنات میں باعانت جنات و شیاطین و ارواحِ علوی و سفلی ایسا غیر مقصود کمال اور نامحمود تصرف حاصل ہوجاتا ہے جس سے عجیب و غریب ہوشربا کرشمے انسان دکھلا کر اپنے ابنائے جنس کو اس علم کی باطلانہ خوشنمائیوں کے جال میں پھانس کر گمراہ کردیتا ہے اور بادی النظر میں سحر معجزہ و کرامت کے ہمشکل معلوم ہونے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے موحد شرک میں مبتلا ہوکر اپنا ایمان کھو بیٹھے ہیں۔

علم سحر کا ماہر دجّال اکبر ہے

اور غالباً یہی قوتِ سحر خاتم شیطنت یعنی دجال اکبر کے پاس بمقابلہ دینِ حضرت خاتم نبوت ہوگی جسکی باطلانہ قوت و شوکت کے دامِ تزویر میں ہزاروں کلمہ گو مبتلائے فریب ہوکر پھنس جاویں گے لیکن جو پختہ کار راسخ الایمان مسلمان ہوں گے وہ اس فریب کی طرف ادنیٰ التفات بھی نہ کریں گے۔

خیر و شر کا اختلاط اور آزمائشِ خداوندی

رہی خیر و شر کی یہ مخلوط آزمائشِ خداوندی اور اس قسم کے علوم کا دنیا میں ظاہر ہونا سو یہ کوئی خلافِ فطرت آزمائش نہیں دنیا میں روزانہ ہم اس قسم کی آزمائشیں اپنے زیر دستوں کی کیا کرتے ہیں چنانچہ ایک آقا جب اپنے نوکر کو آزماتا ہے تو بسا اوقات اپنے خزانہ کی تجوریوں کا منہ کھلا چھوڑ دیتا ہے کبھی بہت سا روپیہ اپنے مکان میں کھلے طور پر ڈال کر چلا جاتا ہے۔ اور آزماتا ہے کہ دیکھوں میرا غلام یہ روپیہ مجھے دیتا ہے یا اپنی جیب میں رکھتا ہے سو غور کرنے کی بات اس میں ہے تو یہ ہے کہ روپیہ مالک کے حق میں تو سراسر موجب رحمت ہی ہوتا ہے البتہ غلام کی دیانت و امانت کی آزمائش کے لحاظ سے یہ روپیہ اس کے حق میں باعثِ خیر بھی ہے اور باعثِ شر بھی کیونکہ یہ روپیہ غلام نے ازراہِ خیانت چپکے سے اٹھا کر جیب میں رکھ لیا تو ظاہر ہے کہ اس کا انجام اس کے حق میں جیل خانہ کا عذاب ہی ہوگا اور امانداری کی صورت میں اسکا ثمرہ یقیناً غلام کیلئے آقا کی رضا و خوشنودی ہوگی اور مراتب اعتماد اس کو حاصل ہوں گے۔ اسی طرح سحر کے اندر جو کچھ بھی قوتیں ودیعت کیگئی ہیں اور انسان کے سامنے ان کو ظاہر کیا گیا ہے وہ اسی لئے کہ دیکھیں انسان کو مقصودِ حیات قرار دے کر اپنے کو ملأ اعلیٰ میں نادان کہلواتا ہے یا اس کو مضر سمجھ کر اپنے کو یگانہ فرزانہ کہلواتا ہے۔

علم نافع اور علمِ مضر اور عالم کے لیۓ ان کی موزونیت

الغرض خداوند عالم کی طرف سے اس عالم میں الفاظ و حروف کے سانچوں میں دو قسم کے علم پیدا کئے گئے ہیں. ایک علم نافع جس سے عالم کی فلاح و بہبود وابستہ ہے اور دوسرا علم مضر جس سے عالم کے اجزاء کی تحلیل و تفریق ہوتی ہے. علمِ نافع کا مخزن و سرچشمہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے تو علم مضر کا مخزن و مرکز شیطان ہے اور یہ دونوں علم عالم کے اعتبار سے بعینہ وہی مثال رکھتے ہیں جیسے کسی مہ جبیں کی کتاب بشریت پر خطِ جوانی باعثِ زیب و زینت ہوتا ہے اور عالم الفاظ و حروف کی یہ دونوں الہامی ترکیبیں

بعینہ وہی شکل رکھتی ہیں۔ جیسے عالم شہادت میں دن اور رات کی صورت ہوا کرتی ہے یہ علیحدگیات ہے کہ انسان کے شخصی احوال میں تضاد کی وجہ سے یہ علم سحر کبھی انجذاب شیطنت کا سبب بنکر اس کیلئے ہلاکت وضلالت کا موجب بنجائے اور کبھی اجتناب و پرہیزگاری کا بہانہ بنکر رحمت الٰہی کو کھینچنے کا ذریعہ ہو جائے۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم لیکن مجموعۂ عالم کے لحاظ سے رات کی طرح علم سحر بھی سراسر رحمتِ الٰہی ہی ہے۔

تعلیم سحر کا نتیجہ

غرض جب کہ مدار کمالِ خیر و شر دونوں صورتوں میں علم کا حصول ہی ٹھیرا اور اسی سے انسان عالم کی بھلی اور بُری راہوں میں جذب و انجذاب پیدا کر سکتا ہے سفلی مخلوق سے بھی اپنے تعلقات دم اسم علم کے بعد ہی قائم کر سکتا ہے اور کواکب و سیارات اور علوی مخلوق سے تعلق بھی علم کے بعد ہی ممکن ہے تو جیسے دنیا کی مختلف اقوام سے تعلقات و معاملات قائم کرنے کیلئے یہ عام دستور ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی قوم جذب ہوا کرتی ہے تو مغلوب قوم غالب قوم کے وضع و طریق کو الناس علے دین ملوکھم کی فطری رفتار کے موافق اختیار کیا کرتی ہے اور اپنے کو اس قوم کی نظر میں عزیز و محبوب بنانے کیلئے اسی کی زبان و علوم کو اپنی وعلم قرار دیا کرتی ہے چنانچہ جب تک کسی قوم کی زبان اور علم و تمدن سے واقفیت نہ ہو اس وقت تک اس قوم سے کوئی قوت و مدد نہیں مل سکتی اسی طرح انسان کے شیاطین سے روابط دم اسم اور موالات و تعلقات بھی اسی وقت حدِ کمال کو پہونچتے ہیں جب انسان ملائکہ کی زبان کو ترک کرتے ہوئے اور علم حق کی آواز تک نہ سننے کا عہد باندھے ہوئے جملہ آداب شیاطین و نذر و نیازِ موکلین بجا لاکر کبرائے شیاطین کے اسمار بقصد تعظیم و توصیف وردِ زبان کرتا ہے اور ہر قسم کی ناپاکیوں میں ملوث رہتے ہوئے اور پاکی سے کلی اجتناب و احتراز کرتے ہوئے چند ایسے مہمل ظلمانی کلمات اور ایسے مشدّد، غیر فصیح، بے معنے جملے لسانِ ناطق پر جاری کرتا ہے جس سے ہمزاد موکلین جنات و شیاطین اس کے گہرے دوست بنجاتے ہیں یا مثلاً انسان علم نجوم میں غلو کرتے ہوئے علم الحساب کی مدد سے نحس ستاروں کے اوقات و کیفیاتِ تاثیرات و باہمی تعلقات میں استمداد کرے اور انکی تاثیرات کو قلوب میں راسخ کرکے اپنے ابنائے جنس کے اجسام و ارواح پر ہر قسم کا تصرف اور قبضہ پالے علیٰ ہذا کلام رب العالمین کے فصیح و بلیغ اور بے ساختہ ہلکے نورانی جملے اور ان کی محمود و جامع ترکیبیں بھی اپنے اندر زمین و آسمان کی کل قوتیں اور ایک ایسا زبردست اثر رکھتی ہیں کہ انسان اگر بصدق نیت حضرت حق کی جناب میں مخلص للدین، مومن، قانت، مجاہد، بے نفس بنا کر اپنے کو پیش کردے تو اللہ و رسول کا نورِ نظر بنجائے اور جنود رب کی جملہ طاقتیں اس کے اشاروں پر کام کرنے لگیں اور بلا اعداد و شمار کے علم میں دردسری کیے ہوئے بلکہ نحن امی لا نحسب ولا نکتب کا فخریہ اعلان کرتے ہوئے انسان مسجودِ ملایک و افلاک بنجائے اور تمام مادی طاقتیں اسکے آگے سرنگوں ہو جائیں۔

درجاتِ علم الرحمٰن و علم الشیطان

جیسے علم الٰہی کے بہت سے درجات ہیں۔ اور آخری مرتبہ ذات و صفات کی گہرائیوں اور پہنائیوں میں اتر جانا ہے۔ جسمیں بندہ کو اپنے عدم کا کامل استحضار ہو جاتا ہے اور خداوند موجود کے سوا کوئی وجود عالم میں نظر نہیں آتا اسی طرح علم باطل کے بھی متعدد مراتب و درجات ہیں۔ جنمیں اعلیٰ مرتبہ سحر کا ہے اسمیں انسان جب حدِ کمال پر پہنچ جاتا ہے اور ہمزاد و موکلین کی قوتیں اس کے مَن میں سما جاتی ہیں۔ اور شرِّ ما خلق کی اعلیٰ سے اعلیٰ قوت جب انسان کو حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اس کو عالم میں سوائے کفر و شرک کے ایسی ہی طرح کچھ نظر نہیں آتا جیسے کسی جانور کے من میں بجز بہیمیت کے کچھ نہیں سماتا۔ اعاذنا اللہ منہ

ملکیت ہاروت و ماروت اور اسکی بحث

پس اس تقریر کے بعد ہاروت و ماروت کو فرشتۂ خالص تسلیم کرلیا جائے یا حضرت یوسفؑ کی طرح فرشتہ مجازی کہا جائے اتنی بات ضرور ممہد ہو جاتی ہے کہ دنیا میں حق کی طاقت ہو یا باطل کی قوت الفاظِ نورانی کے اثرات ہوں یا الفاظ ظلمانی کے تاثیرات خلیفۃ اللہ علی الارض کے لیے دونوں قوتیں مسخر کردی گئی ہیں اور اس کے مَن کو مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بزرگ و برتر بنانے کیلئے ہر قسم کے دروازے وا کردیئے گئے ہیں اور ارادہ و قدرت کی دولت عطا فرماکر ہر ایک راہ اسکے لئے آسان کردی گئی ہے۔ کلا نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء من عطاء ربک۔

رہا یہ شبہ کہ ہاروت و ماروت کے ذریعہ جو علم سحر کا نزول ہوا ہے اور وہ لوگوں کو چونکہ سحر کی تعلیم دیتے تھے اسلئے ان کا فرشتہ ہونا کیسے تسلیم ہو سکتا ہے کیوں کہ فرشتے نہ خود گناہ کرتے ہیں نہ دوسروں کو گناہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کی شان تو " لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون" ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر انسان کی آزمائش و کمال کے لئے اور عالم اضداد کو متضاد علوم سے پایۂ تکمیل کو پہونچانے کیلئے بامر اللہ یہ دونوں فرشتے علم سحر لیکر اُترے ہوں اور ذریعہ آزمائش قرار دیئے گئے ہوں

بناآہے۔ جسکو با...
گئے ہر۔

(۲) دو ۔ایک مادی وسفلی قوتوں کا ماہر ہو اور دوسرا کواکب
ارواح کو مسخر ...نا روحانی طاقتوں کا استعمال انسان کو بتلانے کے لئے
کہلاتا ہے اور ... عصمت وملکیت میں پھر بھی کوئی فرق نہیں آتا۔ کیوں کہ۔ جیسے
باطل کرنے کو فرشتے ہر قسم کی ظلمتوں کو ساتھ لئے ہوئے انسان کو بتلانے
نے کیلئے دنیا میں اترتے ہیں ایسے ہی انسان کی آزمائش کے
عطا کیا گیا۔

(۳) یہ امر بھی قرین صواب ہے کہ اس عالم میں آنے کیلئے اس علوی
مخلوق کو دنیا میں بشریت پہنایا جاکر یہ علم دنیا میں پیدا کیا گیا ہو۔

کرۂ ارضی کا تعلق کرہ ہائے علوی سے اور اسکی مخلوق کا تعلق سفلی مخلوق سے

علاوہ ازیں جب کہ کرۂ ارضی و کرۂ شمسی اور تمام ستاروں میں باہم علاقہ جاذبیت ہے اور ہر ایک کرہ ایکدوسرے کے ساتھ ایسی ہی طرح قائم ہے — جیسے ایک پل کی لچک پل کے تمام اجزاء کو تھامے رہتی ہے اور جسقدر بوجھ بھی اس پر سے گزارا جائے یہ لچک بخوشی اسکو اٹھا لیتی ہے اور باستثنائے چند ہر ایک کرہ میں حکمائے وقت کے نزدیک کثیر مخلوق آباد ہے چنانچہ حال میں اہل یورپ نے بعض ستاروں کے اندر خورد بینوں سے آبادی کا مشاہدہ بھی کیا اور اب گفت وشنید کے آلات کی تیاری میں دن رات اہل دانش کی دردسری جاری ہے تو اس کو ایک درجہ میں اگر قرین قیاس مانکر کہا جائے کہ کسی ستارہ کی مخلوق میں سے دو فرد کواکب وسیارات کا علم لیکر دنیا میں اترے ہوں۔ جس سے انسان علوی وسفلی دونوں مخلوق کی قوتوں کو بیک وقت حاصل کرتے ہوئے اپنے من کی دل کی قوت پر کامل قابو اور دسترس پا سکے اور اس سے جو چاہے اپنے ابنائے جنس کی نظروں کی نظر بندی کردے یعنی اُنہیں وہی نظر آئے جو یہ دکھلائے اور جب چاہے نظروں سے اوجھل ہو جائے کبھی اپنی قوت پرواز سے آسمان تک پہنچ جائے تو کبھی اس کی سمائی زمین کے طبقوں میں ہو جائے تو یہ عقلاً کسی طرح بھی مستبعد نہیں اس لئے کہ جو شخص علوی وسفلی طاقتوں کا مجموعہ بنجائے یعنی جسمانی قوتیں بھی اسکی مکمل ہو جائیں اور روحانی طاقت بھی اس کو حاصل ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اسکے بعد تسخیر عناصر اربعہ اور تبدیل وتحلیل لباسِ روح اسکے لئے ایک ہنسی کھیل ہوگا۔

مقربانِ سبحانی دو قسم کے ہوتے ہیں

اور جبکہ بندہ علوم ملہمہ سے ایسی قوتیں بہم پہونچا سکتا ہے تو پھر ان مقربانِ بارگاہ سبحانی کی قوت وشوکت کا اندازہ تو ہم کیا کر سکتے ہیں جنکو براہِ راست خالقِ کائنات کیطرف سے ہر قسم کے اعجاز اور روحانی وجسمانی اعلیٰ طاقتیں عطا کی گئی ہوں۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص تو وہ ہے جو دن رات اپنی زمین میں تردد کر کے غلہ اگا کر دولت حاصل کرتا ہے اور امیر بنتا ہے اور ایک وہ شخص ہے جس کو بادشاہِ وقت خود اپنے خزانہ سے دولت عطا کرے اور سلطنت کے نظم ونسق میں اس کو حق دے ظاہر ہے کہ دونوں شخص اپنی حیثیت اور دولت میں کسی طرح بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ پہلا شخص جو کچھ بھی امارت وحیثیت حاصل کر رہا ہے، وہ اپنی قوت وکسب سے حاصل کر رہا ہے اور دوسرے شخص کو جو امارت وحیثیت حاصل ہوئی ہے وہ بلطفِ خسروی اور باذنِ شاہی حاصل ہوئی ہے۔

تحلیلِ لباسِ بشریت

غرض تحلیل وتبدیلِ لباس جسمانی وتسخیر عناصر واستمدادِ ارواح سفلیہ کا دعویٰ کوئی من گھڑت دعویٰ یا قصہ فرضی نہیں ہے بلکہ اولیائے اُمت کے اس قسم کے بکثرت واقعات معتبر کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں اور بزرگانِ دین کی کرامتیں مستند کتابوں میں دیکھی جاتی ہیں بہر حال جب ان دونوں فرشتوں نے لباس انسانیت سے ملبوس ہو کر نزولِ فی الارض فرمایا اور اسماء کواکب وسیارات وغیرہ کے علم سے انسان کو آگاہ کیا تو اس علمِ حصولِ قدرت اور اور علم سحر کے نزول میں ان کی اسی قسم کی حیثیت ہو گی جو علم حق کے نزول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت تھی اور حقیقت تو یہ ہے کہ علم کے درجہ میں تو جس طرح خیر کے علم کی ضرورت تھی اسی طرح اس علمِ باطل کی بھی ضرورت تھی کیوں کہ جب تک انسان اس عالم میں بُرائی کے بالمقابل بھلائی کو دیکھ نہیں لیتا یا بھلائی کے مقابلہ میں برائی کو نہیں پا لیتا اسوقت تک بھلائی کی بھلائی اور برائی کی برائی پر مطلع نہیں ہوتا شاید یہی سبب ہے کہ اگر کوئی شخص شیطان کے مکاید ووسالیس کو بہ نیت رد معلوم کرے تو یہ عین طاعت ہے البتہ اگر اسپر عمل کرے گا تو بیشک وہ شر ہو گا لیکن خاص علوم شیاطین کا حاصل کرنا خواہ بہ نیت رد ہی کیوں نہ ہو یہ جائز نہیں اس لئے کہ اسکی خاصیت مثلِ زہر کے ہے اور زہر کے مہلک ہونے کا علم سب کو ہے لیکن کوئی شخص اسکی تصدیق زہر استعمال کر کے نہیں کرتا ہے۔

تعریف وحقیقتِ سحر

پس سحر کی حقیقت وتعریف یہ ہوئی کہ جنات وشیاطین اور کواکب وسیارات نفسِ ناطقہ کو حق تعالےٰ نے جو قوت وقدرت عطا فرما رکھی ہے انسان بجائے خداوند قادر وتوانا سے مدد وقوت طلب کرنے کے اور عہدِ ایاك نعبد وایاك نستعین کا پابند رہنے کے اس کی روحانی ومخفی

مخلوقات کی جبہہ سائی کرے اور ان کے اسمار کو جپ کر غیر اللہ سے توسل اور مغضوب علیہم کی اعانت سے ارواح و اجسام انسانی پر اس قسم کی قوت و قدرت حاصل کرے اور تماثیرات و تصرفاتِ اجسام میں ایسا ملکہ و دسترس انسان کو حاصل ہوجائے کہ چاہے تو اس علم کی قوت سے حسبِ منشیت بار ہی ایک تندرست روح کو بیمار کردے اور چاہے تو بواسطہ سیارہ مریخ اقتلوا یامریخ کہکر کسی روح کو اس قفس عنصری سے آزاد کرادے تو نافع و ضار تو فی الحقیقت اس صورت میں بھی حق تعالےٰ ہی ٹھیرا کیونکہ اگر کسی شخص نے کسی فرمانروا کے نوکروں سے مدد طلب کر کے کوئی فائدہ یا نقصان اٹھایا تو درحقیقت اس صورت میں بھی وہ آقا ہی کا رہین منت دم ہونِ قدرت ہوا لیکن مشرک اس کو اسلئے کہیں گے کہ اس نے آقا کی اجازت و علم سے کیوں اپنی حاجت روائی نہ کی اور اس کی مخلوق کی معمولی سی قوت و قدرت پر کیوں نظر کی اور انسان نے حاصل شدہ طاقت و قدرت پر انا و لاغیری کا علم کیوں بلند کیا چونکہ علم سحر کی قوتوں کو جو شخص حاصل کرتا ہے اس سے اسی قسم کا شرک پیدا ہوتا ہے اسی لئے اس کے سیکھنے کی ممانعت اسلام میں کی گئی ہے، بیشک اسلام بھی کائنات میں روحانی قوت و قدرت حاصل کرنیکی اجازت دیتا ہے اور یہ علم بھی انسان کو یہی سکھلاتا ہے۔

علم سحر اور علم الٰہی کی تاثیرات کا باہمی فرق

مگر ان دونوں میں فرق ہے تو یہی ہے کہ علم الٰہی براہِ راست جناب الٰہی سے توسّل سکھلاتا ہے اور اسی کو نافع و ضار بتلاتا ہے اور یہ علم اسکی بعض طاقتور مخلوق کی تعظیم و تکریم سکھلا کر انہی کو خالق کے مرتبہ میں سمجھواتا ہے اس فرق کا مشاہدہ اس مثال سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ مثلاً اگر ایک شخص کیمیا بنانا سیکھے اور کیمیا اسکو آجائے تو اسکے بھی انسان کو معاش سے بے فکری ہوجاتی ہے اور اگر ایک شخص توکل کی دولت حاصل کرے اور یہ دولت کسی کو میسر آجائے تو اس کا اثر بھی یہی ہے کہ انسان کو معاش سے بے فکری نصیب ہوجاتی ہے اور بظاہر نتیجہ اور حکم دونوں کا ایک ہی معلوم ہوتا ہے مگر غور کیجئے تو زمین و آسمان کا فرق ہے کیمیا سازی شرکِ خفی میں انسان کو مبتلا کرتی ہے کیوں کہ یہ علم نادر اپنی ہیئتِ ترکیبی اور اثراتِ مادی سے انسان کو مؤثر حقیقی سے غافل بنا دیتا ہے اور انسان سمجھ لیتا ہے کہ اب میرا رزق میرے ہاتھ میں ہے اور توکل کارسازِ عالم کی وحدانیت و قدرت پر اعتماد سکھلاتا ہے۔ کیوں کہ متوکل باوجود دولتِ استغناء سے مالامال ہونے کے اکثر وسائل و اسباب کے درجہ میں تہی دست ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جس شخص کو کیمیا بنانا آجائے اُسے توکل کی دولت نصیب نہیں ہوتی اور جو شخص متوکل ہوتا ہے وہ کیمیا سازی کو حرام سمجھتا ہے اسکی حکمت بجز اس کے کچھ نہیں کہ علوم الٰہیہ کی تاثیرات اور قوتیں چونکہ پردۂ غیب سے ظاہر ہوتی ہیں، جو عالم باطن میں تو ظاہر ہوتی ہیں۔ اور عالم ظاہر میں پوشیدہ۔ اس لئے وہ بالخاصہ سرچشمۂ توحید اور علام الغیوب کی طرف انسان کو رجوع سکھلاتی ہیں اور علوم باطلہ کی تاثیرات اور طاقتیں چونکہ عالم ظاہر میں محسوس ہوتی ہیں۔ اور عالم غیب میں انکی کوئی اصل نہیں ہوتی اسلئے اس قسم کے علوم شرک کی طرف لیجاتے ہیں بہرحال شرک اور سحر نتیجۃً ایک ہی ہیں۔

شرک اور سحر کا باہمی ارتباط

اور ان میں بلاشبہ وہی نسبت ہے جو دو مختلف سلطنتوں کے رائج الوقت سکّوں میں ہوا کرتی ہے جیسے عالم ظاہر میں مخلوق کی تاثیرات کو مؤثرِ حقیقی سمجھ لینے کا نام شرک ہے ایسے ہی عالم باطن کی تاثیرات اور روحانی مخلوق کی تاثیرات اور ان کی قوت و قدرت سے اعانت و مدد طلب کرنے کا نام سحر ہے اسی لئے حدیث شریف میں جہاں شرک سے بچنے کی ممانعت فرمائی گئی وہاں سحر سے بھی اجتناب کا حکم دیا گیا۔ کما قال رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجتنبوا السبع الموبقات الخ۔ جیسے ظاہری مخلوق میں جو کچھ بھی قدرت و قوت ہے وہ اسی ذاتِ بیچگون کی عطا ہے اور مسبب حقیقی کو چھوڑ کر اسبابِ مخفی ہی پر ایمان کو منحصر کر دینا کفر و شرک ہے اسی طرح اسکی علوی و مخفی مخلوق میں۔ جو کچھ بھی قوت و طاقت ہے وہ اسی کا فیض ہے پس ان مخفی طاقتوں پر بھی ایمان کو منحصر کر دینا عین شرک اور نتیجۂ علم فتنہ ہے۔

اقسام سحر

جیسے شرک کی باعتبار اسکے آثار و خواص کے چند قسمیں ہیں اسی طرح سحر کی بھی چند قسمیں ہیں۔ اقسام سحر کی تفصیل امام فخر الدین رازیؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنی تفسیروں میں فرماتے ہوئے اس کی آٹھ قسمیں بیان فرمائی ہیں اور کلدانیوں نے جواز روئے سحر طلسمات بنائے تھے ان کو بھی تحریر فرمایا ہے لیکن ان تمام قسموں کو اگر یہاں نقل کیا جائے تو غالباً مضمونِ ہٰذا میں طوالت ہوجائے گی اس لئے اسوقت سحر کے اقسام کی جو ترتیب احقر کے ذہن میں ہے اسی کو عرض کیا جاتا ہے۔ سو ہاروت و ماروت کے نزول کی حکمت پر اور ایک فرشتے کے بجائے دو فرشتوں کی آمد پر غور کیا جاتا ہے اور قلب انسانی کی غیر معمولی گہرائیوں اور اسکی وسعت پر جہاں تک نظر کام کرتی ہے اور دنیا کی ہر مخلوق سے انسان کو جو مشابہت و مناسبت حاصل ہے اس کی لم پر جس قدر فکر کو کام میں لایا جائے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اصولاً سحر کی تین قسمیں ہونی چاہئیں۔

(۱) **اوّل سحر علوی**۔ جس میں کواکب و سیارات کی قوتوں سے استمداد کرتے ہوئے انسان قوت و قدرت حاصل کرتا ہے اور عالم میں ہوشربا کرشمے اور محیر العقول طلسمات بنا کر دیگر ابنائے جنس کو اپنا مطیع و منقاد

بناتا ہے۔ جسکو باطل کرنے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے۔

(۲) دوم: سحر سفلی جسمیں انسان جنات وشیاطین کی ارواح کو مسخر کر کے ان کی قوت وطاقت سے عالم میں اپنے کو ذی قدرت کہلاتا ہے اور ہمزاد وموکلین کے ذریعہ حاجت روائی کرتا ہے اور جسکے باطل کرنے کیلئے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبی بنایا گیا اور علمِ منطق الطیر عطا کیا گیا۔

(۳) سوم: سحر قلبی ہے جسمیں انسان خود اپنے دہیان اور حواسِ خمسہ کی قوتوں کو دماغ میں مجتمع کرتے ہوئے بکمال یکسوئی پیدا کر کے ایک ایسی قوت وقدرت حاصل کرتا ہے کہ چاہے تو لوگوں کی نظر پر پابندی عائد کر کے ایک غیر واقعی اور محض خیالی چیز کو لوگوں کے سامنے واقعی چیز بنا کر پیش کر دے اور چاہے تو جو خیال قوتِ متخیلہ میں ہو اسے متشکل کر کے باہر لے آئے اور جسمانی طول، عرض، عمق کی حدود وقیود سے آزادی حاصل کرتے ہوئے مسمریزم کی طاقت سے شعبدے دکھلائے اور نظرِ یکسو سے دو متصل چیزوں کو چاہے تو منفصل کر دکھائے۔ اور چاہے تو دو علیحدہ علیحدہ چیزوں کو ملا کر دکھلا دے، پس اس سحرِ قلبی کو باطل کرنے کے لئے جو درحقیقت مذکورہ بالا دونوں صورتوں کا مجموعہ اور مرتبۂ کمال ہے کلام اللہ کا نزولِ ہوا اور اسکی عملی کیفیت اور حرکت کو مٹانے کیلئے قیامت کے قریب کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ روح اللہ کا نزولِ اجلال ہوگا — اس قسم کے تصرفات کچھ تعجب خیز امور نہیں۔ ایسے کرشموں کی مثالیں دنیا ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک شعبدہ باز جب اپنا کمال دکھلانے کیلئے آتش بازی کا ایک گولہ چھوڑتا ہے تو کبھی تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مزین مکلف مرصع تختِ شاہی بچھا ہوا ہے جس پر بادشاہ فروکش ہے ملزمین لائے جا رہے ہیں۔ عدل وانصاف کیا جا رہا ہے۔ کبھی دیکھتے ہیں کہ بادل پانی برسا رہے ہیں دریا بہہ رہے ہیں۔ نہریں جاری ہیں ان میں طغیانی آ رہی ہے۔ کبھی دیکھتے ہیں کہ ایک جنگل بیابان ہے، ہو کا مقام ہے درختوں کے پتوں میں جگنوؤں کی ٹکر مکر چاندنی جگمگا رہی ہے غرض اس قسم کی آتش بازی میں دنیا کے واقعی احوال کا خوب دلچسپ ودلفریب نقشہ کھینچ دیا جاتا ہے۔ یہی صورت علمِ سحر کے ان کرشموں کی بھی ہے غرض سحر سے جسقدر بھی قوت وقدرت انسان کو حاصل ہوتی ہے گو نفس الامر میں وہ کتنی ہی زبردست کیوں نہ ہو مگر بمقابلہ علم حق، باطل ہی ہوتی ہے۔ جیسے شعبدہ باز کے دکھلائے ہوئے کرشموں سے انسان باوجود محوِ حیرت ہونے کے یہ نہیں سمجھتا کہ ان کا وجود واقعی عالم میں پایا جاتا ہے" اور اگر کوئی ایسا سمجھ جائے تو اُسی کو نادان کہا جاتا ہے۔ اسی طرح علم سحر کی اس خاص قسم کی قلبی قوتوں اور اسکے کرشموں کا بھی حال ہے اور کیا تعجب ہے کہ فرعون کا دعویٔ خدائی محض اس علم کے اندر کمال پیدا کرنے والوں کی مدد ہی کی بنا پر ہوا ہو یا وہ خود اس علم کا جاننے والا ہو ورنہ محض ظاہری پرسلطنت پر کسی کا دعویٔ خدائی کرنا اور اپنے کو "انا ربکم الاعلیٰ" کہنا کہلوانا گو سفاہتِ کفر کی بنا پر مستبعد تو نہیں مگر طبائع سلیمہ کو حیرت واستعجاب میں ضرور ڈالتا ہے۔

اس عالم کی ہر چیز اپنی ضِد سے پہچانی جاتی ہے

بہرحال سحر کی یہ تین قسمیں قرار دیجائیں یا آٹھ قسمیں تسلیم کیجائیں۔ ہر صورت میں تاثیراتِ علومِ باطلہ کا انکار کسی صورت سے نہیں کیا جا سکتا بالخصوص ایسی صورت میں کہ اس عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جسکی ضد نہ پائی جاتی ہو اور ہر چیز اس عالم میں اپنی ضد سے نہ پہچانی جاتی ہو۔ جب قرآن شریف کی بعض سورتوں کی تاثیراتِ لطیفہ کا یہ عالم ہے کہ انسان اگر مثلاً صرف اسمائے جلالیہ یا صرف سورۂ مزمل ہی کا عامل بنجائے اور بزرگانِ دین سے جو شرائط اسکی زکوٰۃ کے مذکور ہیں ان کو پورا کر لے تو دائرۂ انسانیت کو باقی رکھتے ہوئے تصرفاتِ عجیبہ پر قادر ہو جاتا ہے اور سیفِ زبان بنجاتا ہے۔ تمام کواکب وسیارات اور اسمائے الٰہیہ کی نورانی طاقتیں اس کی پشت پناہ بنجاتی ہیں تو اسی سے قیاس کر لیجئے کہ ظلمت اور اہلِ ظلمت اور کبرائے شیاطین کے جسقدر اسماء ہیں اگر انسان ان کو جپنے لگے تو اسے کس قسم کی ظلماتی قوت حاصل ہو جائے گی۔

زمینِ قلب کی لینت ذکر اللہ سے

جس طرح ذکر اللہ کا تکرار اور اعادہ کرنے سے زبان وقلب میں لینت وصفائی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ ذکرِ مبارک دِل کی گہرائیوں میں اُتر کر اپنی پیاپے ضربوں سے زمینِ قلب کو نرم کر کے تخمِ سعادت کو پھیلنے اور بڑھنے کے قابل بنا دیتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ ذکرِ پاک رگ وریشہ میں سرایت کر کے جسمانی کثافت کو زائل کر دیتا ہے اور ذاکر اسمِ الٰہی اس مرتبہ میں پہنچ جاتا ہے کہ وہ سنتا بھی ہے تو اسی سے اور دیکھتا بھی ہے تو اسی سے۔

زمینِ قلب کی سختی ذکر الشیطان سے

اسی طرح اسمائے شیاطین وجنات کو بھی جب انسان بار بار وردِ زبان کرتا ہے تو قلبِ انسانی شیاطین سے کامل رسوخ پیدا کر لیتا ہے اور ہر قسم کی شیطنت کا مرکز قلبِ انسانی بنجاتا ہے اور اس کے تصرفاتِ مذمومہ عالم کو پریشان کر ڈالتے ہیں اور قلب کی زمین سخت ہو کر بنجر زمین کی طرح صرف شیطنت کے خس وخاشاک ہی

اگانے کے قابل رہجاتی ہے اسی لئے قسادت اور سختی قلب میں
بڑھ جاتی ہے. یہانتک کہ شیاطین ہی اس کی آنکھ بنجاتے ہیں اور
وہی اس کے کان ہوجاتے ہیں وہ دیکھتا بھی انہیں سے ہے اور سنتا
بھی انہیں سے ہے اگرچہ نفع وضرر جو کچھ بھی عالم میں ہوتا ہے بسبب
خدا ہی کے اذن ومشیت سے ہوتا ہے لیکن بندہ کو فاعل ومختار
بناکر چونکہ دنیا میں اتارا گیا ہے اسلئے ہر دو طاقتوں سے کام لینے کا اسے
اختیار حاصل ہے فالھمہا فجورھا وتقوٰیہا۔

حاصل یہ ہے کہ جب علم نافع اور علم مضر، علم محبت، وعلم عداوت
علم الرحمٰن وعلم الشیطان دونوں کی تاثیرات جدا جدا ہیں اور ان کا باہمی
فرق دکھلایا جاچکا کہ ایک علم اپنے اندر واقعیت واعجاز اور پائیدار
منافع رکھتا ہے اور دوسرا علم بطلان، ظلمت، فتنہ وغیر واقعیت
سے مملو ہے اور محض دھوکہ کی ٹٹی ہے اسکی قوت فنا پذیر قوت
ہے تو یہیں سے معجزہ اور سحر کے باہمی فرق پر بھی غور فرمائیے۔

علم سحر علم کسبی ہے اور معجزہ فضلِ خداوندی ہے

بلاشبہ سحر سے بھی افعالِ عجیبہ وآثار نادرہ کا صدور ہوتا ہے اور معجزہ بھی اسی کو کہتے
ہیں جسمیں بطور خرق عادت افعالِ نادرہ واحوال محیر العقول کا
ظہور ہو لیکن فرق یہ ہے کہ سحر میں بندہ کے کسب واکتساب
کو دخل ہوتا ہے اور علم سحر کی حیثیت ایک فن کی سی ہے یعنی جو شخص
بھی اس علم کو سیکھے گا اسی سے ایسے افعال نادرہ کا صدور ہونے
لگیگا اور معجزہ کسی علم یا فن کے ماتحت نہیں ہوتا بلکہ حضرت حق
جل مجدہٗ کو جب اپنے پیغمبران برحق کی سچائی کے نشانات ظاہر
کرنے مقصود ہوتے ہیں. یا اپنی آیات کو عالم پر واضح کرنا مطلوب
ہوتا ہے تو انہی کے ہاتھ پر ایسے فوق العادۃ معجزے اور نشانات
ظاہر ہوتے ہیں جنکے آگے فطرت کے تمام قواعد وضوابط بیکار ہوجاتے
ہیں. اور عقلِ نارسا متحیر وششدر رہ جاتی ہے. بڑے بڑے اہل کمال
جکرا کر آخر قدرت کی چوکھٹ پر سر بسجود ہوجاتے ہیں چنانچہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ساحرینِ فرعون نے جب علم سحر کے کمالات
دکھلائے جن پر انہیں بڑا ناز اور غرہ تھا. تو اس کے جواب میں حق
تعالیٰ کی طرف سے عصائے موسیٰ سے ایک ایسا مناسب حال نشان ظاہر
ہوا جس سے ان سب ساحروں کو اس کا یقین ہوگیا کہ:

علم سحر سے کبھی فلاح نہیں پہونچ سکتی

بیشک علم سحر سے انسان کبھی فلاح کو نہیں
پہونچ سکتا۔ اور جو لایفلح الساحرون کا دعویٰ نبی منزل من اللہ
کی زبان سے اُنہوں نے سنا تھا. اسکی صداقت آنکھوں سے دیکھ لی اور
ہمیشہ کیلئے بیساختہ علم سحر سے توبہ کرکے پکار اٹھے. اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
رب موسیٰ وھارون

معجزہ اور سحر کے الفاظ کا فرق

یہی وجہ ہے کہ معجزے کے الفاظ مثلاً قم باذن اللہ کو اگر ہم اور آپ ہر روز
بار بار بھی زبان پر لاویں تو کبھی بھی
معجزہ کا صدور نہ ہوگا اور نہ کوئی مردہ زندہ ہوگا. اور کلمات سحر
کو اگر جپیے اور مقررہ اصول کے مطابق ریاضت کیجیے تو سیکڑوں
کرشمے اور شعبدے ہر انسان کو حاصل ہوجائیں. پھر نہ معجزہ
کا کوئی وقت معین ہوتا ہے نہ قبل از ظہور معجزہ خود صاحب معجزہ
ہی کو معجزہ کی کیفیت وتفصیل اور اس کی اطلاع ہوجاتی ہے اور سحر
کے لئے اوقات کی تعیین اور محلاتِ مخصوص کی ضرورت ہوتی ہے
چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جب ساحرینِ فرعون نے
از روئے علم سحر رسیوں کے غیر واقعی سانپ بناکر دوڑائے تو بوجہ
ناواقفیت علم سحر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بمقتضائے بشریت
ایک قسم کا ہراس طاری ہوا کہ دیکھیے آج ذات بے نیاز غنی عن العالمین
کی طرف سے ہماری لاج رکھی بھی جائیگی کہ نہیں لیکن حضرت حق کیطرف
سے جب یہ بشارت آپہونچی یاموسیٰ لاتخف انک انت الاعلےٰ
اے موسیٰ گھبراؤ نہیں تم ہی ان پر غالب ہوگے تب حضرت موسیٰ ع
بشاش ہوئے. لیکن اس کے بعد ہی جب الق عصاك کا حکم محکم
شرفِ صدور لایا یعنی اے موسیٰ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیجئے
تو ڈالتے وقت حضرت موسیٰ ع کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ یہ عصا زمین پر
گر کر کیا ہوگا. چنانچہ زمین پر اس کے اژدہا بنجانے کا ماجرہ دیکھنے
میں اور خود اس سے ڈرنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساحرین
فرعون دونوں مساوی تھے بخلاف ساحرینِ فرعون کے کہ جب وہ اپنی
رسیوں پر منتر پڑھکر پھونک رہے تھے تو انہیں معلوم تھا کہ یہ رسیاں
تھوڑی دیر میں سانپ بننے والی ہیں اسی لئے وہ اپنے علم پر مطمئن اور
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نڈر تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اسلئے
خائف تھے کہ ان کے ہاتھ میں معاملہ کی کوئی باگ ڈور نہ تھی. علاوہ ازیں
فضلنا بعضہم علےٰ بعض کے اسلوب کو پیش نظر رکھتے ہوئے
ہر سلسلہ ہر علم میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک سے ایک بڑھ چڑھکر ساحر
ہوتا ہے ایک منتر اگر کسی کو یاد ہے تو دوسرا منتر اس سے بڑھکر اس
کے توڑ کیلئے دنیا میں ملجاتا ہے۔

علم میں مقابلہ ہوسکتا ہے معجزہ میں مقابلہ نہیں ہوتا

بخلاف معجزہ کی

کیفیت کے کہ معجزہ کہتے ہی اس کو ہیں. جس کا کوئی جواب دنیا میں کسی کے پاس نہ ہو اسی لئے جس چیز کا جواب دنیا میں ہو گا وہ معجزہ نہ ہو گا پھر تصرفاتِ علم سحر تو دائرۂ حیات ہی تک محدود ہیں. بہت سے بہت یہ ہے کہ کسی جاندار کو سحر کے زور سے قتل کرا دیا جائے لیکن مردہ کو زندہ کر دینا یا زندوں کو بغیر کھائے پیئے آسمان پر پہنچا دینا اور ہزاروں برس زندہ رکھنا یہ دائرہ صرف معجزہ ہی کا ہے. یہاں سحر کی کچھ بھی دال نہیں گلتی

قرآن مجید ہی صرف عالم کے مقصود بالذات تک پہونچانے والا ہے

پھر علومِ باطلہ اور علوم حقہ کی عبارتوں اور ان کے لفظوں اور جملوں اور حرفوں ہی کو اگر پڑھ کر دیکھا جائے، ان کے اثرات کے باہمی تفرقہ پر ادنیٰ سی نظر بھی ڈالی جائے مثلاً سحر اور وید کے منتروں اور اعمالِ سفلیہ کی عبارتوں کو قرآن حکیم کے شیریں اور ہلکے پھلکے جملوں سے ملا کر بنظر انصاف دیکھا جائے تو خود بخود دل میں یہ حقیقت راسخ ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید عالم کے مقصود بالذات تک پہونچانے والا ہے. اور اسکی برکت سے خود بخود تمام روحانی قوتیں انسان کی طرف متوجہ ہونے والی ہیں. اسکے حروف اور جملے اور اسکی ہیئتِ ترکیبی دل میں نور پیدا کرنے والی ہے اور یہ ترمیم و مسخ شدہ علوم انسان کو محض اس عالم کی بوقلمونیوں میں مبتلا رکھنے والے اور گائے اور بھینس اور حرص و ہوا ہی کے چکروں میں پھنسا دینے والے ہیں. اس سے یہ مطلب ہمارا نہیں ہے کہ وید آسمانی علوم سے خالی ہے ممکن ہے کہ ذکل قوم ھاد کے دستور کے مطابق کسی نبی یا ولی پر یہ کتابیں کسی وقت الہام کی گئی ہوں لیکن ہم انکی موجودہ حالت اور تغیر و تبدل کو دیکھتے ہوئے ان پر بحث کر رہے ہیں بخلاف خدا کی آخری کتاب اور کلام کے کہ اس کے جس صفحہ پر بھی نظر ڈالو جس سطر کو بھی بغور پڑھو اس میں اس عالم کی بے ثباتی اور انسان کی بیچارگی و عاجزی اور عالم آخرت کی پائیداری ہی مثلِ آفتاب کے نظر آتی ہے. قرآن کا کوئی صفحہ ایسا نظر نہیں آتا کہ جسمیں اللہ کا نام موجود نہ ہو اور اس کے ساتھ توسل کو مختلف لطیف پیرایوں سے ادا نہ کیا گیا ہو اور اس قسم کے علوم میں سوائے بہیمیت کے نشو و نما کی ترغیب کے اور کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا.

علم خداوندی کا خاصہ زیادتی الفت ہے اور علم شیطانی کا خاصہ باہمی تنافر ہے

علاوہ ازیں علم خداوندی کا خاصہ تو یہ ہے کہ اسکو دل میں راسخ اور جاگزیں کرنے سے باہم اخوت و دیانت و محبت و الفت و ارتباط و جمعیت پیدا ہوتی ہے جس جماعت اور جس طائفہ میں بھی یہ علوم گھر جاتے ہیں وہ جماعت اور طائفہ عالم کا رہنما اور رہبر بنتا ہے ید اللہ علی الجماعۃ اور لا یضرھم من خذلھم کا تاج اس کے سر پر ہوتا ہے انسانیت اس سے پایۂ استحکام کو پہونچتی ہے. اور علم باطل کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ اس سے دلوں میں فتنہ پیدا ہوتا ہے اور تفریق بین المرء و زوجہ اس کا ایک بدیہی خاصہ ہے اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ جس طرح سلسلۂ زراعت عالم کے تمام کاروبار میں اصل الاصل ہے بقیہ جسقدر بھی عالم کے کاروبار اور ظاہری سلسلے ہیں وہ سب اسی کے تابع ہیں. یہ درست نہیں ہے تو سمجھے کہ جہاں کا پالنے والا اپنے غلاموں سے بہت ہی ناراض ہے جو یہاں تک نوبت پہنچی کہ کھانے اور پینے میں بھی کمی کر دی گئی ہے.

سحر سے انسانیت کی بُنیاد اُکھڑ جاتی ہے

اسی طرح سلسلۂ توالد و تناسل بھی عالم کے تمام سلسلوں میں ایک بنیادی سلسلہ ہے پس جو علوم اس بنیادی سلسلہ میں فتور ڈالتا ہے یوں سمجھیے کہ وہ گویا سب سلسلوں میں فساد ڈالنے والا ہے، الغرض جب کہ نور و ظلمت کا تقابل الفاظ و حروف میں بھی ویسا ہی ہے جیسے کہ اس عالم ظاہر میں خیر کا مقابلہ شر کے ساتھ ظاہر ہے تو اب اسپر بھی غور کرنا چاہیئے کہ یہ حروف و الفاظ جیسے علوم خیر و شر دونوں کے معانی و اثرات سے ترکیب پاتے ہیں اور ہر لفظ اپنے اندر ایک نور یا ظلمت رکھتا ہے وہ قلبِ انسانی کے ساتھ کیا علاقہ رکھتے ہیں. سو ان کی مثال زمینِ قلب کے ساتھ بعینہٖ ایسی ہے جیسے مختلف درختوں کے تخم کا علاقہ زمین کے ساتھ ہوتا ہے.

اَلفاظ سحر اور اُنکے اثرات مخربہ

جیسے ادویہ مفردہ اپنی تاثیرات و کرشمے بدن میں دکھلایا کرتی ہے مثلاً بعض دوائیں تو ایسی ہیں کہ انسان اگر ان کو استعمال کرے تو حرارت مفرط پیدا ہو جائے اور بعض ایسی ہوتی ہیں کہ جنسے برودت پیدا ہو جائے اسی طرح الفاظ و حروف میں بھی حرارت و برودت ہے چنانچہ بعض حروف تو وہ ہیں جنسے قلب میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن سے برودت پیدا ہوتی ہے بعض الفاظ تو وہ ہیں جنسے قلب میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور یہ الفاظ روحِ انسانی کو اوجِ کمال پر پہنچاتے ہیں. حیاتِ روحانی کو بڑھا کر روح کو عالم کے مقصود بالذات تک پہونچانے میں مدد دیتے ہیں اور بعض الفاظ و حروف وہ ہیں جو انسان میں بہیمیت و ظلمت و تیرگی و قساوت پیدا کرتے ہیں اور اپنے اثراتِ مظلمہ سے روح کے کمال و ارتقا کو رد کر دیتے ہیں. جسطرح ادویہ میں بعض ایسی دوائیں ہیں کہ اگر انسان ان کو کھا لے تو بدن میں زہر دوڑ جائے اور انسان مر جائے اور بعض دوائیں وہ ہیں جنمیں قدرت نے اس

زہر کا تریاق پیدا کیا ہے چنانچہ جنگلوں میں بندر کے جب سانپ کاٹ لیتا ہے تو جنگل کے مبصرین بیان کرتے ہیں کہ بندر فوراً ایک بوٹی کا استعمال کرلیتا ہے۔ جس سے زہر کا اثر اس پر سے اُتر جاتا ہے اسی طرح الفاظ وحروف میں بھی سمیت و تریاقیت ہوتی ہے چنانچہ بعض حروف تو وہ ہیں جن کا مجموعی اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان کو خدانخواستہ اگر سانپ ڈس لے تو یہ الفاظ زہر اتار دیں مطلب یہ ہے کہ جب ان الفاظ کو عامل پڑھتا ہے تو عقل سلیم اسپر شاہد ہے کہ فوراً ان ستاروں کی روح باِمراللہ ان میں سما کر روحِ انسانی پر سے زہر کو اتار دیتی ہے جن الفاظ ومعانی کو زہر کا تریاق حق تعالیٰ نے قرار دیا ہے اور بعض حروف وہ ہیں جو اچھے خاصے بدن میں زہر پیدا کردیں یا پیدا شدہ زہر کو بڑھا دیں، اسی قسم کی کیفیتیں انسانوں اور جانوروں میں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً سانپ اور بچھو اگر کسی کے کاٹ لیں تو اس سے زہر پھیل جاتا ہے۔ لیکن نیولے کو سانپ کاٹ لے تو اسپر کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ حق تعالیٰ نے اسمیں جو زہر کا تریاق رکھدیا ہے اس سے خود سانپ ہی کو آخر میں شکست ہوجاتی ہے یا مثلاً جن عاملوں کے پاس زہر کا اتار ہوتا ہے وہ بلا تکلف سانپ کو پکڑ لیتے ہیں۔ اور سانپ کی کیا مجال کہ ذرا بھی کاٹ سکے۔

علیٰ ہذا القیاس انسانوں کے اندر غور کیجئے تو یہی اسلوب وترتیب ان میں بھی نظر آئے گی۔ چنانچہ بعض انسان شیریں ہیں تو بعض کڑوے ہیں کسی میں رافت ورحمت کا مادہ ہے تو کسی میں شیطنت وفساد کا زہر بھرا ہوا ہے۔ غرض تاثیر سفلیات میں حساً بھی جاری ہیں اور معناً بھی۔ اور جب کہ ہر فوق کا اپنے ماتحت پر مؤثر ومقتدر ہونا ایک عالم فطری اصول ہے تو کواکب وسیارات کی تاثیرات اگر ذی جسم وذی روح مخلوقات پر ہوں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ حق تعالیٰ نے بچھو میں اور اس کی نسل میں زہردار دواؤں اور اسی قسم کی قاطع حیات بوٹیوں میں جو سمیت عطا کی ہے وہ ان ستاروں کے ذریعہ سے عطا کی ہے جو اپنی تیزی اور قوت جودت اور حدت میں عناصر اربعہ کو تحلیل کرنے والے اور ان میں سے حیات کی گرہ کو کھولنے والے ہیں اور نیولے میں اور اسکی نسل میں، شافی دواؤں میں۔ اور اسی قسم کی روح پرور بوٹیوں میں جو تریاقیت قدرت نے ودیعت کی ہے وہ ان ستاروں کے ذریعہ سے عطا کی ہے جو اپنی تدریجی قوت ونورانیت سے عناصر اربعہ کو مجتمع ومنجمد کرنے والے اور ان میں جو حیات کی گرہ لگی ہوئی ہے اس کو مضبوط کرنے والے ہیں۔

الفاظ وحروف کی ارواح اور انکی تاثیرات ارواح واجسام انسانی پر

الغرض الفاظ وحروف کی شکل وصورتِ نوعیہ میں بھی جو روح واثر آتا ہے

وہ کواکب وسیارات ومدبرات امر آہی سے آتا ہے اور اس کو اسطرح سمجھئے کہ مثلاً گل بنفشہ کے متعلق کتب طب میں لکھا ہے کہ اس میں جو تاثیر آتی ہے وہ سیارہ مریخ سے آتی ہے اطبا کہتے ہیں کہ اس کا عمل یہ ہے کہ جب انسان اسکو استعمال کرتا ہے تو بدن کے اندر جسقدر بھی فاسد رطوبتیں جمع ہوتی ہیں وہ سب خشک ہوجاتی ہیں، دورانِ خون زیادہ ہوجاتا ہے لہذا طبی تحقیق کی بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ سیارہ مریخ نے بواسطہ گل بنفشہ انسان کے بدن میں جسقدر رطوبتیں تھیں ان کو خشک کر دیا ہے اسی طرح الفاظ وحروف کا تعلق بھی شمس وقمر۔ عطارد ومشتری زحل وغیرہ سے ہے اور ان کی حرارت وبرودت کے متعلق بھی کہہ سکتے ہیں کہ مثلاً الف کے واسطہ سے قلبِ انسانی میں جو حرارت پیدا ہوئی وہ شمس کی وجہ سے ہوئی ہے اور ب سے جو ٹھنڈک اور رطوبت انسان میں پیدا ہوئی وہ چاند سے پیدا ہوئی ہے۔ پھر جیسے ایک دوا کا بدرقہ دوسری دوا ہوتی ہے اسی طرح ایک حرف کا بدل دوسرا حرف ہوتا ہے بالفاظِ دیگر ایک ستارہ دوسرے ستارہ کا مصلح ہوتا ہے یہی الفاظ کی وہ قوت ہے کہ جسکی ترکیب کا علمِ لدُنی انسان کو جب عطا ہوجاتا ہے تو وہ دفتر کے دفتر قدرت کے عجائبات وکمالاتِ صناعی میں لکھ ڈالتا ہے اور یہ دفتر بے پایاں کبھی ختم ہی نہیں ہوپاتا اور آسمان وزمین کے وہ اسرار وعجائبات منکشف ہوتے ہیں کہ انسان حیران ودم بخود ہوجاتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی قسم کے علوم حقہ کی طرف اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا: ولقد آتینا داؤد وسلیمان علما وقال الحمدللہ الذی فضلنا علے کثیر من عبادہ المؤمنین الخ

الفاظ وحروفِ محمود وغیر محمود کی ترکیبیں

پھر جیسے چند دواؤں کو باہم ملانے سے تو

مرکب کا ایک خاص مجموعی اثر نمایاں ہوجاتا ہے، اسی طرح الفاظ وحروف کے مختلف ترکیبوں کے مختلف اثرات ہیں مثلاً انسان اگر غیر مہذب جملوں کے الفاظ وحروف قلب سے زبان پر لے آئے تو سامعین کے قلوب بدمزہ ہوجاتے ہیں اور مادۂ سبعیت بھڑک اٹھتا ہے اور کبھی تو جنگ وجدل کی نوبت آجاتی ہے اور اگر مہذب جملوں کے الفاظ وحروف خزانہ قلب سے زبان پر لائے جاتے ہیں تو قلوب میں بشاشت وسرور ومحبت واخوت پیدا ہونے لگتی ہے گویا قلب انسانی سے جب غیر مہذب اور ناشائستہ جملوں کے اثرات پیکنگ ہوکر زبان کو وصول ہوتے ہیں جو عالم میں

پھیل کر نزاع وفساد کا موجب ہوتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عالم باطن میں قلوب انسانی سے شیاطین نے ایسی ترکیبیں حرفوں کی بنوا کر بھیجی ہیں جنسے اجزائے عالم کی تحلیل وتفریق ہوئی اور جب انسان کی زبان پر مہذب جملے قلب سے بنکر چلتے ہیں اور زبان پر آتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ملائکہ نے الفاظِ نورانی کی ترکیبیں قلبِ انسانی سے ترکیب دلائی ہیں جنسے عالم میں ربط وارتباط پیدا ہوا ہے غرضکہ الفاظ وحروف کی بعض بلیغ ترکیبیں تو ایسی ہوتی ہیں جو انسان کے دل کی گہرائیوں میں اتر کر اسے متحیر وششدر اور محوِ تماشائے قدرت بنا دیتی ہیں اور انسان مضطر وبیخود ہوکر ان من البیان لسحرا کا مصداق بنجاتا ہے اور بعض کلام ایسا ہوتا ہے کہ سننے ہی سے دل میں تنفر اور جذباتِ منافرت وظلمت بھڑک اٹھتے ہیں۔

الہامِ رحمانی وشیطانی اور انکا فرق

پس اگر حضرت انسان کے قلب کی مشارکت محمود الفاظ وحروف کی بلیغ ترکیبیں ملائکۃ الرحمٰن انسان سے بنوائیں تو ایسے کلام کو الہام ربانی کہتے ہیں۔ اور اگر قلب انسانی کی شارکت سے مذموم جملے شیاطین زبان پر بلوائیں ایسے کلام کو الہامِ شیطانی اور قول الزور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ غرض یہ ہیکہ جسطرح کواکب وسیارات عالم ظاہر پر بحکم اللہ زمین کی ہر پیداوار میں مربی کی حیثیت رکھتے ہیں اسی طرح کواکب وسیارات بواسطہ الفاظ وحروف عالم باطن میں بھی قلب انسانی میں باذن اللہ اپنے اثرات دکھلایا کرتے ہیں۔

بعض الفاظ روح پر اثر ڈالتے ہیں اور بعض جسم پر

پھر بعضے الفاظ اور حروف تو وہ ہیں جو براہِ راست جسم پر مؤثر ہوتے ہیں اور اس کے واسطہ سے قلب میں نفوذ کرتے ہیں اور بعض الفاظ وحروف اور ان کی ترکیبیں ایسی ہیں جو براہِ راست قلب وروح پر مؤثر ہوتی ہیں۔ مثلاً کلامِ بلیغ اور بہترین اشعار ترنم اور تغزل کے ساتھ اگر پڑھے جائیں تو روح پر سکر طاری ہوجاتا ہے اور خدا کا کلام نورانی اگر سنایا جائے تو قلب وروح ابدی لذت سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور بعض عملیات ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ حروف وہ ہیں جو براہ راست جسم پر اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً تلی کاٹنے کا عمل جب پڑھا جاتا ہے تو جونہی عامل کی زبان سے اس عمل کے الفاظ وحروف جاری ہوتے ہیں تو معاً مریض کے پیٹ میں ایک قسم کا قراقر شروع ہوجاتا ہے اور عامل جتنا حصہ تلی کا خارج میں کاٹ دیتا ہے اسی قدر بدن میں تلی کا حصہ کم ہوجاتا ہے۔ اور وہ پیشاب کے راستہ سے بہہ نکلتی ہے۔ سو دیکھئے یہ الفاظ براہ راست جسم پر مؤثر ہوئے ــــ اور وہ روح پر اسی طرح جب کلماتِ سحر کا ورد انسان کرتا ہے اور اپنے قلب میں جب ان کلمات کی روح پیدا کرتا ہے تو جونہی عامل اور جادوگر عمل پڑھتا ہے تو فوراً معمول کے اجزائے ترکیبیہ میں اختلال وفتور شروع ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اگر الفاظ کے اثرات شدید ہوتے ہیں تو معاً ہی انسان ختم ہوجاتا ہے۔ اور جو ہلکے ہوتے ہیں تو مدتِ مقررہ کے بعد ضائع ہوجاتا ہے

الفاظ ناری ونوری

حاصل یہ ہے کہ الفاظ وحروف کی شدت وضعف اور ان کے ناری ونوری ہونے کے اعتبار سے ان کے متعدد مراتب ودرجات ہیں اور عالم امر میں ہر ایک حرف کی ایک روح ہے پس علم الٰہی کے مقدس الفاظ وحروف اور اسکی ترکیب بلیغ تو عالم الفاظ وحروف میں اس مرتبۂ اعلیٰ کا نام ہے جس سے بڑھکر جامع اور تدریجی اثر اور کسی ترکیب میں نہ ہو اور جس کلام پاک سے عالم کی کایا پلٹ ہوجائے۔ اور سحر ان کلماتِ کفریہ کا نام ہے جو اپنی شدت وحدت کے لحاظ سے انسان کے روح وجسم میں فساد ڈالدیں اور اپنی غیر طبعی وغیر تدریجی قدرت وقوت کی بنا پر عالمِ ارواح میں طوفان وہیجان برپا کردیں اور ان کلمات سحر کی شدت وحدت سے قلب انسانی میں جو تموج وتلاطم برپا ہوتا ہے اس کی کیفیت بعینہٖ ایسی طرح پر ہوتی ہے جیسے اس عالم میں مثلاً عناصر اربعہ میں تموج وتلاطم آجائے۔

حملۂ طوفانِ سحر اور اسکی مثال

جیسے سمندر میں جب طوفان اٹھتا ہے یا ہوا میں جب بگولہ بنتا ہے یا مادۂ خاکی وناری میں جب تموج وطوفان بپا ہوتا ہے تو جو بھی ان کے لپیٹ میں آجائے وہ ان ہی کے چکر میں پھنس جاتا ہے مثلاً سمندر کی طوفان خیز موجیں جب اٹھتی ہیں تو ہر چہار طرف سے جہاز کو گھیر کر اس کے کیل پرزے الگ الگ کرڈالتی ہیں اور ہوا کا طوفان جب آتا ہے تو مکانات کی منڈیروں تک کو لے اڑتا ہے یا طوفانِ ناری جب پھیلتا ہے تو اسکی زد سے بڑے بڑے عالیشان محلات دم کے دم میں خاک وسیاہ ہوجاتے ہیں۔ علیٰ ہذا طوفانِ ارضی یعنی زلزلہ جب آتا ہے تو شجر وحجر جن وانس سب ہی لرز اٹھتے ہیں۔

تشبیہ اثراتِ سحر

اسی طرح معاذ اللہ عالمِ ارواح میں بھی جب کسی انسان کی روح پر ساحر کے کلماتِ سحر کا طوفان آتا ہے اور اثرات کواکب وسیارات ساحر کے الفاظ وحروف کے سانچوں میں بند ہوکر جب کسی کے خرمنِ روح پر بجلی کی طرح کڑک کر گرتے ہیں تو یہ طوفانِ سحر عالم ارواح انسانی کو ایسی ہی طرح چاروں سمتوں اور چاروں مادوں اور چار خلطوں سے جکڑ دیتا ہے جیسے عورتیں کسی دھاگہ میں گول گرہ لگادیں اور اسی طرح سحر انسان کے شجرِ وجود پر مؤثر ہوتا ہے جیسے کسی درخت پر برف باری ہونے سے اس کا وجود اور نشو وارتقا خطرہ وہلاکت میں پڑجائے۔

بحالتِ سحر انبیاؑ وامت کا باہمی فرق

جیسے درخت پر جب برف باری ہوتی ہے تو اگر وہ ضعیف القویٰ اور نحیف الروح ہے تو فوراً ہی ختم ہوجاتا ہے البتہ درخت اگر قوی الروح اور مضبوط

القویٰ ہے تو برف باری سے روحِ شجر کوئی صدمہ محسوس نہیں کرتی۔ بہت سے بہت اگر کبھی اثر ہوتا ہے تو صرف اتنا ہی کہ درخت کے جسم پر کچھ ذرا سا اثر آجائے اور اس کے چند پتے زرد ہو جائیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام پر اگر سحر کیا جائے تو اول تو مؤثر نہیں ہوتا لیکن اگر بہت ہی شدید ہو تو گرد و غبار کی طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کے لباس بشریت پر بمقتضائے بشریت کچھ اثر انداز ہو سکتا ہے مگر قوائے ملکیہ وعقلیہ قطعاً متاثر نہیں ہوتے۔ کیوں کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام روحانیت میں اپنی نوع کے کل افراد سے بہت ہی اعلیٰ واشرف ہوتے ہیں۔ البتہ امت کے اجسام وارواح دونوں سحر کی زد سے نہیں بچ سکتے۔

سحر منجمد اثراتِ کفریہ کا نام ہے

اور ان اثراتِ سحر کو عام اثراتِ کفریہ سے وہی نسبت ہے جو برف کو بارش سے نسبت ہوتی ہے، جیسے درخت پر اگر موسلا دھار بھی بارش کیوں نہ ہو مگر درخت پھر بھی اس سے متوحش نہیں ہوتا بلکہ بارانِ رحمت کا طالب وعادی ہونے کی وجہ سے اس سے فیض وبرکت ہی پاتا ہے لیکن اگر وہی بھاپ جو انجام کار بارش کی صورت میں پھر زمین پر واپس آتی ہے حضرت رعد کی زمہریری مشین میں منجمد ہو کر اولہ وبرف کی شکل اختیار کرتے ہوئے درخت پر گر جائے تو درخت ہرگز اس بوجھ کے اٹھانے کا متحمل نہیں ہوتا اور اس ناقابلِ برداشت کیفیت سے اس کے صدمہ کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور اگر بروقت باغبان کی طرف سے تدارک عمل میں نہ آئے تو درخت بسا اوقات اپنی جان دے بیٹھتا ہے اور ایسا تو بکثرت دیکھنے میں آتا ہے کہ ضعیف القویٰ درختوں کی ترقی وردیدگی میں تنزل کی پیچیدہ گرہ لگ جاتی ہے جو پھر بڑی مشکل سے کھلتی ہے اسی طرح عام اثراتِ کفریہ اور مخصوص اثراتِ سحر کا حال ہے کہ عام اثراتِ شیطانی سے تو انسان زیادہ مبتلائے اذیت نہیں ہوتے بلکہ خطرات ووساوس کے فی الجملہ عادی ہونے کی وجہ سے اسکی طرف اکثر انسان ملتفت بھی نہیں ہوتے لیکن وہی عام اثراتِ باطلہ جب کواکب وسیارات اور تسخیر جنات وشیاطین کی قوتوں میں ممزوج ومنجمد ہو جاتے ہیں تو پھر ان کا تحمل عام ارواحِ انسانی سے کسی طرح بھی نہیں ہوتا اور وہ کسی طرح بھی ان کو رد نہیں کر سکتیں جب تک مددِ خداوندی شاملِ حال نہ ہو اور نورِ محمدی ان کی مقاومت ومدافعت نہ کرے۔

علم سحر کے اجتماع کی ضرورت علم قرآن کے ساتھ اور اسکی حکمت

الغرض اس علم فتنہ کا علم سکینہ کے ساتھ اس طرح اس عالم میں جمع ہونا ایسا ہی ہے جیسے ہم اپنے باغوں میں شیریں پھلوں کے پودے بھی نصب کرتے ہیں اور باغ کے چاروں طرف باڑھ کیلئے خاردار درخت بھی لگایا کرتے ہیں لیکن ان متضاد درختوں کے نصب کرنے سے ہم پر کوئی نکتہ چینی اور حرف گیری نہیں ہوتی بلکہ ہمارا یہ عمل سراسر حکمت پر مبنی سمجھا جاتا ہے اسی طرح علم الٰہی کے ساتھ علم باطل کا جمع کیا جانا بھی عالم کے لئے سراسر موجبِ امتیاز وہدایت سمجھا جاتا ہے۔

بخاراتِ شیطانی کا صعود اور انوارِ تعوذ کی بارش

اور ان میں سے ایک کو دوسرے کی ضرورت بعینہٖ ایسی ہی طرح پر ہے جیسے زمین کو فضلِ ربی حاصل کرنے میں بخارات وانجرات اور سورج کی تیز تیز شعاعوں کی حاجت ہوا کرتی ہے چنانچہ اس عالم میں جب بخارات زمین سے اٹھتے ہیں جب ہی آسمان سے بارش برستی ہے اور جب تک تمازتِ آفتاب زمین کو خوب گرما نہیں لیتی تب تک بادل کے پرے اور ٹکڑے اپنا دستِ فیض وا نہیں کرتے، اسی طرح علومِ باطلہ کے بخارات وانجرات نے بھی جب عالمِ ارواح میں بجانبِ قبلۂ حکمت وکعبۂ آسمانِ رفعت حضرت فخرِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم صعود کیا تب ہی حضرت حق جل مجدہٗ کی طرف سے انوارِ تعوذ کی بارش برسی اور عالم میں یمن وبرکت کی توفیر ہوئی۔

اجتماعِ علم نافع وعلم مضر سے اثباتِ قیامت

اور یہ اجتماعِ علم فتنہ وعلم سکینہ اہلِ بصیرت کو قیامت کی آمد اور اس کے وجود پر بھی متنبہ کرتا ہے کیونکہ اگر عالم میں صرف علم الٰہی ہی پایا جاتا اور انسانوں میں صرف خیر ہی کا مادہ ہوتا تب بھی ایک درجہ میں یہ قرینِ عقل ہو سکتا تھا کہ شاید یہ مخلوق اس عالم میں ہمیشہ باقی رہے اور یہ عالم بھی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لیکن جب کہ انسانوں میں فساد کا مادہ بھی ہے اور عالم میں اس کے نشو ونما کیلئے علم باطل بھی موجود ہے اور آفتابِ اسلام کی صورت بدأ الاسلام غریبًا وسیعود غریبًا کے اسلوب پر بعینہٖ ویسی ہی ہے جیسے آفتاب دو ظاہری ظلمتوں کے درمیان محصور ہے اور طلوع کے وقت میں جو اس کی کیفیت ہوتی ہے غروب کے وقت بھی وہی کیفیات عود کر آتی ہیں اور علم فتنہ اجزائے عالم کو ایسی ہی طرح تحلیل کرنے والا ہے جیسے بڑھاپا انسان کی عمر وجوانی کو تدریجاً فنا کرتا رہتا ہے تو اس کے بعد قیامت پر ایمان نہ لانا اور اس عالم کو ہمیشہ یونہی مربوط ودائمی سمجھنا صرف انہیں کا کام ہوگا جنکو فہم سلیم سے کوئی حصہ نہ ملا ہو۔

سحر کا انکار بداہت کا انکار ہے

خلاصہ یہ ہے کہ سحر کا وجود عالم کیلئے ضروری ہے اور یہ جو مثل مشہور ہے کہ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے وہ غلط نہیں۔ ہے بلکہ اگر ہم غور کریں تو ہمارے دلائل وبراہین ایک طرف ہیں اور اس

کاسر چڑھ کے بولنا ایک طرف ہے واقعہ یہ ہے کہ روزمرّہ کی گفتگو میں اور دن رات کے واقعات میں ہم کو سحر کا وجود نظر آتا ہے مگر چوں کہ اس طرف التفات نہیں ہوتا اسلئے سحر بھی ایک افسانہ فرضی ہی معلوم ہوتا ہے

عشق کا جادو دیکھیئے ایک انسان کی روح جب کسی دوسرے انسان کی روح پر عاشق وگرویدہ ہوجاتی ہے تو عاشقِ نامراد شدّتِ تعلق کی بنا پر اور قوّتِ عشقیہ کی اس متحیرانہ کیفیت کی وجہ سے اپنے محبوب سے کسی آن کسی حال بھی جدا ہونے کو پسند نہیں کرتا اور اپنے محبوب سے ایسی ہی طرح وابستہ رہتا ہے جیسے مقناطیس پر لوہا چپک جاتا ہے اور قلبِ حبیب میں محبوب کے حسن وجمال اور محبّت والفت کی گرہ کچھ اس طرح سے لگجاتی ہے جیسے ہم اور آپ کسی چیز کو مضبوط باندھنے کے لیۓ اسمیں گول گرہ لگا دیا کرتے ہیں۔ یا عورتیں گنڈہ بناتے وقت دھاگہ میں پینچ لگا دیا کرتی ہیں۔ حالاں کہ عاشق کی خلقت اور اس کا مزاج طبعی اور ہوتا ہے اور محبوب کی خلقت اور اس کے اخلاق باطنی اور ہوتے ہیں مگر اس اختلاف کے باوجود جب یہ روح فرسا اور ہوشربا علاقہ قائم ہوجاتا ہے تو پھر لاکھ دنیا کے مدبّر وزیرک سمجھائیں مگر خانۂ فہم میں کسی کی بات بھی نہیں اترتی اور نورِ عقل کو کسی طرح سے بھی خانۂ فہم میں داخل ہونے کی راہ نہیں ملتی۔

آواز کا جادو یا مثلاً جب کسی خوش الحان خوش گلو کے ترنم ریز اور مست کن راگ اور نغمے ہم سن لیتے ہیں تو ہماری روح بیقرار ہوکر اپنی تدبیر سے بے خبر ہوجاتی ہے اور دل میں ایک سنسنی پیدا کردیتی ہے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور روح اپنی تمام تر توجہ سے اسی سامعہ نواز نغموں کی طرف محوِ حیرت بنجاتی ہے اور انسان تو پھر انسان ہیں جانور تک اس کیفیتِ داؤدی سے متأثر ہوکر مطرب کے ساتھ ساتھ ہو لیتے ہیں۔

کلام کا جادو علیٰ ہذا ایک قوتِ گویائی رکھنے والا شخص جب فرضی قصّے بھی سنانے لگتا ہے تو واقعی دلوں کو مسخر ومتأثر کرلیتا ہے۔

روپیہ کا جادو یا مثلاً ایک شخص ہمارے ساتھ روپے پیسے کا احسان کرے تو بمقتضائے شرافت گویا وہ ہمارے دل ودماغ کا مالک بنجاتا ہے اور یہ احسان کا جادو ہم پر ایسا مسلّط ہوجاتا ہے کہ پھر ہمیں محسن کے اتباع وتقلید میں جائز وناجائز تک سے بسا اوقات بحث نہیں رہتی روزمرّہ کے واقعات محسن کے واقعی عیوب کا نقشہ کیسا ہی صاف وصریح کیوں نہ پیش کریں مگر دل ودماغ ٹس سے مس تک نہیں ہوتے۔ غرض روپیہ کا جادو کچھ اس بری طرح سے انسان پر مسلّط ہوتا ہے کہ اسکی بدولت ضمیر کی آزادی وغیرہ سب فنا ہوجاتی ہے اور کتنی ہی تغلیط پھر ہم سحر کی کیوں نہ کریں لیکن اس جال میں پھنس جانے کے بعد بڑے سے بڑے انسان کو اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ سحر ایک واقعی چیز ہے تو اب غور اسپر کرنا چاہیئے کہ آخر عاشق ومحبوب کے درمیان یہ شدید علاقہ کیوں ہے کہ ایک منٹ کو بھی عاشق کو اپنے محبوب سے جدائی شاق ہے اور محبوب کو حبیب کے روکنے کی صورت میں حبیب کی آنکھوں سے دریائے اشک رواں ہوجاتا ہے یا خوش گلو کی آواز کا جادو انسان کو کیوں گرفتار کرلیتا ہے اور محسن کا احسان اور مقرر کی تقریر کیوں انسان کو بندۂ بے درہم بنا دیتی ہے۔

سحر علم غلط کی دلفریب صورت ہے سو جہاں تک ہم نے غور کیا اسکی وجہ بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ عاشق کی نظر میں اور اس کے علم ویقین میں اپنے محبوب سے بہتر عالم میں کوئی خوبصورت نہیں ہوتا اور گو واقع میں اس کا یہ علم ویقین غلط ہو کیوں کہ دنیا میں حسن وجمال کسی ایک پر ختم نہیں کیا گیا بلکہ ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے مگر عاشق محوِ حیرت سے جب پوچھیں گے تو یہی کہے گا کہ میرے محبوب سے بہتر دنیا میں کوئی خوبصورت نہیں اور اگر اس کیفیت عشق میں انسان واقعی اپنے محبوب سے بہتر دوسرے کو سمجھے تو کبھی یہ علاقہ ہوشربا قائم نہ رہے۔ یا جب آواز کا جادو انسان کو محوِ حیرت بنائے ہوئے ہو عین اس محویت کے عالم میں اگر آپ پوچھینگے کہ جنابِ من یہ آپکی روح پر سکر نغنی کیسا ہے تو لم آخر میں اس آواز پر مفتون ہونے کی یہی نکلیگی کہ سامع اپنے علم ویقین میں اسوقت اس سے بہتر کسی کی آواز کو نہیں پاتا حالاں کہ واقعہ یہ ہوتا ہے کہ عالم میں دوسرے خوش گلو اس سے ہزاروں درجہ بڑھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

علم کا جادو علیٰ ہذا محسن کا احسان انسان کو محض اسلئے دبا تا ہے کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ روپیہ میری تمام حاجتوں سے مجھے مستغنی کردینے والا ہے اور اس سے عالم میں قدر ومنزلت اور بے فکری نصیب ہوتی ہے لیکن آج اگر انسانوں کو اسکا یقین ہوجائے کہ سیم وزر قاضی الحاجات کے نائب نہیں اور عالم کے کاروبار ان سے چلنے والے نہیں تو پھر ذرا بھی حصولِ زر کی طرف کسی کی توجہ نہ رہے اور محسنوں کا کوئی بھی شکر گذار اور عالم میں کوئی بھی ممنون ومشکور نہ پایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جن اہل اللہ نے واقعی اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے کہ سیم وزر سے دل لگانا یا اسی کے حصول میں زندگی گنوا دینا ذرا بھی سود مند نہیں ان کی نظر میں روپیہ اور ٹھیکرے دونوں یکساں ہوتے ہیں اور یہ استغنا کا مرتبہ تو بہت ہی اعلیٰ مرتبہ ہے جو ہر کس وناکس کو میسر نہیں ہوتا اسی لیۓ عام طور سے اسکی حقیقت سے لوگ واقف نہیں ہوتے مگر میں ایک دوسری کیفیت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھیے ہم کو

کرنسی نوٹوں سے بعینہٖ وہی تعلق ہوتا ہے جو روپیہ پیسے سے ہوتا ہے لیکن اسکی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ یہ کرنسی نوٹ گو سیم و زر نہیں مگر ان کے صحیح قائم مقام ضرور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک انگریز اگر ایک لاکھ روپے کے ڈھیر کے مقابلہ میں ہمکو چند انچ لمبا اور چند انچ چوڑا مطبوعہ چیک اور کاغذ دیدیتا ہے جسمیں حکومت نے یہ ضمانت کی ہے کہ یہ ایک لاکھ کا ڈھیر حسب الطلب ہمیں پھر واپس مل سکتا ہے تو ہم اسکو بخوشی محفوظ کر لیتے ہیں اور ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمیں اسکا کامل یقین ہوتا ہے کہ ہم اپنے ملک کے جس خطہ اور جس حصہ میں بھی چلے جائینگے اس چھوٹے سے کاغذ کے پرزے سے اپنا سونا اور چاندی واپس لے لینگے۔ لیکن آج اگر ذرا بھی شبہ ہمکو اپنے علم میں ہو جائے کہ یہ کاغذ کا پرزہ ایک لاکھ روپیہ کا صحیح قائم مقام نہیں ہے تو پھر دیکھئے کہ کیسے دھڑا دھڑ کرنسی نوٹ اور ہنڈیوں کے روپے بھنانے میں نفسا نفسی کا عالم ہوتا ہے۔ پس جب کہ ہمارے اور تمہارے علوم میں یہ اثر اور جادو ہے کہ خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔ ایک وقت میں اگر ہم کسی کو برا سمجھتے ہیں تو اسی کی بدولت دوسرے وقت میں ہم اُسے اچھا سمجھنے لگتے ہیں تو جنات و شیاطین اور علوی مخلوق کا علم تو انسان سے کہیں زیادہ ہے۔ انکے قبضہ میں تو قوتِ متخیلہ زیادہ آنی چاہئیے۔

علم انسانی پر قبضۂ جنات ہو جانا اور اس کے آثار و نتائج

یہی وجہ ہے کہ جب انسان کی روح پر جنات و شیاطین کے علوم کا پرتو پڑتا ہے تو اُنکے قوی الاثر اور سریع النفوذ ہونے کی وجہ سے انسان وہی دیکھتا اور وہی سمجھتا ہے جو یہ مخفی مخلوق دکھاتی اور سمجھاتی ہے اور اس حالت میں تدبیر جسم میں رُوحِ انسانی آزاد و مختار نہیں رہتی بلکہ تحت المشیۃ روح کی باگ ڈور کچھ عرصہ کیلئے ساحر اور اسکے معینہ مؤکلوں کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے۔

بحالتِ سحر تدبیرِ جسم میں روح آزاد نہیں رہتی

اور ساحر و جنات و مؤکلین کی جبلت میں چونکہ فساد نظم کا مادہ ہوتا ہے لہٰذا جب تدبیر جسم ان کے زیر اقتدار آ جاتی ہے اور روحِ انسانی ان کے تابع فرمان بن جاتی ہے تو جو منشا ان کا ہوتا ہے وہی روح پورا کرنے لگتی ہے مثلاً اگر ساحر کا منشا یہ ہے کہ جسم پر جذام کا مرض لگ جائے تو روح حسب عطائے اختیار الٰہی ویسا عمل شروع کر دیتی ہے اور ان کا منشا یہ ہوتا ہے کہ روح اپنے جسم کو چھوڑ دے اور عداوت کی راہ سے اپنے جسم کا خود تلع قلمع کر دے تو روح ایسا ہی عمل کر کے حسبِ اجازت و قدرت الٰہی اپنے جسم کو چھوڑ دیتی ہے اور اس عالم سے بے خبر ہو جاتی ہے۔

کسب علوم شیاطین و جنات اور اس کے مضر نتائج

اس تقریر سے بحمد اللہ یہ پوری طرح واضح ہو گیا کہ جنات و شیاطین کے علوم سے جب روحِ انسانی کسب و اکتساب شروع کر دیتی ہے تو ورطۂ ہلاکت و ضلالت میں پڑ جاتی ہے اور پھر اسکو عالم میں وہی دکھلائی پڑتا ہے جو جنات و شیاطین اسکو دکھلاتے ہیں چنانچہ مسحورِ عشق سے اگر ساحرِ عشق یہ کہتا ہے کہ اے نو گرفتار میں جب تجھ سے راضی رہوں گا جب تو کفر میں میرا ہم مشرب بنجائے اور یہ اقرار کرے کہ (معاذ اللہ) یہ کارخانۂ عالم محض عناصر اربعہ کی قوت ہی سے چل رہا ہے یا خدا ایک نہیں تین ہیں۔ یا ایک ہی ہے مگر کائنات کے مجموعہ سے الگ نہیں ہے تو یہ مسحورِ عشق بلا تکلف ان خلافِ واقع باتوں کو تسلیم کر کے ان کے عقائدِ کفریہ کا اقرار کر لیتا ہے اور تبدیلِ مذہب میں ذرا پس و پیش نہیں کرتا اور کتنا ہی کیوں نہ سمجھاؤ کسی طرح نہیں سمجھتا۔

سحر کی تاریخی حیثیت اور قرآنِ حکیم کی صداقت

گو اس قدر عرض سے بھی اصل مبحث پر بحمد اللہ کافی روشنی پڑ چکی ہے تاہم مناسب ہے کہ تاریخی حیثیت سے بھی سحر کے وجود اور اسکی حقیقت پر کچھ روشنی ڈالی جائے اور بتلایا جائے کہ وہ تخیل محض یا ایک افسانہ فرضی ہی نہیں ہے بلکہ اپنے اندر بڑے بڑے کرشمے اور قوتیں رکھتا ہے یہ علیحدہ چیز ہے کہ اسکی تحصیل میں انسان بھٹک جائے لیکن کسی واقعی علم و فن کا انکار پھر وہ بھی ایسا علم جس کا مشاہدہ خود حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوا اور آپ کے اوپر سے ان آثار کو زائل کرنیکے لئے معوذتین کا نزول ہوا کسی طرح بھی خلافِ واقع اور قصۂ فرضی نہیں ہو سکتا۔

سحر کی یہ تاریخی معلومات جنکو ہم ذیل میں درج کرینگے سنسکرت کے بعض فضلاء سے ہمکو حاصل ہوئی ہیں جو تاریخی اعتبار سے بالکل مستند ہیں اور ان کا ماخذ اصلی سنسکرت کی کتاب "اسکنڈ پران" ہے۔

سحر کفار کا علم سمجھا جاتا ہے اسلئے اسکی حقیقت انہی سے معلوم کرنی چاہئے

چونکہ اس علم میں کفار کو زیادہ شغف ہوتا ہے اور لوگ اس علم کو بیشتر انہی کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس علم کی حرمت کی حکمت و ممانعت پر غور کیا جائے بالخصوص ایسی صورت میں کہ یہ امر مسلم ہے کہ اہلِ ہنود تاریخی اعتبار سے سب مذاہب سے قدامت رکھتے ہیں اور انکی تاریخ بہت قدیم تاریخ ہے۔

پھر سحر تو اہل ہنود کے ہاں خاص شہرت و اہمیت رکھتا ہے بلکہ اگر ان کے مذہب کا ایک اہم حصہ اسکو کہا جائے تو شاید بیجا نہ ہوگا۔ اسلئے اب اسکنڈ پران کے اقتباسات کو درج کر کے ان سے حقانیت اسلام کو ثابت کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے کسی شیریں درخت کو خوش ذائقہ اور قوی تر بنانے کیلئے اسمیں کھاد اور کیچڑ کی قوت دیا کرتے ہیں۔

سحر کی ابتدا کس ملک سے ہوئی

ہند و تاریخ کے اعتبار سے علم سحر کی ابتدا ایران سے ہوئی ہے اور یہ علم ایران ہی سے ہندوستان و عرب میں پھیلا ہے ایران میں ایک قوم تھی جسکو "مگ" کہتے تھے یہ لوگ نسلاً برہمن تھے مگر مذہباً زردشتی

کے پیرو تھے۔ انگریزی زبان میں اسی مگ قوم کا "میجک" یا "میجس" بنا لیا گیا۔ اور سنسکرت میں اس کا نام "مائی آگ" ہے جسکے معنی ہیں "مگوں کا علم" جیب سری کرشن کا بیٹا سام اجو ہندو تحقیق کے مطابق حجاز گیا اور وہیں آباد ہوا اور یہ موجودہ عرب کی نسل سام ہی کی نسل ہے۔ اور فلسطین میں بھی اسی کی نسل چل رہی ہے اور وہاں سے چلتے چلتے افغانستان تک پہنچی ہے چنانچہ افغانستان کی درانی و غلزئی قوموں میں سے غلزئی قوم اسی سام کی نسل ہے اور اسمیں بہت سی علامتیں ابتک ایسی ہی پائی جاتی ہیں) جذام کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تو ہندوستان کے رشیوں کو بلا کر ان سے جذام کا علاج پوچھا گیا ان سب رشیوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو اسکا کوئی حکمی علاج نہیں ہے البتہ ایران میں ایک قوم ضرور ایسی ہے جو اپنے علوم کے زور سے اس بیماری کو اچھا کر دیتی ہے چنانچہ ایران سے مگ قوم کے چند لوگ بلائے گئے ان لوگوں نے ہندوستان میں پہنچکر اپنے علوم کے قواعد کے مطابق سام سے سورج کی پرستش کرائی جس سے سام کی بیماری مٹ گئی اور وہ اچھا ہو گیا لیکن ہمارے دوست فاضل سنسکرت کا خیال یہ ہے کہ غالباً اس ایرانی قوم نے سام سے سورج کی پرستش اور پوجا نہیں کرائی تھی۔ بلکہ سورج کی شعاعوں سے جذام کا علاج کرایا ہوگا۔ جیسا کہ حال کی تحقیقات سے اہل سائنس کو اسکا علم ہوا ہے کہ جذام کی بیماری میں سورج کی شعاعوں کو خاطر خواہ دخل ہے چنانچہ اب ایک علاج بھی اس قسم کا جاری ہوا ہے جسمیں سورج کی شعاعیں ان بیمار پر مشغلک طریقے سے پہنچا کر مرض کو دور کیا جاتا ہے۔ غالباً سام کو عبادت ہی کی وضع سے دیر تک سورج کی شعاعیں اپنے جسم پر لینے کیلئے بٹھایا جاتا ہوگا کہ جس سے عوام کو پرستش آفتاب کا شبہ ہو گیا اور یہی مشہور ہو گیا۔ جسکی بناء پر ہندو تاریخوں میں بھی یہی لکھا جانے لگا نیز مگ قوم خود بھی چونکہ زردشت کے مذہب پر آفتاب کو پوجنے والی تھی اور سام انکی ساتھ رہتا تھا اسلئے بہت ممکن ہے کہ سام ان کی ساتھ عبادت میں شامل ہو جاتا ہو اور پوجا پاٹ کے وقت محض معیت ہی سے سمجھ لیا گیا ہو کہ سام بھی ان کا شریکِ مذہب ہو گیا ہے

قوم ساحرین کی آمد ہندوستان میں کیونکر ہوئی

بہرحال سورج کی پوجا کرائی گئی ہو یا سام کا علاج سورج کی شعاعوں سے کیا گیا ہو نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ سام اس بیماری سے اچھا ہو گیا اور اس نے اپنی صحت کی یادگار خوشی میں ملتان میں سورج کا ایک مندر بنایا جس کا پوجاری انہی مگوں کو مقرر کیا اور انہی کے ذمہ اسکے سب کام سونپ دیئے۔ یہ مندر سالہا سال تک صحیح و سالم رہا مگر محمود غزنوی کے حملۂ ہندوستان کے وقت میں یہ منہدم کیا گیا ہے الغرض جب یہ مگ لوگ ملتان میں آباد ہو گئے اور ان کو ضرورت نکاح بیاہ کی پیش آئی تو ملتان کے ہندوؤں نے ان کے سورج پرست اور غیر مذہب ہونے کی وجہ سے ان کو اپنی لڑکیاں دینے سے انکار کر دیا تب سام نے اپنے بھائی بندوں کی چھوکریاں ان سے بیاہ دیں اور اس طرح انکی نسل ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیل گئیں۔ چنانچہ اجمیر اودے پور راجپوتانہ میں یہ قوم اب تک چلی آتی ہے۔ اور اس قوم کو اب سیوک اور بھوجک کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

بہرحال جب یہ لوگ ایران سے ہندوستان آئے تو اپنا علم (جادو) بھی ہمراہ لائے اور ہندوستان کے لوگوں نے اسکو سیکھنا شروع کیا اور اس کا چرچا ہو گیا

اصل میں تو یہ علم جوگیوں کا علم تھا لیکن جوگی چونکہ عام طور سے لوگوں کو نہ بتلاتے تھے اور ان کو بتلانے کی ممانعت بھی تھی اسلئے کہ اس علم کے جملہ مقامات کا طے کر لینا ایک بڑا ہی دشوار اور کٹھن کام تھا۔ اور چونکہ ایران سے جو مگ لوگ آئے تھے ان کا مقصود خدا سے ملنا نہ تھا بلکہ وہ اس علم کے چند مراتب اور مقامات اسلئے طے کر لیتے تھے کہ کچھ کرشمے سیکھ جائیں اور لوگوں کو اپنے کرشمے دکھلا کر مفتون و مسحور کر لیں اسلئے انہوں نے نئے نئے کرشمے دکھلا کر لوگوں کو اپنا معتقد اور گرویدہ بنا لیا۔

علمِ سحر کا اصول ہندو دھرم کے اعتبار سے

اس علم کے اصول میں سے ایک اصل یہ ہے کہ انسان اپنے دل پر مخصوص و معینہ طریقوں سے کامل قابو پاتے ہوئے روح کی جملہ طاقتوں سے دوسرے دل پر اثر ڈالے۔

علمِ سحر کی آٹھ اسٹیجیں ہندو مذہب کے اعتبار سے

چنانچہ اس علم کے کسب و ریاضت کے آٹھ مقامات ہیں جن کے طے کرنے سے انسان اس علم و فن کا مکمل ماہر ہو جاتا ہے ہر ایک مقام پر پہونچنے کے لئے کم از کم چھ ماہ کی مشق و ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔

پہلا ۱ مقام یم

(انسدادِ پراگندگی خاطر) ان میں سے پہلا مقام یم ہے۔ جسکے معنے یہ ہیں کہ دل کو اِدھر اُدھر بھٹکنے نہ دیا جائے۔ اور پراگندگی خاطر سے اسکو بچایا جائے۔ کیوں کہ پراگندگی روح کیلئے بیحد مضعف ہے اور خیالات کی تشویش پراگندگی خاطر کا باعث ہے۔

دوسرا ۲ مقام نیم

(ضبط اوقات) ہے یعنی ضبط اوقات کے ساتھ ہر کام کا کیا جانا۔ مطلب یہ ہیکہ صبح سے شام تک جو کام بھی ہوں معین ہوں اور وقت مقررہ پر ہوں۔ تشتتِ کار و اختلافِ احوال نہ ہو اور جیسے خدائی انتظام میں جو وقت جس چیز کا مقرر ہے ٹھیک اسی وقت پر وہ ہوتا ہے اسی طرح یہ روح کی قوتوں کو حاصل کرنے والا شخص بھی اپنے اوقات کو ایسا ہی منضبط کرے اور منٹ بھر کا فرق نہ آنے دے۔ کھانا، پینا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا ہر ایک کی ایک مقدار معین ہو پھر نہ اس سے کم ہو نہ زیادہ، پیشاب۔ پاخانہ اپنے اپنے وقت پر ہونا چاہیے تاکہ صحت میں خرابی نہ آئے، غذا قلیل۔ اور سریع الہضم ہو اور بتدریج غذا کو کم کرتے ہوئے بالکل ترک کر دیا جائے۔ پیشاب اول ہونا چاہیے اور پاخانہ اس کے کچھ دیر بعد ہونا چاہیے۔ وجہ اس عادت ڈلوانے کی ہندو دھرم یہ بتلاتا ہے کہ اگر پاخانہ پیشاب ساتھ آئے گا تو بیشتر اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرتے وقت دست آتا ہے اور روح اسی راستہ سے نکلتی ہے اور یہ علامت روح کی ناپاکی اور عدم نجات کی سمجھی گئی ہے۔

تیسرا ۳ مقام آسن ہے

اصول نشست و برخاست (یعنی بیٹھنا، یوں

تو ہر شخص بیٹھتا ہے جسطرح اسکا جی چاہتا ہے مگر اس علم میں چوراسی آسن بتلائے گئے ہیں۔ ان کے موافق نشست و برخاست ہونی چاہیئے۔ ان کے نزدیک روح کی قوت و ضعف مسرت و غم میں بہت بڑا دخل نشست و برخاست کو ہے اور انسان کے اندر ریڑھ کی ہڈی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے چونکہ قدرت نے اس کو سیدھا بنایا ہے اور یہ دماغ سے نکلتی ہے پس اگر نشست و برخاست میں اس کو سیدھا رکھنے کا التزام کیا جائے گا تو اس سے عقل و شعور میں اضافہ ہوگا۔ اور دل میں جو بھی خوشی آئے گی وہ برابر قائم رہے گی لیکن اگر نشست و برخاست میں جلد جلد تبدیلی عمل میں آئے گی یا اس کو خمیدہ رکھا جائے گا تو جو خیال بھی دل میں قائم ہوگا یا جو خوشی بھی آئے گی وہ جلد ہی ختم ہو جائے گی اور روح قوی نہ ہوگی۔ عقل و شعور کمزور ہوتے چلے جائیں گے۔ اسی لئے چوکڑا مار کر بیٹھنا ان کا پہلا آسن ہے۔ اور ایک آسن ہندو دھرم میں ایسا بھی ہے جیسے مسلمانوں کے ہاں نماز کا قعدہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس آسن کو شیر کی نشست سے بنایا گیا ہے تاکہ بہادری و توانائی پیدا ہو۔

چوتھا مقام نپڑانایام ہے

(حبس دم) یعنی سانس کو روک کے رکھنا۔ جسکو صوفیائے اسلام حبس دم کہتے ہیں

یہ آسن کی صحت پر موقوف ہے اگر آسن درست ہوگا تو حبس دم میں بھی دشواری نہ ہوگی۔ نہیں تو منفعت کی بجائے مضرت ہوگی۔ اور یہ باہم ایک دوسرے کے موقوف علیہ ہیں حبس دم کب ہوگا جبکہ ضبط اوقات کا عادی ہو اور دل کا خیال اِدھر اُدھر نہ ہو یہ مشق بڑھائی جائے یہاں تک کہ غذا سے یہ سانس کی محبوس قوت مستغنی کر دے۔ چنانچہ جوگی لوگ محض سانس کی قوت پر سالہا سال تک جیتے ہیں پیٹ کی دونوں جانبوں سے سانس کو اسطرح نکالتے اور داخل کرتے ہیں جیسے لوہار اپنی دھونکنی سے ہوا کو داخل و خارج کیا کرتا ہے اور یہ مشق کے بعد ہی ممکن ہے۔

پانچواں مرتبہ پرتیاہار

(ظہور خوارق عادات) یہاں تک تو مشق تھی اب ان چاروں درجوں کی مشقت کا ابتدائی ثمرہ

حاصل کرنے کیلئے اسکی ضرورت ہے کہ آنے اور جانے والے دونوں سانسوں کو ایک ساتھ ملائے اور اس ریاضتِ شاقہ پر قادر ہونے کے بعد دونوں دم نیچے کی طرف لیجا کر ٹھہرائے جہاں سانس کا پہلا خزانہ ہے اور پھر اس دم محبوس کو ناک اور منہ سے خارج کرنے کے بجائے دماغ کی طرف پہونچائے اور یہاں دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی میں جو نور ہے جس کو اہلِ ہنود من سے تعبیر کرتے ہیں۔ دم محبوس کی قوت کو اسمیں جمع کر دے اور من کو اس سے قوت پہنچائے۔ چونکہ اہل ہنود کے نزدیک قوائے خمسہ اور ہر قسم کی قوتوں کا منبع و مرکز صرف دماغ ہی ہے قوت لامسہ کیلئے بھی دو آلے جو قدرت نے اُگائے ہیں۔ وہ اسی کے پاس سے اُگائے ہیں۔ پھر ایک قوت دوسری قوت کو اس طرح کاٹتی ہے جیسے (نعوذ باللہ) صلیب کا خط ایک دوسرے کو کاٹتا ہے۔ چنانچہ کان ایک طرف سے سنتے ہیں تو دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں وہ دوسری طرف سے من میں مناظر پہونچاتی ہیں۔ اس لئے ایک قوت دوسری کو کاٹتی ہے آنکھ کچھ دیکھتی ہے اور کان کچھ سنتے ہیں۔ نیز آنکھوں کی پتلیوں کو بھی اوپر کی طرف چڑھا کر من کو دیکھنے کی سعی کرے اور اس درجہ مشق بڑھائے کہ آنکھوں کی سفیدی تو اس طرف آجائے اور پتلی دوسری طرف چلی جائے تاکہ یہ آنکھیں نیچے کی طرف دیکھنے لگیں۔ سبحان اللہ اس بڑی طرح بھی جو مرتبہ حاصل کرنے سے بھی حاصل نہیں ہوتا ہمارے حضورؐ کو وہ بلا کسی کسب کے یہ درجہ حاصل تھا۔ یعنی۔ آپ کا ایک اعجاز یہ بھی تھا کہ جیسے آپ آگے کی جانب دیکھتے تھے حسبِ ضرورت اسی طرح پشت کی جانب بھی جو دیکھنا چاہتے دیکھ لیتے تھے غرض جب یہ من کی طاقت اس درجہ پر پہونچ جاتی ہے اور انسان کے قبضہ میں آجاتی ہے تو حسب ذیل قوتیں اور سدھیاں انسان کو حاصل ہو جاتی ہیں۔

سحر سے آٹھ قوتوں کا حاصِل ہونا

(۱) انڑی ما } یعنی چھوٹے سے چھوٹا بنجانا کہ آنکھ سے دکھائی نہ دے اور نظروں سے غائب و پوشیدہ ہو جائے۔

(۲) مہمی ما } یعنی اتنا بڑا اور لانبا ہو جانا کہ آنکھ سے ایک ہی حصہ نظر آئے جہاں تک بھی نظر کام کرے اور جیسا کہ عاملین نے کبھی جنّات کو اسطرح بھی دیکھا ہے کہ ان کا سر آسمان میں ہے اور پیر زمین سے لگے ہوئے ہیں۔

(۳) لگی ما } یعنی اتنا ہلکا ہو جانا کہ ہوا سے اوپر چلا جائے۔

(۴) گری ما } اتنا موٹا اور وزنی ہو جانا کہ کھنچ نہ سکے۔

(۵) پراپتی } یہ قوت و قدرت پیدا ہو جانا کہ جو چاہے ارواح کی مدد سے دنیا میں حاصل کرلے۔

(۶) پراکامی } ایسا پھیل جانا کہ طول۔ عرض۔ عمق میں جتنا چاہے بڑھتا چلا جائے۔

(۷) ایشت } ہر چیز کو اپنے قابو میں رکھنا۔

(۸) تروشیو

مشاھدۂ عالم

(نوٹ) یہ آٹھ قوتیں اور سدھیاں چونکہ ریاضت ہذا کے اس پانچویں مرتبہ میں پہونچکر انسان کو حاصل ہونے لگتی ہیں اور خوارقِ عادات و نوادرِ مہمات کا ظہور شروع ہو جاتا ہے اس لئے اکثر لوگ اسی درجہ میں پہونچکر اپنی ریاضت کو ختم کر دیتے تھے اور بقیہ تین درجے جو آگے مذکور ہونگے ان کو حاصل نہیں کرتے تھے گویا وہ اسی درجہ کو اپنے لئے معراجِ کمال سمجھنے لگتے تھے۔ اور مسلمانوں کے جاہل صوفیوں میں بھی اسی قسم کے آثار اب تک دیکھے جاتے ہیں بہرحال علم سحر میں کشفِ حقیقت سے زیادہ چونکہ قدرت و قوت میں کمال پیدا کرنا سکھلایا جاتا ہے جس سے فتنہ میں پڑنا زیادہ قریب الفہم ہے اور مقصودِ حقیقی کو اس راہ سے پالینا حدِ درجہ بعید ہے۔

علم سحر کو ہندو بھی ضلالت کا ذریعہ سمجھتے ہیں

چنانچہ خود ہندو بھی اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ اس علم کے پانچویں مرتبہ پر پہونچکر بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو آگے بڑھیں اکثر انہی چیزوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسی لئے قرآنِ عزیز نے اس علم کے حاصل کرنے کو کفر قرار دیا ہے اور فتنہ سے اسکو تعبیر کیا ہے کیونکہ یہ علم، الوانِ قدرت کو کچھ اس طرح سے ظاہر کرتا ہے کہ انسان میں استبداد و مطلق العنانی اور انانیت و خود ستائی درجۂ کمال حاصل کر لیتی ہے اور خود اپنی حقیقت انسان سے پوشیدہ ہو جاتی ہے اور یہی فتنہ کا حاصل بھی ہے کہ انسان حقیقت کو نہ پاکر درمیان میں بھٹک جائے۔

علم الٰہی کی رفتار تدریجی ہے اور علم سحر کی رفتار تیز و تند ہے

اور جو قدرتیں اور قوتیں کمال و بلوغِ عقل و کسبِ محمود سے اس کو رفتہ رفتہ تمام عمر میں حاصل ہونے والی تھیں وہ محرکِ عاجل کی وجہ سے ایک دم مل جائے اور العجلہ من الشیطان کے مطابق الانسانِ عجولِ مخفی مخلوقات کی قوت و طاقت سے دائرۂ انسانیت ہی سے نکل جائے۔ بخلاف علم الٰہی کے کہ وہ انسان کو تمام فتنوں سے بچا بچا کر تدریجًا اس میں ایسے ملکات فاضلہ پیدا کرتا ہے کہ اسکی ہر دو زندگیاں امن و برکت سے گذریں اور قلب و روح کی جملہ قوتیں ایسے محمود نہج سے برسرِ ظہور آئیں جو ابد تک باقی رہنے والی ہوں اور انسانیت کی شناخت میں باوجود تصرفات کے کوئی مشکل نہ پیش آئے۔ بیشک وہ انسان کی روحانی قوت کو اس طرح پھیلانے کی عام طور سے اجازت نہیں دیتا جیسا کہ ان آٹھ اصول میں مذکور ہیں۔ اور یقینًا اس قسم کی غیر مقصود و غیر متعلق ریاضتوں سے انسان زمین و آسمان کے قلابے ملا سکتا ہے۔ مگر دائرۂ انسانیت اس کا ضرور مشتبہ ہو جائیگا ہاں اگر بکار سرکار احدیت بامر اللہ اطاعت خداوندی کے آگے منکرینِ خدا کا سر خم کرانے کے لئے کوئی کرامت یا معجزہ برسرِ ظہور آئے جسمیں بندہ کا کسب شامل نہ ہو بلکہ حکم خداوندی ہو تو البتہ یہ صورت کسی طرح مضموم نہیں کہلائیگی کیونکہ اس قسم کے غیبی اعجاز دیکھکر ہمیشہ بندگانِ خدا، خدا ہی کی طرف جھکتے ہیں اور جن تصرفات اور کرشموں میں نفسانیت کا لگاؤ اور شیطنت کا دخل ہوتا ہے ان کو دیکھکر انسان بجائے علام الغیوب کے آگے جھکنے کے شعبدہ بازوں ہی کی طرف جھکتے ہیں بہرحال یہ علم چونکہ اپنی غیر معمولی مشقتوں اور غیر مستحسن صعوبتوں کی وجہ سے قلبی و روحانی قوتوں کو غیر طبعی طور پر برانگیختہ کرتا ہے اسلئے اس قسم کے مجاہدات سے ثمرات بھی غیر مستحسن ہی ظاہر ہوتے ہیں جیسے بعض دوائیں انسان کے اندر غیر معمولی قوتِ مردمی پیدا کر دیتی ہیں مگر وہ ہیجان غیر طبعی و نامحمود ہوتا ہے تو انجام بھی اس کا آخر میں برا ہی نکلتا ہے بخلاف ان دواؤں کے جو انسان میں تدریجی طور پر صالح و مستحسن قوت پیدا کر دیتی ہیں اسی طرح اس علم فتنہ کی شوکت بھی چند روزہ ہوتی ہے مگر انجام خسران کے سوا کچھ نہیں ہوتا کیونکہ علم سحر عالم کے مقصود بالذات تک انسان کو نہیں پہونچاتا بلکہ اس سلسلہ میں انسان کے کسب و ریاضت سے جو کچھ بھی قوت و قدرت انسان میں بڑھتی ہے انسان اپنی قوتِ بازو سے کمائے ہوئے مال کی طرح اسکو اپنی ہی قدرت کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اپنے رب کا انعام نہیں سمجھتا۔ اسی لئے علم سحر سے جو قوتیں منگ قوم کو حاصل ہوئیں تو انہوں نے اسکو غیر محل میں صرف کر کے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کیا۔

جو علم مقصود تک نہ پہونچائے وہ فتنہ ہے

اور اسی علم پر کیا موقوف ہے ہر وہ راستہ اور ہر وہ علم جو انسان کو درمیانی مراحل کی پیچیدگیوں میں پھانسکر عالم کے مقصودِ حقیقی تک نہ پہونچائے وہ فتنہ اور کفر ہی ہے اور انجام اسکا ضلالت و گمراہی ہی ہے چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اور ان کے سارے تحریرات و اعمال اور عدم دستگیری شیخ کامل ہی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج اسلام میں ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی ہے جو ختم نبوت و ختم رسالت کو نہیں مانتی اور اسلام پر ایمان لانے کے باوجود ایمان نہیں لاتی۔

چھٹا مقام دھیان ہے

(معرفت باللہ بھی سحر کا ایک درجہ ہے ہندو دھرم کے اعتبار سے) یعنی من کا ایک طرف لگ جانا اور حواسِ خمسہ کا اسمیں گم ہو جانا جسکو صوفیائے اسلام کی اصطلاح میں معرفت باللہ کہتے ہیں۔ اس درجہ میں یہ مشق کرائی جاتی ہے کہ حواس خمسہ یعنی آنکھ کان زبان وغیرہ سب دنیا سے بے خبر ہو جائیں اور انسان اپنے کانوں کے دونوں راستوں کو بند کر کے اندر کی آواز سنے چنانچہ جب کانوں پر انگلیاں رکھ لیجاتی ہیں تو اندر سے ایک آواز سنائی دیتی ہے جسکو ہندو دھرم من کی آواز قرار دیتا ہے۔ غالبًا اسی مرتبہ کے لئے صوفیائے اسلام نے فرمایا ہے "لب بہ بند و چشم بند و گوش بند" اور غالبًا وحی کی آواز بھی اسی قسم کی آواز ہوگی جسکی تشبیہ حدیث میں "کصلصلۃ الجرس" سے دی گئی ہے۔ اور ہم نے رسالہ

کے شروع صفحات بس اسکی تشبیہ لاسلکی کے کھنبوں کی آواز سے دی ہے غرض معرفت باللہ میں دنیا سے کامل بے خبری پیدا ہو جائے اور مجاہد ہمہ تن اُسی کی طرف متوجہ ہو جائے ۔

ساتواں مقام دھارنا ہے

حواسِ خمسہ کا تعلق اور من کی لو اپنے مالک سے) اس مرتبہ میں بس اسکی اجازت دیدی گئی ہے کہ حواسِ خمسہ کو جو دنیا سے معطل کر دیا گیا تھا اُن کو اب بحال کر دیا جائے. یعنی حواسِ خمسہ دنیا کا کام کریں اور من اپنا کام کرے ۔ اسی مقام کو اصطلاحِ صوفیۂ اہلِ اسلام میں خلوت در انجمن سے تعبیر کیا جاتا ہے. جو سلطان الذکر کا خاصہ ہے ۔

آٹھواں مقام سمادھی ہے

(مرتبہ فنا فی اللہ تعلیم سحر میں ہندو دھرم کے اعتبار سے) یہ مقام درحقیقت مقامات سبعہ کی تکمیل کا ثمرہ ہے یعنی اس مقام میں پہونچکر سوائے مشاہدۂ ذات کے کچھ نظر نہیں آتا جدھر دیکھو وہ ہی وہ نظر آتا ہے اور اسمیں پہونچکر انسان کی قدرت کامل و مکمل ہو جاتی ہے ۔

اصولِ ثمانیہ اور ان پر ایک اجمالی نقد و تبصرہ

یہ تھی علم سحر کی حقیقت جو ہندو مذہب کی رو سے بیان کی گئی اور گو اسکے پورے شرائط و لوازمات اور منتر وغیرہ اس کے مذکور نہیں مگر اتنا ضرور ان تعلیمات سے واضح ہو جاتا ہے کہ سحر کے اکثر اعمال کفر کے موافق اور ایمان کے ضد ہوتے ہیں اور واقع میں اس علم کو ایمان کا مخالف ہونا بھی چاہیئے ۔ اسلئے کہ جیسے خدا کی صفتِ ہادی صفتِ مضل کی ضد ہے اور یہ دونوں صفتیں جمع نہیں ظہور کے لئے جدا جدا محل کی طالب ہیں اور سوائے خدا کے اور کسی وجود میں یہ دونوں صفتیں جمع نہیں ہو سکتیں اور اگر ہو جائیں تو بندہ میں اور خدا میں کوئی فرق نہ رہے ۔ اسی طرح علم سحر اور علم الٰہی گو دونوں آسمانی علم ہیں مگر ایک متنفس میں جمع نہیں ہو سکتے. علم سحر میں جس قدر مشقتیں اور صعوبتیں پائی جاتی ہیں اگر ان کا تقابل علم الٰہی سے کیا جائے تو یہ حقیقت کالشمس فی النہار ہو جاتی ہے کہ اسلام کا دعویٰ الدین یسرٌ ٹھیک ٹھیک واقع کے مطابق ہے چنانچہ جہاں تک غور کیا جائے نفس کو پاک کرنیوالے مجاہدات اور ریاضتوں کے کمال کی تین ہی علامتیں ہو سکتی ہیں ۔

مجاہداتُ کے ناقص و کامل ہونیکی پہچان

(۱) یہ کہ خوارق عادات و تصرفات اور تسخیرات اس طرح سے انسان سے ظاہر ہوں کہ اسکی عجز و بیچارگی، مسکنت و بندگی میں اشتباہ نہ پیدا ہونے پائے ۔ اور باوجود قدرت میں کمال پیدا ہو جانے کے انسان جنات و شیاطین کی طرح پر نہ ہو جائے بلکہ دائرۂ انسانیت کو باقی رکھکر اپنی قدرت و عجز کو ساتھ ساتھ لیکر درجۂ کمال حاصل کرے ۔

(۲) اور کمال چونکہ نقصان کی ضد ہے اور صعوبتِ عمل، شدتِ مشقت، طولِ اَمل، نقصان کے اہم افراد ہیں لہٰذا حصولِ کمال میں ان کا بھی گذر نہ ہو ۔

(۳) اور باوجود کمالِ عجز و کمالِ قدرت حاصل کرنے کے دنیا سے علیحدگی اور رہبانیت بھی نہ ہونے پائے اور سلسلۂ توالد و تناسل جو اس عالم کا بنیادی سلسلہ ہے اس سے بھی قطع نظر نہ ہو سکے ۔

پس جو مجاہدات زیادتی کے ساتھ خوارق و تصرفات کی طرف انسان کو ملتفت کرنیوالا ہے اور اس طرح سے انسان میں کمالِ قدرت پیدا کرانا چاہتا ہے کہ جس سے کمالِ عجز و حاصل نہ ہو بلکہ کبر و انانیت پیدا ہو جائے اور ایسے صعب راستوں سے اس مقصد کو پورا کرانا چاہتا ہے جسکی گھاٹیوں سے انسان کا صحیح و سالم نکلنا عنقا ہو اور جو مجاہدہ جسم کو اور اس کے منافع کو ضائع کرنیوالا اور عالم اجسام سے بالکل ہی بے تعلق کر دینے والا ہے ایسے مجاہدہ کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ مجاہدہ یقیناً ناقص بلکہ مضر ہے اور ہرگز انسان کے لئے ایصال الی المطلوب کا موجب نہیں رہ سکتا ۔ البتہ جو مجاہدہ عجز میں کمال پیدا کرکے قدرت دلاتا ہے وہ یقیناً کاملِ مجاہدہ کہلائیگا ۔ اور اسلام ہی کا مجوزہ معاہدہ ہے جسمیں یہ تمام شرائط موجود ہیں ۔

علم سحر عجز میں کمال نہیں پیدا کرتا بلکہ انانیت میں کمال پیدا کرتا ہے

پس علم سحر چونکہ بندۂ عاجز کے عجز میں کمال نہیں پیدا کراتا بلکہ اسکو انانیت میں کمال پیدا کرانے کی تلقین کرتا ہے اور جنات و شیاطین کی برابری سکھلاتا ہے لہٰذا یہ علم فتنہ میں ڈالنے والا ہے اور نتیجہ اس کا ذلت و خسران ہے ۔

علم الٰہی بندگی کے کمال سے رفعت و قدرت بڑھاتا ہے

اور علم الٰہی چونکہ بندۂ عاجز کو بندگی کا کمال سکھلاتا ہے اور بندہ کی جو ساخت جو فطرت جو وضع ہے اُسی کو بڑھاتا ہے اسی پر چلاتا ہے لہٰذا انسان رفعت حاصل کرتا ہے اور قادر و رفیع کی مدد سے جنات و شیاطین پر غالب و آمر بنجاتا ہے کیونکہ یہ علم مخلوق کو خالق کے سامنے ایسی ہی طرح لا ڈالتا ہے جیسے میت غسال کے سامنے ہوتی ہے ۔ اسی لئے حدیث شریف میں اس راستہ سے جو منزل مقصود پر نہ پہونچانے والا ہو اور اس علم سے جو انسان کو نفع نہ پہونچائے پناہ مانگی گئی ہے کیونکہ محنت و صعوبت تو ایسے طریقوں میں بے شمار ہوتی ہے اور نفع کے درجہ میں کچھ بھی نہیں ہوتا مطلب یہ ہے کہ محنت و مشقت تو انسانوں کو جنوں کی طرح کرنی پڑی اور راہِ انسانیت علیحدہ اس سے بند ہو گئی ۔ کما قال النبی علیہ السلام اعوذ باللہ من علم لا ینفع و اعوذ باللہ من طول الامل ۔

علمِ سحر کی تحصیل سے انسان کسی کام کا نہیں رہتا

یہ ہمکو تسلیم ہے کہ علمِ سحر کی یہ مذکورہ بالا تجلیں اور مقاماتِ ثمانیہ انسان میں کمالِ انانیت پیدا کر کے جنّات وشیاطین کی طرح پراسکو عالم کے اندر دخیل ومتصرف بنادیتی ہیں اور وہ ان ارواح کی قوت واستمداد سے اپنے ابنائے جنس پر چند روزہ غلبہ واقتدار ضرور حاصل کر لیتاہے لیکن انسان پھر دنیا کے کسی مصرف کا نہیں رہتا۔ اور مہالک وخطرات سے جس قدر سابقہ اس راہ میں پڑتاہے وہ سونے پر سہاگہ ہیں بخلاف اسلام کی تعلیم کے کہ اس نے عبادت وریاضت کے جو بھی طریقے سکھلائے نہایت جامع اور مختصر اور پُر امن سکھلائے۔ اور عجز وبندگی میں اس طرح سے کمال پیدا کرنا سکھلایا جس سے دائرۂ انسانیت بھی کامل رہے اور روحانی وعادی ومخفی جملہ مخلوقات پر بھی انسان گوئے سبقت۔ لیجائے۔ پھر ان مقاماتِ علمِ سحر کو تو شاید وہی طے کر سکتاہے جو بہت ہی بے جگرا ہو اور اسلام کی تعلیم اور مجاہدات کو ہر شخص بہت جلد پایۂ تکمیل کو پہونچا سکتاہے۔

مجاہدہ میں افراط وتفریط مقصود کو کھودیتی ہے

بیشک علمِ سحر کا ایک عامل اور جادوگر صفائیٔ جسم کے لئے بیس پچیس گز کی ایک لمبی بتی حلق کے راستہ سے پیٹ کی جملہ آنتوں میں پہونچا کر اس سے اپنی آنتوں کو صاف کر سکتاہے ترکِ طعام سے اپنے پیٹ کو اپنی کمر سے ملا سکتاہے تین تین مہینے حبس دم کر کے مردہ بنکر زمین میں اپنے کو دفن کرا سکتاہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا نظامِ قدرت ایسے لاطائل تصفیۂ باطن کا اس سے طالب ہے؟ اور اس عالم کے کاروبار کیا اسی رہبانیت کے مقتضی ہیں؟ نہیں اور بیشک نہیں اگر انتظامِ قدرت انسان سے اسی قسم کی ریاضتوں اور مشقتوں کا طالب ہوتا تو پھر دنیا کا وجود ہی عبث اور بیکار ہوتا۔

تصفیۂ روح کے ناپاک اور پاک طریقے

بیشک آئینہ کو پیشاب کے نجس پانی سے بھی صاف کیا جاسکتا ہے اور گلاب کے پاکیزہ اور لطیف عرق سے بھی صفائی حاصل ہو سکتی ہے لیکن گلاب جیسے پاکیزہ خوشبودار عرق کے ہوتے ہوئے کیا عقلِ سلیم اسکی مقتضی ہے کہ کسی ناپاک چیز سے تصفیہ کیا جائے۔

مجاہداتِ اسلامی وغیر اسلامی کا باہمی توازن اور مقابلہ

اسی طرح کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس کر زبان کو کھینچ کھینچ کر اور پھونک پھونک کر تالو پر من کا رس حاصل کرنے کے لئے لگانا اور ہاتھوں کو شل کر کے تصفیۂ قلب حاصل کرنے کے بجائے اگر پانچوں وقت حواس خمسہ کی قوتوں کو قلب میں مجتمع کرنے اور دھیان اور ذکر میں یکسوئی حاصل کرنے کے لئے "ان تعبدوا اللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک" کی تحصیل اور پاکیزہ مشق کر کے کمالِ یکسوئی پیدا کیا جائے یعنی اوسطاً دن رات کے ہر چار پانچ گھنٹہ میں ہر روز لازماً پانچ مرتبہ اور اختیاراً آٹھ مرتبہ یہ مشق مشاہدۂ ذات کی حاصل کیجایا کرے اور درجۂ احسان حاصل کرتے ہوئے انسان واصل وموصل الی اللہ بنکر "دل بیار ودست بکار" والے مرتبہ پر پہونچ جائے تو دیکھئے کیسی آسانی سے یہ مقصدِ عظیم بھی حاصل ہو جائیگا اور دنیا کے کسی سلسلہ میں بھی سر مو فرق نہ آئیگا پس کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی طریقۂ سلامتی ہو سکتاہے کہ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یعنی انسان کمالِ معرفتِ الٰہی بھی حاصل کرے اور کمالِ بندگی وانسانیت بھی۔ غرض حصولِ قدرت کے لئے اُن تمام غیر مطلوب اور دشوار گذار مراحل سے بچنے کے لئے جو علمِ سحر میں سکھلائے جاتے ہیں اسلام نے مظہرِ عبدیتِ کاملہ یعنی حضرتِ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسّل ایسا سکھلا دیا ہے جس سے انسان کو عبدیت وبندگی کا یہ جامع اور مختصر راستہ بھی جنابِ باری تک پہونچنے کا حاصل ہو گیا اور دنیا کے منصبِ حکمرانی پر بھی فائز ہو گیا اور عالمِ ارواح میں بھی تمام فرشتوں سے افضلیت کی راہ پڑ گئی۔

اسلامی وغیر اسلامی مجاہدات کا فرق اور ان کی مثال

اور یہ ایسا ہی فرق ہے جیسے ایک شخص تو روشنی حاصل کرنے کے لئے تیل اور بتی کے چکر میں پڑا ہوا ہے اور ایک شخص آفتاب کی روشنی میں اپنے تمام کاروبار بآسانی کئے چلا جارہا ہے۔ یا مثلاً ایک شخص تو ایک کتاب کسی اناڑی اور ناواقف اُستاد سے پڑھے اور وہی کتاب ایک شخص کسی یگانۂ روزگار اُستاد سے چند ماہ میں ختم کرلے تو ظاہر ہے کہ پڑھنے میں تو دونوں مساوی ہوں گے مگر گُننے میں رتبہ اسی کا اعلیٰ رہیگا جو اُستادِ کامل سے پڑھے گا۔ یہی فرق اسلامی عبادت وریاضت اور غیر مسلموں کے طریقۂ عبادت وریاضت میں سمجھئے۔

علمِ سحر مخلوق کی جبہ سائی کراتا ہے اور علمِ الٰہی خُدا کی

غرض علمِ سحر انسان کی علویات وسفلیات کے آگے ناک رگڑواتا ہے اور اُن کے سامنے انسان کو جھکواتاہے اور علمِ الٰہی علویات وسفلیات اور جمیع مخلوقات وکل کائنات کو انسان کا مطیع ومنقاد بنا دیتاہے اسی لئے وہ شرک ہے اور یہ توحید ہے۔

خدا تک پہونچنے کا راستہ انسان کیلئے عجز ہی ہو سکتاہے انانیت نہیں ہو سکتی

علمِ الٰہی عجز کے راستہ سے انسان کو خدا تک پہونچاتا ہے اور یہی ایک راستہ انسان کے لئے صرف

اعلیٰ وارفع ذاتِ صمدیت تک پہونچنے کا ہوتا بھی ہے کیونکہ خود تو کوئی مخلوق خالق تک بلا واسطہ کسی صورت سے نہیں پہنچ سکتی۔ البتہ جب مخلوق عجز کا واسطہ لیکر اس کے بالمقابل آتی ہے تو ذاتِ صمدیت خود ہی اسکو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اسی لئے حدیث شریف میں یہ تو فرمایا گیا ہے کہ جو شخص تواضع کرتا ہے تو اللہ اسکو بلند فرماتا ہے۔

لیکن یہ نہیں فرمایا گیا کہ انسان تواضع کر کے از خود بھی ذاتِ صمدیت تک پہونچ جاتا ہے۔ اور علم سحر بیشک انانیت و کبر کے راستہ سے انسان کو خدا تک پہونچانے کا مدعی ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ خلافِ فطرت راستہ حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط سے کسی طرح بھی زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

خدا کی ہمسری کر کے کوئی اس سے نہیں مل سکتا

کیونکہ الکبر یاء ردائی کے بموجب گویا انسان خدا کی بڑائی میں اس کا ہمسر و خود سر ہو کر اس سے ملنا چاہتا ہے اور ظاہر ہے کہ ہمسری کا رنگ لیکر اس سے ملنا درحقیقت اسکی بارگاہ سے مردود ہی ہونا ہے۔

جنات اور انسانوں کے یہ دو راستہ الگ الگ ہیں

پھر جنوں کے لئے تو کسی نہ کسی درجہ میں یہ راستہ موصل الی المطلوب مانا بھی جا سکتا ہے کیونکہ ان کا مادہ علوی ہے وہ جب بھی صعود کرتا ہے بجانب علو ہی صعود کرتا ہے اور وہ اپنے اجسام کو جس حالت میں چاہیں تبدیل کر سکتے ہیں اور قدرت و اعجاز کے مظہر ہیں قدرت و اعجاز ہی کے راستہ سے خدا تک پہونچ سکتے ہیں لیکن انسان کے لئے تو یہ جنوں کا راستہ کسی طرح بھی موزوں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا مادہ خاکی ہے جو انکساری و عبدیت اور اسفل کی طرف اسے کھینچے ہوئے ہے غرض یہ ہے کہ سمجھدار انسان تو اسی راستہ کو اختیار کریگا جسمیں امن و اختصار اور عجز و تذلل ہوگا البتہ اخوان الشیاطین اور نادان ٹھوکریں کھانے کے لئے بیشک یہ پُرخطر راستہ اختیار کرینگے مگر مقصد تک پھر بھی رسائی نہ ہوگی۔ کیونکہ ہر مخلوق اپنی ذوات اور ماہیت کے بدلنے پر کسی طرح قادر نہیں ہے۔

حبسِ دم بضرورت جائز ہے مقصود بالذات ہو کر نہیں

یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حبسِ دم سے قوتِ روحانی بیشک بڑھ سکتی ہے اور متورعین اور متصوفینِ اسلام کا ایک طبقہ کم و بیش ضرور ہر زمانہ میں ایسا پایا جاتا ہے جنہوں نے ایک مخصوص غرض حاصل کرنے کے لئے حبسِ دم کیا ہے اور کمالِ معرفت اور عشقِ الٰہی میں سلسلۂ اسباب سے ایک درجہ میں قطع نظر کی ہے لیکن اس افراط و تفریط کے ساتھ نہیں کہ مہینوں تک حبسِ دم کر کے زندہ آدمی مُردوں کے روپ میں اپنے کو پیش کرے۔ یا کھانے پینے کو گناہ سمجھے اور رزق جیسی نعمت جس سے اس کی ربوبیت آشکارا ہے اور جو ایک زبردست انعامِ ربی ہے اس سے کفرانِ نعمت کرتے ہوئے بالکل ہی اس سے منہ کو موڑلے۔

اسلام نے خدا کی جناب میں قلب اور من کو پاک کرنے کے لئے ریاضتیں ضرور سکھلائی ہیں مگر خوارق سے بے التفاتی کے ساتھ اور مجاہدات و تزکیۂ نفس کی اجازت ضروری ہے مگر لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا کی قید کو یاد دلاتے ہوئے اور کشوفِ کونیہ و تصرفاتِ قلبیہ سے بے اعتنائی کے ساتھ۔

اسلام کا جامع اور معتدل راستہ

غرض اسلام نے نہ دنیا کا بائیکاٹ سکھلایا نہ اس سے لَو لگانا بتلایا نہ تن آسانی و نفس پروری کی تعلیم دی نہ نفس کو بالکل ہی مار دینے کا حکم دیا بلکہ ولنفسك علیك حق اور لا رهبانية في الاسلام فرما کر افراط و تفریط کے دونوں راستے مسدود فرما دئے اور کشوفِ تکوینیہ کی بھول بھلیوں سے صحیح سالم گذرنے کے لئے ان کی طرف بے التفاتی کا حکم دیا اور علم سحر کے ان آٹھ مقامات اور ان کی بے انتہا کلفتوں کے متعلق خود اہلِ ہنود کو اسکا اقرار ہے کہ اکثر لوگ اس راستہ سے منزلِ مقصود تک نہ پہونچتے تھے اور اس راستہ سے حصولِ مراد بہت ہی مشکل کام ہے اور بہت سے لوگ اسی قسم کے کرشمے دکھلانے کے لئے اس علم کو سیکھا کرتے تھے پس جس علم کے کسی حصہ سے بھی انسان فتنہ میں پڑتا ہو اور وہ اس کا سد باب نہ کرتا ہو وہ علم یقیناً علم مضر کہلائیگا۔

آیتِ سحر اور اسکی تشریح و تحقیق

اب اگر سحر کی متعلقہ تقریر اور اسکی تاریخی معلومات اور ہمارے نقد و تبصرہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آیتِ سحر واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملك سلیمٰن کے مطالب و معانی پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت بلا کسی تردد و گنجلک کے انشاء اللہ منکشف ہو جائیگی کہ ہاروت و ماروت جو تعلیم سحر سے انکار کرتے تھے اور وہ جو کہتے تھے انما نحن فتنة فلا تکفر یعنی ہم تو ذریعہ آزائش ہیں۔ تم کفر میں مت پڑو ممکن ہے کہ وہ انہی صعوبتوں اور دقتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انکار کرتے ہوں بلکہ یقیناً وہ جانتے تھے کہ اس راستہ سے انسان کا عجز و بندگی میں کمال حاصل کرنا بہت ہی دشوار بلکہ محال ہے اور اس علم کا خاصہ یہ ہے کہ اس سے خوارق عادات و تصرفات کا اس درجہ ظہور ہوتا ہے کہ انسان تو انسان ہیں جنات تک فتنہ و عذاب میں پڑ جاتے ہیں اور منزلِ مقصود کو نہیں پاتے لیکن جو شخص باوجود اس نصیحت کے بھی نہ مانتا اور سر ہی ہو جاتا تو مجبوراً مدبر عالم کی مصلحت کلا نمد ھؤلاء و ھؤلاء من عطاء ربك کی اجازتِ عامہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے وہ اس علم کو سکھلا بھی دیتے جس کے ذریعہ سے انسان کا جنات و شیاطین کی مشابہت اختیار کر لینا اور ان کے راستہ پر چلنا آسان ہو جاتا کیونکہ اس دار العمل میں ہر ایک شخص لا تزر وازرة وزر اخریٰ کے قاعدہ کے مطابق اپنے قول و عمل کا خود ہی ذمہ دار ہے چنانچہ جب کوئی اُن سے عہد و پیمان کرتا کہ میں اس راستہ پر چلکر لوگوں کو فتنہ میں مبتلا نہیں کرونگا تو یہ دونوں فرشتے وہ اسرار بتلا دیتے جس سے انسان جنوں کی طرح کسبِ قوت

کرنے لگتا اور یہ تو نیک خصلت، فرشتہ صفت، البَاسِ بشریت میں ملبوس فرشتے ہی تھے خدا کے سامنے بھی جب کوئی انسان دل سے توبہ کرلیتا ہے اور اپنے قصور کا معترف ہوجاتا ہے۔ بندہ گناہ نہ کرنے کا سچا عہد و پیمان کرلیتا ہے تو حضرت علام الغیوب عالم مَاکَانَ وَمَایَکُونُ ہونے کے باوجود بندوں کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے یہ نہیں فرمایا کہ تم تو آئندہ چلکر پھر گناہ کروگے لہٰذا تم اپنے قول میں کاذب ہو اسی طرح ہاروت ماروت کا کام بھی یہی تھا کہ وہ نفع و ضرورتوں سے آگاہ کردیں اور جو راستہ انسانوں کے چلنے کا نہیں ہے بلکہ جنات کا ہے اس سے خبردار کردیں لیکن اس پر بھی جبر و اصرار سے جو اپنے کو خطرہ میں ڈالتا ہے تو وہ خود اپنا ذمہ دار ہے وہ جانے اور اس کا کام یہ دونوں اس سے بری ہیں کیونکہ رسولوں کا کام تو نیک و بد کا جُدا جُدا کرکے دکھلا دینا ہی ہے اور بس۔ چنانچہ جب ہاروت و ماروت سے کوئی اس علم کو سیکھتا تو اولاً وہ اسکو سفلیات میں ملوث ہونے کی ہدایت کرتے اور جب کوئی اسکو کر گذرتا تو دیکھتا کہ اس کا ایمان چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح الیہ یصعد الکلم الطیب کے نہج سے نکلکر آسمان کی طرف چلدیتا اور اسکی جگہ کفر کی قوتیں لیلیتیں۔ بس آیۃ ہٰذا میں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق مَاکفر فرمایا گیا ہے اس سے یہ ظاہر فرمانا مقصود باری تعالیٰ ہے واللہ اعلم بمرادہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنات و شیاطین و ساحرین پر جو غلبہ و تسخیر عطا کی گئی تھی وہ کسبِ سحر کا نتیجہ نہ تھا بلکہ ساحروں اور جنوں کے فتنہ سے انسانوں کو بچانے کے لئے حق تعالیٰ نے جو قوت و قدرت بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عجز و کمال بندگی کی وجہ سے ان کو عطا کی تھی وہ ایمان کی دولت کے ساتھ عطا کی تھی۔ گویا ہندو دھرم کی اصطلاح میں ان کو راج یوگ حاصل تھا اور قرآن پاک کی اصطلاح میں اُن کو ایک ایسا علم لدُنی حق تعالیٰ کی طرف سے مرحمت فرمایا گیا تھا جس سے وہ تمام مخلوقات کی بولی سنتے اور سمجھتے تھے اور فضلنا علےٰ کثیر من عبادہ المؤمنین کا مصداق تھے۔

ہندو دھرم میں علمِ سحر ہٹ یوگ ہے

ہندو دھرم میں چار یوگ ہیں۔ ایک کرم یوگ، دوسرے ہٹ یوگ. تیسرے راج یوگ، چوتھے بھتیا یوگ۔ ہٹ یوگ سحر کو کہتے ہیں جس کا مطلب اہلِ ہنود کے یہاں یہ ہے کہ خدا تک جبر اور ہٹ سے پہونچنا۔ اور راج یوگ کے معنیٰ ہیں خدا کا بندہ کو از خود اپنا مقرب اور خاص بناکر اپنی قوتیں عطا کردینا سوا اہلِ اسلام کے نزدیک بھی مقرب و خاصانِ خدا دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو عبادت و ریاضت اور کسب و محنت سے تقربِ خداوندی حاصل کرتے ہیں دوسرے وہ مقرب و مجتبیٰ جنکو حق تعالیٰ از خود معرفت و عرفان عطا فرمادیں اور بغیر کسب کے انکی معرفت اور دھیان کو مکمل فرمادیں چنانچہ انبیاء علیہ السلام وغیرہ پر جو بھی حکمت و معرفت کا نزول ہوتا ہے اور انکی جسقدر بھی تربیت ہوتی ہے وہ از خود منجانب و من امر اللہ ہوتی ہے۔

چونکہ یہود حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات کو سحر ہی کا نتیجہ سمجھتے تھے اور ان کی کوتاہ نظر اس پر نہ پہونچی تھی کہ آخر تمام ساحر کیسے مسحور و دم بخود ہوئے جبکہ سحر کی طاقت ہر ایک حاصل کرسکتا ہے اور ایک کا توڑ دوسرا کرسکتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت اور یہود کی غلط فہمی

اسلئے جب آیت "واتبعوا ماتتلوا الشیاطین" کا نزول ہوا تو یہود متعجب ہوئے کہ محمدؐ نے سلیمان کو کیسے نبی کہدیا حالانکہ وہ تو ساحر تھے تو اصل میں یہود کے پیشِ نظر یہ فرق نہ تھا ورنہ یہود ہرگز متعجب نہ ہوتے۔ دوسرے پہلے ہی سے یہود شیاطین کی بدولت اس فریب و چکر میں پڑے ہوئے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو کچھ بھی جنات وغیرہ پر تسخیر حاصل تھی وہ ایک مخصوص کتاب کی وجہ سے حاصل تھی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات سحر کا نتیجہ نہ تھے

علیٰ ہذا حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی مسلمانوں کا ایک طبقہ آجتک اسی مغالطہ میں پھنسا ہوا نظر آتا ہے کہ ان کے تصرفات سب کے سب سحر کا نتیجہ تھے غالباً انہی مذبذبین کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ نے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے معجزات کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا تو وہاں ہر معجزہ کے ساتھ لفظ باذنی موجود ہے جسکے تکرار و اعادہ سے صاف و صریح اشارہ اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اذن و اجازت سے جو بھی نشان اور امر ظاہر ہوتا ہے وہ لیس کمثلہ شیئ کا مصداق ہوتا ہے اور اس کی مثل اہلِ دنیا نہیں لاسکتے اور سمجھ لو کہ جسکی مثل دنیا میں ہو وہ ہمارا نشان اور فعل نہیں ہے بلکہ وہ سحر و نتیجۂ کسبِ انسانی ہے چنانچہ اندھے کوڑھی کو قدرت کی پیدا کردہ ادویہ کے ذریعہ سے تو ہر انسان سوانکھا اور تندرست کرسکتا ہے لیکن بغیر کسی غیر محسوس مددِ خداوندی کے صرف وہی اچھا کرسکتا ہے جسکو بارگاہِ احدیت سے اذنُ اللہ کی قوت اور تصرف کامل حاصل ہو چنانچہ معجزۂ حضرت وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ کے متعلق اسی لئے ارشاد ہے واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیراً باذنی۔ الخ۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ کو زندہ کیا تو وہ بھی ہمارے حکم اور اجازت سے اور اندھے اور کوڑھیوں کو (اگر بغیر تصرفاتِ ادویہ) اچھا کیا تو وہ بھی ہمارے ہی ارادہ و قدرت سے ان کے کسب کو اسمیں دخل نہ تھا لیکن جبکہ متمردین و معاندین نے معجزہ و سحر کے ایسے بین فرق دکھلائے جانیکے باوجود بھی اپنے وہم وجود پرست طبیعتوں کی وجہ سے معجزات کا انکار ہی کیا اور انبیاء سابق کو جھٹلاتے رہے۔

مکذبین معجزاتِ انبیاء سابقین پر حق تعالیٰ کی طرف سے ایک آخری اتمامِ حجت

تو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے آخر میں علم سحر کے بالمقابل

علم الٰہی کا ایک ایسا بدیہی اور آخری معجزہ قرآن پاک کی صورت میں نازل کیا گیا جس کے بعد ہر اس شخص کو جس کا اگرچہ ایمان صرف مشاہدات و محسوسات پر ہی ہو اسکو بھی دم مارنے کا موقعہ نہ رہے اور ہر ایک منصف مزاج کو ماھذا کلام البشر ہی کہتے بن پڑے۔ تشریح اسکی یہ ہے کہ علم سحر کی جس قدر بھی تاثیرات عالم میں پائی جاتی ہیں وہ الفاظ و حروف ہی کے سانچوں میں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ جادوگر جب اپنے منتروں کو پڑھکر اپنے موکلوں کو بلاتا ہے اور کواکب وسیارات وارواحِ سفلیہ کی تاثیرات سے فائدہ اٹھاتا ہے تو واسطہ یہی حروف مروجہ ہوتے ہیں جنکی تعداد اٹھائیس یا اس سے کچھ زائد ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے انہی اٹھائیس حرفوں سے جن سے دنیا کے تمام انسان ہر قسم کی بولیاں بول کر اسکی مخلوق میں ایک کو دوسرے سے تمیز دیتے ہیں اور ہر زمانہ کے خطیب اور فصیح فصاحت و بلاغت کے دریا بہا کر کلام کی قوت سے لوگوں کو مفتون و مسحور کیا کرتے ہیں اور ساحرانِ انانیت شعار کلماتِ سحر جپکر لوگوں کو اپنا تابع فرمان بناتے ہیں ان سب کے غرور و انانیت کا تار و پود بکھیر نیکے لئے اور اعجازِ الٰہی کی مہر دنیا میں لگادینے کیلئے ایک ایسا قولِ بلیغ اور کلامِ نور نازل فرمایا جسکی نورانیت سے آفتاب و مہتاب بھی ماند پڑ گئے۔ اور ساحرین کے سحر و زور کے چوپ لیے ٹھنڈے ہو گئے فصحائے عرب عاجز و ششدر رہ گئے۔ اور ایک اُمی ہاشمی پر علومِ الٰہیہ کی اس موسلادھار بارش نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا کہ خالقِ بے چون و بیچگون ہی کیلئے ہر قسم کے کمالات سزاوار ہیں اور اس کے موصوف کمالات ہونے کے بعد کسی خلقت کا عیب رکھنے والے وجود کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ وہ کسی وقت اور کسی سلسلے میں بھی دعویٰ کمال و یکتائی کرے اسی لئے جناب باری تعالیٰ عزاسمہ ڈنکے کی چوٹ اعلان و تحدی فرماتے ہیں وان کنتم فی ریب مما نزلنا علے عبدنا فاتوبسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دُونِ اللّٰہِ ان کنتم صادقین یعنی اے مدعیانِ فصاحت اور اے منکرینِ آیات ربانی اگر اس قرآن معجز نما میں بھی تمکو مثل انبیائے سابقین معجزات کے کوئی شک و شبہ ہے تو تم سب ہی ملکر قرآن جیسی ایک سورۃ یا قرآن جیسی ایک آیت بنا لاؤ اور جو بندش و ترکیب الفاظ و حروفِ قرآنی میں ستاروں کے باہمی ربط و ارتباط کی طرح قائم ہے اور اس کے معانی میں جو انوار و رموز پنہاں ہیں اور ان کی تاثیرات کا یہ عالم ہے کہ زمین و آسمان کی تعمیریں اُن سے وابستہ ہیں اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اس کے بالمقابل تم بھی کوئی ایسا ہی کلام نورانی پیش کر دو اور بلسانِ عصر علم سحر کی تاثیرات پر فخر و ناز کرنیوالوں سے یہ کلام پُراثر کہہ رہا ہے کہ اے ساحرانِ انانیت شعار اگر تم اپنے دعویٰ فلاحِ سحر میں صادق ہو تو اپنے اثرات کو مجھ پر غالب کر کے دکھلاؤ لیکن بندۂ عاجز سے قدرت کا مقابلہ چونکہ کسی طرح بھی نہیں ہو سکتا اس لئے علام الغیوب قادر و توانا کی طرف سے یہ پیشین گوئیاں بھی فرمادی گئی قل لئن اجتمعت الانس والجن علے ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہ یعنی قیامت تک اگر انسان اور جن منفرداً اور مجتمعاً بھی یہ چاہیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو ہرگز نہ بنا سکیں گے جیسا کہ جن و انس ملکر بھی آسمان و زمین بنانا چاہیں یا آسمان کے ستاروں کی موجودہ ترتیب ہی کو بدلنا چاہیں تو ہرگز بدل نہیں سکتے تو تم ہی انصاف سے بتلاؤ جب وہ قوم عرب جو فصاحت و بلاغت اور اعجازِ کلام میں امام الاقوام تسلیم کی گئی ہے وہ ہی اس جیسا کلام پُراثر بنانے سے عاجز ہو گئی اور جادوگر اپنے منتروں اور ساحرانہ کلمات میں اس جیسا اثر نہ دکھلا سکے نہ اپنے اثراتِ سحر کو اثراتِ علم الٰہی پر غالب کر سکے تو اس بدیہی اور مسکت، صریح اور محسوس، اعجازِ قرآنی کے بعد بھی کیا انبیاء سابقین کے اعجازات و معجزات کو سحر ہی کا نتیجہ اور اس کا مرتبہ دیا جا سکتا ہے؟ اور حضرت مصدق انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو معاذ اللہ غلط ٹھیرایا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور بیشک خدا کی عنایت و شہادت سے کسی طرح بھی نہیں۔ خوب سمجھ لیجئے کہ زمین اپنی جگہ سے ہل سکتی ہے اور یقیناً ایک دن میں ملنے والی ہے اور آسمان اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے اور یقیناً قیامت کے دن ٹل کر رہیگا۔ مگر حضرت الصادق المصدوق کی تصدیقِ معجزات انبیاء سابقین یقیناً و لاریب اپنے موقع و محل سے ایک انچ اور سر مو بھی تجاوز نہیں کر سکتی۔

قرآنِ حکیم کے اعجاز کی اصلی وجہ

جس طرح گندھک۔ شنگرف پارہ تانبہ وغیرہ کے ذرات سے سونا اور چاندی بنتا ہے آفتاب کی حرارت ان کو پکا کر سونے کی شکل میں لے آتی ہے اور مہتاب کی چاندنی چاندی بنا دیا کرتی ہے اور سونے اور چاندی کے یہ اجزاء سب کو معلوم ہیں لیکن اُنکے اوزان اور مجموعی ترکیب و ترتیب کا علم بجز مخصوص حاملانِ سرِ الٰہی کسی کو معلوم نہیں اسی لئے ہر ایک بوالہوس کیمیا سازی میں کامیاب نہیں۔ اسی طرح قرآنِ حکیم کے الفاظ و حروف تو ہر ایک کو معلوم ہیں لیکن ان حروفِ آبی و ناری خاکی و بادی کو ترکیبِ ملہمہ کے ساتھ ایک خاص مقدار کے ساتھ جمع کر دینا اور ان میں معانی غیبیہ کو مضمر کر دینا جس سے وہ قلب انسانی کی گہرائیوں اور پہنائیوں میں اُترتے چلے جاویں اور انسان کی روح کو زیورِ کمال سے آراستہ و مزین کر دیں۔ یہ سوائے خداوندِ عالم کے اور کسی کے بس کا کام نہیں تھا اسی ملہمانہ ترکیب نورانی کے متعلق قرآنِ مجید کا دعویٰ ہے کہ اگر قرآنِ کریم کو تم منزل من اللہ نہیں مانتے بلکہ یہ عقیدہ دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہو کہ یہ کلام بشر ہے تو اچھا اس جیسی اثر رکھنے والی ایک ہی سورۃ بنا لاؤ جس کے معانی و مطالب، کیفیات و اثرات ہوں اور جس کے الفاظ و حروف کی باہمی کشش ایسی ہو جیسی ستاروں کی کشش اور علاقہ ایک دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے اور جس کے انوار ارواح و اجسامِ انسانی پر ایسے ہی غالب اور ناطق ہوں جیسے مذکورہ بالا اشیائے عالم کے اثرات انسان پر حاوی ہیں

چنانچہ سورہ کوثر جیسی چھوٹی سی سورت کو جب لکھکر خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکایا گیا کہ کوئی اس جیسا کلام بنا کر پیش کرے تو تمام فصحائے عرب باوجود ادعائے فصاحت کے اس جیسے اعلیٰ وارفع کلام کا مثل پیش کرنے سے عاجز و ششدر ہوگئے۔ فصاحت و بلاغت میں ظاہر ہے کہ ایک سے ایک بڑھکر تھا لیکن اگر وہ عاجز رہے تو اسی ترکیب الفاظ و حروف اور معانی غیبیہ کے پیش کرنے سے۔ مثال کے طور پر ہم سورۂ کوثر ہی کے متعلق وجہ اعجاز کو ظاہر کرتے ہیں۔

سورہ کوثر کا اعجاز علمی وعملی اور انسانوں کا عجز

دیکھئے سورہ کوثر کے صرف تین جزو ہیں۔ پہلا جزو انا اعطیناکَ الکوثر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خدا نے اپنے نبی خاتم الزمان صلعم کو کوثر عطا کی۔ دوسرا جزو فَصَلِّ لِرَبِّکَ وانحر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس کے شکریہ میں نماز اور قربانی ادا ہونی چاہئے۔ تیسرا جزو اِنَّ شانِئَکَ ھوالْاَبتَرُ ہے یعنی تیرے دشمن ہی ابتر اور منقطع الذکر ہیں۔ کوثر عالمِ غیب کی ایک نعمتِ عظیمہ ہے وہ اس عالم میں عطا کی گئی جسکی لذت اندوزی کی صورت اس جہان میں صلوٰۃ اور نحر ہی ہے کیونکہ ان میں سے نماز سے روح کو تقویت اور زیورِ کمال حاصل ہوتا ہے تو نحر سے جسم انسانی کے اندر توانائی و استحسان آتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کے بالمقابل جو انسان بھی حسد کی راہ سے مقابل آئیگا وہی ابتری کے مرتبہ پر پہونچ جائیگا۔ تو اب فرمائیے کہ اس الہام ربی اور مضمونِ عالمِ غیب کا مثل کوئی مضمون بشر کیسے لا سکتا ہے اور کیا ایسے حکیمانہ مضامینِ غیبیہ کو مشتمل چھوٹی سی سورۃ بنا کر کوئی دکھلا سکتا ہے۔ جسکی صفت یہ ہے کہ جس علم کی رو سے بھی سورۂ ہذا کو جانچو وہ کامل و اکمل ہی نظر آتی ہے۔ ہم نے رسالۂ آبِ کوثر میں ایک جگہ لکھا ہے کہ مثلاً علم الوظائف اور علم العدد کی رو سے اگر سورہ کوثر کی خاصیت دیکھی جائے تو اس کے اثرات تب بھی اعلیٰ اور جلالی ہی نظر آتے ہیں کیونکہ اس سورہ کا حاصل مجموعہ ہے جو عدد کہ حکیم فنسیاغورث کی تحقیق میں سیارہ زحل سے متعلق ہے۔ حکیم موصوف کا بیان ہے کہ ہر ایک حرف اور ہر ایک عدد کا تعلق ایک نہ ایک سیارہ اور ستارہ سے متعلق ہے تو اب حاصل یہ نکلا کہ سورہ ہذا کا یہ عدد باذن اللہ جسکی طرف بھی متوجہ ہوگا اسکی بربادی و ابتری کے لئے قطعی ہوگا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ روایات و احادیثِ معتبرہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنانِ مخصوص بھی آٹھ ہی تھے جو تباہی و بربادی کے گھاٹ اُترے پس نتیجہ یہ نکلا کہ صلوٰۃ و نحر میں جس قدر مرتبۂ احسان کسی کو حاصل ہوگا تو آخرت میں تو اس کے لئے اس کا صلہ اعطائے کوثر ہے اور دنیا میں اس کا لازمی اور قطعی صلہ فلاح اور بربادیٔ حساد و ابتریٔ دشمنان ہے چنانچہ جوں جوں حضور علیہ السلام کو صلوٰۃ و نحر میں مرتبۂ احسان حاصل ہوتا گیا ووں ووں حضور کے دشمن مرتبۂ ابتری و بربادی میں کمال حاصل کرتے چلے گئے اور حضور کے صدقہ میں اب بھی جس قدر حضرات مؤمنین صلوٰۃ و نحر سے اپنی اپنی استعداد قدرت کے موافق مرتبۂ احسان حاصل کرتے رہیں گے اُسی قدر ان کے حاسد اور دشمن مرتبۂ ابتری و بربادی حاصل کرتے رہیں گے۔

اب ناظرین ہی اندازہ فرمائیں کہ الفاظ و حروف کی یہ اعلیٰ نورانی ترکیب اور سورۂ کوثر کے پُر کیف و پُر تاثیر جملے کسی انسان کی طاقت ہے کہ وہ بنا کر دکھلا سکے اور جو بشارت اسمیں مدلل طریق سے حضور علیہ السّلام کو دی گئی ہے جس کا مزا اس دنیا میں صلوٰۃ و نحر سے انسان چکھ سکتا ہے اور جسکی صداقت ان شانئکَ ھوالابتر کی حکمی پیشنگوئی سے ہزاروں بار مشاہدہ میں آچکی ہے کوئی اس کا انکار کر سکتا ہے؟ یا سوائے خدا کے کوئی علم غیب کو اس طرح انسانوں پر آشکارا کر سکتا ہے؟ یہی عجز کا اصلی سبب ہے جس پر ہر کس و ناکس کی نگاہ نہیں پہنچی اور باوجود ہر کس و ناکس کے اظہارِ اعجازِ قرآنی کے سب کو حقیقت اعجازِ قرآنی سے واقفیت نہیں ہوتی اور یہی وہ سبب واحد ہے کہ اس کلامِ نور کے ہم پلّہ و ہم مثل کوئی کلام آجتک نہ بن سکا اور نہ کبھی بن سکیگا پھر سونا اور چاندی تو باذن پروردگار بنا لینا ممکن بھی ہے۔ چنانچہ برسوں خاک چھاننے والے اس کی حقیقت پر کبھی مطلع بھی ہو جاتے ہیں لیکن علوی ارواحِ لطیفۂ نورانیہ کا اٹھائیس الفاظ و حروف میں اس طرح بند کر دینا کہ اس قرآنِ پاک میں جملہ کواکب و سیارات کی طرح قسم قسم کے انوار موجود ہیں کسی انسان کے قبضۂ قدرت میں نہیں دیا گیا۔ اسی لئے حفاظتِ ذکرِ حکیم کو بھی خداوندِ عالم نے اپنے ہی لئے مخصوص فرمایا یعنی ایسے پاک سینوں میں اس نور کو رکھنا تجویز فرمایا گیا جو ہر طرح قابلِ اطمینان ہوں اور اگر کوئی بمقتضائے اثرات خبیثہ کوئی تحریف کرے بھی تو خداوندِ عالم نے جس طرح انتظامِ کلی میں کسی بشر کو گڑبڑ کرنے کی قدرت نہیں دی اسی طرح وہ اس کلام نورانی میں کوئی گڑبڑ نہ کر سکیں۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔

ظہور معجزات کی ضرورت

باقی رہی یہ بات کہ اس قسم کے اعجاز و نشانات کے اظہار کی ضرورت ہی کیا تھی سو اسکے متعلق یہ عرض ہے کہ جب ہماری اور تمہاری حالت باوجود اس عجز و بیچارگی کے یہ ہے کہ اگر ہمارا کوئی ملازم جو وضع میں اور قطع میں اور روح میں بالکل ہم سے مشابہ اور ہمارے مساوی ہے ایک مرتبہ بھی آنکھ میں آنکھ ڈالکر یا آنکھ ملا کر بات کرے یا ایک شاگرد اپنے استاد سے اپنے کو بڑا اور بہتر کہنے لگے تو ہم جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ہماری انانیت باوجود عجز و بیچارگی میں ملوث ہونے کے اپنا عجز گوارا نہیں کرتی تو وہ کبریا جس کے لئے تکبر و کبریائی سراسر موزوں ہے اور جو قادرِ مطلق ہر قسم کے عجز و نیاز سے منزہ و مقدس ہے پھر اس کے جامع الکمالات اور یکتا ہونیکے باوجود کسی کا دعویٰ قدرت و یکتائی کیسے قابلِ برداشت ہو سکتا ہے۔

اسی لئے سنتِ اللہ یہ جاری ہے کہ جب انسان سراپا عیوب و نقصان اپنے دائرہ اور حد سے متجاوز ہو کر کسی قسم کا دعویٰ کمال کیا کرتا ہے تو اسی کے ہم جنسوں سے اُس کے دعویٰ کمال کو پاش پاش کرا دیا جاتا ہے۔

چنانچہ علم سحر کے متعلق بھی جب یہ باور ہونے لگا اور دعویٰ کیا جانے لگا کہ انسان اس کے ذریعے سے فلاحِ دارین حاصل کر سکتا ہے اور ساحرانِ انانیت شعار بھی جب انبیاء و بندگانِ خاص کی صف میں شمار کئے جانے لگے اور حق باطل کے ساتھ اس درجہ ملتبس اور مختلط ہونے لگا کہ باطل کو حق اور حق کو باطل سمجھا جانے لگا تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسے معجزاتِ باہرہ کے ساتھ مبعوث فرمایا جس سے اس حقیقتِ باطلہ کا عملاً رد ہو جائے۔

اور سب سے آخر میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اور معوذتین کا نزول فرما کر علماً اس پر خطِ عدم کھینچ دیا گیا اور ہمیشہ کے لئے سحر کا سر نیچا کر کے اس کے بخیے الگ الگ کر دیئے گئے۔ فقط۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين - وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين -

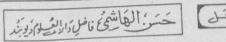
رُوحانی قوت

حرکات خمسہ تخیل، ظن، ترغیب، ارادہ و فعل کے بہترین و کامیاب نتائج کو عرف علم میں روحانی قوت کا حصول کہتے ہیں۔ یہ طاقت ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جو یکسوئی قلب سے حاصل ہوتی ہے یعنی حرکات خمسہ کی پختگی کو ہم یکسوئی قلب بھی کہہ سکتے ہیں۔ یکسوئی قلب یا حرکات خمسہ کی پختگی تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ اور تصور حاصل ہوتا ہے اجتماع تخیل سے۔ اس طرح یہ تسلسل اپنے آغاز پر آ کر مرکوز ہو گیا۔ اور یاد رکھیں کہ ان تمام حرکات کا سرچشمہ قلب ہے جو جملہ حرکات بلکہ کائنات کا مرکز ہے۔

قلب اپنی مرضی کا مالک نہیں ہے۔ یہ اپنے مشیروں کا محتاج ہے جو اسکو اپنے اصلی مدعا پر قائم نہیں رہنے دیتے۔ وزیر با تدبیر اس کی آنکھیں ہیں۔ اور مشیر اسکے کان ہیں جو اس پر ہمیشہ حاوی رہتے ہیں۔ یہ ان سے متأثر رہتا ہے۔ کیونکہ انتشار خیالاتُ اس وقت ہوتا ہے۔ جب کوئی خواہش دل میں پیدا ہوتی ہے۔ تمام خواہشات کا مرکز دل ہے جس میں طرح طرح کی تمنائیں پیدا ہوتی ہیں۔ جن میں ایک تو اسکی اپنی خواہش ہوتی ہے۔ جو اس کو خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام اندرونی خواہش ہے۔ دوسری خواہش کا نام بیرونی ہے۔ جو اس کو کانوں سے سنکر پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ اندرونی خواہش پر جلد غالب آ جاتی ہے۔ اور یہ اس کا مرید ہو کر آنکھوں سے دیکھنے کا مشتاق ہوتا ہے۔ چونکہ یہ وزیر با تدبیر اس شے کی اصلیت و ماہیت کو اچھی طرح سے دیکھ کر اس کو آگاہ کر دیتا ہے۔ جس کے مشورہ سے اس کو اس کی مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ کو اس میں اعتراض ہے تو تجربہ کیجئے اور دیکھئے ـــــــ آپ اپنے خیال کو ایک طرف لگایئے یعنی کسی چیز کی خواہش دل میں کیجئے۔ جوں ہی آپ کے کان میں کسی عجیب و غریب خبر کی آواز پہنچے گی۔ فوراً آپ کی پہلی خواہش معدوم ہو کر آپ کا دل اس طرف چلا جائے گا۔ اور آپ کو اس عجیب و غریب واقعے کے معلوم کرنے اور دیکھنے کی خواہش پیدا ہو گی۔ بس یہی انتشار خیالات ہے جسکے روکنے سے یکسوئی قلب پیدا ہو کر ایک روحانی قوت حاصل ہوتی ہے جسکا تعلق زیادہ تر دل اور آنکھوں میں پایا جاتا ہے۔ دیکھئے جب ہم کسی شخص کی طرف مخاطب ہو کر اسکو کچھ کہنا چاہتے ہیں تو وہ بیشتر ہی ہمارے مطلب کو سمجھ لیتا ہے۔ یہ اس کی یکسوئی قلب کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جس کی وہ قبل از بیان کرنے کیلئے دلی منشار پر حاوی ہو جاتا ہے اس لئے یکسوئی قلب کا ہونا ہر حالت میں ضروری ہے۔ یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ جسطرح حرکات پانچ ہیں! اسی طرح قوائے انسانی کی حسّوں کی تعداد بھی پانچ ہے۔ پانچوں حواس حسب ذیل ہیں۔ ا۔ دیکھنے کی حس بصارت کہلاتی ہے۔ ب سننے کی حس سماعت کہلاتی ہے۔ ج۔ چکھنے کی حس ذائقہ کہلاتی ہے۔ د۔ سونگھنے کی حس شام کہلاتی ہے۔ ھ چھونے کی حس لمس کہلاتی ہے۔ انتشار خیالات کا باعث یہ پانچوں حواس ہوتے ہیں۔ ان پانچوں حواس کو قابو میں لانے کے بعد ہی روحانی قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ قابو "یکسوئی قلب" ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

مستقل عنوان

انسانی مسائل کا روحانی حل





جادو کیسے کرایا جاتا ہے

سوال از: سعود احمد ـــــــــــ مالیگاؤں۔

جادو کے بارے میں پہلے میرا خیال یہ تھا کہ جادو صرف شعبدہ۔ بازی اور نظر بندی کو کہتے ہیں۔ لیکن حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کی معارف القرآن پڑھ کر اور اس میں آیاتِ سحر کی تفسیر پڑھ کر مجھے معلوم ہوا کہ جادو اگرچہ حرام ہے۔ لیکن اس کی ایک حقیقت ہے اور جادو کے ذریعہ انسان کی جان تک لی جا سکتی ہے۔ آپ نے طلسماتی دنیا کے ذریعہ دودھ اور پانی کے فرق کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ حقیقت اور افسانے کے درمیان جو فرق ہے اس کی وضاحت بھی آپ نے کر دی ہے۔

جادو کے بارے میں آپ نے وقتاً فوقتاً وہی کہا ہے۔ جو علمائے حق کی رائے ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جادو لوگوں پر کیسے کرایا جاتا ہے۔؟ اگر آپ اس سوال کے جواب کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے تو بہت لوگوں کو فائدہ ہوگا! اور جادو سے حفاظت کے طریقے بھی بتا دیں تو عنایت ہوگی۔

جواب جادو علوی ہو یا سفلی اس کے بہت سے طریقے رائج ہیں۔ اور تقریباً سبھی طریقے شرعاً حرام ہیں۔ اس لئے کہ جادو بالعموم اللہ کے بندوں کو نقصان پہنچانے کیلئے کیا جاتا ہے۔ اور اللہ کے بندوں کو نقصان پہنچانا اور کسی اذیت میں مبتلا کرنا قطعاً حرام ہے۔ البتہ جادو کی حقانیت بیشمار حقائق و شواہد سے دو اور دو چار کی طرح ثابت ہے اور اسی لئے تمام علمائے ربانی نے اس کی حقیقت اور واقعیت کو تسلیم کیا ہے۔

جادو کو کسی پر واقع کرنے کے ایک نہیں لاتعداد طریقے ہیں۔ عام طور پر کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی سفلی عمل کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ چیز کسی کو کھلا دی پلا دی جاتی ہے۔ یہ چیز جس کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اپنا اثر دکھا دیتی ہے اور ایسے جادو کی جو کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعہ ہوا ہو۔ کاٹ کرنا بھی قدرے دشوار ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہ جادو کھانے پینے کی چیزوں کی وجہ سے انسان کے رگ و ریشے میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور خون بن کر رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔

دوسرا طریقہ اکابرین نے یہ لکھا ہے کہ جادوگر اپنا ناپاک ارادہ پورا کرنے کیلئے مسحور کے بال یا ہاتھوں' پیروں کے ناخن یا پھر استعمال شدہ کپڑے کسی طرح حاصل کر لیتا ہے۔ اس سلسلے میں بعض عاملین کا خیال یہ ہے کہ بال صرف سر ہی کے کام میں آتے ہیں۔ جسم کے دوسرے حصے کے بالوں پر جادو اثر انداز نہیں ہوتا۔ ناخن کے سلسلے میں یہ رائے ہے کہ اگر وہ بیس کی بیس انگلیوں کے ہوں تو کارگر ہوتے ہیں۔ ورنہ جادو بے اثر ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض حضرات کی رائے یہ بھی ہے کہ اگر ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کے ناخن حاصل ہو جائیں تو جادوگر اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ استعمال شدہ کپڑے میں جادو اسی وقت اثر انداز ہوتا ہے جب کہ کپڑا دھلنے سے پہلے کسی کے ہاتھ لگ جائے۔ دھلنے کے بعد انسانی جسم کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ اور قوتِ لامسہ کا اثر باطل ہو جانے کی وجہ سے انسان سحر کی لپیٹ میں نہیں آتا۔

اگر یہ تینوں چیزیں دستیاب نہیں ہوتیں تو جادوگر مسحور کے پاؤں تلے کی مٹی حاصل کرتا ہے اور اس میں مُردہ گھاٹ کی مٹی کے علاوہ گندے اور سفلی عمل سے تیار کی ہوئی چیزیں ملاتا ہے۔ پھر ایسی جگہ انہیں دبا دیتا ہے جہاں سے مسحور کو روزانہ گزرنا ہوتا ہو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ جادو کا اثر مسحور کے بدن پر پڑنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ جن کا دواؤں اور جڑی بوٹیوں کے ذریعہ علاج نہیں کیا جا سکتا۔ معالجین اور تیمار دار علاج کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ لیکن کوئی دوا اور کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اور دن بدن مریض کی صحت خراب سے خراب تر ہوتی چلی جاتی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی لاتعداد طریقے ہیں۔ مثلاً گھر کی چوکھٹ پر کوئی چیز گڑوا دینا۔ گھر کے صحن میں کوئی ہانڈی دبا دینا۔ کسی قبرستان میں کوئی پُتلہ دبا دینا۔ اور اس پُتلے پر مریض کا نام اور اس کی والدہ کا نام لکھ دینا۔ پھر اس پُتلے کے ساتھ ساتھ کوئی ایسا عمل بھی دبا دینا جو سفلی اور میلے علم کے ذریعہ وجود پذیر ہوتا ہو۔ ایک وقتِ معینہ میں اس گڑاھت کے اثرات مریض کے قلب و ذہن پر پڑنے شروع ہوتے ہیں اور پھر اس کے بعد جسم بھی کمزور اور لاغر ہوتا چلا جاتا ہے۔

بعض جانوروں کی ہڈیوں پر بھی مریض کا نام لکھ کر عمل کیا جاتا ہے اور پھر اس ہڈی کو مریض کے گھر میں یا آس پاس دبا دیا جاتا ہے۔ بعض جانوروں کے خون پر سفلی عمل کیا جاتا ہے پھر اس خون کو مریض کے گھر میں پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ خون جادو کے ذریعہ بھی مریض کے گھر میں ڈلوا دیا جاتا ہے۔

اسی طرح بڑے جانور کے گردوں اور کلیجی پر بھی سفلی عمل ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد یہ چیزیں مسحور کے گھر جاتی ہیں۔ اگر بالاتفاق وہی شخص انہیں ہاتھ لگالے یا اُن پر سے گزر جائے جس کیلئے یہ سفلی عمل ہوا ہے تو جادوگر اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

روزمرہ کے استعمال میں آنیوالی کھانے کی چیزیں مثلاً مرچ، ہلدی، دھنیا، آٹا یا پھر کوئی ترکاری یا کوئی پھل وغیرہ پر بھی سفلی عمل کر کے اس کے گھر بھجوادی جاتی ہیں جس پر عمل کرنے کا ارادہ ہو۔ اگر اتفاقاً ان چیزوں کو وہی شخص استعمال کر لیتا ہے جسکے لئے بھجوائی گئی ہیں تو جادوگر کا تیر نشانہ پر لگتا ہے اور اس کے بعد وہ شخص جادو کی زد میں آجاتا ہے۔ اور برباد ہوجاتا ہے۔

بعض جادو غیر میعادی ہوتے ہیں۔ اور بعض کی میعاد مقرر ہوتی ہے جس میں کی میعاد چالیس دن کی ہوتی ہے۔ اگر اس دوران مریض کا علاج کرا لیا جائے تو عمل کٹ جاتا ہے اور متأثر انسان خطرے سے نکل جاتا ہے۔ لیکن اگر میعاد پوری ہوگئی اور کوئی ڈھنگ کا روحانی علاج نہیں ہو سکا تو مریض کی قوتِ دفاع گھٹتے گھٹتے کم سے کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور جسم پر ضعف اور مردنی طاری ہوجاتی ہے۔ نیز جادو زدہ انسان کا روزگار بھی متأثر ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ جس کے لئے کیا جاتا ہے اس کی زندگی کا ہر گوشہ متأثر ہوتا ہے۔ صرف اس کی جان ہی نشانہ نہیں بنتی۔ بلکہ اس کا مال بھی نشانہ بنتا ہے۔ اور جوں جوں وقت گزرتا رہتا ہے اس کی صحت گرتی چلی جاتی ہے اور اس کا روزگار بھی تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔ اور کبھی کبھی مریض جان بحق بھی ہوجاتا ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ موت اور زندگی کا مالک اللہ ہے۔ اور جب یہ بات مسلّم ہے کہ موت جب ہی آئے گی جب اللہ چاہے گا تو پھر کسی کے مارنے سے یا کسی کے جادو کرنے سے کوئی کیسے مر سکتا ہے۔؟ ________ یہ بات بظاہر بہت خوشنما اور قرینِ عقیدہ معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقتاً اس بات میں کوئی دم نہیں ہے۔ اسباب و علل کی اس دنیا میں جب بھی کوئی شخص اچھا بُرا سبب اختیار کرے گا اس کے نتائج سامنے آکر رہیں گے۔ اور یہ نتائج نظامِ خداوندی ہی کا ایک جزو ہوں گے۔ ہم نے آج تک کسی بھی صاحبِ عقیدہ انسان کو کرفیو کے دور میں یہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا کہ گھر سے باہر چلو۔ کرفیو سے کیا ہوتا ہے۔ گولی تو جب ہی لگے گی جب اللہ چاہے گا۔؟ کوئی شخص خواہ کتنا ہی راسخ العقائد ہو۔ زہر کے پیالے یہ سمجھ کر نہیں پیتا کہ جب تک اللہ نہیں چاہے گا۔ زہر اثر انداز نہیں ہوگا۔ اسباب کی اس دُنیا میں اللہ کی قدرت کی بڑائی اور فوقیت اپنی جگہ لیکن اسباب باذن اللہ ہر ہر معاملے میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ آگ باذن اللہ جلاتی ہے۔ تلوار باذن اللہ کاٹتی ہے۔ تریاق باذن اللہ حیات نو عطا کرتا ہے اور زہر باذن اللہ بدن کو گلا دیتا ہے۔ اسی طرح سفلی جادو باذن اللہ انسان کو ضرر پہنچاتا ہے اور کبھی کبھی جان بھی لے لیتا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ جس کی موت کاتبِ تقدیر نے سحر کے ذریعہ لکھدی ہے۔ اس کی موت سحر کے ذریعہ ہی واقع ہوتی ہے۔ خواہ وہ سحر کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو۔ کوئی اگر زہر کی سمیت کا قائل نہیں ہوتا۔ تب بھی زہر اس کو نقصان پہنچانے میں کسر نہیں چھوڑتا۔

جادو کے صرف یہی طریقے رائج نہیں ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا۔ ان کے علاوہ بھی ہزاروں طریقے ہیں جن کے ذریعہ آفتیں برپا کیجاتی ہیں۔

جادو سے حفاظت کیلئے اپنے بالوں کی اپنے کنگھے کی اپنے ناخنوں کی اپنے استعمال شدہ جوتوں اور کپڑوں کی اپنی استعمال شدہ ٹوپی کی اپنے فوٹو کی حفاظت خاص طور پر کرنی چاہیئے۔ کسی جگہ سے آئی ہوئی چیز کو بالخصوص اگر وہ مشتبہ شخص نے بھیجی ہو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا یضر مع اسمہ، پڑھ کر کھانی چاہیئے۔ علاوہ ازیں نماز اور تلاوتِ قرآن کی پابندی رکھنی چاہیئے۔ جو لوگ پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور روزانہ کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں وہ بفضل رب العٰلمین ارضی اور سماوی آفات سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور اگر کسی زد میں آبھی جاتے ہیں تو جلد ہی انہیں چھٹکارا نصیب ہوجاتا ہے۔ اس تفصیل سے آپ یہ تو سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ جادو کس طرح کیا جاتا ہے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی جان گئے ہوں گے کہ جادو ٹونے سے اپنی حفاظت کس طرح کی جا سکتی ہے۔

جادو سیکھنا کیسا ہے؟

سوال از: (ایضاً)

جادو کی تعلیم حاصل کرنا شرعاً کیسا ہے۔؟

جواب جادو کو دفع کرنے کے جو طریقے بزرگوں سے منقول ہیں جو عموماً قرآنی عملیات پر مشتمل ہیں۔ انہیں سیکھنا تو اس دور میں بے حد ضروری ہے بعض طریقے جو عبرانی اور سُریانی زبان میں ہیں۔ لیکن ان سے شرک کی بُو نہیں آتی انہیں سیکھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ اس جادو کی تعلیم حاصل کرنا جو گندے اور میلے علم کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ اور جس میں شیطان لعین سے استمداد کی جاتی ہے۔ قطعاً حرام ہے۔ اللہ ایسی ناپاک چیزوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین (ثم آمین)

علم نجوم اور علم رمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال از: (ایضاً)

بعض علماء سے سُنا ہے کہ علم نجوم اور علم رمل ناجائز علم کے دائرے میں آتے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔؟

جواب ہمارے علم کے مطابق علم نجوم اور علم رمل مطلقاً ناجائز علوم کے دائرہ میں

آتے البتہ اگر یہ علوم متجاوز عن الحد ہو جائیں تو پھر ان میں قباحت پیدا ہو جاتی ہے۔ علم نجوم کا وہ حصہ جس میں آنے والے زمانہ سے متعلق پیش گوئیاں کی گئی ہوں۔ اور غیب کی باتیں بتائی گئی ہوں بالیقین گمراہ کن ہوتا ہے۔ اسی طرح علم رمل کے ذریعہ اگر لوگوں کے عیوب سے پردے ہٹائے جا رہے ہوں اور اس کے توسط سے حاصل شدہ علم کو صدفی صد سچ تصور کیا جا رہا ہو تو بلاشبہ ناجائز ہے۔ لیکن علم نجوم اور علم رمل کا وہ حصہ جو ہمارے بزرگوں سے نقل ہوتا آ رہا ہے۔ اور جسے اسباب کی اس دنیا میں نظامِ خداوندی کا ایک حصہ سمجھ کر محتاط طریقے سے بطورِ سبب اختیار کیا جاتا ہے اور اس پر اتنا ہی یقین کیا جاتا ہے جتنا موسمی اثرات اور آلات کے ذریعہ حاصل شدہ علم پر یقین ہوتا ہے تو اس کے سیکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اسے مفید و غیر مفید سمجھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

چوکی چھوڑنے کی حقیقت

سوال از: سلطان احمد ———— کانپور

اکثر لوگوں سے سننے میں آتا ہے کہ فلاں آدمی پر چوکی چھوڑ دی گئی ہے اور اب اس کا بچنا مشکل ہے۔ تو کیا چوکی چھوڑنے کی کوئی حقیقت ہے یا یہ خواہ مخواہ والی بات ہے جو عوام میں پھیل گئی ہے۔

جواب چوکی سے مراد یہ نہیں ہے کہ لکڑی کی کوئی چوکی یا تخت کسی کے خلاف چھوڑ دیا جاتا ہو۔ بلکہ سفلی اور گندے عمل کے ذریعہ جو خطرناک حملہ کیا جاتا ہے اس کو چوکی چھوڑنا کہتے ہیں۔ بالعموم گندے اور میلے علم کے ذریعہ ہانڈی جادوگر کسی کے خلاف مخصوص راتوں میں روانہ کرتا ہے۔ اور یہ ہانڈی از خود اُڑ کر اس شخص کے گھر پہنچ جاتی ہے جس کو نشانہ بنایا گیا ہو اور اس کے بعد وہ کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور جاں بحق بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ دُنیا کا کوئی حربہ اور کوئی طریقہ کسی انسان کی جان اس وقت تک نہیں لے سکتا۔ جبتک اللہ کی مرضی نہ ہو۔ ہاں یہ طے ہے کہ جس طرح اس دنیا میں بندوق کی گولی اور کمان سے نکلا ہوا تیر کسی کو زخمی کر سکتا ہے۔ اسی طرح جادو کے ذریعہ چھوڑی ہوئی چیزیں بھی نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ بالعموم اس طرح کے عمل اُس قوم سے کرائے جاتے ہیں جو شراب پیتے اور خنزیر کا گوشت کھانے کے عادی ہوں۔ کیوں کہ اس طرح کے سفلی عمل میں وہ عامل زیادہ کامیاب ہوتا ہے جو زیادہ سے زیادہ جسمانی اور روحانی طور پر ناپاک ہو۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔

جنّات کے ذریعہ جادو کرانے کی حقیقت

سوال از: (ایضًا)

یہ بات بھی اکثر سننے میں آتی ہے کہ فلاں انسان پر جنّات کے ذریعہ جادو کرایا گیا ہے۔ اس لئے اس کا علاج ناممکن ہے۔ یہ بات عاملین کا ڈھکوسلہ ہے یا اس کی کوئی حقیقت ہے۔ برائے مہربانی اپنے رسالے میں اس پر روشنی ڈالیں۔

جواب جنّات کے ذریعہ جادو کرانے کی روش تو بہت پُرانی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ اپنی روحانی طاقت سے جنّات کو تابع کر لیتے ہیں وہ لوگ جنّات کے ذریعہ دوسروں پر سفلی اور علوی حملے کر کے ان کی زندگی اجیرن کر دیتے ہیں۔ اور ایسے سحر زدہ لوگوں کا علاج قدرے دشوار ہوتا ہے۔ دشوار سے مُراد ناممکن نہیں ہے۔ بلکہ دشوار سے مُراد دقّت طلب ہے۔ اور یہ علاج ہر کس و ناکس کے بس کی بات بھی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگوں کا علاج وہی عامل کر سکتا ہے جو روحانی عملیات کا شہسوار ہو۔ اور جسے فن کی باریکیوں اور گہرائیوں کی خبر ہونے کے ساتھ ساتھ مؤکلین اس کے تابع ہوں۔ رہا اندھے کا تیر تو وہ تو کسی جگہ کسی کے ذریعہ کسی کے بھی لگ سکتا ہے۔ حُسنِ اتفاق کو اصولی درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو لوگ روحانی عملیات میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ باقاعدہ اس فن کا درس لیں تاکہ موجودہ دورِ پُرفتن میں جس میں سفلی اور میلے علم کے ساتھ ساتھ جنّات کے ذریعہ سحر کرانے کی مثالیں بھی کافی سے زائد ہیں۔ وہ لوگوں کی صحیح معنوں میں بروقت خدمت کر سکیں۔

ایک مصیبت اور آفت اس دور میں اور بھی دیکھنے میں آ رہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جنّات خود بھی جادو کا سہارا لے کر انسانوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جب عاملین مریض کا علاج کرتے ہیں تو انہیں بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیوں کہ ایسے مریض کی تشخیص دردِ سر بن جاتی ہے۔ وہ سحر زدہ بھی محسوس ہوتا ہے۔ اور آسیب زدہ بھی ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت وہ سحر زدہ ہی ہوتا ہے اور اور سحر ہی کا علاج اُسے صحت عطا کرتا ہے۔ لیکن کم تعلیم یافتہ عاملین یہاں دھوکا کھاجاتے ہیں۔ اور انہیں خاصی مشکلات علاج کے سلسلے میں اُٹھانی پڑتی ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ جو جادو جنّات کے ذریعہ کرایا جاتا ہے اس کا علاج ممکن ہے یا ناممکن۔ تو اس سلسلے میں ہماری اپنی رائے یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی بھی بات ناممکن نہیں ہے جب کسی پر کچھ چڑھا دینا ممکن ہے تو اس کو اُتار دینا بھی قرینِ امکان ہے۔ یوں بھی اللہ نے اس دنیا میں ہر بیماری اور ہر آفت کا علاج اور دفعیہ پیدا کیا ہے۔ اور اسی پر کائنات کے وجود کا انحصار ہے۔ اگر ہونی پیدا کر دی جاتی اور اَن ہونی پیدا نہ کی جاتی تو بھی دنیا کا نظام فیل ہو جاتا اور اگر امراض اور حملے کی حقیقت پیدا کر دی جاتی لیکن علاج اور دفاع کی صلاحیت عطا نہ کی جاتی تب بھی نظامِ کائنات درہم برہم ہو جاتا ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ جنّات کے ذریعہ جو جادو کرایا جاتا ہے وہ حد سے زیادہ بھیانک اور خطرناک ہونے کے ساتھ ساتھ بہت دشوار طلب ہوتا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ایسے جادو کا علاج ناممکن اور مستحیل ہے۔ شاید خدا کے رحم و کرم کو محدود کر دینے کے مترادف ہے اور اس کا تعلق کم علمی اور نادانی سے جڑا ہوا ہے۔

جادو سے حفاظت کا عمل

سوال از: شکیل احمد ———— اُجین

برائے کرم کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے ورد سے جادو ٹونے سے پوری طرح حفاظت ہو سکے اور کسی حاسد اور بدخواہ کا کوئی وار ہم پر نہ چل سکے۔

جواب بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ عشاء حق تعالیٰ کا اسمِ صفاتی "یَا قَابِضُ" ۳۳ مرتبہ پڑھا کریں۔ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھا کریں۔ انشاء اللہ کسی بھی طرح کا جادو خواہ وہ علوی ہو یا سفلی آپ پر اثر انداز نہیں ہو گا۔ چھوٹے بچوں پر آپ اس اسم کو ۳۳ مرتبہ پڑھ کر دم کر دیا کریں۔ اس طرح بچے بھی سحر کے بُرے اثرات سے انشاء اللہ محفوظ رہیں گے۔

جادو کے اثرات کو ختم کرنے کا عمل

سوال از: خورشید احمد ــــــــ بھیونڈی

آج کل جادو اور کالے کرتوت کا سلسلہ عام ہے۔ اکثر لوگ جادو اور بندش میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اگر علاج کے لئے باباؤں سے رجوع کیا جاتا ہے۔ تو وہ دوسرے انداز سے ظلم ڈھاتے ہیں۔ تجربہ ہے کہ بے شمار انسان دوہرے ستم جھیل رہے ہیں۔ طلسماتی دنیا پڑھ کر امید کی کرن نظر آتی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ کوئی ایسا موثر عمل بتائیں جسے پڑھ کر انسان خود بھی جادو کے اثرات سے بچ سکے اور اپنے گھر والوں کو بھی بچا سکے۔ امید ہے کہ جادو نمبر میں میرے سوال کا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

جواب لیجئے ہم آپ کو ایک ایسا عمل بتاتے ہیں جو بہت آسان ہے۔ اگرچہ اسکو پڑھنے میں کچھ وقت لگے گا۔ لیکن بغیر پیسے خرچ کئے آپ جادو کی نحوست سے نجات پالیں گے۔ بلکہ انشاء اللہ یہ بھی ہو گا کہ جادو جادوگر کی طرف لوٹ جائے گا اور اسے اپنے کئے کی سزا اسی دنیا میں مل جائے گی۔

عمل یہ ہے کہ آپ اسم باری تعالیٰ "یَا مُمِیْتُ" سات ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے خود بھی پی لیں۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی پلائیں۔ اس پانی کی برکت سے جو لوگ جادو کی لپیٹ میں ہوں گے۔ انہیں جادو کے اثرات سے انشاء اللہ نجات مل جائے گی۔ اور جو لوگ جادو سے محفوظ ہوں گے آئندہ کیلئے ان کی حفاظت ہو گی۔ اس عمل کو اگر سات دن تک لگاتار کر لیا جائے تو کیسا بھی جادو ہو اس سے چھٹکارا نصیب ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے سحر زدہ انسان کو صحتِ کاملہ نصیب ہو جاتی ہے۔

جادو سے پریشانی

سوال از: مومنہ خاتون ــــــــ دہلی

چند سالوں سے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے ہم پر جادو کرا دیا ہے۔ ہمارے گھر میں چھوٹے بڑے سبھی لوگ بیمار رہتے ہیں۔ میرے شوہر تو بالکل ہی اپاہج ہو کر رہ گئے ہیں۔ بڑے لڑکے کا کام بہت اچھا تھا۔ اس کی ٹیلر کی دکان تھی لیکن ایک سال سے اس کا کام ٹوٹ گیا ہے۔ چھوٹا اسکرین پرنٹنگ کا کام کرتا ہے۔ بہت محنت کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی پیسے سے پریشان رہتا ہے۔ کام بھی اکثر اسے نہیں ملتا۔ ایک لڑکی بچوں کو پڑھاتی ہے۔ وہ بھی اکثر اتنی بیمار ہو جاتی ہے کہ بس جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ گھر میں اکثر خون کے دھبے اور کلیجی کی بوٹیاں نظر آتی ہیں۔ خدا ہی جانے کہاں سے آتی ہیں۔ کئی مولاناؤں سے رجوع کیا ہے۔ تعویذ بھی لئے ہیں۔ اس سلسلے میں کافی پیسہ خرچ کیا ہے۔ لیکن فائدہ محسوس نہیں ہوا ہے۔ ہم لوگ آپ کا طلسماتی دنیا اُردو بازار سے خرید کر پڑھتے ہیں۔ اسے پڑھ کر مایوسی دور ہو جاتی ہے۔ یہ رسالہ بلاشبہ سب کیلئے ایک مسیحا کی حیثیت رکھتا ہے۔ از راہ کرم جس طرح آپ دوسرے لوگوں کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ ہماری بھی رہنمائی کریں۔ کوئی ایسا عمل بتائیں یا کوئی ایسا علاج تجویز کریں جس سے ہمیں آئے دن کی مصیبتوں سے اور بے برکتی سے چھٹکارا مل جائے۔ میں عمر بھر آپ کی عافیت کی دعا کروں گی۔

جواب آپ کیلئے اسماءِ باری تعالیٰ میں سے ایک اسم مبارک تجویز کیا جاتا ہے اس کے ورد کی برکت سے انشاء اللہ آپ اور آپ کے تمام گھر والے جادو کی ستم ظریفی سے پوری طرح محفوظ ہو جائیں گے۔ اور اب تک جو اثرات گھر پر پڑ گئے ہیں وہ انشاء اللہ زائل ہو جائیں گے۔ روزانہ صبح دس بجے اسم باری تعالیٰ "اَلرَّقِیْبُ" ۱۲۴۸ مرتبہ پڑھیں۔ اول و آخر سات سات مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ چالیس دن تک لگاتار پڑھیں۔ اگر اس وظیفے کو مرد پڑھے تو چالیس دن تک ناغہ نہ ہونے دیں۔ اور اگر کوئی عورت پڑھے تو قدرتی مجبوری کا عرصہ گزر جانے پر چالیس دن کی تعداد پوری کر لے۔ اس کے بعد روزانہ صرف سَتّر مرتبہ رات کے وقت میں "یَا رَقِیْبُ" پڑھ لیا کریں۔ انشاء اللہ چالیس دن کی مدت ابھی پوری نہیں ہو گی۔ آپ اپنے گھر میں راحت اور سکون محسوس کریں گی اور کاروبار میں بھی برکت شروع ہو گی۔ بے روزگاروں کو روزگار ملے گا اور انشاء اللہ گھر کی بیماریاں اور دوسری نحوستیں بھی ختم ہو جائیں گی۔

بندش کھولنے کے لئے

سوال از: کبیر احمد خاں ــــــــ بجنور

میں ۳ سال تک شارجہ میں رہا۔ والد کے انتقال کے بعد میں انڈیا واپس آ گیا تھا۔ اور اپنے وطن بجنور میں میں نے کپڑے کی دکان کھولی۔ شروع شروع میں یہ دکان خوب چلی۔ دیکھنے والوں کو حیرت ہوا کرتی تھی اور بدخواہوں کو حسد بھی ہوتا تھا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ کام ہلکا ہوتا چلا گیا۔ اور ۱۹۹۵ء کے آخر سے کام کی پوزیشن بالکل خراب ہو گئی۔ اور اب حالت یہ ہے کہ میں سارا دن دکان پر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہتا ہوں۔ سیزن بھی خالی چلا جاتا ہے۔ قرض بے حد ہو گیا ہے۔ زندگی کی ضروریات رو رو کر پوری ہوتی ہیں۔ بعض عاملوں سے بات کی تو انہوں نے بندش بتائی تعویذ بھی انہوں نے دیئے۔ لیکن مجھے اُن سے کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ آپ کوئی علاج

بتائیں۔ تاکہ بندش کھل جائے اور پریشانیاں دور ہوں۔

جواب دُکان کھولتے اور بند کرتے وقت ایک ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھا کریں۔ اور چالیس روز تک دُکان کھولنے کے بعد اپنے تھیئے پر بیٹھ کر ۲۱ مرتبہ سورۂ الم نشرح پڑھیں۔ یہ عمل بیٹھ کر کریں لیکن عمل کے آگے پیچھے کھڑے ہو کر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ جبتک اس عمل سے فارغ نہ ہو جایا کریں۔ خرید و فروخت شروع نہ کریں۔ انشاء اللہ چالیس دن میں بندش کھل جائے گی اور خریداروں کا سلسلہ شروع ہو گا۔ چالیس دن کے بعد آیت الکرسی والا عمل جاری رکھیں اور سورۂ الم نشرح والا بند کر دیں۔ فائدہ ہونے پر اطلاع دیں۔

بوجہ سحر اسقاطِ حمل سے بچنے کی تدبیر

سوال از: محمد فاروق ——— کلیان

ہماری شادی کو چھ سال ہو گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہم میاں بیوی اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ جب بھی بیوی حاملہ ہوتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بات ایسی پیش آتی ہے کہ حمل ضائع ہو جاتا ہے۔ شروع میں اس طرف دھیان نہ دے سکے۔ اب بعض خاندان کی عورتوں کے کہنے پر ہم نے روحانی عملیات کی طرف دھیان دیا تو اکثر عاملوں نے جادو بتایا۔ علاج بھی کرائے لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ ایک صاحب کے علاج سے جو دیوبند کے مدرسے کے تعلیم یافتہ تھے۔ اتنا ضرور ہوا تھا کہ چار ماہ سے زائد تقریباً ۵ ماہ ہو گئے تھے۔ پھر وہی ہوا کہ اسقاط ہو گیا۔ اور اس مرتبہ بیوی کی جان ضائع ہونے کے قریب ہو گئی تھی۔ عام حالات میں تین یا چار مہینے میں اسقاط ہو جاتا ہے۔ آپ سے بہت امید ہے کہ آپ کوئی ایسا عمل بتائیں گے جو ہمیں اس جادو سے نجات عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد بخش دے۔ جواب کا بے چینی کے ساتھ انتظار رہے گا۔

جواب اپنی بیوی کے قد سے سُرخ رنگ کا سوتی ڈورا ناپ لیں۔ پیمائش کی حد ناک کی جڑ سے لیکر پاؤں کے انگوٹھے تک رہے گی۔ اسی ناپ کے ۷ ڈورے اور لے لیں۔ کل سات ڈوروں پر ایک مرتبہ سورۂ کٰفرون (قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ) اور ایک مرتبہ یہ آیت۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ پڑھ کر دم کریں۔ اور گرہ لگا دیں۔ دم گرہ کے گول دائرے ہی میں کریں۔ اس طرح دم کر کے کُل سات گرہ لگائیں اور یہ گنڈہ اس وقت اپنی بیوی کے گلے میں ڈال دیں۔ جب اس کو ایک ماہ چڑھ گیا ہو۔ انشاء اللہ اسقاط نہیں ہو گا۔ جادو اور بندش کے اثرات دور ہو جائیں گے۔ اور بچہ ساتھ خیر و عافیت کے ساتھ پیدا ہو گا۔

سحرِ مدفونہ معلوم کرنے کیلئے

سوال از: جنید احمد خاں ——— امروہہ

سحرِ مدفونہ کیلئے کوئی مؤثر عمل بتائیں جس سے سحرِ مدفونہ کا سراغ لگ جائے۔

جواب سحرِ مدفونہ معلوم کرنے کیلئے عشاء کی نماز کے بعد پہلی رات ایک سو ایک مرتبہ سورۂ تکویر (سپارہ نمبر ۳۰) پڑھیں۔ اس کے بعد لگاتار گیارہ راتوں تک یہی سورت گیارہ مرتبہ پڑھا کریں۔ آگے پیچھے طاق تعداد میں درود شریف پڑھ لیا کریں۔ پھر دائیں کروٹ پر سو جایا کریں۔ انشاء اللہ گیارہ دن کے اندر اندر گرفت کی رہنمائی ہو جائے گی۔

اسی سلسلے کا دوسرا عمل یہ ہے کہ سورۂ شعراء کا نقش سفید مُرغ کے گلے میں باندھ کر مشکوک مکان میں چھوڑ دیں۔ مُرغ جس جگہ پر بیٹھ جائے سمجھ لیں وہیں سحرِ مدفون ہے۔ کھود کر نکال دیں۔ آیت الکرسی پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے کھودیں۔ نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱۰۰۹۳۴	۱۰۰۹۳۷	۱۰۰۹۴۰	۱۰۰۹۲۷
۱۰۰۹۳۹	۱۰۰۹۲۸	۱۰۰۹۳۳	۱۰۰۹۳۸
۱۰۰۹۲۹	۱۰۰۹۴۲	۱۰۰۹۲۵	۱۰۰۹۳۲
۱۰۰۹۳۶	۱۰۰۹۳۱	۱۰۰۹۳۰	۱۰۰۹۴۱

مَردانگی کا علاج

سوال از: غلام رسول ——— سرینگر

میرے ایک دوست ہیں جو دیکھنے میں اچھے خاصے صحت مند ہیں۔ اور تین بچوں کے باپ بھی ہیں۔ تقریباً ایک سال سے وہ کافی پریشان ہیں۔ ان کے بتانے کے مطابق تقریباً وہ مردانہ طور پر بیکار ہو گئے ہیں۔ انہیں بذاتِ خود یہ محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے ان کی بندش کر دی ہے۔ اور ان کی مَردانہ صلاحیت سلب کر لی ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے۔؟ اگر ایسا ممکن ہے اور آپ کو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے تو برائے مہربانی اس کا علاج عنایت کریں۔ ہم سب آپ کی صحت و عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے اور آپ اسی طرح خدمتِ خلق کرتے رہیں۔

جواب سفلی عمل کے ذریعے عقدِ فرج کر دی جاتی ہے۔ اور اس طرح انسان بیوی کے قابل نہیں رہتا۔ کبھی کبھی سفلی حملہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوتا تو انسان حملے کی زد میں آ کر کسی قدر بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اگر حملہ پوری طرح کامیاب ہو جائے تو پھر انسان تقریباً اپنی مردانگی کھو بیٹھتا ہے۔ اللہ سفلی حملوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

آپ کے دوست کے لئے ایک عمل تحریر کر رہے ہیں۔ صنوبر کی چھال یا عود کی لکڑی پر تین سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر دم کریں۔ اس کے بعد اس کو جلا کر اس کی راکھ کو اصلی شہد میں ملا لیں۔ اور ملانے سے پہلے اس شہد پر ایک سو مرتبہ معوذتین (قرآن حکیم کی آخری دونوں سورتیں) پڑھ کر دم کر دیں۔ ۲۱ روز تک یہ ۱ کھ

شہد اپنے دوست کو صبح و شام ایک ایک چمچ کھلائیں انشاء اللہ بندش ختم ہو جائیگی۔ اور ان کی کھوئی ہوئی صلاحیت بفضلِ رب العلمین واپس لوٹ آئے گی۔ یہ عمل ہمارا بار ہا کا آزمودہ ہے۔ اور بہت کم خطا کرتا ہے۔

میعادی جادو کا علاج

سوال از: رفیق احمد انصاری ——— احمد نگر

میرے والد شفیق احمد انصاری کئی ماہ سے شدید بیمار ہیں۔ قیمتی سے قیمتی علاج کرنے کے بعد بھی ان کی بیماری ختم نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر لوگ کچھ بتاتے بھی نہیں کہ مرض کیا ہے۔ بس دوائیں لکھتے رہتے ہیں۔ اور ان دواؤں سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ کیفیت ان کی یہ ہے کہ تمام بدن میں درد ہوتا ہے۔ سر کا درد حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ دل میں بھی چبھن ہوتی ہے۔ اور پورے بدن میں عجیب طرح کی کھچاوٹ وہ بتاتے ہیں۔ نیند بالکل نہیں آتی۔ اور رات کو اکثر ڈرتے ہیں۔ آنکھوں کے ارد گرد نیلا پن پیدا ہو گیا ہے۔ چہرے پر مُردنی سی چھائی رہتی ہے۔ ایک دو بار خون کی قے بھی ہوئی ہے۔ بعض حضرات نے مشورہ دیا ہے۔ کہ آپ سے رجوع کیا جائے۔ روحانی علاج بھی کرا چکے ہیں لیکن سکون نہیں ہوا۔

ازراہ کرم کوئی نقش بھجوائیں یا تجویز فرمائیں ——— اور اگر اس کی وضاحت فرمائیں کہ انہیں کیا مرض ہے تو احسانِ عظیم ہوگا۔ اور ہم سب گھر والے اور خاندان والے آپ کے شکر گزار رہیں گے۔

میرے والد محترم کی والدہ کا نام صدیقاً تھا۔

جواب ڈاک کے ذریعہ آپ کے خط کا جواب بھجوا چکا ہوں۔ اور یہ نقش بھی بھجوا چکا ہوں جس وقت تک "جادو ٹونا نمبر" چھپے گا۔ اس وقت تک انشاء اللہ آپ کے والد صحت یاب ہو چکے ہوں گے۔

عام لوگوں کی افادیت کے لئے آپ کو جو جواب اور نقش بھیجا گیا ہے اُسے روحانی ڈاک میں شائع کیا جا رہا ہے۔

آپ کے والد پر گندے علم کے ذریعہ سفلی عمل کیا گیا ہے اور اس کی میعاد بھی پوری ہو گئی ہے۔ لیکن مایوسی کفر ہے۔ اور اللہ کی رحمت سے کسی بھی وقت نا امید ہو جانا خلاف عقیدہ ہے۔ اس لئے نہ آس توڑیں اور نہ ہمت ہاریں۔ انشاء اللہ آپ کے والد رُو بہ صحت ہوں گے۔ اور ان پر جو سحر مسلط کیا گیا ہے وہ انشاء اللہ بے اثر ہو جائیگا۔

بسم اللہ کے چار نقش بھجوائے جا رہے ہیں ان میں ایک نقش کالے رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے اپنے والد کے گلے میں ڈلوا دیں۔ ایک نقش بوتل میں ڈال دیں۔ اور اس کا پانی صبح و شام اپنے والد کو ۲۱ دن تک پلائیں۔ تیسرا نقش فریم میں کرا کر ایسی جگہ آویزاں کر دیں کہ والد صاحب کو بستر پر لیٹے ہوئے نظر آتا رہے۔ اور چوتھا نقش والد صاحب کے سرہانے پلنگ کے پائے میں باندھ دیں۔ یا ان کے تکیے میں سلوا دیں۔ انشاء اللہ ۲۱ روز میں مکمل آرام ملے گا۔ اور اس سفلی عمل سے انہیں نجات ملے گی۔

نقش یہ ہے یہ اُس نقش کی نقل ہے جس کی نقلیں آپ کو بھجوائی ہیں۔ آپ کو بسم اللہ کے ۳ نقش کالی روشنائی سے بنا کر بھجوائے ہیں۔ اور ایک نقش پینے والا گلاب و زعفران سے بنا کر بھجوایا ہے۔

ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر
س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح
م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م
ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن
ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا
ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل
ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر
ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح
ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی
ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م

یا اللہ جل جلالہٗ بحرمتہ ایں نقش سحر رفع شد

جادو سیکھنا سکھانا کیسا ہے؟

سوال از: ایم عبد الجبار ——— وارانسی

ابتک جو بات ہمارے کانوں میں پڑی ہے وہ یہ ہے کہ جادو شریعت میں حرام ہے۔ جادو کیوں حرام ہے اس کی وضاحت کوئی نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب جادو سیکھنا سکھانا حرام ہے۔ تو پھر مسلمانوں پر جو جادو ٹونے ہو رہے ہیں ان کو رفع کرنے کیلئے کیا صورت ہوگی۔ کیا اس کے لئے غیر مسلمین کے آگے جھکنا پڑے گا۔؟ جب جادو کی حقیقت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ تو پھر اس سے نمٹنے کے لئے جادو سیکھنے کی اجازت شریعت کیوں نہیں دیتی۔؟ جب کہ محض علم کا حصول جائز ہونا چاہئے۔

امید ہے کہ آپ اس بارے میں کچھ روشنی ڈالیں گے۔

جواب جادو سیکھنا شریعت میں حرام ہے۔ اور جب سیکھنا حرام ہے تو پھر سکھانا بھی حرام ہی ہے۔ اور یہ بات یاد رکھیں کہ قرآن و سنت میں جس کو سحر کہا گیا ہے۔ وہ کفر اعتقادی یا کم سے کم کفر عملی سے خالی نہیں ہے۔ اگر شیاطین کو راضی کرنے کیلئے کچھ اقوال یا اعمال اختیار کئے تو کفر اعتقادی ہوگا۔ اور اگر دل میں یہ بات جاگزیں ہو کر کرنے والی ذات تو اللہ ہی کی ہے لیکن شیاطین کو بھی راضی رکھنا چاہئے۔ اس لئے ان کی رضا کے لئے انہیں بھی پکار لیا گیا۔ تو پھر یہ کفر مبین ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس سحر میں کوئی عمل ایسا اختیار کیا گیا جس سے کفر و شرک کی بُو آتی ہو مثلاً شیاطین سے استمداد یا ستاروں کی تاثیر کو بالذات ماننا یا سحر کو معجزہ کے مساوی سمجھنا جیسے امور خالصۃً کفر و شرک سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور عقائد کی مٹی پلید

کردیتے ہیں۔ اس لئے ان کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن بعض فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ مسلمانوں سے دفع ضرر کے لئے اگر جادو کے ایسے حصے کی تعلیم حاصل کرلی جائے جس میں اسلامی عقائد نشانہ نہیں بنتے تو اسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ جادو کو دفع کرنے کیلئے قرآنی علوم سے استفادہ کیا جائے اور جادو کی تعلیم اگر حاصل نہ کیجائے تو افضل ہے۔ کیوں کہ جادو کی تعلیم عقائد کی بنیادوں کو کھوکلی کرسکتی ہے۔

ایک جادو ہی نہیں اگر تعویذ گنڈوں میں غیر اللہ سے استمداد لی جلئے یا تعویذ گنڈوں کو فی نفسہٖ مؤثر مان لیا جلئے تو بھی کفر و شرک کی بات ہے۔ اس لئے کہ اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ اللہ کے ماسوا کسی میں نفع اور نقصان پہنچانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ جب کہ جادو اور غیر شرعی تعویذوں میں شرک کی آمیزش ہوتی ہے۔ اور یہ چیزیں انسان کے ایمان و توحید کا حلیہ خراب کردیتی ہیں۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ جادو ہمیشہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کیلئے کیا یا کرایا جاتا ہے۔ جادو کا اور کوئی مقصد ہی نہیں ہوتا۔ جادو دوسرے کو نقصان یا دھوکہ دینے کیلئے عمل میں آتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اسلامی شریعت میں مطلقاً حرام ہیں۔ کسی کو نقصان پہنچانا اور اذیت دینا بھی حرام ہے اور کسی کو دھوکہ اور فریب دینا بھی ناجائز ہے۔ اس لئے جادو کی حرمت بڑھ جاتی ہے۔

ہم تو یہاں تک کہہ سکتے ہیں کہ اگر قرآنی آیات کو استعمال کرکے کسی کو نقصان پہنچایا جلئے تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ قرآنی علوم سے صرف لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یا پھر لوگوں کا دفاع کرنا چاہئے۔ البتہ ایسے ظالم اور فاسق لوگ کہ جن کے ظلم و فسق سے ایک دنیا پریشان ہو ان کے خلاف اقدامی کارروائی کرنا غلط نہیں ہوگا۔ ایسے لوگوں سے نمٹنے کیلئے جائز علوم کا استعمال کرنا چاہئے اور مسلمانوں میں ایسے عامل بھی ہونے چاہئیں جو ان ظالموں اور فاسقوں کی مزاج پرسی کرسکیں۔ تاکہ امتِ مسلمہ ادھر اُدھر بھٹک کر اپنے عقائد خراب نہ کرے۔ جب سے مسلمانوں کے قلوب میں سفلی عمل کی ایک اہمیت پیدا ہوگئی ہے۔ تب سے طرح طرح کے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ اور اسلامی عقائد کو زبردست نقصان پہنچ رہا ہے۔ نادان لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سفلی عمل کو صرف سفلی عمل ہی سے کاٹا جا سکتا ہے۔ حالاں کہ صرف یہ خام خیالی ہے۔ سفلی عمل کو قرآنی آیات سے دفع کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بات میں بارہا کے تجربے کے بعد لکھ رہا ہوں۔

اپنی حفاظت کے واسطے

سوال از: قریش احمد ——— شارجہ

ہماری بعض لوگوں سے خاندانی دشمنی چل رہی ہے۔ وہ مختلف ڈھنگ سے ہمیں پریشان کرتے رہتے ہیں اور ہمیں ایسا بھی محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی جادوگر کو ہمارے پیچھے لگا دیا ہے جو مستقل ہمارے خلاف کوئی عمل کرتا رہتا ہے اور اس کے نتیجے میں مستقل ہمارا روزگار تباہی اور بربادی سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ اور گھر میں طرح طرح کی بیماریاں بھی رہتی ہیں۔

ازراہِ کرم ایسا کوئی عمل بتادیں کہ ہماری حفاظت ہوجائے اور جو بھی عمل کرے اس کی طرف لوٹے۔ تاکہ کرنے والے کو بھی سزا ملے۔ امید ہے ایسا کوئی مؤثر اور آسان عمل تجویز فرماکر شکریہ کا موقع دیں گے۔

آپ کا رسالہ بمبئی کے ایک دوست نے ہمیں بھجوایا ہے۔ جلد ہی ہم اس کے خریدار بن جائیں گے۔

جواب چالیس روز تک بعد نمازِ مغرب اگر ۲۱ مرتبہ سورۃ عبس (سپارہ ۳۰) پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیں تو انشاء اللہ کسی بھی جادوگر کا جادو آپ کے اوپر اثر انداز نہیں ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ جادو اثر انداز ہوچکا ہے۔ جیسا کہ آپ کا اندازہ ہے تو بعد نمازِ مغرب تین مرتبہ اسی سورۃ کی تلاوت کریں۔ تیسری مرتبہ تلاوت کے بعد اپنی ٹوپی کو بائیں جانب ہلکی سی کھسکائیے۔ اس طرح تین مرتبہ ہلکا ہلکا کھسکا کر چوتھی مرتبہ ٹوپی اتار کر بائیں طرف زمین پر زور سے پٹخ دیں! اور اپنے دل میں خیال کریں کہ آپنے جادوگر کو پٹخ دیا ہے۔ ٹوپی پھینکنے کے بعد بائیں جانب تھوڑا سا تھوکیں اور پڑھیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فَارْجِعُوٓا ۷ مرتبہ پڑھیں۔ کل ۲۱ مرتبہ سورۂ عبس پڑھیں اور سات مرتبہ ٹوپی پٹخیں۔ اور ۴۹ مرتبہ فَارْجِعُوٓا پڑھیں۔ لگاتار ایک ہفتے تک یہ عمل کریں۔ انشاء اللہ جادو جادوگر کی طرف لوٹ جائے گا۔ اور جادو کی نحوست اور آفت آپکے سر سے اُتر کر جادو کرنے اور کرانے والے کی طرف منتقل ہوجائے گی۔ یہ عمل

یہ عمل اس وقت کرنا چاہئے۔ جب کسی عامل کے ذریعہ یہ تشخیص ہوجائے کہ فی الحقیقت آپ پر جادو کیا گیا ہے۔ خواہ مخواہ اس عمل میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ میرا ۳۰ سالہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اکثر لوگ وہم کا شکار رہتے ہیں۔ اور ذرا سی تکلیف کو جادو سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ یقین ہے کہ آپ پر سحر کرایا گیا ہے تو اس عمل کو پورے اہتمام اور اللہ کے کلام پر پورے بھروسے کے ساتھ کریں انشاءاللہ آپ کو آرام ملے گا اور آپکے بدخواہ کو لینے کے دینے پڑیں گے۔



مضمون نگاری ایک فن ہے جس سے میں بالکل بے بہرہ ہوں۔ سیدھے
ے الفاظ میں یہ ایک تحریر ہے جو آپ بیتی کی شکل میں ہے۔ طلسماتی دنیا کیلئے کوشش
ہوں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ میں کہاں تک کامیاب رہوں گا۔ بہرکیف اس
س ایک ایک لفظ اور ہر واقعہ کامل سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے۔ راقم الحروف خود
وحانی سلسلے سے منسلک ہے۔ اور تزکیۂ نفس تشفیہ روح میں اپنی بساط پر کوشاں
ے۔ یہ اس لئے لکھ رہا ہوں کہ واقعات لکھتے ہوئے بعض وقوعہ ایسا بھی ہوگا جس سے
ی بو آتی ہوگی۔ حالانکہ شرک اور بدعت سے قلبی نفرت ہے۔

بہرکیف اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جادو ٹونا سحر، سفلی عملیات
س قبیل کی تمام علتوں کی وجہ صرف اور صرف حسد ہی ہے۔ ان اعمال غلیظہ کو مسلط
لے بھی کوئی غیر نہیں۔ بلکہ اپنے اتنے قریبی ہوتے ہیں جن پر شک و شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔

بہرکیف جنوری ۱۹۷۱ء جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا۔ میں اور میرے متعلقین بھی
س بھنور میں پھنس گئے۔ سحر اور اس کے سنگین اثرات کا پہلے نہ تو کوئی علم تھا۔
وئی مشاہدہ تھا۔ جو واقعات اس وقت ہمارے سامنے آئے تھے۔ وہ ہوش خرد کو
کر دیتے تھے۔ ہم اپنی لاعلمی کی بنا پر تمام انہونی باتوں کو مقدر سے منسوب کر دیتے
ر پھر خاموش ہو جاتے تھے معلومات ہونے کے بعد جب غور کیا تو یہ بات سامنے
سب سے پہلے جو عمل ہمارے اوپر کیا گیا وہ سانپ کے ذریعے ہوا۔ رمضان کے
ے ہمارے رہائشی کمروں کی چھت پر ایک کھلی ہوئی ٹنکی تھی جس کا پانی فرش
ت خانے میں استعمال ہوتا تھا۔ اس کے اندر سفید سانپ کے تقریباً ۴ انچ قطر
ایک فٹ کے چھ یا سات ٹکڑے پڑے ہوئے تھے جس کو بچوں نے اس میں
لا اور باہر پھینک دیا۔ ٹنکی کو پھر دھو کر دوسرے پانی سے بھر دیا۔ شام کو جب میں
تو یہ بات معلوم ہوئی۔ تعجب تو بہت ہوا۔ کچھ قریبی اعزا سے ذکر بھی کیا۔ مگر ان لوگوں
کہ شاید سانپ کے پیچھے کوئی نیولا بھی آیا ہوگا۔ اس نے سانپ کے ٹکڑے کر کے
یے ہوں گے۔ مگر سفید سانپ تو میں نے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔ بات آئی گئی
اس واقعہ کے بعد میری کاروباری حالت دگرگوں ہونا شروع ہو گئی۔ میرے
بار کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ لوگ تین تین سو میل سے صرف میری دکان سے سامان
نے کیلئے آتے تھے اس اطمینان کے ساتھ کہ انہیں جو بھی مال اس دکان سے

ملے گا وہ اصلی ملے گا۔ اور قیمت بازار سے کم ہوگی۔ دکان میں گاہکوں کے رش کا یہ عالم رہتا
تھا کہ صبح آٹھ بجے سے متواتر رات کے نو اور دس بجے تک اکثر و بیشتر بیٹھنا نصیب نہیں ہوتا
تھا۔ دکان بند کرتے وقت دو تین صاحبین سے ان کے سامان کی لسٹ لیکر رکھ لیتے
تھے۔ کہ صبح سب سے پہلے ان ہی کا سامان نکالیں گے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ حالت ہو گئی
کہ میں اور میرے ملازمین تمام دن بیٹھے رہتے تھے۔ میں دیکھتا تھا کہ گاہک کو میری دکان
سے کتنا بھی سستا سامان دوں نہیں خریدتا تھا۔ اور دوسری دکان سے وہی سامان
دوگنی قیمت پر لیجاتا تھا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی پرانا شناسا گاہک آگیا ہے
اور میں اس سے انتہائی خلوص، اپنائیت اور شرافت سے بات کرتا ہوں۔ مگر پتہ
نہیں کیسے اس کا دماغ ہی پلٹ جاتا تھا۔ اور اچھی خاصی لڑائی ہو جاتی تھی۔ اس
دوران میں نے دکان کی بربادی کے کئی خواب بھی دیکھے اور آنکھوں سے بھی اسے
ٹوٹتے ہوئے دیکھا۔ کاروبار رفتہ رفتہ قریب الختم ہو گیا۔ صرف دکان کی چوکیداری باقی
تھی جو کر رہے تھے۔ دل بالکل بجھ گیا۔ اور دکان میں نہ تو کوئی کشش باقی تھی اور
نہ ہی کوئی شادابی یا شہانہ پن۔ بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دکان میں دھواں بھرا
ہوا ہے۔ یہی تو ایک ذریعہ معاش تھا۔ وہ بھی ختم ہو گیا۔ میری عقل میں فتور پیدا ہو گیا۔
اور کاروبار ان ہاتھوں میں منتقل ہو گیا جن لوگوں نے اس کی سعی و کوشش کی تھی۔

ایک بات میں یہاں اور لکھتا چلوں کہ یہ تمام واقعات ۲۵ سال پر محیط ہیں۔
اگر تمام کیفیتوں کا پورا احاطہ کریں گے تو یہ خود ایک ضخیم کتاب ہو جائے گی۔ اسلئے
ہر طرح کے چیدہ چیدہ حال ہی لکھوں گا۔ تاکہ قاری کو بوریت نہ محسوس ہو۔ اور
حضرت الحاج شمسی صاحب کی فرمائش بھی پوری ہو جائے کہ آپ بیتی ہی سہی۔ لکھئے
تو یہ آپ بیتی ہی ہے۔ فلم کی ریل کی طرح۔ ایسا ابھی سب کچھ نظروں میں پھر رہا ہے۔

میری عائلی زندگی کا یہ حال ہوا کہ میرے بیوی بچے پورے خاندان میں ذلیل
وخوار حقیر و کمتر بن کے رہ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خاندان کا ایک ایک فرد میرے
بچوں کی دشمنی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے پر تلا ہوا ہے۔ اس قدر
حقارت اور ذلت کی نظریں رہتی تھیں کہ بچے اور اہلیہ اندر ہی اندر کٹ کر رہ جاتے
تھے۔ یک بیک یہ کیا ہو گیا۔ نہ تو میری سمجھ میں آتا تھا اور نہ بچوں کی طعن و تشنیع جلی کٹی
باتیں بلاوجہ ساعت پر بار ہوتی رہتی تھیں۔

ابھی ہم لوگ اسی شش و پنج میں تھے کہ یا الٰہی یہ معاملہ کیا ہے۔ کس قسم کی سازش
بچوں کی علالتیں پیش قدمی کرنے لگیں۔ بیک وقت پانچ پانچ بچے بیمار ہو جاتے
اور ان امراض کو نہ تو کوئی ڈاکٹر سمجھ پاتا تھا اور نہ ہی کوئی حکیم صاحب سب سے پہلے
کے منہ کے دہانے پھول گئے۔ کوئی بھی ڈاکٹر نہیں سمجھ سکا کہ ایسا کیوں ہوا۔ اس
دوا دیدی اور ہم دوا لے آئے۔ بچوں نے استعمال کر لیا۔ اور بس۔ مرض تو ان سے
تا تھا نہ ہوا۔ وہ جب بھی گیا اپنے من سے گیا۔ بخار آ رہا ہے تو سب کے سب بستر سے
گئے۔ ڈاکٹر پریشان کہ یہ کس قسم کا بخار ہے۔ جو اعلیٰ سے اعلیٰ دوا کو بھی لائق اعتنا
سمجھتا۔ اوپری اخراجات سے دوڑ دھوپ کر کے جو کچھ حاصل ہوتا تھا۔ دو ڈھائی سو
اسی طرح نکل جاتا تھا۔ اور ہاتھ پھر خالی کا خالی۔ بچوں کے امراض کے سلسلے
دوڑ دھوپ تو جاری ہی تھی کہ مجھ میں بھی بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ میرا چہرہ
سیاہ ہو گیا تھا۔ آنکھیں دونوں لال لال اس پر یا تھے اور دونوں کنپٹیوں پر بڑے
پھوڑے نکلتے تھے۔ بڑا درد ہوتا تھا ان گومڑوں میں اور جب ذرا زور سے مسل
الگ ہو جاتے تھے اور اس میں سے پٹی نکلتی تھی۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کی
پر بڑے بڑے آبلے پیدا ہوتے تھے۔ جو خود نہیں پھوٹتے تھے۔ بلکہ بلیڈ سے
پھوڑتا تھا۔ بہت سے ڈاکٹروں اور دواخانوں کا طواف کیا۔ مگر کہیں بھی مجھے کوئی
دوا نہ مل سکی۔ جو اس مرض میں شفا دے سکتی۔

میری اہلیہ کی حالت سب سے ابتر تھی۔ پیٹ میں ایسا درد اٹھتا تھا کہ کئی مرتبہ
اگر خودکشی حرام نہ ہوتی تو ہم ضرور کر لیتے۔ ان کے علاج کے لئے ہم نے کوئی کسر
بھی۔ ایکسرے پورے ٹیسٹ اور جہاں جہاں بھی اچھے معالج کا پتہ چلا۔ اُن
کے پاس گئے۔ مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ برآمد ہونا تھا نہ ہوا۔ ہاتھوں کے آبلے
ت پریشان کرتے تھے۔ بڑا درد اور بڑی جلن رہتی تھی۔ اور سمجھ میں نہیں
اب کس کے پاس جائیں۔ معاً خیال آیا کہ کیوں نہ عثمانیہ ہاسپٹل کے شعبہ
جلدی سے رجوع کروں۔ معلومات کرنے کیلئے وہاں پہنچا۔ تو پتہ چلا کہ دوسرے دن
جلدی کے ڈاکٹروں کا بورڈ ہے۔ دوسرے دن میں صبح ہی ۸ بجے دواخانہ
تیسرا نمبر میرا تھا۔ ڈاکٹر اورنگ آبادکر اس شعبہ کے انچارج تھے۔ انہوں نے
یا چودہ ڈاکٹروں نے معائنہ کیا۔ خون پیشاب، تھوک وغیرہ سب کا ٹیسٹ ہوا
ہر ایک ڈاکٹر نے دیکھی۔ مگر کسی ایک رائے پر متفق نہ ہو سکے۔ بہرکیف تو ڈاکٹروں
لئے دوا لکھدی اور کہا کہ بازار سے لے لوں۔ دوا لیکر گھر آیا تو ۲ بج چکے تھے
نے کے بعد ایک خوراک دوا لی۔ دوا نگلنے کے تھوڑی دیر بعد یہ حالت ہوئی کہ
اکڑ گیا۔ گھٹنے پیٹ سے لگ گئے۔ چارپائی پر ہی پڑا رہ گیا۔ نہ اُٹھ سکتا تھا
سکتا تھا۔ مگر بحمداللہ کسی وقت کی نماز قضا نہ ہوئی۔ طہارت وغیرہ کے لئے
کے سہارے گھسٹتے ہوئے جاتا تھا اور آتا تھا۔ تیسرے روز پریشانی بہت
ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے سہارے گھسٹتا ہوا اپنے والد صاحب کے پاس
ے والد صاحب تارک الدنیا انتہائی متشرع متقی پرہیزگار اور مستجاب الدعوا

تھے۔ میں نے کہا کہ دعا کر دیجئے۔ اب ناقابل برداشت ہے۔ انہوں نے بڑی توجہ سے
دعا کی۔ اور اس کے بعد میں نے اپنی حالت میں بڑا فرق محسوس کیا۔ طبیعت بہت ہلکی
ہو چکی تھی۔ لکڑی کے سہارے جھکے جھکے واپس آیا۔ اور اپنے پلنگ پر لیٹ گیا طبیعت
میں جب سکون پیدا ہوا تو نیند کے جھکولے شروع ہو گئے۔ ابھی نیم غنودگی کا ہی عالم تھا
کہ مجھے محسوس ہوا کہ میرے دونوں سرہانے دو صاحبین بیٹھے ہیں۔ ایک حافظ صاحب اور
ایک نواب صاحب ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں۔ ایک صاحب نے دوسرے
سے کہا کہ ان پر جادو ہے۔ دوسرے نے کہا کہ نہیں ہے۔ پھر پہلے نے کہا کہ ابھی گرے گا
دوسرے نے کہا کہ نہیں گرے گا۔ بس یہاں تک ہی سن سکا تھا۔ کہ گہری نیند میں سو گیا۔
خواب دیکھا کہ نماز ظہر پڑھ کر مسجد سے واپس آ رہا ہوں۔ میرے مکان کے بازو میں
ایک اور مکان ہے۔ اس کے مکان کے دروازے پر دو صاحبین کھڑے ہیں۔ ان میں
سے ایک صاحب جو کرتا لنگی۔ اور دو پلی ٹوپی اوڑھے ہوئے ہیں۔ مجھے میرا نام لے کر
پکارا۔ جب میں قریب پہنچا تو دونوں مجھے اندر لے گئے۔ اندر ایک کمرہ ہے۔ اور
وہاں بھی ایک صاحب ایسی کروٹ پر نیم دراز تھے۔ ان صاحب نے میرے دونوں ہاتھ کو
پکڑ کر ملا لیئے اور کہا کہ یہ بہت خطرناک چیز تھی۔ مگر اوپر سے حکم ہو چکا ہے۔ ٹھیک ہو جائے گا
میں ان کی یہ بات سُن کر واپس لوٹا اور دروازے تک پہنچا تھا کہ پھر آواز دے کر
بلایا۔ واپس پہنچا تو وہ صاحب جو لیٹے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ ہمارا تعلق پانی پت سے
ہے۔ میں کچھ بولا نہیں۔ بلکہ سن کر واپس آ گیا۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو میری والدہ
میری خیریت کیلئے میرے جاگ اُٹھنے کی منتظر بیٹھی تھیں۔ میں نے اپنی والدہ کو اپنا خواب
بتایا تو کہنے لگیں کہ ذرا ان لنگی والے صاحب کا حلیہ تو بتاؤ۔ میں نے جو کچھ دیکھا تھا ان
کے سراپے میں سب بتا دیا تو کہنے لگیں کہ وہ تمہارے نانا تھے۔ تم لوگوں کو کیا معلوم
انہوں نے پانی پت کے قلندر کا پیالہ پیا تھا۔ یہ قلندر صاحب سال میں صرف ایک
مرتبہ برآمد ہوتے تھے۔ اور کچھ ہی لوگوں کو اپنا پیالہ پلاتے تھے۔ مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے
نانا بھی عالم باعمل تھے۔ اور اپنے شیخ کی ہدایت پر ہمیشہ سفر میں رہتے تھے، دو سال میں
صرف چھ ماہ کیلئے گھر آتے تھے۔ ان کا سانحۂ ارتحال بھی حالت سفر میں اور غریب الوطنی
میں ہوا۔ ایک عرصۂ دراز گزرنے کے بعد یہ حقیقت کھلی کہ جسے ہم مقدرات کا کرشمہ
سمجھ کر ابتلاؤں کو برداشت کرتے رہے وہ صرف جادو کے اثر سے تھا۔ یہ فطری بات
تھی کہ تجسس بڑھا اور ہم تحقیق میں لگ گئے کہ کیا کیا صورتیں پیش آئیں۔ چونکہ پہلے
ذہن صاف تھا۔ کوئی بھی چیز اگر نظروں میں آتی تھی تو ہمارے لئے کوئی قابل توجہ نہیں
رہتی تھی۔ اتفاقات پر عمل کر کے درگزر کر دیتے تھے۔ اب جو غور کیا تو طبیعت میں
کرید پیدا ہوئی اور کچھ سچے، جھوٹے عاملوں کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے سے معلوم یہ ہوا
کہ وہ کٹے ہوئے سانپ اور بالکل سیاہ مرغیاں جو گردن کھنچی ہوئی صدر دروازے
کے اندر پائی گئیں اور صفت یہ کہ یہ مرغیاں جھاڑوں میں پائی گئیں۔ نہ تو انہیں کسی بلی
نے کھایا۔ اور نہ ہی چیونٹوں نے چکھا۔ باہر جب پھینکا تو کتے نے بھی نہیں سونگھا بلکہ بلدیہ
کی گاڑی انہیں کچرے میں لے کر چلی گئی۔ مکان میں ایک دو نہیں۔ بلکہ درجنوں کوّے

ایسے آئے کہ بالکل بدست رہتے تھے جیسے کہ کئی بوتل شراب چڑھا چکے ہیں۔ انہیں کتنا بھی مارو وہ اپنی جگہ سے ہلتے نہیں تھے۔ باہر پھینکو تو پھر گھر میں موجود۔ نہ کچھ کھاتے پیتے تھے نہ ہی چلتے پھرتے تھے۔ مر کر ہی دم لیتے تھے۔ اسی طرح سے موٹی موٹی چھپکلی اور گرگٹ بھی آتے تھے جنہیں میں ایئرگن سے ختم کر دیتا تھا۔ میرے کمرے میں اور مکان کی راہداری میں اکثر چاول، ہلدی اور کم کم ملا ہوا کبھی گولائی میں کبھی اچھل کے ایسا پڑا رہتا تھا۔ جس کو صاف کر کے پھنکوا دیتے تھے۔ پائیں باغ میں میرا ایک کھجور کا درخت تھا۔ جس کی کھجور ہی تین تین انچ لمبی ہوتی تھیں۔ اور پتوں میں اس قدر کانٹے ہوتے تھے کہ ہاتھ ڈالنا مشکل تھا۔ اس کے اندر کی شاخ جہاں سے خوشہ نکلتا تھا۔ اس طرح سے کٹی ہوئی ملیں کہ جیسے کسی نے بلیڈ سے کاٹا ہو۔ پورے باغ میں کٹا ہوا پتہ تلاش کیا۔ مگر نہ ملنا تھا اور نہ ملا۔ یہی حال ایک ناریل کے درخت کا بھی ہوا۔ کچھ عاملوں نے بتایا کہ وہ جادو کے زور ہی سے کٹا تھا۔ اور عامل کے پاس چلا گیا ہوگا۔ میرے رہائشی مکان کے اندر ایک آم کا درخت تھا اور اسی کے پاس ایک کٹھل کا بھی درخت تھا۔ باؤنڈری کے کنارے اشوک کے بھی درخت تھے۔

ایک روز دن ہی میں سہ پہر کا وقت تھا کہ سب لوگوں نے دیکھا کہ ایک شعلہ لمبائی میں آیا۔ اور ان دونوں درختوں کے درمیان سے ہوتا ہوا گزر گیا۔ اور پھر آناً فاناً میں دونوں درخت سوکھ گئے۔ گھر کے دروازے پر اکثر اور دکان کے شٹر کے پاس بھی تیل پڑا ہوا ملتا تھا۔

ایک روز تو میرے عقبی دروازے پر جس میں کہ جنگل لگا ہوا ہے اس کے بیچوں بیچ خون پڑا ہوا تھا۔ کچھ ہوشیار لوگوں سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ سور کا خون تھا جو کسی کے پاس سے لایا گیا تھا۔ جب یہ راز کھلا کہ ہم سب ہی سحور ہیں تو فکر چارہ گر کی شدت پیدا ہوئی ـــــ ہر ایک سے معلومات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ میرے ایک عزیز نے بتایا کہ قریب ہی میں ایک بنگالی رہتا ہے۔ وہ جادو کرتا نہیں ہے۔ بلکہ اُتارتا ہے۔ اس کے پاس بہت بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔ اتفاق سے اس گفتگو کے دوران میرا لڑکا بھی موجود تھا۔ اس نے کہا کہ شاید آپ شیوشنکر کے بارے میں بتلا رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کے بارے میں ہی بتلا رہا ہوں۔ بچے نے کہا کہ اس کا لڑکا ہمارے ساتھ پڑھتا ہے۔ میں کل ہی شیوشنکر سے مل لوں گا۔ غرض کہ میرا لڑکا اپنے ساتھی کے ساتھ اس کے گھر گیا۔ شیوشنکر نے لڑکے سے کہا کہ جا کر کافور لے آؤ۔ وہ کافور لے کر پہنچا تو شیوشنکر نے ایک پلیٹ میں جو نقش تھا۔ اور نقش بھی عربی ہندسوں میں تھا اس پر رکھ کر کافور کو آگ دی۔ تو دھواں کی اُٹھان پر اس نے تمام باتیں بتائیں جادو کرانے والے کا نام اور یہ بھی کہ باغ میں اور مکان میں چودہ گرگٹ ہیں۔ اور سب میں تمہارے والد کی شکل کا پتلا موجود ہے۔ جو سر تک گل چکی ہے۔ اگر سر بھی گل گیا تو پھر تمہارے والد پر ہیک دل کا دورہ پڑے گا۔ اور ڈاکٹر کے آنے تک وہ دنیا سے جا چکے ہوں گے۔ یا پھر ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔ ایک ایک گرگٹ نکالنا ضروری ہے۔ میں سب نکالوں گا اور جو لوگ جادو کر رہے ہیں انہیں بھی سامنے لا کھڑا کر دوں گا۔

اور میں اپنی محنت کے ۴ ہزار آٹھ سو روپے لوں گا۔ لڑکا گھبرایا ہوا گھر آیا۔ اور تمام ماجرا سنا دیا۔ میرا ہاتھ تو بالکل خالی تھا ہی۔ سوچ میں پڑ گیا۔ میرے داماد بھی اتفاق سے موجود تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ابو جان علاج کرالیں۔ پیسے وغیرہ کا انتظام انشاءاللہ میں کرلوں گا۔ مجھ جیسا خوددار آدمی کب یہ گوارہ کر سکتا۔ میں اپنے قبلہ والد صاحب کے پاس پہنچا۔ وہ اس غرض سے کہ وہ پیسے کا انتظام اپنے کسی اور بیٹے کے ذریعہ کرا دیں گے۔ پوری داستان سننے کے بعد کہنے لگے کہ موت و حیات صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے۔ میرے دل کو بڑا سکون ہوا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میں شیوشنکر سے رجوع کرنا قطعی پسند نہیں کرتا تھا۔ میرا خدا میرا رسول میرا دین جن کی بلندیوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایک غیر مسلم اور مشرک سے امداد کا طالب ہو اور اسے اپنے سے برتر خیال کرے۔ کچھ لوگوں کا اصرار تھا۔ مگر میں نے سب کو نظر انداز کر دیا۔ اس قسم کے خیال ہی کو دل سے جھٹک کر پھینک دیا۔

میرے اہل وعیال کی حالت اور پریشانیاں، بیماریاں، آزاریاں۔ اور خود میری حالت زبوں ایسی تھی کہ نظر انداز نہیں کی جا سکتی تھی۔

مجھے ان دنوں جو بخار آتا تھا۔ اس کی کیفیت ایسی ہوتی کہ معلوم ہوتا تھا میں چاروں طرف سے آنچ کے غلاف میں گھر گیا ہوں اور اس کی سوزش آہستہ آہستہ میرے اندر حلول کر رہی ہے۔ اور پھر قے کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ اور چارپائی سے لگ جاتا تھا۔ چارہ گر بے بس، دوائیں بیکار، بخار ٹھیک ہونا تھا تو خود ہی ٹھیک ہوتا تھا۔ میرا بڑا لڑکا اس وقت دیوبند میں زیر تعلیم تھا۔ گھر آیا۔ تو اسے بھی قے شروع ہو گئی۔ اور اس کی قے میں خون سے مل کر ایک کالے رنگ کی جلے ہوئے کپڑے کی چندی بھی برآمد ہوتی تھی۔ جو فوراً غائب ہو جاتی تھی۔ بہت علاج کیا۔ مگر فائدہ مفقود۔ فیملی ڈاکٹر یا تو گلوکوز لگا دیتے تھے۔ یا پھر نیند کا انجکشن دے کر سکون فراہم کرتے اور بس۔

میں میری اہلیہ اور دو چھوٹے بچے مکان کے ایک الگ تھلگ چھوٹے سے پورشن میں رہتے جب کہ اور تمام بچے اس بڑے کمرے میں رہتے جو پاس باغ کے بالکل بالمقابل تھا۔ دو کھڑکیاں باغ کی طرف کھلتی تھیں ـــــــــ یہ سحر کا بالکل ابتدائی دور تھا۔ رات میں دس گیارہ بجے کے بعد اور کبھی کبھی ۱۲ بجے اور ایک بجے کے بعد جادوئی ایکٹر میں جمع ہو جاتے تھے۔ گانا بجانا شروع کر دیتے تھے۔ پھر کسی شب میں انگریزی ڈانس کسی شب میں عربی ناچ۔ کبھی صرف روشنیوں کے جھماکے ہوتے تھے۔ صبح میں بچے سب بتاتے تھے کہ آج رات یہ دیکھا۔ میری تشویش تو خیر بجا تھی ہی ـــــ مگر ہم نے بچوں سے کہا کہ چوں کہ تم لوگ سینما وغیرہ دیکھتے نہیں ہو اسلئے قدرت نے ایسا انتظام کر دیا ہے۔ کوئی بھی صورت ہو ڈرنا بالکل نہیں۔ بچوں نے جواب میں کہا کہ وہ لوگ آیت الکرسی اور قرآن شریف کی جتنی بھی آیتیں یاد ہیں سب پڑھتے رہتے ہیں۔ میں نے یہ بھی تلقین کر دیا تھا کہ اگر کوئی بھی تم لوگوں کے قریب آئے چپل جھاڑو جو بھی ملے۔ اس سے اس کی پٹائی کرو۔

ایک صبح بچوں نے بتایا کہ آج رات ہم لوگوں نے خناس دیکھا۔ دریافت کرنے

پران لوگوں نے بتایا۔ ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ لمبے بالکل گاجر کے ایسے ہوتے ہیں اور ان کی آنکھیں گاجر کی پیندی والے حصے میں تھیں۔ جہاں پر گاجر کے پتے لگے رہتے ہیں۔ یہ سب باغ میں ادھر سے ادھر لڑھکتے رہتے تھے۔

ایک روز کہنے لگے کہ رات میں لال بیگ آیا تھا۔ کھڑکی کے چھجے پر بیٹھکر پیر لٹکائے ہوئے تھا۔ ہم لوگ دیکھتے رہے پھر غائب ہو گیا۔

میں نے دریافت کیا۔ وہ کیسا تھا ــــــــــ بچوں نے بتایا کہ وہ بالکل چار کے ایسا تھا چھوٹی سی دھوتی اور لال پگڑی باندھے ہوئے تھا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ ارواح خبیثہ بچوں کے کمرے میں بھی آنے لگیں۔ شروع شروع میں یہ بالکل غیر مرئی تھیں اُن کے وجود کا اندازہ بچوں کو اس بات سے ہوتا تھا کہ کمرے کی تمام چیزیں الٹ پلٹ ہونے لگتی تھیں۔ لائٹ کا سوئچ خود بخود جلتا اور پھر خود بخود بجھ جاتا تھا۔ سوئچ کے کھولنے اور بند کرنے کی آواز بھی آتی تھی۔

بچوں کے کمرہ میں ہم نے ان لوگوں کے لئے ایک ٹیبل فین اسٹول پر رکھ دیا تھا وہ گھومتا رہتا تھا۔ اور بچے مچھروں کی گزند سے ایک حد تک محفوظ رہتے تھے ـــ ان بدمعاشوں نے اسے پورے کمرے میں گھمانا شروع کیا۔ اور اس کو اتنا پٹخا کہ وہ ناکارہ ہو گیا۔ آج بھی وہ پنکھا مرمت شدہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اس کے بعد یہ جادوزادے کمرے میں بھی آنے لگے۔ بچے چپل ہی سے دروازہ خوب کس کر بند کرتے تھے ـــ اور چپلوں کے ڈھیر کمرے کے اندر رکھ لیتے تھے۔ جب وہ لوگ آتے تھے پھر چپلیں برسنا شروع ہو جاتی تھیں۔ مگر ان کمبختوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا تھا۔ کبھی کبھی یہ لوگ دیواروں سے بھی عجیب عجیب شکلوں کے ساتھ برآمد ہوتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل یہ تھا کہ بچے ڈرتے نہیں بلکہ مقابلہ کرتے تھے۔

میرا ایک لڑکا جو بہت سیدھا سادھا ہے۔ ایک روز وہ رات میں ۲ بجے کے بعد جاگ گیا۔ کمرے سے باہر آیا تو دیکھا کہ باورچی خانے میں اس کی چھوٹی پھوپھی کچھ پیس رہی ہیں۔ قریب جا کر دیکھا تو مغزیات تھے۔ وہ بھی بازو میں بیٹھ گیا۔ اور باتیں کرنے لگا ــــــــــ پوچھا کہ پھوپھی اتنی رات میں آپ یہ مسالہ کیوں پیس رہی ہیں۔ تو کہا کہ اماں کو بھوک لگی تھی تو میں نے کہا کہ حریرا بنا دوں ــــــــ اور کہا کہ تم بھی کچھ بادام وغیرہ کھا لو۔ بچے نے کہا کہ پھوپھی ابھی تو میں سو کر اٹھا ہوں۔ منہ تک نہیں دھویا ہے۔ وہاں سے اُٹھ کر اپنے بستر پر آیا۔ اور سو گیا ــــــــــ صبح اپنی پھوپھی سے حریرا کے بارے میں پوچھا اور پوری بات بتائی تو سب نے خواب پر محمول کیا۔ دوسرے بچوں کے ساتھ بھی کچھ ایسے واقعات گزرے تو ہمارے پورے گھر میں گونج پیدا ہو گئی ــــــــ میرا چھوٹا بھائی کہنے لگا کہ تم لوگوں کی آنکھیں خراب ہو گئیں ہیں۔ ڈاکٹر کو بتانا پڑے گا۔ اور کہا کہ دیکھو جب تم لوگوں کو تمہارے کمرے میں یا مکان میں کہیں بھی کچھ نظر آئے تو فوراً مجھے جگا دینا۔ میں بھی دیکھوں گا۔ اور پھر اسی رات میں جب یہ گھس پیٹھی کمرے میں آئے تو چپکے سے ایک لڑکا اپنے چچا کو بلانے چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دالان سے نیچے اترا تو دیکھا کہ اس کے چچا چلے آ رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ ہاں ہم نے سب دیکھ لیا ہے۔ تم لوگوں نے سچ ہی کہا تھا۔ صبح میں بچوں نے اپنے چچا سے پوچھا کہ آپ نے دیکھا نا چچا۔ اب تو پتہ چل گیا نا کہ ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اب وہ ہکا بکا سب بچوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور کہنے لگا کہ رات تو میں قطعی اُٹھا ہی نہیں۔ رات کا سویا صبح ہی اُٹھا ہوں۔ تم لوگ غلط کہتے ہو۔

ایسے ہی بہت سے واقعات پیش آئے۔ پھر بچوں کو بھی، جب ان حالات سے بھی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اور انتظار میں رہنے لگے کہ دیکھو آج رات پھر کس سے ملاقات ہوتی ہے۔ تو ان لوگوں نے نیا چولا بدلا۔ اب وہ کمرے میں جنازے وغیرہ لانے لگے۔ جس میں سے انتہائی بدبو نکلتی تھی۔ بچے اس بدبو کو برداشت نہ کرتے ہوئے باہر نکل آتے تھے۔ مگر یہ کمبخت جنازہ لئے ہوئے ساتھ ساتھ چلا کرتے تھے۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ وہ لوگ ایک تابوت لیکر آئے اور میری لڑکی جس کی عمر اس وقت سات یا آٹھ سال کی ہوگی۔ اس میں بند کر کے زمین کے نیچے لے کر چلے گئے۔ دوسرے سب بچے سو گئے تھے۔ جب وہ زمین کے نیچے کسی سطح پر پہنچ کر جنازہ کو زمین پر رکھا تو مار پٹائی شروع ہو گئی۔ اور پھر تابوت کھول کر ایک نوجوان نے جس کی عمر بیس بائیس سال کی تھی۔ بچی کو اس میں سے نکالا اور اٹھا کر کمرے میں چھوڑ گیا ــــــ بچی نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تمہارا ماموں عزیز ہوں۔ اور یہ بھی بتایا کہ ان لوگوں کی اس قدر پٹائی کر دی ہے کہ اب وہ یہاں تک نہیں آئیں گے۔

عزیز کے متعلق نہ تو مجھے کوئی علم تھا اور نہ ہی بچوں کو۔ البتہ اہلیہ نے بعد میں بتایا کہ ان کا ایک بھائی عزیز بھی پیدا ہوا تھا۔ جو ڈیڑھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا نوزائیدہ اور معصوم بچے جو فوت ہو جاتے ہیں اس عالم بالا میں بڑھتے بھی رہتے ہیں۔

ایک صبح میرے ایک لڑکے نے بتایا کہ ابوجان رات میں نرسو آیا تھا۔ یہ وہی نرسو ہے جس کے بارے میں "طلسماتی دنیا" میں دوبارہ استفسار ہو چکا ہے اس کا اصل نام نرسمہا ہے۔ اس کو اہل ہنود نرسمہا سوامی کہتے ہیں۔ اس کا یہاں تقریباً ہر شہر میں کوئی نہ کوئی مندر ہے۔ لوگ اس سے بہت ڈرتے ہیں۔ لوگوں میں بڑی مان دان ہے ـــ کسی کے بزرگوں نے کبھی اس کے نام پر پانچ کوڑی بھی دی ہے تو پشتہا پشت وصول کرتا رہتا ہے۔ ورنہ ستاتا ہے۔ اس کے مان دان میں بہت سے گاؤں کے جاہل مسلم بھی مبتلا تھے۔ تبلیغی جماعت والوں نے بہت سے گھروں سے اس کی مورتیاں نکلوائیں ہیں۔ اس پر پھر کبھی تفصیل سے مضمون لکھوں گا۔

بہر کیف لڑکے سے میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوا۔ جب وہ آیا تھا اور اس کا حلیہ کیسا ہے۔ تو کہنے لگا کہ وہ ایک کوتاہ قد شخص ہے۔ سر بہت بڑا تھا اور گھٹا ہوا تھا۔ دھوتی اور شلوکہ پہنے ہوئے تھا۔ آنکھوں کی جگہ صرف گڑھا تھا۔ مگر بہت روشن تھا۔ مگر ایک بات تعجب کی یہ تھی کہ اس کے جسم سے پیچھے والی دیوار دکھائی دیتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا بدن شیشے کا ہے۔ اس کے منہ کے دہانے کے دونوں طرف

ایک ایک دانت ہونٹ سے باہر نیچے کی طرف لٹکے ہوئے تھے جیسا کہ درندوں کے ہوتا ہے ـــــ لڑکے سے کہنے لگا کہ لوگ ہماری پوجا کرتے ہیں۔ اور تم لوگ ہم کو گالیاں دیتے ہو۔ بُرا بھلا کہتے ہو۔ اپنے ہاتھوں میں جھاڑو لئے کھڑے رہتے ہو ہمکو مارنے کیلئے ہم بہت طاقت ور ہیں۔ بڑی بڑی شکتی والے ہمارے سامنے نہیں آتے۔ پھر لڑکے کے جواب دینے سے پہلے ہی غائب ہوگیا۔

یہ جادوئی ایکٹر کبھی کبھی بڑے پتے کی باتیں بھی بتاتے تھے ـــــ میرا بڑا لڑکا اس وقت ریاض سعودیہ میں تھا۔ مہینوں سے خیریت نہیں معلوم ہوئی تھی طبیعت لگی ہوئی تھی۔

ایک روز رات میں تقریباً ڈھائی بجے میری لڑکی میرے کمرے میں آئی اور کہنے لگی کہ آپ ٹیلی فون کے پاس جائیں۔ بھائی کا فون آنے والا ہے ایک خبیث عورت نے مجھکو آپ کو اطلاع دینے کیلئے کہا ہے۔ جب میں ٹیلی فون کے پاس پہنچا تو فون کی گھنٹی بج اٹھی اور خیریت معلوم ہوگئی ـــــ ان مندکرہ بالا حالات کے پیش نظر یہ ضروری ہوگیا تھا۔ اس کا تدارک کیا جائے۔ اب جو عاملین کی تلاش شروع کی تو ۲۰۔ ۲۵ عاملوں سے ملاقات کی۔ مگر افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ کوئی بھی اپنے فن میں کامل نہ مل سکا۔ زیادہ تر دکاندار تھے۔ اور صرف انداز سے ہی الٹی سیدھی باتیں بتاتے رہے تھے۔ مگر پھر بھی بعضوں سے کسی ایک علت میں فائدہ ضرور ہوا۔

ایک مرتبہ بیگم بازار میں ایک عامل کے متعلق معلوم ہوا۔ تو وہاں بھی پہنچا۔ وہ اتفاق سے میرے ایک شناسا کے والد نکلے۔ میں جا کر بیٹھا تو میری طرف دیکھ کر اوپر دیکھنے لگے۔ اور پھر کہنے لگے کہ بھیا جی کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی بیوی کو کوئی بیماری ہے۔ وہ بیماری نہیں بلکہ کرتوت ہے۔ میں ایک تعوید دیتا ہوں۔ اس کو سر سے پیر تک سات مرتبہ پھرا کر آگ میں ڈال دو۔ تعویذ بھی انہوں نے ہندی ہندسوں میں لکھا تھا ـــــ میرے دل میں یہ بات آئی کہ بھلا ہندی کا تعویذ کیا کام کرے گا۔ پھر بھی بادل نخواستہ جیب میں رکھ لیا۔ اور گھر واپس آیا تو دوپہر کا کھانا پک رہا تھا۔ مجھے بھی مذاق سوجھا۔ میں نے اہلیہ سے کہا کہ اس سے تمہارے سات چکر لگانا ہے۔ اس کے بعد جادو کی حقیقت تم پر منکشف ہونا شروع ہوگی۔

سات چکر جیسا کہ انہوں نے بتایا تھا۔ ویسا کر کے میں نے جلتے ہو چولہے میں تعویذ ڈالدیا۔ ۵ تاریخ ہے۔ اور آج ۸ کا دن ہے۔ پھر میری اہلیہ کو وہ درد کبھی نہیں اُٹھا جس کی شدت کے سامنے خودکشی آسان تھی۔

ایک اور عامل صاحب جو میرے محلے ہی میں رہتے تھے۔ کافی ہوشیار مانے جاتے تھے۔ ایک روز ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے معاوضہ کی بات پہلے کی۔ میں نے ان سے کہا کہ کام کیجئے۔ معاوضہ کی فکر نہ کریں۔ انہوں نے باتیں سب کھول کھول کر بتا دیں۔ اور کچھ تعویذ جلانے اور چھڑکنے کو دیئے۔ اس علاج سے صرف اتنا فائدہ ہوا کہ بچوں کے کمرے میں اور بلاغ میں جو دھاچوکڑی ہوتی تھی۔ وہ بند ہوگئی۔ مگر دوسرے اور معاملوں میں جیسے کہ معاشی حالت کا سدھار یا شادی وغیرہ۔ ان سبھوں پر مرکا وٹیں تھیں۔ اور یہ ابتک برقرار ہے۔

میرے ایک دوست یہاں محکمہ آب رسانی میں ملازم تھے۔ گزشتہ سال جس خدمت سے سبکدوش (وظیفہ یاب) ہوئے ہیں۔ ایک روز دُکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اِدھر اُدھر گفتگو کے بعد میں نے اصل موضوع چھیڑ دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ ایک کاغذ پر لکیریں کھینچتے رہے اور پھر گویا ہوئے اور تمام حالات کا انکشاف اس طور سے کیا کہ جیسے دیکھ رہے ہیں۔ جتنی باتیں بتائی تھیں سب ہی حرف بحرف سچ تھیں۔ انہوں نے دن تاریخ تمام چار پانچ حملوں کی بتائی تھیں۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ میرے دوست ہی نہیں بلکہ بھائی بھی ہیں۔ میں آپ کو بالکل تاریکی میں نہیں رکھوں گا۔ آپ کے اوپر جو کام ہوا ہے وہ میرے تو کیا کسی کے بھی بس کا نہیں ہے۔ یہ غلط ہے کہ ایک کلو شکر ریتی میں ملا کر پی سکیں گے ـــــ آپ پر جو جادو ہوا ہے اُسے صرف اللہ تعالیٰ ہی ٹھیک کر سکتے ہیں۔ وہ ہی جب چاہیں گے تب ہی سب ٹھیک ہوگا۔

میں نے ان سے دریافت کیا کہ میرے اوپر اتنا سحر کرانے والے کون لوگ ہیں۔ تو بڑی رازداری سے کہنے لگے کہ یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے۔ آپ کے مزید اطمینان کیلئے یہ بات بتا رہا ہوں کہ اس شخص کا بایاں پاؤں آج ہی موٹر سائیکل سے زخمی ہوا ہے۔ دُکان سے واپس آنے پر اس کے پیر کے زخمی ہونے کی اطلاع بھی مل گئی۔ اس کے بعد پھر میں کسی اور عامل کے پاس نہیں گیا۔

میری پریشانی کچھ اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ آنکھوں سے نیند غائب ہوگئی تھی۔ اس کے باوجود بھی میں اپنے فیصلے پر قائم رہا۔ ابتلا و مصائب کے اس بحران میں بھی ہم لوگوں نے اپنے کو اس طرح رکھا تھا کہ کسی کو شبہ بھی نہ ہو کہ ہم پریشان ہیں۔ تاکہ ان لوگوں کو کوئی خوشی و انبساط کا موقعہ نہ ملے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ کام پر کام چلاتے چلے گئے۔ اور اب ہم کو نئے تجربے سے دوچار ہونا پڑا کہ وہ لوگ سحر کے ذریعے سے ہم پر خبیث مُسلّط کرانے لگے۔ ایک دو خبیث بھی نہیں بلکہ بیک وقت چھ چھ جمع ہو گئے ان کے وجود کو تو میں نے محسوس کیا۔ اکثر یہ کمبخت میری چارپائی ہلایا کرتے تھے۔ اور جب نیند آنے لگتی تھی تو ایسا شور کرتے تھے کہ نیند اُچاٹ ہو جاتی تھی۔ اُٹھ کر دیکھتا تھا تو کچھ بھی نہیں۔ رات میں ۱۲ بجے کے بعد یہ کمبخت دکھائی دیتے تھے ـــــ میرا ۹ لڑکا جو زسو پر جھاڑو لے کر دوڑا تھا۔ اس نے اس کی پٹائی بھی کی تھی۔ جب یہ لوگ دکھائی دیتے تھے تو بچے اپنے کمرے میں چلے جاتے تھے۔ اور قرآنی آیتیں وغیرہ جو بھی یاد رہتی تھیں۔ پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ مگر دو خبیث بہت بدمعاش تھے۔ دونوں ایرانی شیعہ تھے۔ یہ بچوں کے سینوں پر بیٹھ کر گلا دبا دیتے تھے۔ خیر بچے آیت الکرسی دل ہی دل میں شروع کر دیتے تھے۔ تب بھاگتے تھے۔

میرا دوسرا لڑکا اس وقت ڈاکٹری کے آخری سال میں تھا۔ اُسے تو حد سے زیادہ ستاتے تھے۔ وہ بہت پریشان رہتا تھا۔ وہ پہلے ہی سال میں تھا جب بھی اس پر اس قسم کا سحر کرایا گیا تھا۔ کہ وہ پڑھ نہ سکے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے کامیاب کیا۔ اسی طرح سے میرا ایک چھوٹا لڑکا اس وقت دسویں میں تھا۔ انتہائی ذہین

اور پڑھنے میں نمبر ایک۔ میرا خیال تھا کہ پڑھنے میں یہ لڑکا سب سے آگے رہے گا۔ مگر ہوا کیا کہ کچھ لوگ ایک دن اس کے اسکول گئے۔ شاید کسی کے داخلے کیلئے۔ استادوں نے اس بچے کی ذہانت کی اتنی تعریف کی کہ حد کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تیسرے روز سے اسکا اسکول جانا اس وجہ سے بند ہو گیا۔ کہ اس کی دونوں پنڈلیوں میں عجیب قسم کے پھوڑے پھنسیاں نکلنے لگی جس کا علاج ڈاکٹروں کے پاس نہیں تھا۔ اپنے محلے ہی میں جو عامل صاحب تھے۔ میں ان کے پاس لیکر گیا۔ اور تعجب اس بات پر ہوا کہ انہوں نے غور سے دیکھا اور قریب رکھی ہوئی چھڑی اٹھا کر اس پر کچھ پڑھا اور بچے کے دونوں پاؤں پر پھیر دیا۔ اور دیکھتے ہی ایک دم سب غائب۔ نہ تو پھوڑا تھا نہ پھنسی۔ البتہ نشانات باقی ہیں۔

اس کے بعد سے کئی کالجوں کے چکر لگائے۔ مگر اُسے نہ پڑھنا تھا۔ نہ پڑھا۔ اس کا دل ہی پڑھائی سے اچاٹ ہو گیا۔

ان تمام خبیثوں میں یہ دو خبیث جو ایرانی تھے۔ ایک عبدالکریم اور دوسرا امجید، بہت بدمعاش تھے۔ جب ان کی ایذا رسانیاں حد سے بڑھ گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایما پر حضرت عمر فاروق رضؓ نے عبدالکریم کو قتل کر دیا۔ اور دوسرا بھاگ گیا۔ یہ دونوں محرم میں کالا لباس ہی پہنے تھے۔ اور مجلسوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ اور آکر بتاتے بھی تھے۔ آج فلاں جگہ مجلس میں گئے تھے۔ اسی کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ اُسے ۸ ہزار روپے خرچ کر کے مسلط کیا گیا ہے ——— بہت سے خبیث جیسا کہ ایک کے بعد ایک آتے رہے۔ اور ان میں بعض بہت شریف بھی تھے۔ انہیں میں سے ایک نے کہا کہ آپ لوگ مکان خالی کر کے چلے جائیں۔ اب پکا یقین ہو گیا کہ ہم لوگوں کو یہاں سے بھگانے کی تدبیر ہو رہی ہے۔ تب ہم ڈٹ کر ہر بات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو گئے حالانکہ اس نے صحیح بات بتائی تھی۔

ایک مرتبہ ایک انگریز خبیث بھی آیا تھا۔ جو ہیم برگ لندن میں کوئی مقام ہے۔ وہاں کا رہنے والا تھا۔ یہ پانی کے ایک جہاز میں کیپٹن بھی تھا۔ اس کا نام الیتھا ابرائیل تھا۔ اس کا جہاز ۱۸۳۶ء میں لندن جاتے ہوئے ڈوب گیا۔ اس نے جہاز وغیرہ کا بھی نام بتایا تھا۔ مگر اب ذہن سے اُتر چکا ہے۔ آنے کے ساتھ ہی وہ بہت متأثر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ ہم آپ لوگوں کو ذرا بھی تکلیف نہیں دیں گے۔ آپ لوگ خدا پرست ہیں۔ اتفاق سے اس وقت میری لڑکیاں کڑھائی بنائی اور پینٹ کا کام سیکھ رہی تھیں۔ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا کہ ہماری بیوی اور بچی بھی اس فن میں ماہر تھیں۔ ہمارے پاس اس کام کے لئے بہت سامان ہے۔ وہ ہم تم کو لا کر دیں گے۔

وہ لایا بھی تھا۔ مگر لڑکیوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور وہ خاموشی سے چلا بھی گیا۔

ایک مرتبہ ایک عورت بھی آئی تھی۔ یہاں سے قریب ایک گاؤں میں ایک تالاب کے کنارے اس کا ڈیرہ تھا۔ اس نے اپنا پورا پتہ نام وغیرہ سب بتایا۔ اور بتایا کہ اس نے خودکشی کی تھی۔ وہ ہمارے گھر میں آکر بہت پچھتائی۔ کہنے لگی کہ آپ لوگ بہت سیدھے ہیں۔ ہم آپ لوگوں کو کیسے پریشان کریں۔ آپ لوگوں کو پریشان کرنے کیلئے فلاں شخص نے ہمیں بھجوایا ہے۔ اور پھر واپس چلی گئی۔ دو تین تو ایسے تھے۔ بچوں نے انہیں دھکا دیا تو زمین پر ڈھے گئے۔ اور ہڈی کڑکڑانے کی آواز آئی۔ جب ان بوڑھے خبیثوں سے پوچھا گیا۔ کہ جب تمہارے اندر طاقت نہیں ہے تو آئے کیوں ہو۔ کہنے لگے کہ ہم کو زبردستی بھیجا جاتا ہے۔ اگر ہم نہ آئیں تو ہمیں بہت مارا جاتا ہے۔ جس گھر میں یہ تماشے ہوتے تھے وہ میرا ذاتی مکان تھا۔ اور کچھ ہی عرصہ پہلے ایک نیا پورشن بھی بنوایا تھا۔ قسمت کی خوبی دیکھئے کہ ایک سال بھی نئے حصے میں نہ رہ سکے۔

اس مکان کے چھوڑنے کی تلقین کئی طرف سے ہونے لگیں۔ میں ایک کان سے سُنتا تھا۔ اور دوسرے سے نکال دیتا تھا۔ اپنا مکان اور جما جمایا حساب تمام تر سہولتیں بھلا کون مکان کو چھوڑتا۔ اس لئے میں ان باتوں پر قطعی غور نہیں کرتا تھا۔ ہماری ایک لڑکی نے ایک روز کہا کہ رات میرے خواب میں ایک بزرگ شیخ عثمان محمود صاحب آئے تھے۔ چار سو سال یہ زمین کیا۔ پورا محلہ انہیں کی ملکیت تھا۔ انہوں نے کہا تم لوگ یہ مکان چھوڑ دو۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ کہیں بھی گزر بسر ہو سکتی ہے۔ میں پھر بھی انجان بنا رہا۔ مگر جب کچھ ایسے ہی اشارے اور سمت سے ملے تو پھر مکان کی تبدیلی ضروری ہو گئی۔ تقریباً ایک میل دور ایک کرائے کا مکان لیکر منتقل ہو گئے۔ اس کرائے کے مکان میں آنے کے بعد تمام خورد و کلاں کے چہروں پر کچھ بشاشت نظر آنے لگی۔ اور دو تین ماہ کے اندر اندر بہت ساری علتیں دفع ہو گئیں۔ صحت اپنے اصل کی طرف مراجعت کرنے لگی۔ سب سے خراب حالت تو میری اہلیہ کی تھی۔ صرف ہڈی اور چمڑا رہ گیا تھا۔ اُس مکان میں تو ایک دن میں آدھی چپاتی بھی نہیں کھا سکتی تھیں۔ کھانے کے بجائے دودھ پھل وغیرہ کی طرف بھی قطعی کوئی رجحان نہیں رہ گیا تھا۔ اگر کبھی کچھ کھا لیا تو ری ایکشن ہو جاتا تھا۔ مگر اس مکان میں آنے کے بعد کچھ غذا کی طرف رغبت پیدا ہوئی جو آہستہ آہستہ اپنے معمول پر آ گئی۔ صحت بھی اچھی ہو گئی۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ میری ایک لڑکی نے دیکھا کہ گھر میں ایک لومڑی آئی ہے۔ اور وہ بہت پیاسی ہے۔ لڑکی نے پانی کی بالٹی ان کے سامنے رکھ دی۔ اس نے پانی پیا اور چلی گئی۔ دوسرے روز وہ انسانی جون میں بھی اس طرح آئی کہ پہچانی جاتی تھی کہ وہ کل والی لومڑی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ مکمل انسانی ہیئت پر آ گئی۔ اس نے بتایا کہ ہمارا تعلق گروہ اجنّا سے ہے۔ تم لوگوں کو دیکھتے ہی ہم کو پتہ چل گیا تھا کہ تم سب لوگ مسحور ہو۔ تمہارے گھرانے کا ہر خورد و کلاں پر سفلی عمل کیا گیا ہے ——— اور تمام سفلی اعمال ایک قسم کے نہیں ہیں۔ جو جیسا ہے اس کے ساتھ ویسا ہی عمل بھی کیا گیا ہے۔ تم لوگ خدا کا شکر ادا کرو کہ تم لوگوں پر ان تمام عملیات کے وہ اثر ظاہر نہیں جو حقیقت میں ہونا چاہیئے تھا۔

بہرکیف انہوں نے خاندان کے ہر خورد و کلاں کے لئے الگ الگ وظائف کی تلقین کی۔ خود میرے لئے بھی قرآن مجید کی ایک صورت پڑھ کر کانسے کے پیالے میں پانی بھر کر اور پھر دم کر کے پینے کیلئے کہا۔ ہم سبھوں نے ان بتائے ہوئے وظائف پڑھے۔ پھر کچھ روز بعد پہلے والے صاحب کے ساتھ ایک صاحب اور آئے۔ انہوں

نے مختلف وظائف کو پڑھنے کیلئے کہا پھر چلہ پورا ہونے پر پھر کوئی صاحب آئے اور انہوں نے پھر اور کچھ بتائے۔ اس طرح تقریباً پچیس تیس افراد آئے اور سبھوں نے افسوس ظاہر کیا۔ اور اپنے اپنے عملیات کے مطابق وہ ہمیں بھی تلقین کرتے۔

یہ تمام وظائف صرف اللہ تعالیٰ کے کلام کی سورتوں اور آیات پر مبنی تھے۔ ان وظائف کے دوران بہت عجیب عجیب مشاہدات بھی ہوئے۔ بہت ساری حقیقتوں کا علم ہوا۔ انکشافات اتنے روشن ہوئے تھے کہ تمام چیزیں۔ مثلاً جادو کیا جارہا ہے۔ کن کن چیزوں کا استعمال ہورہا ہے۔ کہاں دفن کیا گیا۔ کون کون لوگ ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ اپنی قوم کے بہترین لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سبھوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔

جادو کی حقیقت جو پہلے والے صاحب نے بتائی۔ وہ استفادہ یا لوگوں کے علم میں آنے کیلئے لکھ رہا ہوں کہ یہ چلتا پھرتا کیسے ہے ________ کہنے لگے کہ جب جادوگر منتر پڑھتا ہے تو ارواح خبیثہ اس میں لپٹی رہتی ہیں۔ اور جادو ایک جاندار شئے کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ جہاں بھیجا ہو تو چلا جاتا ہے۔ فضا میں اُڑ بھی سکتا ہے۔ اور زمین پر چل بھی سکتا ہے۔

یہ تمام حضرات جن سے ہمیں واسطہ پڑا۔ ملک کے مختلف مقامات سے بھی آئے۔ اور ملک کے باہر سے بھی آئے۔ اندازہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کسی ایک قسم کے سحر کے ماہر تھے۔ اپنا اپنا کام انجام دے گئے ________ یہ تمام حضرات انتہائی ہمدرد مخلص، پکے سچے مسلمان حرص و ہوس سے کوسوں دور۔ اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق میں بھی متقی، پرہیزگار، تارک الدنیا، عالم فاضل، تجارت پیشہ ہمہ اقسام کے افراد تھے۔

اب مجموعی حالات ایک حد تک ٹھیک ہو چکے تھے۔ مگر معاشی حالت اب بھی ابتر تھی۔ جہاں تک خورد و نوش کا معاملہ ہے۔ بحمد اللہ، اللہ کا وعدہ بالکل حق اور سچ ہے۔ مگر اور دوسری تمام معاشی ضروریات جیسے کہ شادی بیاہ، ہر ایک کو روزی روزگار سے لگانا۔ ابتک ان میں کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔ معلوم یہ بھی ہوا ہے کہ تقریباً آٹھ سال سے شادیوں پر رکاوٹ ڈالی گئی ہے۔

ایک دن میری دُکان میں میرے ایک لڑکے کے ساتھ ان کا ایک دوست بھی آیا۔ میں نام سے واقف نہیں ہوں۔ انہوں نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ یہاں تین گرانٹ ہیں۔ ایک مہان شکتی بھی ہے۔ انہوں نے اس وقت بہت سی باتیں بتائی بھی تھیں۔ مگر چوں کہ ہم لوگوں کے ذہن میں وہ باتیں نہیں رہی تھیں۔ اس لئے تردید کرتے رہے ان کے جانے کے بعد ہم لوگوں کو وہ سب باتیں یاد آئیں۔ جس کی ہم تردید کر چکے تھے۔ میں ان دنوں سفر پر گیا ہوا تھا۔ بچے ان کو گھیر گھار کر لائے کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ گرانٹ کیا ہوتا ہے۔

ایک روز رات میں انہوں نے تمام لڑکوں کے سامنے دو گرانٹ نکلوائے: معلوم ہوا کہ وہ دُکان میں بیٹھ کر پڑھتے رہے۔ اور پڑھتے ہوئے ہدایت کی کہ سیڑھی کے دونوں طرف ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ کا گڑھا کھود دو۔ میرے بڑے لڑکے نے خود کھودا۔ اور وہیں بیٹھا رہا۔ کہ مبادا کوئی گڑبڑ ہو جائے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک گڑھے میں مُتلا انسانی بچے کا تازہ تازہ گوشت اور خون وغیرہ نکلا۔ اور دوسرے گڑھے میں ہڈی، لیموں وغیرہ اور پتہ نہیں کیا کیا۔ اس کے بعد سُنا کہ دُکان ہفتوں خوب چلی اور پھر ٹھپ ہوگئی۔ وہ لوگ کام برابر کر رہے ہیں۔ اس میں شُبہ کی گنجائش نہیں۔ مصلحتاً اُمّت کے حالات جو کچھ پیش آئے وہ حذف کر رہا ہوں۔

بقیہ: ____ فراعنۂ مصر کا کالا جادو

اس منتر کو اٹھارہ ہزار بار دریائے نیل کے پانی میں کمر تک کھڑا رہ کر پڑھنے سے مصری لوگ تسخیر زحل کا عمل سرانجام دیتے تھے اور اس عمل کا عامل طی الارض پر قدرت اور پل بھر میں مشرق سے مغرب میں جا سکتا تھا۔ وہ لوگوں کو فیضان روحانی بخش سکتا تھا اور دیوتاؤں کی مانند طاقت اور قوت رکھتا تھا۔ قبطی کاہن رفع امراض کہنہ کیلئے قالبس کا نقش دیا کرتے تھے۔

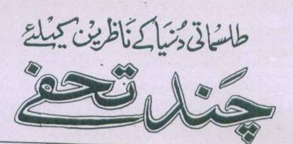
نقش حسب ذیل ہوتا تھا۔



ایسا سحر زدہ جس کے علاج سے عامل و کامل حضرات عاجز آجائیں تو ایسے لاعلاج مریض کیلئے منزل بقعہ میں گربہ دشتی کے پتے کے پانی پر ذیل کے کلمات کو اٹھارہ دفعہ پڑھ کر دم کریں۔ اس پانی کو کنوئیں کے سادہ پانی میں ملا کر اس پانی سے سحر زدہ کو غسل کروائیں اور اس میں سے تھوڑا سا پانی اس مریض کو پلا بھی دیں۔ جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ اور مریض فوراً شفایاب ہوگا۔

کلمات عمل یوں ہیں۔

اَلْخَاخَ اَلْجَاخَ دَاحَ يَدُّوحَ يَاخَاخَرَ اَلْخَفَاخَا خَوخَيَاطَاخَا اَخَاوِيلَ فَرَج اَهَاوِيلَ وَلَاخَيْرَ اَخهَا خَاخَيْرَ اَحَافِظًا وَهَازِسًا سِنْ خَادِہ وَكَاذِهُ بِسِحْرِ وَلَاخَاهِشَتْ خَشُوعًا فَكُنْ لَنَا شَدًا فِعًا اَتَمَهَا يَاخَخَا خُودًا اَلْحَقِّ اَلْخَاءِ وَاَلوَخَاءِ اَلْخَاءِ خَاخَا۔





علامات جس وقت کوئی مریض آئے (۱) اس کا نام (۲) اس کی ماں کا نام (۳) دن کا نام ان سبھوں کا ابجد کے حساب سے اعداد نکالکر سب نمبروں کو جوڑ دیں۔ پھر ان نمبرات کو ۴ سے تقسیم کریں۔ اگر (۱) بچے تو نظر (۲) بچے تو پیٹ میں کسی چیز سے سحر کیا گیا ہے (۳) بچے تو بدنی مرض (۴) بچے تو سحر

اب اس کے لئے تعویذات کا استعمال اس طرح کریں۔

~~(۱)~~ یہ تعویذ سات عدد لکھکر دیں۔ روزانہ رات کو ایک پیالی میں ایک نقش ڈال دیں صبح سویرے نہار منہ میں پانی پی لے کریں۔ شرط نہار منہ ہے

وہ تعویذ یہ ہے

۷۸۶

۲۱۶۹	۲۱۷۲	۲۱۷۰	۲۱۹۱
۲۱۷۴	۲۱۶۳	۲۱۶۸	۲۱۷۳
۲۱۶۳	۲۱۷۷	۲۱۷۰	۲۱۶۷
۲۱۷۱	۲۱۶۶	۲۱۶۴	۲۱۷۶
۸۶۷۷	۸۶۷۸	۸۶۷۲	۸۷۰۷

یہ چال غلط ہے۔ مگر مجھے یہی نقش اسی طرح ملا ہے اسی میں فائدہ ہوتا ہے

(۲) ایک تعویذ دائیں ہاتھ میں باندھ لیں۔ وہ یہ ہے۔

۷۸۶

۱۱۸۵۰	۱۱۸۵۳	۱۱۸۵۶	۱۱۸۴۳
۱۱۸۵۵	۱۱۸۴۴	۱۱۸۴۹	۱۱۸۵۴
۱۱۸۴۵	۱۱۸۵۸	۱۱۸۵۱	۱۱۸۴۸
۱۱۸۵۲	۱۱۸۴۷	۱۱۸۴۶	۱۱۸۵۷

۷۸۶

۸	۲۵۹۴	۲۵۹۷	۱
۲۵۹۶	۲	۷	۲۵۹۵
۳	۲۵۹۹	۲۵۹۲	۶
۲۵۹۳	۵	۴	۲۵۹۸

یا اللہ اسکو سحر کی شکایت نہ ہو۔ آمین۔

(۳) بڑے تعویذ کو بوتل میں ڈال دیں۔ (۱) تین دن کے بعد کاغذ کو نکال لیں۔ (۲) روزانہ تین پیالی صبح۔ دوپہر۔ شام۔ کو ایک ایک پیالی پی لیا کریں۔ پانی کم ہو تو اور ملا لیا کریں۔ (۳) تین اتوار کو غسل کریں غسل کی ترکیب یہ ہے۔ اتوار کے دن صبح سویرے نہار منہ میں غسل کریں۔ غسل سے قبل کچھ نہ کھائیں۔ نہ چائے نہ بسکٹ نہ ناشتہ۔ یہ سب غسل کے بعد کریں۔ ایک بالٹی پانی میں سے لیکر بوتل سے لیکر ڈال دیں۔ (۱) پہلے ایک چلو پانی اسی بالٹی سے پی لیں (۲) پھر اس بالٹی سے ایک لوٹا نکال کر وضو کر لیا کریں (۳) پھر اس بالٹی کے پانی سے غسل کر لیا کریں۔ پانی اگر کم ہو جائے اور پانی ملا لیا کریں۔ انشاء اللہ مکمل صحت ہو جائیگی

بڑا تعویذ یہ ہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِکِ النَّاسِ اِلٰہِ النَّاسِ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ۝
قل اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ فلما القوا قال موسیٰ ما جئتم بہ السحر ان اللہ سیبطلہ ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین ویحق اللہ الحق بکلمتہ ولو کرہ المجرمون انما صنعوا کید سحر ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ۔

نوٹ:۔ سب کاغذات کو اچھے کنوئیں۔ یا۔ تالاب میں ڈالدیں ادھر ادھر نہ ڈالیں وجسکو تعویذ دیں اسکو کہہ دیں پانچ یا دس روپے خیرات کردے۔ ہدیہ جو مناسب ہو لے لیں۔

(۲) کسی کا کوئی عزیز ہو، لڑکا ہو یا دوست ہو۔ گھر کو خط و کتابت نہیں کرتا۔ نہ روپیہ دیتا ہے۔ اس کے لئے بہترین عمل یہ ہے۔ اسکو ڈاک پانی کہتے ہیں۔ ایک نئی لیڈ پر سورہ جمعہ کو تین بار پڑھکر دم کریں۔ اسی لیڈ سے خط تحریر کریں۔ انشاء اللہ روپئے اور خطوط آنے لگیں گے۔ مجرب۔

(۳) ایضاً:۔ کارڈ نہیں۔ صرف کاغذ۔ یا انلینڈ لیٹر میں مضمون لکھکر ایکبار آیۃ الکرسی۔ اور سورہ یٰسین شریف کا شروع سے پہلی مبین تک کاغذ کے ہر موڑ یا تہہ میں دم کر کے خط کو بند کر دیں۔ انشاء اللہ کیسا ہی سخت دل ہو روپئے اور خط دینے لگے گا۔ مجرب المجرب۔

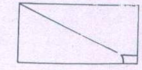


عمل نمبر ١ اگر ڈائن، جوگن نے جادو یا سحر کر دیا ہے۔ کسی نے دوکان یا مکان کی بندش کرا دیا ہے۔ شیطان، بھوت، چڑیل، سوار ہو گیا ہے۔ جنات نے تنگ کر دیا ہے ایسی صورت میں اس ترکیب کو آزمائیں، انشاء اللہ تعالیٰ سو فیصد کامیابی ہوگی، اسمیں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ چلبے تو جنات تک قید ہو جاتا ہے یا جل جاتا ہے نیز مریض یا مریضہ اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

ترکیب عمل پہلے زبان میں تاثیر پیدا کرنے کیلئے کم از کم ایک سو اکیس ١٢١ بار سورہ یٰسین شریف کا ورد کرلیں۔ اس کی قید نہیں کہ ایک ہی بیٹھک میں ہو جب سورہ کا حفظ روانی سے مکمل کرلیں تو مریض پر مندرجہ ذیل ترکیبیں استعمال کریں۔

ترکیب ١ پہلے ایک کاغذ پر جو سادہ ہو ان ناموں کو لکھ لیں۔

(١) جنات	(٢) شیطان	(٣) خبیث	(٤) ابلیس
(٥) مردود	(٦) نمرود	(٧) ہامان	(٨) سلیمان
(٩) علیقًا	(١٠) علیقًا	(١١) علیقًا	(١٢) طلیقًا
(١٣) طلیقًا	(١٤) طلیقًا	(١٥) جن	(١٦) بھوت
(١٧) چڑیل	(١٨) ڈائن	(١٩) جوگن	(٢٠) پریت



اب دونوں ہتھیلی سے لکھے ہوئے کاغذ کو لال نشان کو نہ نے ترکون لپیٹ لیں۔

(ب) اب صاف روئی (COTTON) لیں اس کے بعد میٹھا تیل یعنی (MUSTARD OIL یعنی سرسوں کا تیل) سے ترکرلیں اور ترکون کاغذ کے اوپر لپیٹ کر فتیلہ بنالیں۔ پھر اس فتیلہ کو مٹی کے دیئے میں رکھ دیں یہ آپ کی پہلی ترکیب مکمل ہو گئی۔

ترکیب نمبر ٢ زمین کو صاف کرا کر اُسے مٹی سے تھوڑی دور تک لیپ دیں (٢) جب زمین سوکھ جائے تو عامل باوضو۔ چھڑی یا لکڑی سے اس طرح گول دائرہ بنالیں۔

(پچھم) عامل بیٹھے

صلی اللہ علیہ وسلم
دیا
موم بتی
اگربتی

مریض یا مریضہ بیٹھے

(پورب)

(٣) کسی چیز سے نیچے خانہ میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھدیں۔

(٤) موم بتی دائرہ سے باہر داہنے طرف جلادیں۔

(٥) دائرہ سے باہر بائیں طرف اگربتی جلادیں۔

(٦) دائرہ کے اندر یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے دیا رکھدیں۔ جسمیں فتیلہ رکھا ہوا ہے۔

ترکیب نمبر ٣ مریض یا مریضہ کو دائرہ سے باہر پورب طرف پچھم رُخ بیٹھا دیں (دیا سے نیچے)

(ب) عامل پچھم طرف دائرہ سے باہر پورب رُخ بیٹھے۔

(ت) اب عامل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے ہوئے فتیلہ جلا دیں۔

(ث) ٣ عدد سفید کارک لگی شیشی بھی رکھنا ہے۔

ترکیب نمبر ٤ (١) اب عامل۔ درود شریف ٣ دفعہ اول و آخر اور درمیان میں ایک دفعہ سورۂ یٰسین شریف پڑھکر دونوں ہتھیلی کو سنکھ کی طرح گول کر کے زور سے اپنی ہتھیلی پر پھونک ماریں۔

(٢) پھر یہ کہیں۔ وَاِذَا بطشتم بطشتم جبارًا۔ لاتعداد دفعہ پڑھیں پھر زور سے پڑھتے ہوئے زور سے ہی حکم دیں۔ اے موکل ہمزاد جلد حاضر ہو کر مریض یا مریضہ کے اوپر جو بھی چیز ہے جلد حاضر کرو۔

(٣) ادھر مریض یا مریضہ فتیلہ کو غور سے دیکھتے رہیں گے۔ اس کے بعد

جو بھی چیز ہوگی وہ اپنی شکل میں فتیلہ میں دکھائی دیگی۔ مریض یا مریضہ اس ہیبتناک شبیہ دیکھکر ڈر جائیگی مگر عامل کو سمجھانا ہے کہ ہم میں انشاءاللہ کچھ نہ ہوگا۔

(۴) اب سفید شیشی خالی منہ والی مریض کو دیکر کہنا ہے۔ اے مریض جو شکل ہے اُسے کہو جلد شیشی میں آجائے۔ چونکہ مریض دیکھتے رہیں گے جب شیشی میں آجائے تو کارک سے منہ بند کر دینا ہے۔

احتیاط:۔ کبھی کبھی مریض پر کئی طرح کا سایہ تنگ کرتا ہے یا کئی جنات سوار رہتا ہے لہٰذا مریض کو شیر، بھالو، خوفناک شکلیں، سانپ، بچھو وغیرہ۔ کئی نظر آسکتے ہیں سب کو قید کرنے کیلئے ایک شیشی رکھی ہوگی پھر اس شیشی کو گہرا گڈھا کھود کر دفن کر دینا ہے۔

دوسرا تجربہ شدہ عمل

اگر سائل یا عامل یہ چاہتے ہوں کہ آنکھ بند کریں اور سامنے بھاگے ہوئے؟ نعل یا کسی چیز کو دیکھ لیں تو مسلسل چالیس روز تک اس عمل کو اس ترکیب سے کرلیں۔

طریقۂ عمل

نماز کی پابندی ضروری ہے۔
(ب) بعد نماز ظہر اپنی جگہ بیٹھیں رہیں اور بغیر کسی گفتگو کے سورہ الم ترکیف پوری۔ ۱۴ چودہ بار پڑھ لیا کریں یہ سلسلہ مسلسل چالیس روز تک چلے گا۔ اگر ایک روز بھی ناغہ ہوگا تو پھر سے شروع کریں۔

عمل نمبر ۳

اگر دو شخص میں عداوت ہو یا دشمنی دوستی میں بدلنا چاہتے ہوں یا زن و شوہر میں اختلاف رہتا ہو یعنی جائز محبت کے لئے سورہ الحمدللہ..... والضالین تک ۱۱ بار پڑھکر شیرینی پر کھلا دیں بہت زود اثر ہے۔

عمل نمبر ۴

اگر بیجد مرض کا حملہ ہے کسی دوا سے فائدہ نہیں ہو رہا ہے تو پیپل کا گیارہ عدد پتہ لاکر مریض کے سر پر رکھدیں اور قل یاایہاالکافرون۔ قل ہواللہ۔ قل اعوذ برالناس۔ قل اعوذ برب الفلق یعنی چاروں قل۔ ایک ایک دفعہ پڑھکر پتہ پر پھونک دیں۔ اور سر سے ہٹا کر جلا دیں۔ یہ ترکیب مسلسل گیارہ دنوں کریں۔ انشاءاللہ تعالیٰ [illegible]ت آجائے گی۔

ایک یادگار تحفہ

قارئین کے لئے جادو ٹونا نمبر میں ہمزاد تابع کرنے کا ایک نادر عمل پیش کر رہے ہیں جو لوگ اس لائن کی ریاضتیں کر چکے ہوں ان کے لئے یہ ایک گرانقدر تحفہ ہے۔ اُمید ہے کہ خدمتِ خلق کی نیت سے ایسے لوگ ہمزاد تابع کریں گے۔ اور وہ خود بھی فائدہ اُٹھائیں گے اور اللہ کے بندوں کو بھی فائدہ پہونچائیں گے۔ (ح۔ک)

عمل ہمزاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا سمیعُ یا بصیرُ الھم سخرلِی ھمزاد بحق سہنسائیل و وَسَخرلِی ھمزاد بحق رفتمائیل وسخرلی ھمزاد بحق لومائیل احضروا احضروھذا الوقت واحضروا من الوقت الحاجات بحق حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام بحق یا بدوح۔

طریقہ اسکا یہ ہے کہ شرائط اعمال کا پابند ہو کر نوچندی جمعرات کو بعد از نماز عشاء تازہ غسل یا وضو کریں۔ اور پھر تنہا اور پاکیزہ مکان میں جسے بخورات سے معطر کیا گیا ہو قبلہ رخ بیٹھ کر اور اپنی پشت پر چراغ جلائے جس میں خالص سرسوں کا تیل ہو۔

اور سایہ کی گردن پر نظر جما کر عمل کو سوا گھنٹہ تک مسلسل پڑھیں تو تعداد کا لحاظ ہرگز نہ رکھیں محویت میں عمل کو پڑھتے رہیں۔

نویں روز سایہ گم ہو جائے گا اور کبھی دائیں کبھی بائیں مختلف اشکال یا سائے یا روشنیاں نظر آئیں گی کبھی پیچھے سے کوئی آواز دے گا عمل چالیس یوم کا ہے جس روز عمل ختم کرنے کے بعد ہمزاد مخاطب کرے تو اس سے وعدہ وعید کرلیں۔

اور ہمزاد کو آزاد کر دیں روزانہ بطور مداومت عمل کو ایک بار پڑھتے رہنا بہت ضروری ہے۔

اور جب ہمزاد حاضر کرنا منظور ہو تو تین بار عمل پڑھ کر تین بار تالی بجائے انشاءاللہ بہت کامیاب عمل ہے۔



حضرت آدمؑ کی نعش مبارک کوہستان نوز کی غار میں پڑی تھی حضرت آدم علیہ السّلام کے بیٹے شیثؑ اور ان کی اولاد دعائیہ انداز میں ہاتھ اُٹھائے لاش کے ارد گرد کھڑے تھے۔ کوہستان نوز جنوبی ہندوستان کے سرسبز ترین پہاڑوں میں سے ہے۔ جب حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا گیا تو اس پہاڑ پر ان کا نزول ہوا تھا۔ کوہستان نوز کے ایک طرف حضرت شیثؑ اپنے قبیلے کے ساتھ تھے جب کہ جبلِ نوز کی دوسری طرف ان کا بڑا بھائی قابیل اپنے قبیلے کے ساتھ پڑاؤ کیئے ہوئے تھا۔ یہ حضرت آدمؑ کا وہی بیٹا تھا جس نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔

اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا جنوب میں آدمؑ کا پل[1] اور آدمؑ کی چوٹی[2] کے پہاڑوں کا سلسلہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ہر شئے ڈوبتے سورج کی آخری جھلک دیکھ رہی تھی۔ پھر کوہستانوں کے طویل سلسلے پر شام کی سیاہی غالب آنے لگی۔ جاڑے کی لمبی ٹھٹھرتی رات دھیرے دھیرے اُترنے لگی۔ طیور تیزی سے اپنے ٹھکانوں کی جانب محوِ سفر تھے اور تیز سرد ہواؤں میں پتوں سے بے نیاز پیڑوں کی شاخیں بری طرح چیخ رہی تھیں۔ کارگاہِ زیست میں ظلمتوں کا نزول ہونے لگا تھا۔ اُفق کے دریچے لال گوں ہو کر سفیدی میں ڈھلنے لگے۔ رات سنسان ہو کر جنونی کیفیت اختیار کرنے لگی اور ستارے ٹمٹما کر آدمؑ کے دونوں بیٹوں کے قبیلوں کو دیکھ دیکھ کر مسکرانے لگے تھے۔ شیثؑ آدمؑ کی نعش مبارک کے پاس دو کڑیل محافظوں کو چھوڑ کر اپنے قبیلے کے دیگر لوگوں کے ساتھ اپنے پڑاؤ کی طرف جا چکے تھے۔ شیث علیہ السّلام اور قابیل کے قبائل کا قیام کوہستانی غاروں اور پہاڑی گپھاؤں میں تھا۔ یہاں دونوں قبائل کا قیام چونکہ عارضی تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے لئے گھر تعمیر نہ کیئے تھے۔

جب شیثؑ آدمؑ کی نعش مبارک کے پاس دو محافظوں کو چھوڑ کر اپنے ٹھکانے کی طرف چلے گئے۔ اسی وقت عزازیل[3] اپنے پانچ ساتھیوں ثبر، اعور، مسوط، درسم اور زکنبور کے ساتھ کوہستان نوز پر نازل ہوا پھر ابلیس (عزازیل) نے اپنے ساتھی درسم کو حکم دیا کہ جاؤ قابیل اور اس کے قبیلے کو بلا لاؤ اور میرا نام لیکر قابیل کو میرا پیغام دینا۔ وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کو لے کر بھاگتا ہوا میری طرف آئے گا۔ درسم کچھ کہے بغیر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ قابیل اپنے قبیلے کے مرد، عورتوں کو لیکر اس چٹان کے سامنے آکھڑا ہوا۔ جس چٹان کے اوپر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُن کا منتظر تھا۔ آلِ قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے عزازیل نے پہلے اپنے پانچوں ساتھیوں کے ناموں کا تعارف کرایا۔ پھر اس نے بلند آواز میں قابیل کے قبیلے کو مخاطب کر کے اپنے اُن پانچوں ساتھیوں سے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اے آلِ قابیل! میرے ساتھیوں میں سے جو ثبر ہے، اس کے اختیار میں مصیبتوں کا کاروبار ہے، جن میں لوگ ہائے واویلا کرتے ہیں اور گریبان پھاڑتے ہیں مُنہ پر طمانچے مارتے ہیں اور جاہلیت کے نوحے گاتے ہیں۔ میرے دوسرے ساتھی کا نام اعور ہے۔ یہ لوگوں کو بدی پر اُکساتا ہے اور اُسے ان پر اچھا اور پسندیدہ کر کے دکھاتا ہے۔ میرے تیسرے ساتھی کا نام مسوط ہے، یہ کذب اور دروغ پر مامور ہے جسے لوگ کان لگا کر سنیں، جس طرح یہ اب میرے ساتھ انسانوں کی شکل میں ہے۔ ایسی ہی شکل میں یہ انسانوں سے ملتا ہے اور انہیں فساد برپا کرنے کی جھوٹی خبریں سُناتا ہے۔ میرے چوتھے ساتھی کا نام درسم ہے۔ یہ آدمی کے ساتھ اُس کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے عیب اُسے دکھاتا ہے اور اُسے اُن پر غضبناک کرتا ہے۔ میرا پانچواں ساتھی زکنبور ہے۔ یہ بازاروں کا مختار ہے۔ بازاروں میں آ کر یہ قسم قسم کی بدی اور بد دیانتی کے جھنڈے گاڑتا ہے۔ اے آلِ قابیل! میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ خاندان شیثؑ کے پاس آدمؑ کی نعش کی صورت میں ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے

---

[1] بھارت اور سیلون کے درمیان سمندر میں ریت اور پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی ایک لمبی قطار روایت ہے کہ حضرت آدمؑ جب جنت سے نکالے گئے تو وہ اسی راستے سے سمندر عبور کر کے سیلون کی طرف گئے تھے۔ اس لئے اسے آدم علیہ السلام کا پُل کہتے ہیں۔ یہ پُل آج بھی موجود ہے ۱۸۸۲ء میں ماہرین طبقات الارض نے اس پُل کو گرا کر اس علاقے کو جہاز رانی کے قابل بنانے کی کوشش کی تھی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی تھی۔ اس کوہستانی پُل کے آس پاس پانی کی گہرائی تین چار فٹ سے زیادہ ہے (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

[2] یہ جنوب وسطی لنکا میں واقع کولمبو سے پینتالیس میل جنوب مشرق کی طرف ایک پہاڑی ہے۔ جس کی بلندی ۷۳۶۰ فٹ ہے۔ اس چوٹی پر ایک پانچ فٹ چار انچ لمبا اور دو فٹ چھ انچ چوڑا انسانی پاؤں کا نشان ہے۔ روایت ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السّلام کا نقش پا ہے

[3] ابلیس یعنی شیطان کا اصل نام عزازیل ہے۔

گرد وہ گھومتے ہیں۔ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ اپنے اندر برکت محسوس کرتے ہیں اور تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔"

"اے عزازیل" قابیل آگے بڑھا اور عزازیل کے نزدیک ہوتے ہوئے بولا۔ "تو کہ میرا پرانا دوست، مہربان اور غمگسار ہے۔ تو نے مجھے اپنے بھائی ہابیل پر غلبہ پانے کو کہا، سو میں نے تمہارے مشورے پر عمل کیا اور کامیاب رہا۔ میں سمجھتا ہوں جو کچھ تم اب کہو گے وہ بھی ہماری بہتری کی خاطر ہی ہوگا۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"سنو قابیل! آدمؑ کی نعش اُٹھا کر اپنے قبیلے میں لے آؤ اور بنی شیثؑ کو اس وہم سے نکال دو کہ صرف وہی آدمؑ کے اصل اور صحیح وارث ہیں، اس طرح بنی شیثؑ کو اقتدار اور بزرگی میں تم لوگوں پر کوئی غلبہ نہ رہے گا۔"

"اے عزازیل یہ کیونکر ممکن ہے۔" قابیل نے پُرسوچ لہجے میں کہا۔ "میرے قبیلے میں سے کون ہے جو میرے باپ آدمؑ کی نعش اُٹھا کر لائے گا۔ کیوں کہ نعش پر بنی شیثؑ کے دو نوجوانوں کا پہرہ ہے۔ ان دو جوانوں میں سے ایک کا نام یوناف اور دوسرے کا نام جرموق ہے۔ ان دونوں میں سے جو یوناف ہے وہ سوختہ جان موت کیطرح بھیانک اور کوہستانی پتھروں کی طرح مضبوط اور کڑا ہے۔ وہ ایسا طاقتور ہے کہ چٹانوں کو اکھاڑ کر رکھ دے۔ وہ بنی شیثؑ کی راتوں کا تارا اور انفرادی شجاعت میں نور کا روشن دھارا ہے۔ وہ اس قدر زور آور ہے کہ اگر اس کے بس میں ہو تو زمین کا کمربند پکڑ کر اُسے اپنے سامنے پچھاڑ کر رکھ دے۔ بنی شیثؑ اُسے اپنا آخری اور مضبوط بُرج سمجھتے ہیں۔ وہ ایسا جوان ہے جو صاعقۂ آسمانی بن کر تقدیر کا نوشتہ بدل دے۔ شیثؑ، اس کے سارے بیٹے اور خاص کر اس کا بیٹا انوش، یوناف سے محبت کرتے ہیں۔ اور اپنے لئے اُسے ایک قیمتی متاع جانتے ہیں۔ اور دوسرا جس کا نام جرموق ہے گو وہ یوناف سے کمتر ہے لیکن وہ بھی ایسا طاقت ور ہے کہ پہاڑ اکھیڑ کر رکھ دے۔ بنی شیثؑ اس سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اے عزازیل کون میرے باپ آدمؑ کی لاش اس غار سے نکال کر میرے پاس لائے گا۔ جب کہ نعش کے آس پاس ہی بنی شیث پڑاؤ کئے ہوئے ہیں دیکھ عزازیل! میرے پاس میرے قبیلے میں یوناف جیسا ہی ایک طاقت ور نوجوان ہے! اس کا نام عارب ہے۔ لیکن وہ ان دنوں علیل ہے اور غار کے اندر بیمار پڑا ہے۔"

"اے قابیل! کیا تیرے قبیلے میں کوئی اور ایسا نہیں جو یوناف کا مقابلہ کرے۔"

"ہے تو سہی۔" قابیل کچھ سوچتے بولا۔ "میرے قبیلے میں ایک اور طاقت ور! اور گرانڈیل جوان بھی ہے۔ اس کا نام علاق ہے لیکن اسے ابھی آزمایا نہیں گیا۔ کیا خبر وہ یوناف سے چت ہوتا ہے یا اُسے مغلوب کرتا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ عارب کے صحتمند ہونے کا انتظار کیا جائے اور جب وہ اچھا ہو جائے تو اسے اور علاق کو بھیجا جائے کہ وہ دونوں کسی حیلے سے کام لیکر یوناف اور جرموق پر غالب رہیں ــــ اور کوہستان نوز کے اس غار سے میرے باپ آدمؑ کی نعش اُٹھا کر میرے پاس میرے قبیلے میں لے آئیں۔ پھر عارب اور علاق بھائی ہیں اور دونوں مل کر اس کام کو باسانی کر گزریں گے۔"

"نہیں ہرگز نہیں۔" عزازیل نے بے اطمینانی اور انتشارِ طبع کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میرا ایک ساتھی تھوڑی دیر قبل بنی شیثؑ میں سے ہو کر آیا ہے۔ وہ شاید کل تک آدمؑ کی نعش کو دفن کریں گے۔ اے قابیل! جو کچھ کرنا ہے آج کی رات ہی کر لو جب اہل شیثؑ آدمؑ کی نعش کو زمین میں دفن کر دیں گے تو پھر تمہاری کوئی حقداری اور وراثت نہ رہے گی۔" قابیل سر جھکائے کچھ سوچنے لگ گیا تھا۔ عزازیل نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے قابیل! تو ملول نہ ہو تفکر میں نہ پڑ۔ کیا تمہارے قبیلے میں کوئی ایسی لڑکی نہیں جو انتہائی خوبصورت ہو۔"؟"

قابیل نے چونک جانے کے انداز میں اپنا جھکا ہوا سر اُٹھاتے ہوئے کہا۔

"اے عزازیل! میرے قبیلے میں ایک ایسی خوبصورت لڑکی ہے۔ جس کا کوئی ثانی، کوئی مثال نہیں۔ میرے اور شیثؑ دونوں کے قبیلوں میں کوئی لڑکی بھی ایسی حسین نہیں ہے۔ اس کا نام بیوسا ہے اور وہ میری ایک نواسی کی لڑکی ہے۔ اے عزازیل! بیوسا کا حسن شعلۂ رُو اور سکر دستی ہے۔ وہ خیالستانِ حُسن نگارستانِ نغمہ ہے۔ وہ میرے پورے قبیلے کے دلوں کی دھڑکن ہے اور ہر کوئی اُس سے شادی کرنیکا متمنی ہے لیکن اے عزازیل وہ ستاروں کا خوشہ اور بہاروں کا توشہ، بیوسا، مردوں سے انتہائی نفرت کرتی ہے۔ خالقِ ارض و سما نے اس کی جبلّت، شعور اور اس کے خمیر میں دو چیزیں بھر دی ہیں۔ ایک مردوں سے انتہائی نفرت، دوسرے صرف اپنی ذات سے محبت۔"

"کیا اس کے علاوہ بھی کوئی اور ایسی لڑکی ہے؟" عزازیل نے قابیل کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہے تو سہی" "اس کا نام نبیط ہے۔ یہ میرے پوتے کی بیٹی ہے۔ عمر میں نبیط اور بیوسا ایک جیسی ہی ہیں۔ لیکن حسن و خوبصورتی میں بیوسا کو فضیلت حاصل ہے لیکن خصلتاً نبیط، بیوسا کا اُلٹ ہے۔ جہاں بیوسا انتہائی خوبصورت، سادہ، خاموش طبع اور مردوں سے نفرت کرنے والی ہے۔ وہاں نبیط خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ پرلے درجے کی شوخ طبع مردوں کی طرف میلان رکھنے والی اور بھڑکیلی و غصیلی طبیعت کی لڑکی ہے۔ یہ عارب اور علاق دونوں کی بہن ہے۔ عارب اور علاق دونوں سگے بھائی ہیں۔ جب کہ حسین بیوسا ان تینوں کی پھوپھی زاد ہے۔ کاش عارب بیمار نہ ہوتا تو وہ بنی شیث کے یوناف کا خوب مقابلہ کرتا۔" آخری جملہ ادا کرتے ہوئے قابیل کے چہرے پر حسرت اور فکرمندی کے سائے پھیل گئے تھے۔

"سنو قابیل" عزازیل نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "تم عارب کے بھائی علاق کو اس غار کی طرف روانہ کرو جس میں آدمؑ کی نعش ہے۔ علاق کے ساتھ تم بیوسا اور نبیط کو بھی روانہ کرو۔ وہاں جا کر علاق یوناف کو مقابلے کی دعوت دے۔ جب وہ مقابلے کیلئے تیار ہو تو نبیط، جرموق کے ساتھ جا بیٹھے اور اُسے باتوں میں لگا کر اور اپنے حسن اور اپنی خوبصورتی کا چکمہ دے کر اُسے یوناف کی طرف سے غافل کر دے۔ حسین بیوسا کا یہ کام ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو اپنے ناز و انداز کو خوب واضح کر کے یوناف کے سامنے لے۔

یوناف اس کے حُسن کی مہک سے بے خود ہو جائے گا اور صحیح طور پر علاق سے مقابلہ نہ کر سکیگا اور شکست کھا جائے گا جس وقت یوناف ہار جائے تو حسین بیوسا اس کے قریب جائے اُسے تسلی دے اور اس سے ہمدردی کا اظہار کرے۔ اس طرح یوناف اور جرموق دونوں آدمؑ کی لاش سے غافل ہو جائیں گے۔ بیوسا اور نبیطہ اسی طرح باتوں اور ہمدردی سے یوناف اور جرموق کو بہلاتی رہیں۔ اور علاق ان کی غفلت سے فائدہ اُٹھا کر آدمؑ کی لاش کو اُٹھا کر یہاں لے آئے۔ جب بیوسا اور نبیطہ اندازہ لگالیں کہ علاق آدمؑ کی لاش لیکر اپنے قبیلے میں پہنچ چکا ہو گا تو وہ بھی یوناف اور جرموق کو چھوڑ کر واپس آجائیں۔"

"اگر یوناف اور جرموق، بیوسا اور نبیطہ کو واپس نہ آنے دیں اور انہیں بے عزت کرنا چاہیں۔ پھر.....!" قابیل نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ان کا ایسا کرنا ناممکن ہے۔" عزازیل ایک مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "سنو قابیل! اگر وہ ایسا کرنا چاہیں تو بیوسا اور نبیطہ انہیں دھمکی دیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ شور کر کے سارے بنی شیث کو یہاں جمع کرلیں گی۔ ظاہر ہے پھر یوناف اور جرموق شیثؑ کی سزا کے خوف سے ایسا کرنے سے متعلق سوچ بھی نہ سکیں گے! اسطرح بیوسا اور نبیطہ بھی واپس آجائیں۔"

"ہاں یہ ترکیب ٹھیک ہے۔" قابیل نے خوش اور مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔ "میں علاق، بیوسا اور نبیطہ کو بُلا کر لاتا ہوں۔"

"ان تینوں کو سارا معاملہ سمجھا کر لانا کہ انہیں کہاں جانا ہے اور وہاں جا کر انہوں نے کیا کچھ کرنا ہے۔"

"مطمئن رہو، میں ان سے سب تفصیلات کہہ دوں گا۔ قابیل بڑھا اور اپنے پیچھے کھڑے اپنے قبیلے والوں کے اندر گھس گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ لوٹا تو اس کے ساتھ علاق، بیوسا اور نبیطہ تھے جیسا کہ قابیل نے عزازیل کے سامنے تعریف کی تھی بیوسا ویسی ہی حسین اور خوبصورت تھی اس کی غزل خواں اور زمزمہ ریز آنکھوں میں ایک حشر سا برپا تھا۔ اس کے صندلی اور گلابی سراپا سے مہک، لذت و شہوت اور ضبط کے بندھن توڑ دینے والی خوشبو اُٹھ رہی تھی۔ اس کے آلوچہ ہونٹ، ان پر ایک جھلملاہٹ، اس جھلملاہٹ میں ایک مسکراہٹ اور مسکراہٹ میں ایک گھلاوٹ تھی۔ اس کی جھکی ہوئی دراز پلکوں میں خاموش ور درخشاں آنکھوں میں قوس قزح کی رنگین لہریں، روشنیوں کا سیلاب اُمڈ رہا تھا۔ اس کے سرمدی وجود کا سا اسرار رکھنے والے چہرے پر زمزموں کا ارتعاش، فطرت کے گیت، چاند کا فسوں، کرنوں کا جادو، نغموں کے خواب اور رستے جھرنوں کا رس رقص کناں تھا۔ اس کے عارض کی لالہ کاری آہ جیسے گلِ یاسمین کی طراوت، اس کے کاکل کی تاب داری جیسے رات کا فسوں اس کے احمریں، وگلنار ہونٹوں کی طراوت، جیسے رات کے پہلے پہر کے دلکش خواب کے کنوار پنے کی تازگی۔ نبیطہ بھی نغموں کے خواب، نگاہوں کے خمار اور نسیم سحر کی لطافت جیسی خوبصورت تھی۔ لیکن وہ حُسن اور کشش میں بیوسا سے کافی کمتر تھی۔

"کیا تمہارے جدِ امجد قابیل نے تم تینوں کو سمجھا دیا ہے کہ تم تینوں کو کہاں جانا ہے اور وہاں جا کر کیا کیا کام سرانجام دینا ہے۔" عزازیل نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے عزازیل! ہم جان چکے ہیں کہ ہمیں بنی شیثؑ کے غار میں جانا ہے اور وہاں سے آدمؑ کی لاش کو اٹھا کر لانا ہے۔ تاکہ آنے والی نسلوں میں ہم ہی آدمؑ کے حمایت کار اور وارث کہلائیں....." علاق احترام کے جذبے سے پُر لہجے میں بولا۔

"تو پھر جاؤ جس طرح قابیل نے تمہیں سمجھا دیا ہے ـــــــــــ اس طرح عمل کرو۔ تمہاری واپسی تک تمہارے اپنے قبیلہ اور میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہیں کھڑا رہوں گا۔"

علاق، بیوسا اور نبیطہ اُس غار کی طرف چل دیئے۔ جہاں آدمؑ کی نعش پڑی ہوئی تھی ـــــــــ سردی سے بچنے کیلئے یوناف اور جرموق نے غار کے منہ کے پاس آگ کا الاؤ روشن کر رکھا تھا۔ اور وہ آگ کے پاس بیٹھے پہرہ دے رہے تھے۔ آگ کے جلتے الاؤ نے غار کے اندرونی اور باہر کے حصے کو دور دور تک روشن کر دیا تھا۔ سنگین اور جوان رات شبنم سے ہم آغوش ہو کر اپنے حاشیہ خیالات میں دور تک نکل گئی تھی۔ آسمان خاموش تھا۔ زمین کی سانس بوجھل تھی اور رات کے سینے کے ویران گوشوں پر سرپٹکتے چاند کی کرنیں اپنی آخری ضربیں لگا رہی تھیں الاؤ کی تیز روشنی میں یوناف ایسے لگ رہا تھا گویا بھولا بسرا انسان اور ویرانہ نورد وہاں آبیٹھا ہو اور اپنے اطراف کو بڑے انہماک اور غور سے دیکھ رہا ہو۔ وہ بڑا دراز قد، خوبصورت اور کڑیل مرد اور دیوہیکل گرانڈیل جوان تھا۔ اس کے پاس بیٹھا جرموق بھی ایک کوہ پیکر جوان تھا۔ لیکن وہ یوناف کی نسبت کمتر تھا۔

عین اس وقت جلتے الاؤ کی روشنی کے ہالے میں علاق حسین بیوسا اور دلفریب نبیطہ نمودار ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف کی بڑی اور کالی سیاہ آنکھوں میں زندگی کا پورا خون اُتر آیا اور وہ شرارِ برق کی طرح اُٹھ کھڑا ہوا۔ جرموق نے بھی اس کی تقلید کی اور آنے والوں کو سوالیہ نگاہوں سے گھورنے لگا۔

"اے بنی شیثؑ، اے کوہ پیکر جوان!" علاق نے قریب آکر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میرے قبیلے کے ایک جوان نے مجھے بتایا ہے کہ بنی شیث میں تو سب سے زور آور ہے۔ اس چاندنی رات میں تجھے میں مقابلے اور زور آزمائی کی دعوت دیتا ہوں۔ میں یہ فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ تجھ سے مقابلہ کر کے تجھے مات دوں گا اور بنی قابیل کا نام روشن کروں گا۔"

یوناف کے دل و دماغ پر گویا سُرخ شعلوں کا رقص شروع ہو گیا تھا۔ اس کی نگاہوں کے تجسس میں اندھے اور بھیانک طوفان کروٹیں بدلنے لگے تھے۔ اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے خاموش فضاؤں کے اشارے تلخ حقائق اور مایوسی کا اندھیرا پھیلانے پر تل گئے ہوں۔ پھر اس نے جواب طلب نگاہوں سے علاق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے قابیل کی اولاد! کیا تجھے کسی نے بتایا نہیں، کیا قابیل نے بھی تجھے نہیں سمجھایا کہ میں خود سروں کو ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ کیا تجھے خبر نہیں، میں شیثؑ کے پوتے کا بیٹا یوناف ہوں اور یہ بھی تیرے علم میں ہو گا کہ میرے جدِ امجد شیثؑ کو خداوند نے سرفراز

اور آدمؑ کے بعد اُسے سب پر فوقیت دی جب کہ تیرا جدِ امجد قابیل اپنے بھائی ہابیل کا قاتل ہے۔ اس نے خداوند کی نافرمانی کی، سو وہ عزازیل کی طرح مردود و مقہور ہو گیا۔ جا اپنے قبیلے میں لوٹ جا اور مجھے اس مقدس غار کی حفاظت کرنے دے کہ یہاں ہمارے جدِ اعلیٰ آدمؑ کی لاش پڑی ہے۔ لوٹ جا کہ اس غار کے تقدس کا مجھے خیال اور احترام ہے۔ ورنہ ابھی تک میں تجھے تیرے خون میں نہلا چکا ہوتا۔ قبل اس کے کہ تو میرے ہاتھوں مارا جائے اور تیری ماں، تیری بہنیں، بھائی اور تیرا باپ تیری جواں مرگ پر نوحہ کریں۔ لوٹ جا اور مجھے اس کام میں لگا رہنے دے، جس پر میرے باپ کے دادا شیثؑ نے مجھے مقرر کر رکھا ہے۔" یوناف پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

علاق نے سخت آواز اور کرخت لہجے میں کہا "اے بنی شیثؑ کے بزدل یوناف! میں تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں اور تو مجھے اپنے قبیلے میں واپس جانے کی ترغیب دیتا ہے۔ اُٹھ میرا مقابلہ کر تاکہ میں اپنے قبیلے کی عزت و سطوت کا باعث بنوں۔ دیکھ میرا بڑا بھائی عارب جو مجھ سے کہیں زیادہ طاقت ور ہے وہ بیمار پڑا ہے۔ وہ اگر اچھا ہوتا تو اپنے قبیلے کی فوقیت ثابت کرنے ... تیرے ساتھ مقابلہ کرنے آتا اور ابھی تک وہ تجھے پچھاڑ کر آگ کے اس الاؤ کے پاس لہولہان کر چکا ہوتا۔ اُٹھ میرا مقابلہ کر۔ ورنہ میں تجھے مار کر چلا جاؤں گا۔"

علاق کی گفتگو پر یوناف اپنی جگہ سے یوں اُٹھا۔ جیسے زمین کی جوف کے بے انت زلزلے اچانک حرکت میں آ گئے ہوں یا کسی بلند چٹان پر اچانک آگ کے ان گنت الاؤ بھڑک اٹھے ہوں۔ یوناف نے کسی ہمہ سوز طوفان کی طرح علاق کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سنبھل اے علاق! میں تجھے منحوس ستارہ جان کر تجھ پر حاوی ہوں گا۔ تیری ساری سطوت کے ایوان گراؤں گا اور تجھے تباہی کی آگ، مایوسی کا اندھیرا اور ذلت و ندامت کے آنسوؤں میں نہلا دوں گا۔" نبیطہ فوراً آگے بڑھی اور جرموق کو اپنی طرف راغب کرتے ہوئے اُسے باتوں میں لگا لیا۔ حسین اور محسن کی ساحرہ بیوسا آگے بڑھ کر الاؤ کی تیز روشنی میں آئی ___ اور ایسے زاویے پر آ کھڑی ہوئی کہ یوناف کی نگاہ براہِ راست اس پر پڑے ایک بار اس پر نگاہ پڑتے ہی یوناف اس کی خوبصورتی اس کی کشش، اس کی چمکیلی آنکھوں اور بھرے بھرے گلابی سراپا کو دیکھ کر چونکا۔ پر جلدی اس نے اپنے سر کو جھٹکا دیا۔ سنبھلا اور ایک جست لگا کر علاق کی طرف بڑھا۔

حسین بیوسا کا ہر حربہ ناکام رہا تھا اور یوناف نے آگے بڑھ کر علاق کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے تھے اور ایک دوسرے پر اپنی آہنی ضربیں لگانے لگے تھے۔ اچانک یوناف نے علاق کو اپنی گرفت میں لیا اور ایک وحشی نعرہ مارتے ہوئے اس نے علاق کو فضا میں اُچھال دیا۔ علاق انتہائی بے بسی کی حالت میں ایک چٹان پر گرا تھا۔ اس کا جسم ایک لمحے کیلئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ یوناف آگے بڑھا اور اس کی ناک پر ہاتھ رکھنے کے بعد دونوں لڑکیوں کی طرف ہٹ کر بولا۔

"یہ مر چکا ہے اور تم دونوں اسے اپنے قبیلے میں لے جاؤ اور سنو! علاق کے مرنے کا یہاں شور اور واویلا نہ کرنا ورنہ میرے قبیلے والے یہاں آ جمع ہوں گے اور معاملے کی چھان بین کرنے کی خاطر تم دونوں کو یہاں روک لیں گے۔ سنو! میں جانتا ہوں۔ علاق مجھ سے مقابلہ کرنے کس مقصد کے تحت آیا تھا۔ تم دونوں اپنے قبیلے کی حسین ترین لڑکیاں ہو۔ تم دونوں کا ساتھ آنا بھی ان گنت غلط فہمیاں کھڑی کرنے کو کافی ہے۔ میرا دل کہتا ہے علاق آدمؑ کی لاش اُٹھانے آیا تھا اور تم دونوں کو اسی لئے اپنے ساتھ لایا تھا کہ تم دونوں اپنے حسن اور خوبصورتی سے مجھے اور جرموق کو اپنی طرف مائل کر کے ہمارے فرض سے غافل کر دو، پر ایسا کیوں کر ممکن ہے۔" وہ ذرا رُکا اور پھر بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"سنو بیوسا! تمہارا میرے سامنے ایسی بے باکی سے آنا اس امر کی دلیل ہے کہ تمہیں مجھ پر جال ڈالنے کو مقرر کیا گیا تھا۔ اب جبکہ تم میرے سامنے آ ہی گئی ہو تو سُن رکھو۔ اب میں تمہیں اپنے لئے حاصل کر کے رہوں گا۔ میں جانتا ہوں تم جس قدر خوبصورت اور پُرکشش ہو اُسی قدر تم مردوں سے نفرت کرنے والی بھی ہو، پھر بھی جان رکھو کہ تمہاری اس ساری نفرت اور کرّ و فر کے باوجود میں تمہیں حاصل کر دوں گا اور تمہیں اپنی رفاقت میں لاؤں گا۔"

"آج سے میں دوسرے مردوں کی نسبت تم سے زیادہ نفرت کروں گی۔" بیوسا نے نفرت سے زمین پر تھوکتے ہوئے کہا۔ پھر وہ دونوں علاق کی لاش اٹھا کر اپنے قبیلے کی طرف لوٹ گئیں۔

عزازیل اسی طرح جبل نوز پر اپنے پانچوں ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا اور اس کے سامنے قابیل اپنے قبیلے والوں کے ساتھ تھا کہ بیوسا اور نبیطہ علاق کی لاش اُٹھائے وہاں پہنچ گئیں۔ انہوں نے لاش کو قابیل کے قدموں میں رکھ دیا۔ نبیطہ بھائی کی لاش کے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ جب کہ بیوسا پُرسکون تھی اور اس نے قابیل سے کہا۔

"اے میری ماں کے نانا! علاق اس یوناف کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ وہ اس سے گتھ گیا۔ اُسے ایک بے تواں بچہ جان کر فضا میں اُچھال دیا۔ علاق ایک پتھر پر گرا اور مر گیا۔" نبیطہ کے رونے کی آواز سن کر اس کا دوسرا اور طاقت ور بیمار بھائی عارب بھی غار سے آ گیا۔ اس نے بھی بیوسا سے علاق کے مرنے کے واقعات سُنے اور لاش کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔ قابیل نے علاق کو اس وجہ سے جلدی دفن کر دیا کہ اس کی موت سے اس کے قبیلے کے لوگوں پر بُرا اثر نہ پڑے اور وہ بنی شیث سے بھاگ نہ ہو جائیں۔

"اے آلِ قابیل!" علاق کی تدفین کے بعد عزازیل نے بنی قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "بنی شیث کے پاس اس وقت آدمؑ کی لاش ہے۔ جس کے گرد وہ گھومتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب کہ تمہارے پاس کچھ نہیں۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ دوں جو ہمیشہ تمہارے پاس رہے۔ اور خدا کے بجائے تم اس سے خیر و برکت حاصل کرو۔" بنی قابیل نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ عزازیل نے اس بار عارب، نبیطہ اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم یوناف سے علاق کی موت کا انتقام نہ لو گے؟"

"صرف یوناف سے ہی نہیں پورے بنی شیث سے انتقام لیں گے۔" عارب کے

حلق سے غراہٹ آمیز آواز نکلی۔"میں اس وقت بیمار ہوں، اچھا ہو جاؤں تو یوناف کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

عزازیل نے قابیل کے پاس کھڑے عارب، یوسا اور نبیطہ سے اور نزدیک ہوتے ہوئے کہا۔"کیا میں تم تینوں کے ناسوت میں لاہوت کا ایک عمل نہ کر دوں لاہوت کے اس عمل سے تم تینوں ابدی اور دائمی تو نہ ہو جاؤ گے۔ مگر ایک وقتِ مقررہ تک جیتے رہو گے۔ اور اس مقررہ وقت میں ہزاروں سال بھی ہو سکتے ہیں۔ جب تمہارے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہو جائے گا تو تم تینوں ہمیشہ جوان رہو گے۔ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہو گے اور تمہاری حیثیت اپنے اپنے ہمزاد جیسی ہو جائے گی جس طرح وہ محیرّ العقول کام کر سکتا ہے، اس طرح تم تینوں بھی کر سکو گے۔ کیا تم اس عمل کیلئے تیار ہو؟"عارب، یوسا اور نبیطہ نے فوراً اس کا جواب اثبات میں دیا۔ عزازیل نے اس بار قابیل سے کہا۔"مجھے اپنے قبیلے کا ایک ایسا آدمی دو جو خوب دانش مند، تیز اور چالاک بھی ہو تاکہ میں اُسے ایک ایسا فن سکھاؤں جس سے وہ تمہارے لئے ایسی چیز بنائے جس کے سامنے تم خدا کے بجائے مجھکو اور اس سے خیر و برکت حاصل کرو۔"

"اس جوان کو وہ فن سکھاؤ۔" قابیل نے اپنے قریب کھڑے ایک جوان کیطرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"اس کا نام طیراش ہے۔ یہ بڑا چالاک اور تیز ہے۔"

"قابیل! تم اپنے قبیلے والوں کو لیکر اپنے مسکن کی طرف چلے جاؤ۔ میں اُن چاروں کو لیکر کوہستان نوز کی چوٹی پر جاؤں گا۔ اور وہاں ان پر اپنا عمل کروں گا۔" قابیل اپنے قبیلے والوں کو لیکر لوٹ گیا۔ جب کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی قابیل کے ان چار افراد کو لیکر جبل نوز کی چوٹی کی طرف جا رہا تھا۔

"اے عزازیل!" چوٹی کی طرف جاتے ہوئے طیراش نے پوچھا۔"تو کہ پیدائش آدم کے سارے اور اس کے جنت سے نکالے جانے اور بعد کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔ کیا تم ہمیں یہ سارے حالات و واقعات نہ سناؤ گے کہ ہم اپنے جدِ امجد پر گزرنے والے حوادث کی اہمیت سے آگاہ ہوں۔"

آہ آدم کی یہ داستان بھی میرے لئے کیسی دل فگار اور زوال کا باعث ہے سنو! خداوند خدا نے مجھے زمین کی طرف بھیجا تاکہ میں ادیم زمین[1] سے ہر جز و شہر میں اشور مٹی لے کر آؤں۔ میں یہ مٹی لے کر آیا تو خدا نے چالیس دن تک اس مٹی کا خمیر اُٹھایا پھر اس مٹی پر اپنا ہاتھ مارا تو پاک و طیب مٹی دائیں ہاتھ میں اور ناپاک و خبیث مٹی بائیں ہاتھ میں چلی گئی۔ پھر دونوں کو خلط ملط کر کے آدمؑ کو بنایا۔ جب آدمؑ کا دھڑ بنایا گیا تو میں اس کے اردگرد گھوما کرتا تھا چونکہ یہ مٹی میں ہی زمین سے لایا تھا۔ اس لئے مجھے جستجو تھی کہ خدا اس کا کیا کرے گا۔ میں نے جب دیکھا کہ آدمؑ کے دھڑ میں جوف ہے۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ مخلوق مستقیم نہ رہے گی۔ سب سے پہلے آدم کے سر میں روح آئی اور حرکت پیدا ہوئی پھر جسّہ میں، جسے حرکت میں آتے خود آدمؑ دیکھ رہے تھے۔ عصر کے وقت دونوں پاؤں باقی رہ گئے تھے۔ یہ دیکھ کر آدمؑ نے کہا۔"اے رات کے پروردگار[2] جلدی کر کیوں کہ رات آرہی ہے۔"

[1] ادیم زمین کا مطلب سطح زمین ہے۔ اسی ادیم سے لفظ آدم بنا۔ چونکہ آدمؑ کی اولاد سے نسیان متوقع ہے۔ لہٰذا انسان کہلائی [2] اسی جگہ پر خدا نے فرمایا "خلق الانسان عجولاً" (انسان جلد باز پیدا ہوا)۔
(طبقات ابن سعد)

"جب آدمؑ کے سارے جسم میں روح پھیل گئی تو اُسے چھینک آئی تو آدمؑ نے خدا کی حمد کی۔ جواب میں خدا نے کہا "رحمک ربک" (تجھ پر تیرے رب کی رحمت) پھر خدا نے قریب کھڑی روحوں کی طرف اشارہ کر کے آدمؑ سے کہا۔ ان کی طرف جا اور انہیں سلام کہہ پھر جو وہ جواب دیں۔ مجھ سے آکر کہہ۔ آدمؑ ان کی طرف گیا اور انہیں سلام کہا۔ روحوں نے جواب دیا۔"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن" آدمؑ نے یہی آکر خدا سے کہا۔ پس خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ یہ تیرا اور تیری زیارت کا سلام ہوگا۔ پھر خدا نے سب کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں۔ سب نے کیا اور میں نے انکار کر دیا۔ بھلا میں اس مٹی سے بنے انسان کو کیوں کر سجدہ کرتا جسے میں خود سطح زمین سے اُٹھا کر لایا تھا۔ پس خدا نے مجھے راندۂ درگاہ اور مردود کر کے اپنا لعنت زدہ کر دیا۔ اور میں خدا سے اس کے بنائے ہوئے انسان کو قیامت تک بھٹکانے کی مہلت لیکر علیحدہ ہو گیا اور خدا نے آدمؑ اور حواؑ کو جنت میں ڈال دیا۔ میں نے انہیں جُل دے کر جنت سے نکلوا دیا۔ کیوں کہ میری ترغیب پر آدمؑ نے وہ کھا لیا[1]۔ جس کی خدا نے ممانعت کر رکھی تھی۔

پس آدم و حوا زمین پر پھینک دیئے گئے۔ تلافی مافات میں آدم و حوا دو سو برس تک روتے رہے۔ چالیس دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ سو برس تک آدمؑ حواؑ سے الگ تھلگ رہے۔ آدمؑ کوہستان نوز پر رہے۔ خدا نے جنت سے آدم کے ساتھ اس کا درخت، ایک پتھر[2]، ایک عصا، ایک سندان، ایک ہتھوڑا، ایک سنسی اور بھیڑ بکریوں کے آٹھ[3] جوڑے اُتارے جب آدمؑ جبل نوز پر گرے تو وہاں انہوں نے لوہے کی ایک سلاخ دیکھی۔ اس نے لکڑیاں گرم کر کے اس سلاخ کو گرم کیا اور اُسے سندان پر رکھ کر ہتھوڑے سے اس کی چھری بنائی۔ آدمؑ اُسے کام میں لائے۔ اس کے بعد اس نے لوہے کا ایک تنور[4] بنایا اور سنو! آدمؑ کا قد ساٹھ ہاتھ اور جسم کی چوڑائی سات ہاتھ تھی۔ پھر خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ میرے عرش کے بالکل نیچے میرا ایک گھر تعمیر کرو۔ سو آدمؑ نے زمین پر خدا کا گھر تعمیر کر دیا۔"

کوہستان نوز کی چوٹی کی طرف جاتے ہوئے عزازیل کہتا رہا۔ آدم و حوا کے جو پہلی اولاد ہوئی وہ قابیل اور اس کی بہن لبود تھے۔ دوسرے بطن سے ہابیل اور اس کی بہن اقلیما پیدا ہوئے۔ جب یہ چاروں جوان ہو گئے تو خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ ایک بطن کی اولاد کو دوسرے بطن کی اولاد سے بیاہ دیا جائے تاکہ ایک ہی بطن کے بھائی بہنوں کا آپس میں نکاح نہ ہو۔ قابیل کی بہن لبود چونکہ ہابیل کی بہن اقلیما سے خوبصورت تھی۔ لہٰذا قابیل اقلیما کے بجائے اپنی بہن لبود سے شادی کرنا چاہتا تھا جب کہ خدا کا حکم تھا کہ ہابیل اور لبود کی شادی کر دی جائے۔ آدمؑ کی زبان سے خدا کا یہ حکم سن کر قابیل بھڑک اُٹھا اور بولا۔"اے آدمؑ! یہ خدا کا حکم نہیں تیرا فیصلہ ہے۔" تب آدمؑ نے کہا۔ یہی بات ہے تو تم دونوں قربانی کرو۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے آگ نازل

[1] اسی جگہ پر خدا نے فرمایا "خَلَقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا" (انسان جلد باز پیدا ہوا) [2] بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ دانہ گندم کا تھا۔ دیگر کا خیال ہے انگور تھا [3] یہی حجرِ اسود تھا حضرت آدمؑ نے کوہِ ابو قبیس پر نصب کیا تھا۔ اندھیری راتوں میں چاند کیطرح روشن رہتا تھا۔ بعد کو جب حائض عورتیں اور جنس زن پہاڑ پر آکر اُسے چھوتے رہے تو یہ سیاہ ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد) [4] یہی عصائے موسیٰ تھا۔ (طبقات ابن سعد)

(باقی اگلے صفحے پر)

کرے گا اور تم دونوں میں سے جو بھی لبود کا مستحق ہوگا۔ آگ اس کی قربانی کو کھا لے گی
ہابیل اور قابیل دونوں اس فیصلے پر رضامند ہو گئے۔ چونکہ ہابیل ایک چرواہا تھا! اس لئے وہ قربانی کیلئے ایک بہترین دنبہ[15] لیکر آیا۔ مکھن اور دودھ بھی ساتھ تھے۔ قابیل زراعت پیشہ تھا۔ اپنی زراعت کی بہترین پیداوار لے کر آیا۔ دونوں بھائی کوہ نوز پر چڑھ گئے۔ آدمؑ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ وہاں قربانی کا سامان رکھا گیا اور حضرت آدمؑ نے خدا سے دعا کی۔ اس موقعہ پر قابیل نے اپنے دل میں کہا۔ قربانی قبول ہو نہ ہو مجھے پرواہ نہیں۔ میری بہن لبود کی شادی میرے ساتھ ہی ہوگی۔ ہابیل کے ساتھ نہیں۔ پس آسمان سے آگ اُتری اور ہابیل کی قربانی کھا گئی، قابیل کی قربانی دھری رہ گئی کہ اس کی نیت صاف نہ تھی۔ آخر ہابیل کی شادی لبود سے اور قابیل کی شادی اقلیما سے ہو گئی۔ اس بنا پر قابیل، ہابیل سے نفرت کرنے لگا اور ایک روز جب کہ وہ اپنا ریوڑ چرا رہا تھا، قابیل نے اُسے قتل کر دیا۔ ڈر خوف کے مارے وہ ہابیل کی لاش اپنے کندھوں پر اُٹھائے اُٹھائے پھرتا رہا۔ اور نادم ہوا کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ آخر خدا نے دو کوّے بھیجے۔ ایک نے دوسرے کو مارا اور چونچ سے گڑھا کھود کر اُسے دفن کرنے لگا۔

قابیل نے جو یہ دیکھا تو افسوس کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ہائے حیف! میں ایسا ہی عاجز ہوں کہ اُس کوّے جیسا بھی نہیں کہ جس طرح یہ کوّا مردہ چھپا رہا ہے، میں بھی اپنے بھائی کی لاش چھپا سکتا۔ پھر اس نے گڑھا کھود کر ہابیل کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد آدمؑ اور حوّا کے ہاں شیثؑ اور اس کی بہن عزورا پیدا ہوئے۔ پس یہ ہے آدمؑ میرے اور تمہارے جد قابیل کی داغوں بھری داستان۔ اب جبکہ آدم اپنے چالیس[16] ہزار افراد چھوڑ کر مر گیا ہے۔ مرنے سے قبل اس نے نصیحت کر دی تھی کہ اولادِ شیث کی مناکحت اولادِ قابیل میں نہ ہونے پائے اور اس نے یہ نصیحت اس وجہ سے کی تھی کہ بنی قابیل میں زناکاری، شراب نوشی اور فتنہ وفساد پھیل گیا ہے جبکہ میں چاہتا ہوں بنی شیث اور بنی قابیل کی آپس میں شادیاں ہوں اور سب مل کر گناہوں میں ملوث ہو کر برابر کا بوجھ اُٹھائیں۔ تاکہ میرا اللہ سے کیا یہ وعدہ پورا ہو کہ میں زمین پر اس کے بندوں کو ان کی اصل راہ سے بھٹکاؤں گا۔"

عزازیل اپنے پانچوں ساتھیوں کو، بیوسا، عارب، نبیط اور طیراش کے ساتھ جبل نوز کی چوٹی پر اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں خدا کے حضور ہابیل اور قابیل نے اپنی قربانیاں پیش کی تھیں۔ اچانک بولتے بولتے عزازیل رُک گیا۔ اور اس طرف دیکھنے لگا جدھر بنی شیثؑ رہتے تھے۔ پھر اس نے آہ بھرتے ہوئے اور چونک جانے کے انداز میں کہا۔ "آہ بنی شیثؑ کی طرف دیکھو۔ اُن پر جبرئیلؑ اُترا ہے۔ شاید وہ شیثؑ کے لئے خدا کا کوئی پیغام لیکر آیا۔ ہو سکتا ہے وہ آدمؑ کی لاش دفن کرنے کا سامان کرنے لگے ہوں۔"

پھر عزازیل نے اپنے ساتھی شبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم بنی شیثؑ میں جاؤ اور معلوم کر کے آؤ کہ جبرئیل کس غرض سے اُن کے پاس آیا ہے۔"

عزازیل نے عارب، بیوسا اور نبیط کو جبل نوز پر اس جگہ لٹا دیا جہاں ہابیل کی قربانی قبول ہوئی تھی۔ ان تینوں کو بے ہوش کر کے اس نے ان کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر دیا تھا۔ کافی دیر تک وہ تینوں بے ہوش پڑے رہے۔ اس دوران عزازیل نے طیراش کو مصوری اور بت تراشی کا فن سکھا دیا۔ پھر طیراش کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "دیکھ طیراش میں نے اپنے عمل سے تجھے ایک بہترین سنگ تراش اور مصور بنا دیا ہے۔ اور دیکھو اب جبکہ میرے تمہارے اور میرے ساتھیوں کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے عارب، بیوسا اور نبیط بے ہوش پڑے ہیں میری بات غور سے سُن۔ دیکھ واپس جا کر اپنے قبیلے بنی قابیل کے لئے ایک بت تراش۔ تاکہ وہ اس کا طواف کریں۔ خدا کے بجائے اس سے اپنی حاجات طلب کریں۔ اور میں خدا سے کئے اس وعدے کو نبھا سکوں کہ میں زمین پر فساد برپا کروں گا۔ اور تیرے بندوں کو تیری طرف جاتی راہوں سے منحرف کر دونگا۔

"اے عزازیل!" طیراش نے حیران اور کسی قدر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ "میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ پر ایسا عمل کیا۔ پر دیکھ بنی قابیل میں پانچ اشخاص، ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر ایسے نیک اور پرہیزگار ہیں کہ وہ ضرور میرے کام میں مزاحم ہوں گے۔ وہ نیک و پرہیزگار، صالح و متقی ہیں۔ اور صرف ایک خدا کی پرستش اور عبادت پر زور دیتے ہیں۔ بنی قابیل کے دیگر افراد کی طرح وہ زناکاری، دنگا فساد اور شراب نوشی میں ملوث نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کو اس سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اے عزازیل! اگر میں نے بت تراش کر لوگوں کو دعوت دی کہ خدا کی جگہ اس کی عبادت کرو اور اسی سے اپنی حاجات طلب کرو تو یہ پانچوں میرے خلاف ہو جائیں گے ـــ اور بت پرستی کے خلاف بھرپور آواز اٹھائیں گے۔ اور ایسا احتجاج کریں گے جو میرے حق میں ضرررساں ہوگا۔ دیکھ عزازیل! بنی قابیل کا ہر فرد ان پانچوں کا احترام اور ان کی عزت کرتا ہے۔ جب میرا ان سے ٹکراؤ ہوگا تو بنی قابیل کا ہر فرد میری نسبت ان کی حمایت اور طرفداری کرے گا۔ اور پھر مجھے بنی قابیل قتل کر دیں گے۔ یا قبیلے سے نکال باہر کریں گے۔"

"اے طیراش! تو انتہائی دانشمند اور فہیم انسان ہے۔۔۔" عزازیل نے سکون اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "تو نے خود اپنی اور میری ساری مشکلات و دشواریوں کا حل تلاش کر لیا ہے۔ دیکھ یہاں سے واپس جا کر ان پانچوں کو قتل کر دے پہلے اُن پانچوں کو ایک جگہ جمع کر لینا۔ تاکہ پانچوں ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ مارے جائیں۔ پھر تو بنی قابیل کے لئے ان پانچوں کے بُت بنا۔ پھر دیکھنا بنی قابیل کیسی تیزی اور سرعت

---

[15] انہیں بھیڑ بکریوں کو حضرت آدمؑ نے اوّل اوّل ذبح کر کے ان کا گوشت کھایا اور ان کی کھالوں سے اپنے اور حوّا کیلئے لباس بنائے۔ (طبقات ابن سعد) [16] یہی تنور حضرت نوحؑ کو ورثے میں ملا تھا۔ اور اسی کے اندر سے طوفانِ نوح پھوٹ پڑا تھا۔ (طبقات ابن سعد) [17] خانہ کعبہ! خدا کے حکم کے مطابق حضرت آدمؑ اس گھر کے گرد طواف کرتے اور فریضۂ حج ادا کرتے۔ آدم نے پانچ پہاڑوں کے مسالے سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی جبل سینا، جبل زیتون، جبل لبنان، جبل جودی، جبل حرا۔ (طبقات ابن سعد) [18] یہ وہی دُنبہ تھا جو بعد میں حضرت اسمٰعیلؑ کی جگہ قربانی کیلئے پیش کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد)

[19] بھائی کو دفن کرنے کیلئے خدائے بزرگ وحی بھی کر سکتے تھے لیکن قابیل چونکہ نبی نہ تھا۔ قاتل اور گناہگار تھا۔ لہٰذا اس پر وحی نہ ہوئی۔ اور کوّوں کی مثال دے کر اُسے سمجھایا گیا۔ [20] جب حضرت آدمؑ فوت ہوئے تو زمین پر ان کی نسل کی تعداد چالیس ہزار ہو چکی تھی۔ آپ کی عمر ۹۳۶ سال تھی (طبقات ابن سعد) [21] جبرئیلؑ حضرت شیثؑ کو حضرت آدمؑ کی نمازِ جنازہ سکھانے آئے تھے۔ تیس تکبیروں کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ پانچ تکبیریں نمازِ پنجگانہ کی اور پچیس تکبیریں آدمؑ کی فضیلت کیلئے (طبقات ابن سعد)

کے ساتھ خدا کے بجائے ان پانچوں کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ان سے مدد اور اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔

"اے عزازیل" طیراش نے اپنی بے بسی اور بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "میں کیسے اور کیونکر ان پانچوں کو ایک جگہ جمع کروں گا اور انہیں جان سے مار دونگا۔ اگر ایسا ہوا تو لوگ مجھ پر شک کرینگے۔ میں دھر لیا جاؤنگا اور بیکار میں مارا جاؤں گا۔

"تو ٹھیک کہتا ہے طیراش"۔ عزازیل کچھ سوچتے ہوئے بولا "اس طرح تو پکڑا جائیگا۔ دیکھ میں تیرے ساتھ اپنا ایک ساتھی بھیجتا ہوں۔ وہ اس کام میں تیری مدد کرے گا۔ تم دونوں مل کر آج رات ہی ان پانچوں کو ہلاک کر دو۔ اور پھر ان کے بت بنا دو پھر دیکھو بنی قابیل کس تیزی اور سرعت کے ساتھ ان بتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور یہی......!" عزازیل کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیوں کہ اس کے سامنے کوہستان نوز کی چوٹی پر بے سدھ پڑے عارب، بیوسا اور نبیطہ اب ہوش میں آرہے تھے اور ان میں حرکت پیدا ہو رہی تھی۔ جب وہ تینوں اٹھ کر بیٹھ گئے تو عزازیل اپنی کامیابی پر مسکرایا اور ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"دیکھو! میں نے تم تینوں کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر کے تم تینوں کو کس قدر محیّر العقول اور مافوق الفطرت قوتوں کا مالک بنا دیا ہے۔ اب تم بنی شیثؑ میں سے جس سے بھی چاہو انتقام لے سکتے ہو"۔ پھر عزرائیل انہیں اُن ساری قوتوں سے متعلق سمجھانے لگا۔ جو اس کے عمل سے انہیں حاصل ہو گئی تھیں اور ان قوتوں کو استعمال کرنے کا طریقہ بھی وہ انہیں سمجھانے، سکھانے لگا تھا۔ اس دوران نبیطہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"کیا میں اس عمل کو آزما بھی سکتی ہوں۔؟"

"لاریب تم آزما سکتی ہو" عزازیل مسکراتے ہوئے بولا۔ نبیطہ نے عزازیل کی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ اور وہ سب کے دیکھتے ہی دیکھتے جبل نوز سے غائب ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر وہاں لوٹ آئی۔ وہ بے حد خوش اور مسرور تھی۔ عارب اور بیوسا بھی مطمئن اور شاداں تھے۔

"سنو!" عزازیل نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا "اس عمل سے تم تینوں ایک مقررہ وقت تک جوان رہو گے اور یہ مقررہ وقت ہزاروں برسوں پر محیط ہو سکتا ہے ہاں مگر یاد رکھو تم میں سے جو چاہے کسی سے بھی شادی کرے اس کے ہاں اولاد نہ ہو گی۔ تم تینوں کے ہاں تناسل کا سلسلہ جاری نہ رہ سکے گا اور سنو! لاہوت کے اس عمل سے تمہارے ذہن میں یہ گمان بھی نہیں آنا چاہیئے کہ تم مافوق الفطرت، ناقابل تسخیر یا ابدی ہو گئے ہو۔ سنو! ابدی صرف خداوند کی ذات ہے۔ میں خود تمہارے سامنے جو کھڑا ہوں، ابدی نہیں ہوں۔ خداوند نے روزِ محشر تک مجھے مہلت دے رکھی ہے۔ اب یہ مہلت سینکڑوں برس بھی ہو سکتی ہے اور ہزاروں برس بھی۔ محشر کب برپا ہو گا یہ ایک راز ہے، جو خداوند کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ سنو! اس دنیا میں ایسی ایسی ہستیاں بھی ہوں گی، جو قوت یا اپنی عرفانی طاقت میں تم سے بھی بالا اور ارفع ہوں گی۔ اور تم اپنی لاہوتی طاقتوں کے باوجود ان کے سامنے نیست و ہیچ ہو گے۔ کبھی بھی کسی رسول اور نبی کے منہ نہ لگنا، ورنہ مات کھا جاؤ گے۔ اور ہو سکتا ہے ان کے ماننے والے تم لوگوں کو ایک عذاب میں مبتلا کر کے رکھ دیں۔ تمہیں اس لاہوتی عمل سے چھپی ہوئی اور پوشیدہ قوتیں دینے کا مقصد یہ ہے کہ تم تینوں میرے اور میرے ساتھیوں کی طرح انسانوں کو ان کی اصل راہ سے گمراہ کرو۔ ہر وقت اس عمل میں لگے رہو۔ عارب! تم اپنے کام کی ابتدا اپنے مرے ہوئے بھائی علاق کے انتقام سے کرو سنو آدمؑ کو دفن کر دیا گیا ہے، اب وہاں یوناف پہرہ نہ دیتا ہو گا۔ تم جب دیکھو کہ یوناف اپنی بستی سے باہر نکلا ہے تو اس پر پل پڑو۔ اور اسے قتل کر کے اپنے بھائی کا انتقام لو۔ سنو! اسے قتل کر کے اس کی لاش کو یوں ہی پڑے رہنے دینا۔ تاکہ بنی شیثؑ اس سے عبرت پکڑیں یوناف کے قتل کے بعد تم کوئی اور کام کرنا"۔

"میں یوناف سے انتقام لینے کیلئے اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال نہ کروں گا" عارب غراتے ہوئے بولا "میں اپنی جبلی اور فطری قوتوں سے اس پر غالب آؤں گا۔ اور اُسے اپنے سامنے زیر کر دوں گا"۔

عزازیل نے اس بار بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "تم دونوں باری باری اس ظاہری شکل کی بجائے اپنی لاہوتی قوت سے کام لیکر انتہائی حسین لڑکیوں کا روپ دھارنا۔ اور بنی شیثؑ میں جا کر ان کے مردوں کو بنی قابیل کی عورتوں کی طرف ترغیب دلانا اور ان کے مردوں کو تم دونوں باری باری بنی قابیل میں لیکر آنا۔ تاکہ ان کے مرد تمہاری عورتوں سے شادیاں کریں۔ اور ایک نئی نسل پیدا ہو۔ اور تم پر بنی شیثؑ کی فوقیت ختم ہو جائے۔ اب آؤ میرے ساتھ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم چاروں کو تمہارے قبیلے میں چھوڑ کر آتا ہوں"۔ عزازیل ان سب کو کوہستان نوز کی بلندیوں سے نیچے لایا۔ جب وہ اس جگہ آئے جہاں بنی قابیل آباد تھے۔ تو انہوں نے دیکھا۔ وہاں قابیل شاید ان کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا۔ جب وہ اس کے قریب گئے تو قابیل نے ابلیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے عزازیل! میں علیحدگی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"۔

عزازیل نے فوراً عارب، بیوسا، نبیطہ اور طیراش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم جاؤ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ۔ جب وہ چاروں چلے گئے تو قابیل ایک استفہامیہ اور تکلیف دہ کیفیت کے ساتھ عزازیل کے پانچوں ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ عزازیل نے قابیل کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ پانچوں میرے ایسے ساتھی ہیں جن سے میں کوئی راز نہیں رکھتا۔ تم نے جو کچھ کہنا ہے۔ انکی موجودگی میں ہی کہو۔ یہ سب میرے ایسے ساتھی ہیں۔ جو ہر طرح ہر لحاظ سے قابل بھروسہ ہیں۔

"اے عزازیل!" قابیل نے پریشانی اور الجھن میں کہا "جب سے میں نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ تب سے میں ایک کرب میں مبتلا ہوں۔ اس لئے کہ رات کو کبھی سوتے میں اور کبھی بیداری کی حالت میں ہابیل کی روح اکثر مجھ پر وارد ہوتی رہی ہے اور مجھ سے ایسی گفتگو کرتی رہی ہے۔ جس سے ہمیشہ میرے کرب، میرے دُکھ اور پریشانی میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ اے عزازیل چند روز ہوئے میرے بھائی ہابیل کی روح میرے پاس آئی اور اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا "اے نیکی اور راست بازی کے قاتل تو اپنے بیٹے ہی کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ اے عزازیل کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہابیل کی روح میری طرف نہ آئے۔ یا میں اس پر قابو پالوں اور اس کی باتوں کے کرب سے نجات حاصل کر لوں۔ کیا تو میرے لئے

ہابیل کی روح کو تسخیر کر کے اُسے میری تابع فرمان نہیں بنا سکتا۔؟

"نہیں ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے"۔ عزازیل نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ہابیل ایک نیک اور خداوند کا پسندیدہ انسان تھا۔ اس کی روح نیکی اور برکتوں کی امین ہے اس پر میرا بس نہ چل سکے گا۔ اس پر خداوند کی نظرِ عنایت ہے۔ اے قابیل! اگر ہابیل کی روح نے تجھے مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ تو اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا جائے گا تو پھر سن رکھ، ایسا ہی ہوگا ـــــ اگر تیری تقدیر کا نوشتہ یہی ہے تو کوئی کیوں کر اُسے بدل سکے گا"۔

قابیل نے انتہائی مایوسی اور کرب سے کہا۔ "کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تو ہم سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ اور ہمیں بدترین اذیت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے یا ہماری اپنی امیدیں ادگھنے لگی ہیں۔ اور اب ہمیں بدترین نوشتوں اور تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہوگا"۔

"اے قابیل! خدائی لکھت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ کسی میں اتنی سکت کہاں کہ اس کی ابدیت کی گہرائیوں میں اترنا تو بہت دور کی بات جھانک بھی سکے۔

"کاش میں نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل نہ کیا ہوتا تو آج میں یوں تباہی کی آگ اور مایوسی کے اندھیروں میں نہ بھٹکتا۔ بے کسی اور ندامت کے آنسو نہ روتا"۔ قابیل تأسف سے بولا اور عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے مثل ایک دھوئیں اور غبار کے غائب ہوگیا۔ جب کہ قابیل گردن جھکائے اپنے قبیلے کی طرف جا رہا تھا۔

سحر ایک نجات دہندہ، روشنی کا مینار اور بھٹکتے قافلوں میں ناخدا بن کر نمودار ہوئی تھی۔ مشرق سے طلوع ہوتی روشنیوں نے اپنے حیات بخش رنگوں اور روشنیوں کے آگے آگے..... تاریکیوں کو بیابان کے وحشیوں اور جانوروں کو ہنکا کر شکار کرنے والے کسی ماہر شکاری کی طرح مار بھگا کر نادید و ناشنید کر کے رکھ دیا تھا۔ تاریکیاں ختم ہوتے ہی فضاؤں میں آبشاروں کا ترنم اور پھولوں کی مہک بکھر گئی تھی۔ سورج جس وقت کافی اوپر چڑھ آیا۔ تو بنی قابیل کا ایک جوان بھاگتا ہوا عارب کے پاس آیا۔ اور اپنی پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان تیزی سے بولنے لگا۔ "عارب! عارب میں نے وہ کام کر دیا۔ جو تو نے میرے ذمے لگایا تھا"۔ اُس نے دلچسپی لیتے ہوئے اور اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو تمہیں ہدایت کی تھی کہ تم بنی شیث کے یوناف پر نگاہ رکھو اور جب تم اُسے کہیں اکیلا اور اپنے قبیلے والوں سے علیحدہ دیکھو تو اس کی مجھے اطلاع کرو۔

"میں اُسے اکیلا ہی دیکھ کر آیا ہوں"۔ اُس جوان نے اپنی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے جلدی میں کہا۔ "وہ بائیں طرف کی وادی میں دریا کے کنارے اپنی بکریاں چرا رہا ہے۔ اس کا ریوڑ کوہستان کے دامن میں ہے، جب کہ وہ خود دریا کے کنارے ریت پر بیٹھا ہوا ہے"۔

"بس تو پھر آج کا دن یوناف کی زندگی کا آخری دن ہوگا"۔ عارب نے ایک تکبر اور تفاخر میں کہا۔ "میں اُسے دریا کے کنارے اُس کے ریوڑ کے پاس ماروں گا۔ اس کا سر زمین میں دھنسا کر اُسے خوب رگید دوں گا۔ پھر اُسے اس کی ساری بے بسی کے ساتھ فضاؤں میں اچھال کر اس طرح ماردوں گا۔ جس طرح اس نے میرے بھائی علاق کو مار دیا تھا"۔ عارب نے اُس جوان کا شکریہ ادا کیا۔ جو اس کے پاس یوناف کی خبر لے کر آیا تھا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے اس طرف روانہ ہوگیا۔ جس طرف اسے یوناف کے اکیلا ہونے کی خبر دی گئی تھی۔

دریا کے کنارے اور کوہستانوں کے دامن میں جس جگہ کی نشاندہی کی گئی تھی، عارب اس جگہ آیا۔ اس نے دیکھا، وہاں ایک خوب کڑیل، دراز قد اور دوہرے جسم کا تنومند اور انتہائی خوب صورت جوان دریا کے کنارے خشک ریت پر بیٹھا ہوا تھا۔ عارب اس کے پاس آیا اور ایک حقیر انداز اور تمسخرانہ لہجے میں بولا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں تو تیرا نام یوناف ہے۔؟ اور تیرا تعلق بنی شیث سے ہے؟"

یوناف نے اس کی طرف ایک ہمدردانہ اور سرسری نگاہ ڈالی۔

"اے اجنبی! تیرا اندازہ درست ہے۔ پر تو کون ہے اور مجھ سے ایسا کیوں پوچھتا ہے۔؟"

"میرا تعلق بنی قابیل سے ہے"۔ عارب بولا۔ "اور میں تیرا قاتل ہوں۔ میرا نام عارب ہے۔ تو نے میرے بھائی علاق کو قتل کیا۔ اس وقت جب کہ تو اور تیرا ساتھی غار میں رکھی آدمؑ کی میت کی حفاظت کر رہے تھے"۔

"اگر علاق تیرا بھائی تھا تو میں اس کی موت پر تم سے ہمدردی کا اظہار نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ وہ خود مجھ سے مقابلہ کرنے آیا تھا"۔ یوناف بے پروائی سے بولا۔

عارب نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ "جس طرح تو نے میرے بھائی علاق کو اُچھال کر مار دیا تھا۔ ایسے ہی میں بھی تمہیں اُچھالوں گا۔ اور تیری زندگی کا اختتام کروں گا"۔ عارب کی اس گفتگو پر حسین اور کڑیل یوناف کی حالت بے تحاشا اندھی، بے روک نفرت، طوفانی یورش ـــــ شعلۂ بیباک اور وقت کی تیز آور اندھی آندھیوں کی یلغار جیسی ہوگئی تھی لگتا تھا اس کے سینے میں طوفانوں کا تلاطم، دل اور ذہن میں آتشی ستیزہ کاری، آنکھوں میں کالی صدیوں کی آگ اور خون کا ہیجان چہرے پر بے کل کر دینے والی جنونی کیفیت اور فیصلوں میں سُرخ شعلوں کا رقص شروع ہوگیا ہو۔ لیکن یوناف نے اپنے بے لگام طوفانی ارادوں کو بڑی مشکل سے اپنے قابو میں کیا اور بولا۔

"جا جدھر سے آیا ہے، اُدھر ہی چلا جا، ورنہ میں شرارِ برق بن کر تجھ پر ٹوٹ پڑوں گا۔ سیلاب کے ریلے کی طرح تجھ پر وارد ہوں گا۔ بے چین شراروں کے خروش کی طرح تجھ پر نزول کروں گا۔ قبل اس کے کہ تیری یلغار تیری ترکتاز کو تجھ کی لگام ڈالوں، قبل اس کے کہ تیری شیطنت کے سارے رنگوں کو میں تیری یخ بستہ اداسی اور یورش کو افلاس میں بدل دوں، یہاں سے چلا جا۔ تیرا بھائی علاق بھی کبھی میرے ساتھ مقابلہ کرنے آیا تھا۔ تو اس کے انجام سے ڈر اور عبرت حاصل کر"۔

"دیکھ تیرا میرا ٹکراؤ آج ٹل نہ سکے گا"۔ یوناف کے خاموش ہوتے ہی عارب بولا۔ "تو اگر مجھ سے بھاگ کر زمین کے پاتال میں بھی اُتر گیا ہوتا تو میں تیرے رشتوں کی زنجیریں کاٹنے ہمہ سوز سموم بن کر وہاں بھی پہنچ جاتا۔ میں آج اس دریا کے کنارے تجھ پر آتش زنی

وخونریزی برساؤں گا۔ تیری ساری قوتِ ارادی کو خشکی اور بے چارگی اور برف وجود میں تبدیل کر دوں گا۔" یوناف نے ایک بار اپنی عقابی نگاہیں خونخوار انداز میں عارب پر جادیں پھر اس نے کوئلے اور گندھک کے دھماکے کی طرح پھٹتے ہوئے کہا۔

"تو بکتا ہے۔ بنی قابیل میں ابھی کوئی ایسا جوان پیدا نہیں ہوا جو میرے لئے عبرت کا سامان کھڑا کرے۔ تیرے جیسے کئی باؤلے کتوں کو میں نے پتھر مار مار کر بھگا دیا اور اب تیری بھی اُن جیسی ہی حالت ہوگی۔

عارب نے جذبات اور غصے میں آکر آؤ دیکھا نہ تاؤ اور ایک لمبی زقند کے ساتھ یوناف پر پل پڑا۔ لیکن یہ اس کی حماقت اور اندھا جوش تھا۔ ورنہ اس کے مقابلے میں یوناف ایک طوفان اور پُر ہول قوت تھا۔ قبل اس کے کہ عارب، یوناف پر جست لگانے کے بعد اُسے کوئی نقصان پہنچاتا۔ یوناف نے اسے اپنے دونوں مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا۔ پھر اُسے بلند کر کے ہوا میں اُچھال دیا۔ عارب بڑی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں ریت پر گرا اور اس کے گرنے کے عمل کے ساتھ ہی یوناف نے بھی اس پر چھلانگ لگا دی اور اسے رگیدنا شروع کر دیا۔ یوناف ایسی قوت اور ایسی شہ زوری کا اظہار کر رہا تھا کہ جس طرح کسان کے ہل کا لوہے کا پھاؤلا زمین کے اندر گہرے سیار بناتا ہے، اسی طرح اس نے بھی عارب کے سر کو زمین میں دبا کر اُسے رگیدتے ہوئے ریت کے اندر گہرے سیار بنانے شروع کر دیئے تھے ـــــ یوناف ایسی قوت کا مالک تھا کہ عارب کے سر کا زیادہ حصہ اس نے زمین کے اندر دھنسا کر رکھ دیا تھا۔ عارب کو یوں لگا جیسے اُسے زندہ قبر میں دفن کیا جا رہا ہو۔ اپنے آپ کو یوناف کی طاری کردہ اذیت اور عذاب سے نجات دلانے کیلئے عارب نے عزازیل کی عطا کردہ مافوق الفطرت قوتوں کو استعمال کیا۔ اور ایک دم وہ یوناف کے نیچے سے نکل کر یوں غائب ہو گیا جیسے وہاں تھا ہی نہیں۔

عارب کے اس طرح اچانک غائب ہو جانے سے یوناف سخت حیران اور پریشان ہوا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عارب اس کے ہاتھ سے یوں بچ کر بھاگ جائے گا۔ وہ یونہی دریا کے کنارے پریشان اور رنجیدہ حال بیٹھا تھا۔ کہ اس کا ساتھی جرموق وہاں آگیا۔

"یوناف! تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔؟" وہ یوناف کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔ "تم رنجیدہ اور پریشان حال کیوں ہو۔"

"جرموق میرے دوست! تھوڑی دیر قبل بنی قابیل کا ایک جوان کہ جس کا نام عارب ہے، میرے ساتھ مقابلہ کرنے یہاں آیا۔ وہ مجھ سے اپنے بھائی علاق کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو زور آور اور طاقت ور سمجھتا تھا۔ سو دیکھ جرموق! میں نے اُسے زمین پر گرا لیا۔ اور اپنے نیچے اُسے رگیدنے لگا۔ پھر ایسا ہوا کہ وہ اچانک میری نظروں سے غائب ہو کر روپوش ہو گیا۔ میں تب سے یہاں پریشان بیٹھا ہوں۔ میں سوچتا ہوں کیا وہ عارب نام کا جوان ہماری طرح کا انسان تھا۔ اگر تھا تو وہ یوں ہوا کی طرح کیسے غائب ہو گیا۔"

جرموق نے بھی پریشان اور تعجب سے پوچھا "یوناف.... یوناف! یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم کوئی حقیقت بیان کر رہے ہو یا دریا کے کنارے اس ریت پر دن کے وقت تم نے کوئی خواب دیکھ لیا ہے۔"

"نہیں میرے دوست" یوناف سنجیدگی سے بولا۔ "یہ خواب اور سپنا نہیں ایک سچائی اور حقیقت ہے۔ پھر وہ میرے پاس آیا۔ اس نے میرے ساتھ گفتگو کی پھر اس نے مجھ پر چھلانگ لگائی۔ میں نے اُسے ہوا میں اُچھالا۔ پھر اپنے نیچے دبا کر رگید رہا تھا۔ کہ اچانک وہ میرے نیچے سے یوں غائب ہو گیا جیسے وہ کوئی وجود ہی نہ رکھتا ہو۔ اس کے اس طرح غائب ہونے سے میں مایوسی اور ندامت کا شکار ہو گیا ہوں۔ وہ مجھ سے اپنا آپ بچا کر یوں غائب ہو گیا۔ جیسے وہ رات کی خاموشی میں کسی ساز کی آواز ہو یا اس کا جسم سونفی مہک کی طرح اپنا کوئی وجود ہی نہ رکھتا ہو۔"

جرموق چند ثانیوں تک گہری سوچوں میں کھویا رہا۔ پھر اس نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "یوناف! ایسا انکشاف کر کے تم نے مجھ پر غم اور خوف طاری کر دیا ہے۔ جو کچھ تم نے کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو پھر میری اور تمہاری دونوں کی زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں۔ ہم دونوں سے عارب اپنے مرنے والے بھائی علاق کا انتقام لے گا۔

خوفزدہ نہ ہو اللہ پر بھروسہ رکھو۔ وہی دونوں کی مدد و اعانت کرے گا وہ بہترین محافظ اور مددگار ہے۔" یوناف نے جرموق کو ڈھارس اور تسلی دیتے ہوئے کہا۔ چند ثانیوں تک دونوں خاموش رہے۔ اتنی دیر تک بنی شیثؑ کے کچھ اور چرواہے بھی اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ لہٰذا دونوں سنبھلے اور خاموشی سے دوسرے چرواہوں میں شامل ہو گئے۔

یوناف سے مار کھانے کے بعد عارب اپنی نیم لاہوتی قوتوں کے سبب پلک جھپکنے میں کوہستان نوز کی دوسری سمت نمودار ہوا.... بنی قابیل کی آبادیوں سے باہر اُس نے ایک جگہ اپنی بہن نبیطہ اور بنی شیثؑ و بنی قابیل کی سب سے زیادہ حسین اور دلکش لڑکی بویا کو کھڑے دیکھا عارب ان دونوں کے قریب آیا۔ اس کی حالت دیکھ کر اس کی بہن نبیطہ چونک پڑی۔ اس لئے کہ عارب کی حالت بُری ہو رہی تھی۔ سر کے بالوں میں ریت بھری ہوئی تھی۔ اور اس کے علاوہ اس کی گردن اور پیشانی پر خون کے دھبے بھی تھے۔ نبیطہ نے پریشانی میں چونکتے ہوئے مغموم انداز میں پوچھا: "اے میرے بھائی! تمہاری یہ حالت کس نے بنائی ہے۔"

عارب نے دل شکستہ سی آواز میں کہا: "اس کوہ نوز کے دوسری جانب میں بنی شیث یوناف سے اپنے بھائی علاق کا بدلہ لینے گیا تھا۔ میں نے یوناف کو دریا کے کنارے جا لیا۔ وہ وہاں اپنے ریوڑ کی دیکھ بھال میں اکیلا تھا۔ میں نے اُس سے مقابلہ کیا۔ پر ہائے حیف! وہ مجھ سے بہت زیادہ طاقت ور نکلا۔"

"اے میرے بھائی" نبیطہ نے چونک کر پوچھا "کیا وہ تم سے بھی طاقت ور نکلا، جس کے پاس ایسی پوشیدہ اور مافوق الفطرت قوتیں ہیں۔"

"دراصل یوناف سے مقابلہ کرتے ہوئے میں اپنی ان لاہوتی قوتوں کو حرکت میں نہ لایا تھا۔ اس کے خلاف میں نے اپنی فطری قوت و جبلت کو استعمال کیا تھا۔ پر اے

میری بہن! یوناف کے سلسلے میں ابتک میں غلط فہمیوں کا شکار تھا وہ مجھ سے کئی گنا زیادہ قوتوں کا مالک ہے۔ ایک بچے کی طرح اس نے مجھے فضاؤں میں اُچھالا۔ اور دریا کے کنارے کی ریت پر اس نے مجھے رگید کر رکھ دیا۔ اگر میں اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کر کے اور اس سے جان چھڑا کر بھاگ نہ نکلتا تو وہ مجھے ایک ناقابلِ برداشت عذاب اور اذیت میں مبتلا کر دیتا۔ وہ بجلیوں کے گھوارے طوفانی قوتوں اور لرزہ براندام خونی پہلوں کیطرح مجھ پر وارد ہوا۔ اُس کی قوت میں ایک طوفان اس کے عزم میں اور دل کے لئے ایک حوصلہ شکنی، اس کی لپک میں شہاب ثاقب کی سی تیزی اور اس کی گرفت میں شر و برق تھے۔ اس نے لمحوں کے اندر اپنی تیز یلغار اور ترکتاز سے مجھ پر اعضا شکنی طاری کر کے رکھ دی۔ میں نے اس کی نگاہوں میں ایسا تہوّر اور چہرے پر ایسا غصہ اور کرب دیکھا ہے کہ وہ اگر اپنی قوت سے چاہے تو چٹانوں کو اُلٹ کر رکھ دے۔ کاش میں اس پر غالب آ سکتا۔"

بیوسا نے دونوں بہن بھائی کی گفتگو کے درمیان ابھی تک کچھ نہ کہا تھا۔ نبیطہ نے پھر عارب کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بھائی! تم نے اپنی پوشیدہ قوتوں سے کام لیا ہوتا۔ تو لمحوں کے اندر یوناف کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہوتا۔ اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے تو میں خود اس کی طرف جاتی ہوں اور اپنی مخفی طاقتوں سے اس کی حالت ایسی کر دوں گی، جس طرح تیز طوفانوں کے اندر خشک پتے اور خس و خاشاک اُڑتے ہیں۔

نبیطہ کی بات پر اس کے چہرے پر خفگی کا تأثر پھیل گیا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں سمجھوں گا۔ تم میری بہن ہی نہیں ہو اور میں اپنی قوتوں کو تمہارے خلاف استعمال کرونگا تم اور بیوسا میں سے کوئی بھی اسے نقصان نہ پہنچائے۔ میں اُسے اپنی طبعی قوتوں سے زیر ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اس کے لئے انتظار کروں گا۔ خواہ یہ انتظار سینکڑوں برس ہی کیوں نہ ہو۔ جب وہ بوڑھا ہو جائے گا اس کے قویٰ اور اعضاء و جوارح کمزور ہو جائینگے اور میں ویسے کا ویسا جوان ہی رہوں گا۔ پھر میں اس پر وارد ہوں گا۔ اُس سے اپنا تعارف کراؤں گا۔ اور پکار کر اس سے میں اپنے بھائی کا بدلہ لوں گا۔" وہ غصے سے بولا۔

عارب جب خاموش ہوا تو بیوسا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس سے اپنے مرنے والے بھائی کا بدلہ لیا۔ تو کیا لیا۔ شاید اس وقت تک اس کا بوڑھا ذہن تمہارے بھائی کا نام اور اس کے مرنے کے واقعات تک کو فراموش کر کے زمانے کی نذر کر چکا ہو۔ پھر تم نے اُسے مار بھی دیا تو کیا معرکہ مارا۔ تم بنی قابیل میں سب سے طاقتور اور شجاع جوان مانے جاتے ہو۔ اگر یوناف نے تمہیں آسانی کے ساتھ مات کر دیا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے۔ یوناف اس وقت بنی قابیل اور بنی شیث دونوں کا طاقتور ترین انسان ہے۔"

"ہاں تمہارا کہنا درست ہے۔" عارب نے اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ "جوانی میں یوناف سے مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔" تھوڑی دیر تک وہ وہاں چپ کھڑے رہے پھر وہ قبیلے کی طرف پلٹ گئے۔

ایک روز طیراش نے عیّاری سے کام لیکر وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو قتل کر دیا۔ اور جب بنی قابیل نے اپنے قبیلے کے ان پانچ صالح اور نیک انسانوں کو دفن کر دیا۔ تو طیراش کوہستان نوز کی ایک چٹان پر کھڑا ہوا اور بنی قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ اے بنی قابیل! عزازیل نے مجھے ایک علم سکھایا ہے۔ اس علم سے میں ان مرنے والے پانچ نیک انسان وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو زندہ تو نہیں کر سکتا۔ تاہم میں ایک ایسا عمل ضرور کر سکتا ہوں کہ تم ان پانچوں کو ہر وقت اپنے سامنے دیکھو، ان کے سامنے اپنی نذریں اور حاجات پیش کرو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ تمہاری گفتگو سُنیں گے۔ اور تمہاری حاجات کو پورا کریں گے۔" پھر طیراش نے کوہستان نوز کی چٹانوں کو تراش کر وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے بُت بنائے اور بنی قابیل کو ان کی پرستش کرنے کی ترغیب دی۔ اس طرح بنی آدم میں بت پرستی کی ابتدا ہوئی اور لوگوں نے طیراش سے سنگ تراشی سیکھ کر خود اپنے لئے بت تراشنے شروع کر دیئے۔

عزازیل کے طے شدہ لائحہ عمل کے تحت نبیطہ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کی شکل میں بنی شیثؑ میں گئی اور وہاں کے مردوں کے سامنے اس نے بنی قابیل کی لڑکیوں کے حُسن اور خوبصورتی کی تعریف کی اور ان میں سے سو جوانوں کو وہ بنی قابیل میں لے آئی۔ جنہوں نے بنی قابیل کی لڑکیوں سے شادیاں کر لیں۔ اسی طرح بیوسا بھی اپنے حُسن اور خوبصورتی کا دھوکا دے کر بنی شیث کے سو اور جوانوں کو بنی قابیل میں لے آئی اور انہوں نے بھی وہاں شادیاں کر لیں۔ اس طرح بنی شیثؑ اور بنی قابیل آپس میں خلط ملط ہو گئے وقت گزرتا رہا۔ ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی تھی اور بنی شیث اور بنی قابیل کوہستان نوز کے غاروں اور آبادیوں سے نکل کر ایرخ کی سرزمین پر آ کر آباد ہو گئے (ایرخ سرزمین عراق کا قدیم نام) اور بابل شہر آباد کر دیا گیا تھا۔ اس دوران میں حضرت ادریسؑ بابل میں پیدا ہو چکے تھے۔ اور انہوں نے حضرت شیثؑ سے تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ اسی عرصے کے دوران قابیل کے ایک بیٹے نے قابیل کو پتھر مار کر قتل کر دیا۔ ہند کی سرزمین سے مغرب کی طرف جانے کے بعد بنی شیث نے حضرت آدمؑ[1] کی نعش کو فلسطین میں اور ہابیل کی نعش کو دمشق شہر کے شمال میں جبلِ قاسیونؔ[2] پر دفن کر دیا تھا۔

ایک روز یوناف اور اس کا بچپن کا ساتھی اور دوست جرموق دریائے فرات کے کنارے بابل شہر سے باہر ایک چٹان پر بیٹھے تھے اور نیچے وادی میں اُن دونوں کا ریوڑ چر رہا تھا کہ جرموق نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یوناف! میرے بھائی، میرے دوست، میرے محسن کیا معاملہ ہے۔ کہ میں اور تم عمر میں تو ایک جیسے ہیں۔ پھر میں کیوں بوڑھا ہو گیا ہوں اور تو ویسے کا ویسا نوجوان، تازہ دم اور نو عمر ہے۔ آخر تو کیا پیتا ہے کہ تو ویسے کا ویسا ہی تر و تازہ، طاقتور اور تندرست ہے جب کہ تیری عمر کے دیگر سب سنگی ساتھی بوڑھے ہو گئے ہیں۔

تیرے دوست" یوناف مسکراتے ہوئے بولا۔ "تو دیکھتا ہے، میں تیرے ہی ساتھ کھاتا پیتا ہوں۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیوں اور کیسے ویسے کا ویسا ہی ہوں۔ دیکھ دوپہر

---

[1] بحوالہ تاریخ بلادِ فلسطین و شام [2] دمشق کے شمال میں جبلِ قاسیون پر ایک زیارت گاہ بنی ہوئی ہے۔ جو مقتل ہابیل کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے متعلق ابن عساکرؒ نے احمد بن کثیر کا ایک خواب نقل باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

ہو گئی ہے تو یہاں بیٹھ میں نیچے جاکر دریائے دجلہ سے پانی کی چھاگل بھر لاتا ہوں۔ پھر دونوں بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔" جرموق خاموش رہا اور یوناف لکڑی کی بنی ہوئی چھاگل اٹھا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

اسی وقت عارب، بیوسا اور نبیطا اس کوہستان پر نمودار ہوئے۔ عارب جرموق کو مارنے کے ارادے سے آگے بڑھا۔ جرموق نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ وہ بوڑھا ہو چکا تھا۔ جب کہ عارب ویسے کا ویسا ہی جوان اور زور آور تھا۔ عارب نے جرموق کو ہوا میں اُچھالا تو وہ فضا میں تیرتا ہوا کچھ فاصلے پر جا گرا۔ اس کا جسم ایک دو بار پھڑکا اور پھر ساکت ہو گیا۔

یوناف پانی کی چھاگل بھرنے کے بعد اس چٹان کے قریب آیا۔ جہاں تھوڑی دیر قبل وہ اپنے عزیز دوست جرموق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ تو اس نے دیکھا وہاں جرموق کی بجائے عارب، بیوسا اور نبیطہ کھڑے ہیں۔ جبکہ جرموق کی لاش وہاں سے قدرے فاصلے پر پڑی ہوئی تھی۔ غصے اور غضب میں یوناف کا رنگ آگ کی طرح بھڑک اٹھا تھا۔ چٹان پر کھڑے عارب، بیوسا اور نبیطہ نے بھی غور سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا تو نے یوناف کی طرف دیکھا؟" نبیطہ نے کسی قدر حیرت اور تعجب سے اپنے بھائی عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ پہلے کی طرح تر و تازہ اور جوان ہے۔ جب کہ اس کا ساتھی جرموق تو بوڑھا ہو گیا تھا۔ یہ کیا معاملہ ہے میرے بھائی! کہیں ہماری طرح اس پر بھی کسی قوت نے اپنے باطنی زور سے اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر دیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا جرموق کی موت کے بعد یہ ہمارے لئے مسائل کھڑے نہ کر دے گا۔ میرے بھائی میری مانو تو اپنی طبعی قوت سے مقابلہ نہ کرو۔ اپنی لاہوتی قوت کا استعمال کرو اور یوناف کا خاتمہ کر دو۔"

"ایسا ممکن نہیں ہے" ـــ عارب نے ایک فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "میں اُسے طبعی قوت سے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ یہ میرا اپنی ذات کے ساتھ ایک وعدہ ہے اور میں اُسے پورا کروں گا۔ سنو نبیطہ میری بہن! یہ تمہارا وہم ہے کہ یوناف بوڑھا نہیں ہوا۔ اتنا عرصہ گزر گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یوناف بوڑھا اور لاغر و کمزور نہ ہو گیا ہو۔ یہ بس صرف چہرے سے تر و تازہ اور جوان دکھائی دیتا ہو گا۔ ورنہ جرموق کی طرح اُسے بھی بڑھاپے کی دیمک نے چاٹ لیا ہو گا۔ اور جرموق کی طرح میں اُسے بھی بیچ کر موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔"

"اے میرے بھائی!" نبیطہ نے ہمدردی سے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یوناف کے ساتھ ٹکرانے سے قبل میرے ساتھ وعدہ کرو کہ اگر تم اپنی طبعی قوت سے اُسے زیر نہ کر سکے۔ تو اپنی لاہوتی اور اکتسابی قوتوں کو عمل میں لا کر یوناف کا خاتمہ کر دو گے۔"

عارب نے یوناف کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "اے میری بہن! میں تمہارے ساتھ ایسا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ آج میں ہر حال میں یوناف کا خاتمہ کر دوں گا۔"

عارب کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر یوناف نے نفرت اور غصے کی حالت میں اپنے ہاتھوں میں تھامی چھاگل دور پھینک دی اور عارب کی طرف بڑھا۔ جونہی عارب نے قریب آ کر یوناف کے اوپر چھلانگ لگانے کی تیاری کی، بیوسا اور نبیطہ بھی آگے بڑھنے لگی تھیں پھر ایک لمبی جست کے ساتھ عارب نے یوناف پر چھلانگ لگا دی تھی۔ عارب نے چونکہ اونچائی کی طرف سے چھلانگ لگائی تھی۔ اور اس کے سامنے یوناف تدریجی ڈھلان پر کھڑا تھا لہٰذا یوناف، عارب کی قوت اور بوجھ دونوں کے باعث اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور زمین پر گر گیا۔ ڈھلان کی وجہ سے دونوں تیزی کے ساتھ لڑھکتے ہوئے دریائے فرات کے کنارے کی طرف چلے گئے تھے۔ بیوسا اور نبیطہ بھی بھاگتی ہوئی دریائے فرات کے کنارے کی طرف بڑھنے لگی تھیں۔

یوناف اور عارب ڈھلان پر لڑھکنے کے بعد ہموار زمین پر رُکے اور پھر تیزی سے اُٹھ کر ایک دوسرے پر مُکّوں اور گھونسوں کی بارش کر دی تھی۔ کافی دیر تک دونوں ایک دوسرے سے جم کر لڑتے رہے، یہاں تک کہ دونوں زخمی ہو گئے تھے۔ پھر لمحہ بہ لمحہ یوناف، عارب پر غالب آنے لگا تھا۔ یوناف کی ضربیں عارب پر تھکان اور تھکن پیدا کرنے لگی تھیں۔ عارب نے جب دیکھا کہ یوناف کی پُرقوت ضربوں کے سامنے اس کے جسم میں نقاہت اور پاؤں میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہونے لگی ہے تو وہ اپنی لاہوتی قوتوں کو عمل میں لایا اور یوناف کے سامنے سے غائب ہو کر ذرا فاصلے پر بے چینی اور پریشانی کی حالت میں کھڑی بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا نمودار ہوا تھا۔

عارب کے اس طرح اپنے سامنے سے غائب ہو کر بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا نمودار ہونے سے یوناف بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں اُسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ وہ پریشان اور ہراساں بھی تھا۔ بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا کر عارب نے حیرت اور تعجب سے اُن دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یہ امر میرے لئے باعثِ تشویش ہے کہ یوناف ابھی تک جوان ہے۔ اس کی قوت، اس کی تر و تازگی، اس کا شباب اور اس کی ساری توانائیاں ویسے کی ویسی ہی ہیں۔ میں اپنی طبعی قوت میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کاش کوئی مجھے بتاتا، کوئی مجھ پر یہ بھید افشا کرتا کہ یوناف کی توانائیاں کیونکر بڑھاپے اور فنا کا شکار نہیں ہوئیں۔"

"آؤ ہم اپنی لاہوتی قوتوں کو عمل میں لائیں۔ اور آج دریائے فرات کے کنارے تینوں مل کر یوناف کا خاتمہ کر دیں۔ ورنہ جرموق کی موت کے بعد یہ ہمارے لئے کئی مسائل کھڑے کر دے گا۔" بیوسا کچھ سوچتے ہوئے بولی پھر وہ تینوں آہستہ آہستہ قوت کی نشانیاں بن کر یوناف کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ یوناف اپنی جگہ کھڑا انہیں حیرت اور استعجاب سے اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا کہ اچانک اُسے اپنی گردن کے گرد ایک ریشمی اور حریری لمس محسوس ہوا یوں جیسے کوئی سانپ اس کی گردن کے گرد بل دے رہا ہو۔۔۔ ابھی وہ اس افتاد کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی سماعت سے ایک نہایت شیریں اور شہد میں ڈوبی ہوئی رس گھولتی نسوانی آواز ٹکرائی۔

"گھبراؤ نہیں! یہ تینوں تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ میں تمہاری ہمدرد، تمہاری ساتھی اور تمہارے ساتھ ہوں۔"

"سنو!" یوناف اس نادیدہ ہستی کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "پہلے یہ بتاؤ تم

کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ ان کے ساتھ ہابیل بھی تھے اور ہابیل نے قسم کھا کر کہا کہ میرا قتل یہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قول کی تصدیق کی۔ (قصص القرآن)

کون ہو۔ کیوں میری مدد پر آمادہ ہو اور تم مجھے نظر کیوں نہیں آتی ہو؟

فی الوقت تمہاری جان کو ان تینوں سے خطرہ ہے۔ یہ بھول جاؤ کہ میں کون ہوں۔ اور سنو! عارب، بیوسا اور نبیطہ کے ناسوت پر عزازیل نے لاہوت کا عمل کر کے انہیں پُراسرار اور ہولناک قوتوں کا مالک بنا دیا ہے۔ پر تم فکرمند نہ ہو۔ تم بھی ان تینوں کے سامنے بے بس، لاچار اور نہتے نہیں ہو۔ جس رات عزازیل نے ان تینوں پر یہ عمل کیا تھا اسی رات حالتِ نیند میں بابل کی نیک دل روح نے تم پر بھی یہ عمل کر دیا تھا اب تم بھی پُراسرار اور ہولناک قوتوں کے مالک ہو۔ اور جس طرح عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک مقررہ مدت تک جوان اور زندہ رہیں گے ایسے ہی تم بھی جوان اور پُرقوت رہو گے۔ تمہارے یہ زندہ اور جوان رہنے کی قوت ہزاروں برس پر بھی محیط ہو سکتی ہے پھر ان تینوں کی طرح تمہیں بھی ایک روز موت آئے گی۔ کیوں کہ انسان فانی ہے اور اس کے خمیر میں فنا بھر دی گئی ہے۔"

"میری موت اور میرا خاتمہ کس کے ہاتھوں ہو گا۔۔۔؟" یوناف نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"تیرا خاتمہ کسی بہت بڑی شخصیت کی وجہ سے ہو گا۔"

"کیا وہ شخصیت مجھ سے بھی زیادہ طاقت ور ہو گی۔؟" یوناف نے تجسس سے پوچھا۔

"تم فی الوقت ان باتوں کو چھوڑ دو۔" نسوانی آواز نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "اور سنو! جو قوتیں تمہیں ملی ہیں انہیں نیکی اور بھلائی کے فروغ کیلئے استعمال کرنا اور اپنا دفاع کرتے رہنا۔ اور اُسے بدی کی قوتوں کے خلاف استعمال کرنا۔" پھر وہ نسوانی آواز بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کو اس کی ذمے داری، پُراسرار قوتوں اور ان کے استعمال سے متعلق تفصیل سے بتانے لگی تھی۔ اس سحرزدہ کر دینے والی نسوانی آواز نے جلدی جلدی یوناف کو سب کچھ سمجھا دیا۔ اتنی دیر تک عارب، بیوسا اور نبیطہ بلندی سے دریائے فرات کے کنارے کی طرف قریب آ گئے تھے۔ یوناف کو پھر یوں محسوس ہوا۔ جیسے کوئی سانپ بڑی تیزی سے اس کی گردن کے گرد بل دینے لگا ہو۔ ساتھ ہی دہی میٹھی آواز پھر اس کے کانوں میں پڑی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"یوناف! اگر وہ تینوں ایک ساتھ تم پر پل پڑیں اور تم پر اپنی لاہوتی قوتوں کا عمل شروع کریں۔ اور تم ان تینوں کے سامنے اپنے آپ کو عاجز اور بے بس محسوس کرنے لگو تو جس طرح تھوڑی دیر قبل عارب تمہارے سامنے سے غائب ہو کر بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا نمودار ہوا تھا اُسی طرح تم بھی غائب ہو جانا۔ اور جب یہ تینوں عاجز ہو کر چلے جائیں تو تم اپنے ریوڑ کو ہانک لے جانا۔۔۔" یوناف کو پھر اپنی گردن کے گرد سانپ کے بلوں کا ریشمی اور حریری لمس محسوس ہونے لگا تھا۔ یوناف کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی سانپ اس کی گردن سے اپنے بل کھول کر علیحدہ ہو رہا ہو۔

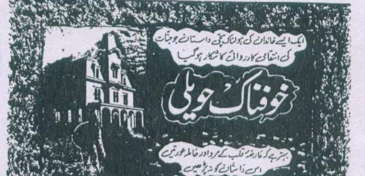
یوناف کے قریب آ کر بیوسا اور نبیطہ ایک جگہ کھڑی ہو گئیں۔ عارب آگے بڑھا۔ اس نے ایک عجیب انداز میں اپنی پلکوں کا اشارہ کیا۔ اور یوناف اس طرح ہوا میں اچھلا جیسے کسی بہت بڑی قوت نے اسے پکڑ کر ہوا میں اچھال دیا ہو۔ فضا میں بلند ہو کر یوناف بے بسی کی حالت میں دریا کے کنارے گرنے ہی کو تھا کہ اس کے ذہن میں لاہوتی قوت کے استعمال کرنے کا خیال آیا۔ جس کا انکشاف چند ہی لمحے قبل پُراسرار آواز نے کیا تھا۔ یوناف اُسے عمل میں لایا۔ اپنا دفاع کیا۔ اور زمین پر بے بسی کی حالت میں گرنے کی بجائے وہ انتہائی آرام دہ حالت اور پُرسکون انداز میں زمین پر اتر گیا۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ یہ دیکھ کر پریشان اور دنگ رہ گئے تھے۔ اچانک یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ عارب کی طرف اُٹھایا تو اس کے ہاتھ کی اُنگلیوں سے انسانی جسم کو پگھلا دینے والی گرم شعاعیں پھوٹ کر عارب کی طرف لپکیں۔ عارب فوراً اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور ذرا فاصلے پر نبیطہ اور بیوسا کے پاس جا کھڑا ہوا اور ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"تم دونوں نے دیکھا، ہماری طرح یوناف بھی پُراسرار قوتوں کا مالک ہے شاید اس پر بھی کسی نے لاہوتی عمل کر دیا ہے۔ آؤ فی الوقت یہاں سے ٹل جائیں اور پھر کسی وقت اچانک اس کو آ لیں۔ اور اُسے اپنے سامنے بے بس و مجبور کر دیں۔ اب ہم اسکی موت کا باعث تو نہیں بن سکتے۔ صرف اسے کوئی خطرناک چوٹ ہی لگا سکتے ہیں۔ کیونکہ اب اُسے بھی ایک مقررہ وقت تک موت نہ آئے گی۔ تاہم جبتک یہ زندہ ہے۔ ہم اپنی طرف سے اس پر قہر اور عذاب بن کر برستے رہیں گے۔"

پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "تیری قسمت اچھی ہے جو تو آج ہمارے ہاتھوں بچ گیا ہے۔ ورنہ دریائے فرات کے کنارے اور بابل کی سرزمین میں جہاں ان چند ٹیلوں کے علاوہ کوئی پہاڑ نہیں ہیں۔ ہم نے تیری زندگی کا خاتمہ کر دیا ہوتا۔

"بدی کے گماشتو!" یوناف نے جرأت مندانہ انداز میں چند قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "گناہ کے فرزندو! میں اب اس قابل ہو گیا ہوں کہ تم سے اپنی طبعی قوت کے علاوہ اور طریقوں سے بھی نمٹ سکوں۔" اس بار عارب نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔ یوناف نے جرموق کی لاش کو اُٹھا لیا۔ پھر وہ اپنے اور جرموق کے ریوڑ کو ہانکتا ہوا بابل شہر کی طرف جا رہا تھا۔





نئے قارئین کیلئے ابتک کی کہانی

صوبہ یوپی میں ایک چھوٹا سا خوبصورت گھرانا تھا جو خلوص و محبت کی چاندنی میں نہا کر پھولوں کی سی پاکیزہ زندگی بسر کرتا تھا لیکن اچھے پھولوں کی طرح اس گھرانے کی عمر بہت کم ہوئی بس پل دو پل۔ پانی کے بلبلے کی طرح ایک دن اس گھرانے کے دو بڑے ستون موت کی آغوش میں گم ہو گئے۔ ان میں سے ایک کا نام تھا اعجاز اور دوسرے کا نام تھا اسما۔ یہ دونوں ٢٩ مئی ایک ایکسیڈنٹ میں اپنی جانِ عزیز گنوا بیٹھے تھے۔ ان کی موت کے بعد ان کے دو بچے گڈو اور رابعہ بانو شیریں اپنے بچپن کی تمام شوخیاں نذرِ قبرستان کر کے اپنی خالہ اور خالو کے ساتھ دہلی آ گئے۔

کچھ عرصے کے بعد ١٥ ستمبر کو رابعہ کے خالو ٹھیکیدار یٰسین صاحب نے ایک حویلی خریدی۔ حویلی کا بیانہ دینے کے بعد ان کو جنات کی طرف سے بذریعہ خط متنبہ کیا گیا کہ اس حویلی کو خریدنے کی غلطی نہ کریں۔ ورنہ انجام برا ہو گا۔ مسٹر یٰسین نے اس تحریر کو اپنے بدخواہوں کی سازش سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ بالآخر ٥ ستمبر کو حویلی کا بیعنامہ یٰسین صاحب کے نام ہو گیا۔

نئی حویلی میں کل ١٥ افراد منتقل ہوئے یٰسین۔ ان کی بیگم نجمہ ان کی چار لڑکیاں صاعقہ، ردینہ، زرین اور گڑیا۔ ان کے دو لڑکے یونس، یوسف یٰسین صاحب کی خوش دامن نجمہ کے بھائی زبیر، رابعہ اس کا بھائی گڈو۔ ان کے علاوہ ایک جمیل نام کا ملازم بھی تھا۔ یہ کل ١٥ افراد نئی حویلی میں آ بسے۔

یٰسین صاحب دل کے بہت اچھے انسان تھے۔ وہ عام پڑھے لکھے لوگوں کی طرح بھوت پریت کے قائل نہیں تھے۔ اس لئے انہوں نے شروع شروع میں اُن باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی جو ان کیلئے چیلنج کی حیثیت رکھتی تھیں۔ وہ بڑی سی بڑی چتاوَنی کو باتوں میں اُڑاتے رہے ——— سب سے پہلا حادثہ اُن کے گھر میں رابعہ کے بھائی گڈو کا ہوا۔ اس کی موت میں اس کی سالگرہ کے دن ہوئی۔ اور اس کی لاش جنات کی بے رحمی کا جیتا جاگتا ثبوت تھا۔ اس کی موت سے پہلے لوگوں نے دیکھا کہ بھیانک قسم کے ہاتھ فضاؤں میں بلند ہوئے اور ان پر لکھا ہوا تھا۔ یہ حویلی خالی کر دو۔

نجمہ کا حمل اور اس حمل کے بعد پیدا ہونے والا بچہ بھی ایک حادثہ ہی تھا۔ دورانِ حمل نجمہ کے پیٹ سے ہنسنے کی آوازیں آتی تھیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے کوئی مردہ قبر کے اندر قہقہے لگا رہا ہو۔ جس دن اس بچے کا جنم ہوا۔ اس دن حویلی کے در و دیوار سے ہنسنے اور سرگوشیاں کرنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ اس بچے کی پیدائش کے وقت دایا نے چار سیاہ فام عورتوں کو سفید لباس میں دیکھا۔ ان کے سر چھت سے ٹکرا رہے تھے۔ اس بچے کا نام عجوبہ رکھا گیا۔ یہ بچہ زیادہ عرصے تک نہیں جی سکا۔ جب یہ مر گیا تو اس کی لاش گھٹ کر صرف دو بالشت کی رہ گئی تھی اور غسل کے بعد جب اس کو کفن پہنا دیا تو اس کی لاش بڑھنی شروع ہوئی اور ایک گز کے قریب بڑھ گئی۔ لیکن کفن چھوٹا نہیں ہوا۔ لاش کفن سمیت ہی بڑھتی رہی۔ اس کو قبر میں اُتارنے والے کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی ٹانگ پکڑ کر قبر کی طرف کھینچ رہا ہے۔

آمنہ کی موت کے کچھ ہی دنوں کے بعد شاہدہ کی موت بیت الخلا میں ہوئی۔ یہ موت کافی بھیانک تھی۔ کپڑے خون میں تر بتر تھے۔ جگہ جگہ جسم پر پھوڑوں کے نشان تھے۔ اور سر غائب تھا۔ اور بغیر سر کے ہی لاش کو سپردِ خاک کیا گیا۔

کچھ دن کے بعد ایک رات بہت بھیانک طوفان آیا۔ اسی طوفان کے دوران ایک سیاہ بلی نمودار ہوئی۔ اس نے زہریلے قسم کے قہقہے لگائے۔ اور پھر اس نے انسانوں کی طرح بولنا شروع کیا۔ اس نے کہا۔

یہ حویلی ـــــ ہمارے لئے موت کا پیغام تھی۔ اس جگہ ایک کنواں تھا۔ اس پاس تیرہ قبریں تھیں۔ ایک املی کا درخت تھا۔ اصغر نام کے ایک آدمی نے اس جگہ کو جو ہمارا اباڑہ تھا۔ اور جہاں ہمارے کٹم کے ایک سو زائد افراد آباد تھے۔ ایک سو آٹی روپے میں ایک شخص کو فروخت کر دیا اور اس نے انتہائی بیدردی کے ساتھ ہمارے باڑے کو تہس نہس کر دیا ـــــ اصغر کی بیوی کو اور اس کی ایک بیٹی کو ہمارے آدمی اُٹھا کر لے گئے تھے۔ اصغر کو ہم نے کتے کی موت مارا۔ اس کی لاش کو قبر بھی نصیب نہ ہو سکی۔ اس کی لاش کتے کھا گئے۔ اور اس کا ڈھانچہ ـــــ یہ ہے اُس بدنصیب کا ڈھانچہ۔!! ـــــ اور اُسکا ایک بیٹا آج بھی موتی مسجد میں اپاہج پڑا ہوا ہے۔

بلی کی اس وحشت ناک گفتگو کے بعد حویلی کے سب افراد خوف کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔ اور ایک رات جب حویلی میں خون کی بارش ہوئی تو اس نے خوف ودہشت میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ اور زندگی، زندگی سے بہت دور ہو گئی۔ اور موت کے آسیب ہر وقت سروں پر منڈلانے لگے۔

یٰسین صاحب کے ایک دوست لکھنؤ میں رہا کرتے تھے۔ ان کا نام یوسف ابراہیم تھا۔ وہ اپنے بیوی بچوں سمیت اکثر دہلی آتے تھے۔ قیام اسی حویلی میں ہوا کرتا تھا۔ ان کی ایک لڑکی تھی۔ نام تو اس کا کہکشاں تھا۔ لیکن سب اس کو کوکب کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ کوکب بہت زیادہ نٹ کھٹ اور دلفریب لڑکی تھی۔ ہر وقت ہنسنا ہنسانا ہی اس کا مشغلہ تھا۔ ایک بار یہ لوگ دہلی آئے اور جب انہوں نے جنّات کی کارستانیاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں تو انہیں تعجب بھی ہوا اور ڈر بھی محسوس ہوا۔ دوسرے خیر خواہوں کی طرح یوسف ابراہیم نے یٰسین کو مشورہ دیا کہ اس حویلی کو فوراً فروخت کر دیں۔ اور اپنی رہائش فوراً بدل دیں۔ لیکن یوسف ابراہیم خود خیریت کے ساتھ لکھنؤ واپس نہیں ہو سکے۔ ان کی بیٹی کوکب بھی ندرِ ستم ہو گئی اور اس کی لاش کا بھی مسئلہ بنا۔ اور وہ مُرجھائے ہوئے پھولوں کی طرح بدنما ہو کر اپنی آخری آرام گاہ پہنچی۔ اس کے بعد ایک عامل صاحب جو جنّات کو دفع کرنے کیلئے آئے تھے خود لاپتہ ہو گئے۔ وہ بند کمرے سے ایک رات غائب ہو گئے۔ اور حیرت کی بات یہ تھی کہ ان کے تن کے کپڑے کمرے میں موجود تھے۔ گویا ان کو ننگا کر کے اُٹھایا گیا تھا۔ اور اسی کے فوراً بعد زبیر بھی انتقال کر گئے۔ سبھی ڈاکٹروں نے انہیں مُردہ قرار دے دیا تھا۔ آخری غسل کے بعد انہیں کفن پہنا دیا گیا۔ لیکن جس وقت اُن کے جنازے کو اُٹھانے کا ارادہ کیا گیا۔ وہ اچانک اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس طرح سے ایک مُردہ انسان کے زندہ ہو جانے پر پوری حویلی میں کہرام مچ گیا۔ اور اس عجیب وغریب بات کے چرچے پوری برادری میں پھیل گئے۔ جنّات نے اسی دن ایک بھینٹ اور لی اور پٹواری اصغر حسین نامی ایک شخصیت جنّات کا لقمہ بن گئی۔ انہیں اچانک خون کی قے ہوئی اور وہ آناً فاناً دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ اُن کی جُدائی کا غم برداشت کر کے چند ماہ بعد ان کی بیگم حُسنہ بھی انتقال کر گئیں۔

اس کے بعد اس حویلی میں ایک ساتھ دو جانیں ضائع ہوئیں۔ صاعقہ اور روبینہ پر سنگین حملہ ایک ہی ساتھ ہوا۔ اور دونوں ایک ساتھ دنیا سے چل بسیں۔ مرنے کے بعد صاعقہ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور زبان باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کو گلا گھونٹ کر مار اگیا تھا۔ اس کے تن پر کپڑے بھی نہیں تھے۔ اس کے مُردہ جسم کی کیفیت یہ ثابت کرتی تھی۔ جیسے مرنے سے پہلے وہ کافی دیر تک تڑپی ہو اس کے ہاتھ پیر بُری طرح سے زخمی تھے وہ مرنے سے پہلے موت کا مقابلہ کرتی رہی تھی۔ اس کے برعکس روبینہ کا جسم پُرسکون تھا۔ شاید وہ ایک ہی جست میں اپنی جان دے بیٹھی تھی۔ صاعقہ اور روبینہ پکّی سہیلیوں کی طرح ہمیشہ ایک ساتھ رہا کرتی تھیں اور ایک ہی پلنگ پر سونے کی عادی تھیں۔ وہ دونوں دنیا سے بھی ایک ہی رات اور ایک ساتھ رخصت ہوئیں ـــــ جنّات نے طرح طرح کے ظلم وستم کے بعد اس خاندان سے دوستی کا ہاتھ بھی بڑھانا چاہا ہے۔ اور مسٹر یٰسین سے رابعہ بانو شیریں کا ہاتھ خوشی کے ساتھ مانگنا چاہا۔ انہوں نے بذریعہ مراسلت یہ یقین دلایا کہ اگر اس لڑکی کو ہمارے حوالے کر دو تو ہم اس انتقامی کارروائی کو روک لیں گے۔ لیکن یٰسین صاحب نے اس مطالبے کو رد کر دیا۔ اگر رابعہ ان کی سگی بیٹی ہوتی تو شاید وہ یہ سودا منظور کر لیتے۔ لیکن رابعہ تو ان کی سالی اسما مرحومہ کی یادگار تھی۔ وہ اس کو جنّات کے حوالے کیسے کر دیتے؟ عقل کے اعتبار سے ان کا فیصلہ شاید غلط ہی رہا ہو۔ لیکن اخلاقی طور پر انہوں نے جو کچھ کیا تھا ٹھیک ہی کیا تھا۔

یٰسین میاں جب بھی کسی عامل سے جھاڑ پھونک کراتے تھے۔ جنّات کی ستم ظریفیاں اور بھی بڑھ جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے کئی بار یہ فیصلہ کیا کہ اب جو بھی گزرے گی گزر جائے گی۔ لیکن جھاڑ پھونک کے چکر میں نہیں پڑیں گے۔ اس کے باوجود انہیں لوگوں کے اصرار پر بار بار اپنا فیصلہ بدلنا پڑا۔ ایکبار وہ اپنے دوست افغانی صاحب کے دباؤ پر ایک مولانا کو جھاڑ پھونک کے لئے لے آئے۔ ان کے ساتھ ایک دوسرے مولانا بھی تھے۔ اور تمام رات جھاڑ پھونک کا سلسلہ رہا۔ صبح ہوئی تو حویلی پھر ماتم کدہ بن گئی۔ کیوں کہ افغانی صاحب اور وہ دونوں مولانا جنّات کے ساتھ جنگ کرنے میں شکست کھا گئے۔ اور پھر ایک دن وہ بھی اچانک غائب ہو گئے۔ کہاں گئے؟ اس بات کا سُراغ آج تک نہیں لگ سکا ـــــ بالکل اسی طرح یوسف بھی ایک رات غائب ہو گیا تھا۔

اور اس کا بھی پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں گیا۔ اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔! اور پھر ایک دن اس حویلی کی آخری بہار بھی رخصت ہو گئی! اور یونس بھی جنات کے ظلم و ستم کا شکار ہو گیا۔ اس طرح ایک ایک کر کے سب کے سب لقمۂ اجل بن گئے۔
اس کے بعد کیا ہوا یہ جاننے کیلئے "خوفناک حویلی" کی یہ آخری قسط پڑھیے۔

یونس کی وفات کے بعد حویلی کا آنگن بالکل ہی سونا ہو گیا۔ ذرا سوچیے کہ کیا گزرتی ہو گی اُن ماں باپ پر کہ ایک ایک کر کے جن کے چھ سات بچے نذرِ اجل ہو گئے ہوں۔ دلوں کو ٹھیس لگتی تھی آنکھیں بھیگ جاتی تھیں اور ابھی آنکھوں کی نمی خشک نہیں ہو پاتی تھی کہ پھر کوئی دوسرا جان لیوا حادثہ پیش آ جاتا تھا۔ درد و غم کا ایک سلسلہ تھا جو کسی بھی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

یونس کی وفات سے پہلے یوسف کہیں گم ہو گیا تھا اور یوسف کے گم ہونے کے بعد زندگی کے تمام ولولے بالکل ہی سرد پڑ گئے اب گھر کے کسی بھی فرد کو زندہ رہنے کی آرزو نہیں تھی۔ یونس کی موت نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔

مجھے آج تک یاد ہے کہ جس دن یونس کا جنازہ اُٹھا۔ اُس دن خالو اسقدر روئے تھے کہ اگر ان کے آنسوؤں کو جمع کر لیا جاتا تو ایک دریا وجود میں آ جاتا محبت کرنیوالے باپ کا یہ آخری نذرانہ تھا جو موت کے سپرد ہوا تھا۔ اس کے بعد اب گھر میں باقی ہی کیا رہ گیا تھا۔ یونس کی وفات پر خالہ نجمہ بے ہوش ہو گئی تھیں۔ انہوں نے جنازے کی روانگی کا منظر بھی نہیں دیکھا۔ کیوں کہ ۴۸ گھنٹے تک ہوش ہی نہیں آ سکا۔ اور جب انہیں ہوش آیا۔ تو گھر کی آخری بہار بھی پیوندِ خزاں بن چکی تھی۔

میں بتا چکی ہوں کہ خالہ نجمہ کی ایک آنکھ پھوٹ چکی تھی۔ یونس کی وفات پر بے ہوش ہونے کے بعد جب وہ ہوش میں نہیں آئیں تو ان کی دوسری آنکھ کی بینائی بھی تقریباً ختم ہو گئی۔ اور دوسری افسوسناک بات یہ ہوئی کہ ان کی ٹانگیں بیکار ہو گئیں۔ اب وہ ان ٹانگوں سے نہ کھڑی ہو سکتی تھیں۔ اور نہ بیٹھ سکتی تھیں! اس طرح محتاج ہونے کے بعد خالہ نجمہ نے ہنسنا بولنا بالکل ترک کر دیا تھا۔ وہ ہر وقت گم سم اس طرح بیٹھی رہتی تھیں جیسے کوئی پتھر کی مورتی رکھی ہوئی ہو۔ آہ! کس قدر دکھ جھیلے تھے انہوں نے۔ وہ کس قدر حسین تھیں اور اب وہ کس قدر بدنما ہو کر رہ گئی تھیں۔ اُن کے علاج پر خالو یٰسین نے لاکھوں روپے خرچ کر دیے۔ انہیں تیز تیز انجکشن لگوائے گئے۔ زود اثر دوائیں کھلائی گئیں۔ لیکن ان کی ٹانگیں بھی صحیح نہیں ہو سکیں۔ اور ان کی آنکھیں بھی ٹھیک نہ ہو سکیں۔ اور مصیبت در مصیبت یہ ہوئی کہ تیز دوا کے ریکشن کی وجہ سے اُن کے بدن میں کوئی زہریلا مادہ پیدا ہو گیا جسکی وجہ سے اُن کے سر کے سب بال جھڑ گئے۔ اور وہ بالکل گنجی ہو کر رہ گئیں۔ اور ان کے دانت بھی بالکل کالے پڑ گئے۔ ان کی صورت حد سے زیادہ وحشتناک ہو گئی۔

اس دوران نانی اماں بھی ہمیں روتا چھوڑ کر اس درد و غم کی دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ نانی اماں کی وفات شاید کہ ان کی طبعی وفات تھی۔ ان کی عمر بھی خاصی ہو گئی تھی لیکن ان کی وفات سے گھر کے سب افراد ایک سائبان سے محروم ہو گئے تھے۔ انکے گزر جانے کے بعد ہمارا ملازم جمیل بھی بھاگ گیا تھا۔ غالباً وہ ڈر گیا تھا۔ کہ حویلی کے سر پر موت منڈلا رہی ہے۔ حویلی کی بربادی کا سب ہی کو پتہ تھا۔ اسی لئے لوگ حویلی میں آنے سے کتراتے تھے۔ اب گھر میں صرف سہما انسان رہ گئے تھے۔ خالو جان، ماما زبیر، خالہ نجمہ اور ایک ناچیز۔ اتنی بڑی حویلی میں صرف چار افراد۔ وہ بھی مردوں کی طرح بالکل خاموش نہ کوئی ہنستا تھا نہ کوئی بولتا تھا۔ نہ کسی میں ہنسنے کی ہمت۔ نہ کسی میں جینے کی آرزو۔ بس ٹے شدہ سانسیں پوری کرنے کیلئے زندہ تھے۔ خالو یٰسین کی ٹھیکیداری کا کام بالکل ختم ہو چکا تھا۔ انہوں نے پیسے کے لین دین سے بہت پہلے نجات حاصل کر لی تھی۔ جو پیسہ ان کے پاس جمع تھا بس اسی پر گزر بسر چل رہی تھی۔ کیا بتاؤں کہ اس وقت ہم سب پر کیا گزرتی تھی۔ جب حسرتوں کے جنازے ہماری نگاہوں کے سامنے ہوا کرتے تھے۔ اور ہماری آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوا کرتی تھیں۔ لوگ اس دنیا میں ایک بار مرتے ہیں اور ہم تو بار بار مرتے تھے اور بار بار ہماری میت درد و غم کی اندھیری قبر میں اتاری جاتی تھی۔ کیسے بھیانک دن تھے اور کیسی وحشتناک راتیں تھیں۔ اب بھی ان غمناک حادثات کو تصور میں لاتی ہوں تو کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ اور پھر ایک دن یہ بھی ہوا کہ خالو یٰسین تیسری منزل پر ایک کھڑکی سے گر پڑے۔ میں اس وقت رسوئی میں تھی۔ ماما زبیر بازار گئے ہوئے تھے۔ دن کے گیارہ بجے کی بات ہے۔ اچانک ایک زبردست دھماکا سا ہوا۔ میں تو سٹپٹا کر رسوئی سے باہر آئی تو میں نے دیکھا کہ صحن میں خالو یٰسین کی لاش پڑی ہوئی تھی وہ مر گئے ہی ختم ہو گئے۔ ان کی لاش کی چاروں طرف خون پڑا ہوا تھا۔ ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا۔ ٹانگے مڑی ہوئی تھیں۔ وہ مُنہ کے بل گرے تھے۔ دانت بھی ٹوٹ گئے تھے۔ میں نے اُنہیں بے حس و حرکت ہی دیکھا۔ وہ بے چارے اُف بھی نہ کر سکے۔ ان کے جسم کے چیتھڑے بکھر گئے تھے۔ مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا ______ جب ماما زبیر نے آ کر یہ منظر دیکھا تو ان کی کیفیت بھی ناقابلِ بیان ہو گئی۔ آس پاس کے لوگ جمع ہو گئے اور جب ان کی لاش کو پلنگ پر ڈالا گیا تو اندازہ ہوا کہ ان کے ہاتھ کی اُنگلیاں بھی ٹوٹ گئی تھیں۔ اور چہرہ بالکل چھٹ گیا تھا۔ سر پر بھی زبردست چوٹ تھی۔ مجموعی حیثیت سے ان کا جسم زخموں سے چھلنی تھا۔ اور اس طرح اس حویلی کا ہیرو زخموں کی مالائیں پہن کر درد و غم کے پھول گلے میں ڈالے ہم سے جُدا ہو گیا۔ اُن کی لاش کی کیفیت کو دیکھنے والے لوگوں کا کہنا تھا کہ یٰسین صاحب خود نہیں گرے۔ بلکہ انہیں کسی نے دھکا دیا ہے۔ میں خود بھی یہی محسوس کر رہی تھی کہ انہیں باقاعدہ اوپر سے پھینکا گیا ہے۔ تب ہی تو ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں ہیں۔ آج بھی جب خالو کی لاش آنکھوں میں گھومتی ہے

تو دل پر ایک وحشت طاری ہو جاتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ان کے کفن پر بھی خون کے نشانات تھے۔ غسل دینے کے بعد بھی ان کے زخم رس رہے تھے۔ اور خون بہہ رہا تھا ـــ یہ شاید ان کے شہید ہونے کی علامت تھی۔ خالو یٰسین کے چلے جانے کے بعد اب گھر میں صرف ہم دو رہ گئے تھے۔ اور ہم تینوں یہ سوچا کرتے تھے کہ دیکھو اب کس کا نمبر ہے۔

اس داستان کا اگلا حصہ بیان کرنے سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ میں نے حتی الامکان اس بات کی کوشش کی ہے کہ واقعات کی بالکل صحیح منظر کشی ہو جائے اور آپ بیتی حرف بہ حرف بیان ہو جائے۔ پھر بھی اس بات کا امکان ہے کہ کسی جگہ مبالغہ آمیزی کا رنگ شامل ہو گیا ہو۔ کسی غمناک کیفیت کو بیان کرنے سے میرا قلم مجبور رہا ہو۔ البتہ مجموعی حیثیت سے میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے۔ وہ مبنی بر حقیقت ہے اور اس میں جھوٹ ایک ذرّے کے برابر بھی شامل نہیں ہے۔

اس داستانِ کرب والم میں میں نے کوئی بھی بات چھپانے کی کوشش نہیں کی ـــــ ہر حادثہ میں نے پوری طرح کھول کر رکھ دیا ہے۔ البتہ دلوں کی کیفیات میں بیان کرنے سے قاصر تھی۔ اس حویلی کے رہنے والے انسانوں پر کیا گزرتی تھی اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ ہاں اگر کر سکتے ہیں تو وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کے مکان آسیب زدہ ہوں اور جنہیں جنات کی ستم ظریفیوں سے سابقہ پیش آ چکا ہو۔ جن لوگوں کو جناتی اثرات سے کبھی کوئی سابقہ نہیں پڑا ہو۔ وہ اس دردناک داستان کو صرف فرضی کہانی سمجھیں گے ـــــ ایسے لوگوں کو میں یہ دعا دوں گی کہ اللہ انہیں ہمیشہ جناتی اثرات سے محفوظ رکھے۔ اور ان کے انکار پر انہیں کوئی سزا نہ دے۔ ہمارے خالو جان جنات اور جادو جیسے معاملات کو ڈھکوسلا بتایا کرتے تھے۔ اور بھوت پریت کا مذاق اڑاتے تھے۔ بس ان کا اتنا ہی سا گناہ تھا۔ جس کی انہیں اتنی بڑی سزا ملی کہ بس اللہ کی پناہ۔

ہاں۔ اس داستان میں ایک بات میں نے چھپائی ہے۔ اور وہ ہے زرّیں اور گڑیا کی دردناک موت ـــــ ان دونوں کی موت کس طرح ہوئی اس کو بیان کرنے کی طاقت نہ میرے دل میں ہے۔ نہ میرے قلم میں۔ آج بھی جب میں خیال کرتی ہوں کہ وہ دونوں ایک ساتھ کس طرح اس دنیا سے رخصت ہوئیں اور کس طرح ان کے نازک جسموں پر زہریلے خنجروں سے وار ہوا۔ تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے ان کی موت کی منظر کشی نہیں کی۔ داستان کی تکمیل کیلئے بس اتنا عرض کر دیتی ہوں کہ صاعقہ اور روبینہ کی موت کے بعد گڑیا اور زرّیں نذرِ ستم ہوئی تھیں۔ اور انہیں بھی ایک ہی وقت جنات کا شکار ہونا پڑا تھا۔ وہ بھی ایک ہی وقت میں اس دنیائے درد سے رخصت ہوئی تھیں۔ اور ان کی وحشتناک موت پر ہم سب پر جو گزری تھی اس کو بیان کرنے کی تاب میرے قلم میں نہیں ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس ہوشربا حادثے پر پردہ ہی پڑا رہنے دیں۔

مجھے یاد آیا۔ ایک بار میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں یہ بتاؤں گی کہ خالہ نجمہ کے چہرے پر جو کالا داغ ہے۔ یہ کس طرح پیدا ہوا تھا۔ لیکن پہلے میں یہ بتا دوں کہ ان کی دونوں ٹانگیں کس طرح بے کار ہوئی تھیں۔ ہوا یہ تھا کہ ایک رات ان کی ریڑھ کی ہڈی میں سخت درد ہوا، درد کی شدت کی وجہ سے وہ رات بھر تڑپتی رہیں۔ ان کو مختلف قسم کی دوائیں استعمال کرائی گئیں۔ لیکن درد کسی صورت بھی کم نہیں ہوا اور اسی طرح تڑپتے تڑپتے تقریباً پوری رات کٹ گئی۔ صبح سہ پہر انہیں کچھ سکون ہوا۔ اور ان کی آنکھ لگ گئی اور جب وہ صبح کو اٹھیں تو بستر سے اٹھ نہ سکیں۔ انکی دونوں ٹانگیں بے دم اور بے کار ہو چکی تھیں۔

خالو یٰسین کے انتقال سے پہلے ایک بہت ہی لرزا دینے والا واقعہ پیش آیا تھا ـــ اُف میری توبہ ـــ آج بھی جب میں اس واقعہ کا تصوّر ذہن میں لاتی ہوں تو نس نس میں وحشت اور خوف کی آندھیاں چلنے لگتی ہیں۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری رگوں میں خون کی جگہ طوفان دوڑ رہے ہیں۔ اور دل کی جگہ گھڑیال رکھ دیئے گئے ہیں۔ جن کی دھک دھک کی صدائیں پورے جسم میں گونجنے لگتی ہیں۔ کیسی کیسی انہونیاں ہمارے گھر میں ہو کر رہی ہیں۔ اور کیسے کیسے قیامت خیز حادثات نے ہمارے گھر میں آنکھیں کھولی ہیں۔ کیا بتاؤں اور کیسے بتاؤں سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن پھر بھی یہ داستان تو مکمل کرنی ہی ہے۔ اور اپنے دل کی بھڑاس بھی تو نکالنی ہی ہے۔ تو پھر لیجئے سنئے۔ ایک دن بلکہ ایک رات ایسا ہوا کہ قضائے حاجت کیلئے خالہ نجمہ بیت الخلاء پہنچیں۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب وہ اپنی ٹانگوں سے چل سکتی تھیں۔ جب وہ بیت الخلاء سے کافی دیر تک لوٹ کر نہیں آئیں تو مجھے اور ماما زبیر کو تشویش ہوئی۔ چنانچہ ماما زبیر نے بیت الخلاء کے قریب جا کر خالہ نجمہ کو آواز دی تو کوئی جواب آنے کے بجائے زوردار قہقہے کی آواز آئی۔ ماما زبیر نے کمرے میں آکر خالو یٰسین سے کہا۔ اس وقت خالو یٰسین زندہ تھے۔ ماما زبیر نے کہا کہ بھائی صاحب دال میں کچھ کالا ہے۔ باجی کے بجائے بیت الخلاء سے کسی غیر انسانی قہقہے کی آواز آرہی ہے۔ میں اور خالو، ماما زبیر کے ساتھ بیت الخلاء کے قریب گئے۔ لیکن وہاں تو بالکل سناٹا تھا۔ خالو یٰسین نے پکارا نجمہ۔ او نجمہ۔ انہوں نے کئی بار آواز دی۔ لیکن اندر سے کسی طرح کا کوئی جواب نہیں آیا۔ ہم تینوں کی تشویش بڑھنے لگی۔ رگوں میں دوڑنے والا لہو منجمد ہونے لگا۔ چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ ہاتھ پیر کانپنے لگے۔ ہمیں اندیشہ ہونے لگا کہ آج خالہ نجمہ کا کام تمام ہو گیا ہے۔ ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کریں کہ یکایک بیت الخلاء سے رونے اور کراہنے کی آواز بلند ہوئی۔ اور پھر خالہ نجمہ کی آواز آئی۔ بس اب چھوڑ دو۔ چھوڑ دو مجھے۔ میرے جسم میں غلاظت مت پھیلاؤ۔ اس طرح کے جملے وہ بار بار بول رہی تھیں۔ اور ہم تینوں ان جملوں کا مطلب نہیں سمجھ پا رہے تھے۔ کہ اچانک بیت الخلاء کا دروازہ کھل گیا۔ اور خالہ نجمہ نیم برہنہ بیت الخلاء سے باہر آئیں۔ میں نے اور ماما زبیر نے چہرہ پھیر لیا۔ خالو یٰسین انہیں پکڑ کر کمرے کی طرف لے گئے۔ اس عرصے میں ان کے کپڑے درست کر دیئے گئے تھے۔ ہم نے دیکھا وہ کچھ تھکی تھکی تھیں۔ ان کی آنکھیں دہکتے انگاروں کی طرح سُرخ تھیں۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ اور مُنہ سے جھاگ آ رہے تھے۔ وہ کسی کو نہیں پہچان نہیں رہی

تھیں۔ وہ بالکل اپنے ہوش میں نہیں تھیں ـــــــ اس کے بعد انہوں نے بے تحاشہ قہقہے لگانے شروع کئے۔ ان قہقہوں میں عجیب طرح کی دحشت اور خوف پوشیدہ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ مُنہ سے بم برسا رہی ہوں۔ ہم تینوں سہمے ہوئے تھے۔ ہمارے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ہم کیا کریں۔ خالو یٰسین نے خالہ نجمہ کا سَر سہلاتے ہوئے کہا۔ نجو تمہیں کیا ہوگیا ـــــــ اس سوال کے جواب میں خالہ نجمہ نے خالو جان کے اتنی زور سے تھپڑ رسید کیا تھا کہ آج تک اس کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

خالہ نجمہ خالو کے ساتھ اور بھی زیادتیاں کرسکتی تھیں لیکن خالو نے انکے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیئے۔ اس پر وہ لاتیں چلانے لگیں تو ماما زبیر نے انکی ٹانگوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ اس وقت خالہ نجمہ انتہائی غصّے کے ساتھ خالو جان کو گھور رہی تھیں۔ ان کی آنکھیں دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح بالکل سُرخ تھیں۔ وہ اس طرح خالو جان کو گھور رہی تھیں۔ جیسے انہیں زندہ چبالیں گی۔ ان کے چہرے پر عجیب طرح کی دحشت اور بربریت بکھری ہوئی تھی۔ وہ قطعًا اپنے آپے میں نہیں تھیں۔ صاف محسوس ہوتا تھا کہ اس وقت ان پر کسی اور چیز کا تسلّط تھا۔ اسی وقت خود کو بے قابو اور بے بس سمجھتے ہوئے خالہ نجمہ نے خالو کے چہرے پر تھوک دیا ـــــــ اُف میرے اللہ۔ کیا کیا تو نے دکھایا ہے۔ اور کیسی تو نے ہماری تقدیر بنائی تھی۔ آج بھی جب اپنی بے بسی اور بے کسی کا خیال آتا ہے تو آنکھوں سے خونِ جگر رواں ہوجاتا ہے۔ اور نَس نَس میں درد و غم کی وحشتیں پھیل جاتی ہیں۔ کتنے وحشتناک دن اور خوفناک راتیں ہم نے گزاری ہیں۔ اور کیسی کیسی وارداتیں ہمارے جسموں پر گزری ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ ہزار بار اللہ کی پناہ۔

جب خالہ نجمہ نے خالو پر تھوکا تو ہم نے دیکھا کہ ان کے مُنہ سے تھوک کے بجائے پاخانہ نکلا تھا۔ اور یہ پاخانہ خالو جان کے چہرے پر گرا۔ خالو نے اپنے چہرے کو صاف کیا۔ اور اسی وقت خالو اور ماما زبیر نے خالہ نجمہ کے ہاتھ پیر چھوڑ دیئے چند ہی منٹ کے بعد خالہ نجمہ کے مُنہ سے غلاظت کا ایک فوّارہ سا پھوٹ پڑا۔ اور اس میں اس قدر بدبو تھی کہ آجتک اگر اس بدبو کا تصوّر آتا ہے تو دماغ کی رگیں پھٹنے لگتی ہیں ـــــــ خالو اور ماما خالہ نجمہ کو اس کیفیت میں دیکھ کر حد سے زیادہ اُداس ہو گئے تھے۔ اور چپ چاپ بُت کی طرح ان کی صورت تک رہے تھے۔ یہ کیفیت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہی۔ چند ہی منٹ کے بعد خالہ نجمہ کے مُنہ سے غلاظت کا سلسلہ موقوف ہوگیا۔ البتہ اسیوقت ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اُن کے چہرے پر باریک باریک سُوراخ ہو گئے ہیں۔ اور ان میں سے بھی بدبودار کوئی چیز نکل رہی ہے۔ اس وقت ہم نے یہ محسوس کیا۔ خالہ نجمہ کے چہرے کی دحشت میں کچھ کمی آگئی ہے۔ اور ان کی آنکھوں میں بھی اب غیظ و غضب کے آثار نہیں تھے۔ بلکہ صاف صاف یہ بھی محسوس ہو رہا تھا کہ اب وہ اپنی اصلی حالت کی طرف پلٹ رہی ہیں۔ لیکن ایسا بھی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ بے دم ہوتی جارہی ہیں۔ خالو نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر ان کا سَر سہلانا شروع کیا۔ اور انہیں آواز دی نجمہ۔ نجمہ تم کیسی ہو۔؟ تمہیں کیا محسوس ہو رہا ہے۔؟ خالو کی آواز انہوں نے پہچان لی تھی۔

اسی وقت خالہ نجمہ نے رونا شروع کیا۔ اور بتایا کہ ان کے چہرے پر مرچیں سی لگ رہی ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر بدبودار پانی اب بھی رس رہا تھا۔ خالو نے کپڑا لیکر ان کے چہرے سے یہ پانی صاف کرنے کی کوشش کی۔ اسی وقت خالہ نجمہ کے مُنہ سے ایک دحشت ناک چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہوگئیں۔ ہم سب انہیں گھورے جا رہے تھے اور سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں۔ پھر ہم نے صاف طور پر یہ محسوس کیا کہ ان کے چہرے پر ایک کالا سا نشان اُبھرا ـــــــ اور یہ نشان خود بخود بڑھنے لگا یہاں تک کہ یہ ایک بڑے داغ کی صورت اختیار کر گیا۔ اور اس طرح حُسن کا وہ چاند جسے خالو جان بہار بیگم کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ہمیشہ کیلئے گہن میں آگیا ـــــــ کافی دیر کے بعد خالہ نجمہ ہوش میں آئیں۔ تو ان کے جنّت جیسے بدن کی کایا پلٹ ہوگئی تھی۔ اب وہ جہنّم محسوس ہونے لگا تھا۔

ایک آنکھ تو پہلے ہی پھوٹ گئی تھی۔ تیز تیز دواؤں کی وجہ سے سَر کے بال اُڑ گئے تھے۔ اور دانت سیاہ پڑ گئے تھے۔ ٹانگیں بے کار ہو گئی تھی۔ ایک ہاتھ کی اُنگلیاں بھی گل گئی تھیں۔ اور آج ان کا چہرہ داغ دار ہو کر حد سے زیادہ بدنما ہو گیا تھا۔ اور ان کی آواز بھی ختم ہو گئی تھی۔ ان کے بولنے کی صلاحیت ہی سلب ہو گئی تھی۔ میں

میں نے ابھی یہاں تک ہی لکھا تھا کہ رات کو مجھے ایک حادثے سے گزرنا پڑا۔ لیکن میں اُسے حادثہ بھی نہیں کہہ سکتی ـــــــ کیوں کہ حادثہ تو خالہ نجمہ کی زندگی تھی۔ جب ان کی زندگی خود ان کے لئے بھی اور میرے لئے بھی ایک حادثہ تھی تو انکی موت کو حادثہ نہیں کہا جاسکتا۔ میں نے بتایا تھا کہ کئی دن سے خالہ نجمہ کی یہ کیفیت تھی کہ وہ روتی تھی کراہتی تھیں۔ ایسا بھی لگتا تھا جیسے کچھ کہنا چاہ رہی ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے ماضی کے غم اور خوشیاں یاد کر کے پریشان ہوتی ہوں۔ بہرحال ان پر عجیب طرح کی اضطرابی کیفیت طاری تھی۔ اور کل رات جب وہ سوئیں تو پھر وہ سوتی رہ گئیں۔ صبح کو اُٹھ کر مجھے روزانہ ان کا بستر صاف کرنا پڑتا تھا۔ کیوں کہ چند مہینوں سے وہ سوتے وقت پیشاب پاخانہ کرلیتی تھیں۔ آج صبح جب میں ان کو جگانے کیلئے ان کے قریب گئی تو میں نے انہیں مُردہ پایا۔ وہ ہزار قسم کے درد اُٹھا کر درد و غم کی اس دُنیا سے رخصت ہو گئیں۔ اور انہوں نے دُکھوں کی آہنی زنجیروں سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر لی۔

خالہ نجمہ کی تکفین و تدفین میں بڑی مشکل اُٹھانی پڑی۔ خالہ نجمہ کو میری خواہش و فرمائش کا احترام کرتے ہوئے انہیں خالو یٰسین ہی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو اپنے گھر کی راحتیں عطا کرے اور دنیا کی اذیتیں اور آفتیں اُن کے گناہوں کا کفّارہ بن جائیں۔

اب آیئے پھر اسی داستانِ کرب و الم کی طرف جس کے آخری ورق کو پورا کر کے میں قلم روکنا چاہتی ہوں۔

خالو یٰسین کی وفات کے بعد ماما زبیر بالکل ہی اُجڑ کر رہ گئے تھے۔ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ اچانک کسی دن وہ بھی شکار ہو جائیں گے۔ وہ کافی تندرست انسان

تھے لیکن خالو کی وفات کے بعد وہ دن بدن دُبلے اور پیلے ہوتے چلے گئے۔ ہر وقت ان کے چہرے پر ہوائیاں اُڑا کرتی تھیں۔ اُن کا مزاج ہنسنے بولنے کا تھا۔ بڑے مزے کے لطیفے سنایا کرتے تھے۔ خود بھی ہنستے تھے ہم سب کو بھی ہنسا کرتے تھے۔ لیکن خالو کی وفات کے بعد تو وہ ایک قبرستان بن کر رہ گئے تھے۔ صرف ہونٹ ہی نہیں بلکہ ان کے جسم کے ہر حصے پر سنّاٹا اور اُداسی نظر آتی تھی۔

خالو یٰسین کی موت کے بعد ہم نے، مہینے خیریت سے گزارے۔ اس عرصے میں جنّات کی شرارتوں اور خباثتوں سے ہمیں نجات مل چکی تھی۔ شاید جنّات بھی ظلم ڈھاتے ڈھاتے خود بھی تھک گئے تھے۔ یا پھر وہ انتقامی کارروائی کر کے خود بھی اس حویلی سے رخصت ہو گئے تھے۔ جو مخلوق نظر نہیں آتی اس کے بارے میں یقین کے ساتھ کیا کہا جا سکتا ہے ——— صرف اندازے ہی کئے جا سکتے ہیں ——— ان ہی اندازوں کی بنیاد پر ہم یہ سمجھا کرتے تھے کہ جنّات نے ہمارا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ لیکن ہمارے اندازے غلط ثابت ہوئے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ دوپہر کو ۲ بجے جب ہم سو رہے تھے۔ دیوار پر لگا ہوا ایک فریم زمین پر گرا۔ اس کے گرنے کی آواز سے ہماری آنکھ کھل گئی۔ ماما زبیر نے سَر اُٹھا کر دیکھا۔ اور اسے اتفاق سمجھتے ہوئے پھر انہوں نے چادر تان لی۔ میں نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔ چند ہی منٹ کے بعد دوسرا فریم گرا اور بہت ہی زبردست آواز کے ساتھ اس طرح گرا جیسے کوئی کسی چیز کو خود زمین پر پٹختا ہے۔ اب تو ہم دونوں ہی اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور تشویش پھر شروع ہو گئی۔ لیکن اس کے بعد کچھ نہیں ہوا چند گھنٹے پھر خیریت سے گزر گئے۔ شام کو چھ بجے ہمیں اپنے صحن کے فرش پر خون کے بیشمار قطرے نظر آئے اور اس وقت میں نے دیکھا کہ ماما زبیر کا دامن عجیب طرح سے کٹ گیا تھا۔ اور کٹا ہوا کپڑا بھی غائب تھا۔ ہم اسے بھی اتفاق سمجھ لیئے کہ رات کے ابتدائی حصے میں ماما زبیر نے مسہری پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اور جب وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے اور مسہری سے اُترے تو اُن کے جوتے غائب ہو گئے۔ بہت تلاش کئے لیکن جوتے نہیں ملے۔ اگر کسی کے جوتے کسی ایسے گھر میں گم ہو جائیں جہاں کئی افراد رہتے ہوں۔ اور بچے بھی رہتے ہوں تو تعجب کی بات نہیں ہوتی۔ کوئی بھی کسی کے جوتے اتفاقاً پہن کر اِدھر اُدھر کر دیتا ہے۔ اور بچے جوتوں کو اُٹھا کر پھینک بھی سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے گھر تو صرف دو ہی آدمی تھے۔ ایک میں اور زبیر ماما۔ رہیں خالہ نجمہ وہ تو اپنے پلنگ سے اترتی ہی نہیں تھیں۔ اور ہم دونوں کو اچھی طرح یاد تھا کہ کھانے سے پہلے جوتے مسہری کے نیچے ہی تھے۔ لیکن کھانے سے فراغت کے بعد دیکھا تو جوتے ہمیں مل کر نہیں دیئے۔ ہم دونوں سمجھ گئے کہ پھر کوئی آفت آنیوالی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ اس رات ماما زبیر نے میرے سَر پر ہاتھ پھیر کر کہا تھا۔ رابعہ! اگر میں بھی رخصت ہو جاؤں تو تم ہمت سے کام لینا۔ اور انہوں نے اپنے اور خالو کے دوستوں اور رشتے داروں کے نام اور پتے بھی نوٹ کرائے تھے کہ دیکھو تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہو جائے تو اُن لوگوں سے رابطہ قائم کرنا۔ جب وہ مجھے سمجھا رہے تھے تو میرا جسم کسی پیش آنے والی مصیبت کا تصوّر کر کے کانپ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

آہ کیسی لاچاری تھی وہ لاچاری بھی کہ نہ ماما زبیر بیمار تھے۔ نہ بوڑھے تھے۔ پھر بھی انہیں موت اپنے سَر پر منڈلاتی نظر آ رہی تھی۔ اور وہ سمجھ رہے تھے کہ اب جو وار ہوگا اس میں وہ ہی نشانہ بنیں گے۔ ماما زبیر نے یہ بھی کہا تھا۔ رابو مجھے موت کا ڈر نہیں۔ موت کا فرشتہ تو میرے لئے زندگی کا پیغام لیکر آئے گا۔ وہ زندگی جس میں فکرات اور تشویشات کے سوا اور کچھ بھی نہ ہو۔ اس سے تو نجات حاصل کر لینے ہی میں عافیت ہے۔ لیکن میری پیاری بیٹی میرے بعد تیرا کیا ہوگا۔ تو اکیلے نجمہ باجی کے بوجھ کو کیسے برداشت کرے گی اور وہ اتنا کہہ کر نہ جانے کیا سوچ کر ماضی کا کوئی دُکھ یا مستقبل کا کوئی اندیشہ، اس قدر روئے تھے کہ میں بھی بلک اُٹھی تھی۔ نہ جانے ہم کب تک روتے رہے نیند تو سولی پر بھی آ جاتی ہے۔ چنانچہ درد و غم کے کانٹوں پر ہم دونوں بھی سو گئے۔ میں رات بھر آرام کی نیند سوتی رہی۔ صبح اٹھی تو ماما زبیر مجھے بستر پر نظر نہیں آئے۔ میں ایک دم پریشان ہو گئی ——— میں بستر چھوڑ کر کمرے سے باہر نکلے تو مجھے ماما باہر بھی دکھائی نہیں دیئے۔ میں ٹوئیلٹ کی طرف گئی۔ تو مجھے وہ وہاں بھی نظر نہیں آئے۔ میں نے باتھ روم کی طرف دیکھا تو باتھ روم بھی خالی تھا ——— میری پریشانی لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی۔ اور میرا جسم ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا۔ مجھے ڈر لگ رہا تھا۔ اور مجھ پر دحشت سی طاری ہو گئی تھی۔ اس بوکھلاہٹ کے عالم میں میں ایک ہی جوتا پہنے گھر کے اِدھر اُدھر چکّر لگا رہی تھی۔ اس کے بعد میں اس کمرے کی طرف گئی۔ جو عام دنوں میں ماما زبیر ہی کا کمرہ سمجھا جاتا تھا۔ اور وہاں ان ہی کی کتابیں وغیرہ رہا کرتی تھیں۔ جب میں اس کمرے میں داخل ہوئی تو میرے پیروں سے زمین کھسکنے لگی۔ ماما زبیر کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن وہ کسی بُت کی طرح ساکت تھے۔ میں نے چیخ کر انہیں آواز دی۔ ماما — میرے ماما — لیکن ماما دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ صرف انکا دھڑ دنیا میں باقی تھا۔ میں نے دیکھا کہ زمین پر ایک قلم پڑا ہوا تھا۔ اور میز پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا۔ میں نے کاغذ کو غور سے دیکھا۔ ماما زبیر نے اس پر یہ عبارت لکھی تھی۔

رابعہ۔ تم ہمت سے کام لینا اور باجی کا دھیان رکھنا۔ میں۔

میں کے بعد شاید انہیں لکھنے کی مہلت نہیں ملی۔ اور ان سے زندگی کا حق چھین لیا گیا۔ یہ موت ماما زبیر کی دوسری موت تھی۔ جب وہ کفن میں ملبوس کر دیئے گئے۔ میں بار بار اللہ سے یہ دعا کرتی رہی کہ تُو پھر وہ معجزہ دکھا جو تو نے اس سے پہلے دکھایا تھا کہ ماما مرنے کے بعد پھر زندہ ہو گئے تھے۔ لیکن میری دعا قبول نہ ہو سکی اور وہ کچھ دیر کے بعد ان کا جنازہ رخصت ہو گیا۔ اور اس طرح حویلی کا سارا انسانی لشکر آہستہ آہستہ نذرِ اجل ہو گیا۔ اور حویلی قبرستان کا ایک ٹکڑا بن گئی۔ ہر گھر میں موت بھی داخل ہوتی ہے اور زندگی بھی۔ لیکن ہماری حویلی میں صرف موت آیا کرتی تھی۔ زندگی کو آنے کی اجازت ہی نہیں تھی۔

ماما زبیر کی موت کے بعد ایک صاحب جن کا نام میں ظاہر نہیں کرنا چاہتی وہ میرے ہمدرد بنے اور انہوں نے ہی میری ملاقات حسن ع الہاشمی ع صاحب سے

کرائی میری زبان سے چند دردناک باتیں سنکر ہاشمی صاحب نے مجھے مجبور کیا کہ میں اس ہوشربا آپ بیتی کو ماہنامہ طلسماتی دُنیا کے پڑھنے والوں کے لئے لکھ دوں۔ تاکہ لوگوں کو اندازہ ہو جائے کہ جنات کس طرح انسانوں کو پریشان کرتے ہیں۔ اور جنات کا مقابلہ کرنے والوں یا جنات کا مذاق اڑانے والوں کا حشر کیا ہوتا ہے۔ ان کے اصرار پر اور اپنے ہمدرد محسن کے اصرار پر جن کے ساتھ میں ہندوستان جانے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔ میں نے یہ غمناک اور وحشت ناک داستان قلمبند کر کے آپ کو سنادی ہے۔ اب مجھے اجازت دیں۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ طلسماتی دنیا کے پڑھنے والوں کو جنات کے حملوں سے محفوظ رکھے۔ اور کسی کا گھر "خوفناک حویلی" نہ بنے ــــ خدا حافظ

ختم شد

وحشی عاملوں کے چند خطرناک اعمال

ماورائے خط استوا البحر الکاہل کے مونگے کے جزیرے نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، مجمع الجزائر شرق الہند کے جزیرے، جنوبی افریقہ اور جنوبی امریکہ کے ممالک واقع ہیں۔ زمین کے اس حصے کی اصل آبادی سیاہ فام حبشی ہیں۔

آدم وحوا کی یہ رنگ دھڑنگ تہذیب و تمدن سے عاری اولاد متنوع قبیلوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ہر قبیلہ اپنی خاص صفات کیلئے مشہور ہے۔

ان سیاہ فام ابنائے آدم کے ماہرین روحانیات اسی قسم کے لوگ ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارے ہاں دم جھاڑا کرنے والے نیم حکیم ہوتے ہیں اور یہ مقامی طور پر جادوگر حکیم کے نام سے مشہور ہوتے ہیں۔

جادوگر حکیم پیدائش مرض کا سبب بھوت پریت، ارواح خبیثہ، جنون یا دیوتاؤں کی ناراضگی بتایا کرتے تھے۔ چنانچہ بھولے بھالے عوام کو اسی ڈھنگ سے مرعوب کر کے یہ لوگ سیاسی قوت حاصل کر لیتے ہیں اور اپنی من مانی کارروائیاں کرنے میں کامیاب رہتے ہیں۔

ان لوگوں کے ہاں سحر کو ایک انفرادی حیثیت بھی حاصل ہے۔ اور متذکرۃ الصدر علاقوں میں اکثر جادوگر ڈاکٹر پیدائش امراض کا سبب سحر قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ساحر اور جادوگران اشخاص پر جنہیں وہ تکلیف کا شکار بنانا چاہتے ہیں ـــــ نہ صرف براہِ راست جادو کے الفاظ پڑھ کر پھونکتے ہیں اور بری نظر کا شکار کر لیتے ہیں۔ بلکہ ان کے ناخنوں اور بالوں وغیرہ پر بھی جادو کر کے انہیں مبتلا امراض و آلام کر سکتے ہیں۔ یہ خیال ہندوستان کے بعض قدیم ہندو فرقوں اور صوبہ جات متوسط و دکن وغیرہ میں کسی قدر مختلف صورتوں میں اب بھی پایا جاتا ہے۔ اور دیہات کے علاوہ شہروں میں بھی کم و بیش موجود ہے۔

ذیل میں ان وحشی جادوگر ڈاکٹروں کے چند عمل درج کیے جاتے ہیں۔

عملِ حُب

جس لڑکی کو بس میں لانا ہو اس کے سر کے بال یا دس ہاتھ کی انگلیوں اور دس پیر کی انگلیوں کے بیسوں ناخنوں کو لے کر کسی پھول میں لپیٹ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس لپٹے ہوئے پھول کے پتے کو دھوپ میں سکھا لیا جاتا ہے اور جب یہ اچھی طرح خشک ہو جائے تو جادوگر ڈاکٹر اس کو پیس کر سرمہ کر لیتا۔ اب جونہی کہ ہلال طلوع ہو اس سرمہ کو جلتے ہوئے شعلوں کی نذر کر دیا جاتا ہے اور جادوگر ڈاکٹر ہلال کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ منتر پڑھتا ہے۔

"ہولا رے زونا عاشق کرونا لائے ودمک سلائے (یہاں اس لڑکی کا نام لینا ہے) بولو چک را با تونی را ودمک سلائے (یہاں طالب کا نام لینا ہے)"۔

اس کے بعد اعتقاد کر لیا جاتا ہے کہ وہ لڑکی اب چند دن میں ہی طالب کے قبضے میں آ جائے گی ہے۔ چنانچہ اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا۔

عملِ ہلاکت دشمن

اس کیلئے جادوگر ڈاکٹر ایک پتلا تیار کرتا ہے۔ یہ پتلا یا تو پرانے کپڑوں کا ہوتا ہے جس میں پرانی روئی بھری ہوتی ہے یا پھر موم کا پتلا تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ان مقامات پر سوئیاں گاڑ دی جاتی ہیں جو انسان کے جسم میں سوراخ کا مقام رکھتے ہیں۔ یعنی دو آنکھ کے، دو کان کے، دو ناک کے نتھنے، ایک منہ ایک مقعد اور ایک سوراخ آلۂ تناسل۔ یعنی کل نو مقامات پر سوئیاں گاڑ دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد اسی پتلے کو اس شخص کی گزرگاہ میں جلا دیا جاتا ہے۔ جس کا ہلاک ہونا منظور ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے چند ایام بعد ہی وہ شخص نشانۂ تیر قضا ہو جاتا ہے۔

عملِ بغض و عداوت

یاد رہے کہ متذکرۃ الصدر ممالک الجزائر میں مار و کژدم وغیرہ جانوران ایذا دہندہ کی افراط ہے۔ یہاں ایک بچھو اس قسم کا پیدا ہوتا ہے جو نیش مارے تو پل بھر میں ہاتھی کو بھسم کر دے۔ اس بچھو میں ایک تاثیر یہ بھی ہے۔ اس کے تیل سے تانبا وغیرہ مردہ دھاتوں میں روح پیدا کرنے کا کام لیا جاتا ہے اور اسے اکسیر کا ایک جزو اعظم مانا جاتا ہے۔

اس بچھو کے جوڑے کو لیکر تنکوں کی ایسی ڈبی میں بند کر دو جہاں سے یہ نکل نہ سکیں۔ ایک ہفتہ ان کو اس ڈبیہ میں بند کرنے کے بعد نکالو اور ان کے مابین ایسے دو شخصوں کے بال رکھ دو۔ جن کے مابین بغض و عداوت ڈالنا مقصود ہو اس کے بعد ان بالوں کو باہم ملا کر خوب بٹ لو۔ اور ان سے ایک بچھو کے ڈنک کو باندھ لو۔ پھر دوسرے سرے سے دوسرے بچھو کا ڈنک باندھو اور پھر اسی ڈبیہ میں بند کر کے زمین میں گاڑ دو جب تک یہ بچھو زمین دفن رہیں گے اور باہر نکال کر الگ الگ نہ ہوں گے۔ وہ ہر دو اشخاص جن کے بالوں سے وہ بندھے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے جانی دشمن رہیں گے۔



کراماتی تیل | ناریل کے تیل میں کُسم کا بیج ڈال دیں۔ اور اس تیل کو دھوپ میں رکھ دیں۔ اگر اس تیل میں کمل کا بیج ملا کر کسی تالاب میں ڈالیں۔ تو کمل پیدا ہوگا۔ اگر جامن کے بیج میں ڈالیں تو اسی وقت جامن کا پیڑ نکلے اور ساتھ ساتھ پھل لگ جائیں۔

نوٹ: کمل کی جگہ کنول آئے گا۔

مُنہ سے آگ نکلنا: کلنجن، اور نوشادر مُنہ میں ڈال کر خوب چلا دیں۔ اور گرم پانی سے کلی کر کے مُنہ میں آگ رکھنے سے وہ کبھی اثر نہیں کر سکتی۔

بوتل آگ سے بھس ی ی دکھائی دینا: بوتل میں شراب، گندھک اور سوڈا ڈالیں اور اُسے اندھیرے میں رکھ دیں تو بوتل آگ جیسی چمکنے لگے گی پھر کوئی دیکھنے والا تعجب کریگا۔

بوتل میں انڈا اتارنا | ولایتی سرکہ میں مرغی کا انڈا بھگو دیں اور جب وہ نرم ہو جائے تو اسے نکال کر ایک بوتل میں اُتاریں اور اوپر سے پانی بھر دیں تو وہ بڑا ہو جائیگا۔ اور دیکھنے والے تعجب کریں گے۔

ہاتھ میں سرسوں جمانا | عورت کے دودھ میں سرسوں بھگو کر اُسے سایہ میں سکھا دیں اور جب کھیل دکھانا ہو تو ہاتھ پر ندی کی ریت اور سرسوں رکھ کر پانی کا چھینٹا ماریں تو سرسوں فوراً جم جائے گی۔

جلے ہوئے ڈورے میں انگوٹھی لٹکانا | نمک، نوشادر کے پانی میں ڈورے کو بھگو دیں۔ پھر اسے سکھا کر رکھ لیں۔ اور جب کھیل کرنا ہو اس وقت ڈورے میں انگوٹھی باندھ لیں۔ دوسرا سرا دیوار کے سہارے کھونٹی میں باندھ کر آگ لگا دیں۔ ڈوری جل جائے گی۔ مگر انگوٹھی نہیں گر سکتی۔

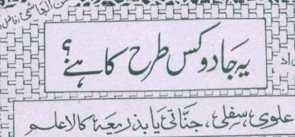
سنہری سیاہی | ہڑتال چار تولہ، سونے کے ورق ۲۴ تولہ، چوتھائی تولہ، انڈے کی زردی چار تولہ۔ ان سب کو گھونٹ کر گرم پانی میں ملا لو۔ تھوڑی دیر پیچھے جب اوپر نتھر کر پانی آجائے تب اسے دھیرے دھیرے نکال لو۔ نیچے کی گوند کو کیکر کے گوند میں آٹھ دن تک گھونٹنے کے بعد بوتل میں بھر کر پانچ دن دھوپ میں رکھو۔ اس طرح تیار ہونے پر لکھو تو عمدہ سُنہری سیاہی تیار ہو جائے گی۔

ہیرے کی جانچ | ہیرے کے پیچھے والے حصے پر ذرا سا اصلی موم لگا دیں ———— اگر ہیرا اصلی ہوگا تو پہلی جیسی چمک دے گا۔ اگر نقلی ہوگا تو چمک کم ہو جائے گی۔

- کپڑے کو سات مرتبہ گھی کوار کے دودھ میں تر کر کے اور ساتوں مرتبہ سائے میں خشک کر لیں۔ اس کے بعد اس کو آگ میں ڈال دیں۔ ہرگز نہیں جلے گا۔
- ایک چراغ میں بھیڑیئے کی چربی اور دوسرے چراغ میں بکری کی چربی ڈال کر دونوں کو روشن کریں۔ اور ایک گز کا فاصلہ دونوں کے درمیان رکھیں۔ دونوں چراغوں کی لَویں آپس میں لڑیں گی۔
- آم کی گٹھلی کو گائے کے دودھ میں ۲۴ گھنٹے بھگو کر رکھ دیں۔ اس کے بعد اسے دھوپ نہ لگنے دیں۔ پھر اس گٹھلی کو چھنی ہوئی مٹی میں دبا کر کالا کپڑا اس پر ڈال دیں۔ اور پانی کی چھینٹیں اس مٹی پر دیں۔ چند منٹ میں درخت نکل آئے گا۔ لیکن اس کی جڑ نہیں ہوگی۔
- گندھک کو پیس کر شہدِ خالص میں ملا کر کانچ کی بوتل میں رکھے۔ رات کو انشاء اللہ روشنی ہوگی۔
- سانپ کی کینچلی لا کر اس کی چار بتی بنا کر کسی کمرے کے چاروں کونوں میں چراغ جلائیں۔ پورا کمرہ سانپوں سے بھرا ہوا نظر آئے گا۔
- بھیڑیئے کی چربی اور مچھلی کی چربی ملا کر کسی چراغ میں روشن کریں۔ پورے گھر میں پانی بھرا ہوا نظر آئے گا۔
- کبوتر کے پیشاب سے لکھا ہوا دن میں نظر نہیں آتا۔ رات کو نظر آتا ہے۔

حسن الہاشمی، فاضل دارالعلوم دیوبند

کرشمۂ اعداد



جب کسی اصول کے ذریعہ یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص پر سحر کرایا گیا ہے تو یہ دیکھنے کیلئے کہ یہ سحر کس قسم کا ہے۔ سب سے پہلے مریض کے اعداد لیں۔ پھر اس کے ماں باپ دونوں کے اعداد اسمیں جمع کریں۔ پھر اس میں ۳، ۶ جمع کریں۔ جس دن آپ یہ معلومات چاہتے ہوں اس دن کے اعداد انگریزی تاریخ، عددِ ماہ اور مجموعی سن کے اعداد جمع کریں اور جس ساعت میں آپ سوال کر رہے ہوں۔ اسس ساعت کے اعداد جمع کریں۔ اس مجموعے کو ۴ سے تقسیم کر دیں۔ اگر ایک باقی رہے تو علوی سحر ہے۔ اگر ۲ باقی رہے تو سفلی سحر ہے۔ اگر ۳ باقی رہے تو جناتی سحر ہے۔ اور اگر صفر بچے تو جادو کالے علم کے ذریعے چڑھایا گیا ہے۔

مثال۔ اگر آپ کو زید کے بارے میں جس پر سحر ثابت ہے۔ جو بیٹا حارثہ اور خالد کا ہے۔ یہ دیکھنا ہے کہ کس طرح کا سحر کیا گیا ہے۔ یہ معلومات آپ جمعہ کے دن ۴ جون ۱۹۹۷ء کو زہرہ کی ساعت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس طرح دیکھیں گے۔

اعداد	زید	۲۱
اعداد	حارثہ	۷۱۴
اعداد	خالد	۶۳۵
اعداد	اعدادِ قانون	۶۷۳
اعداد	تاریخ	۴
اعداد	ماہ	۶
اعداد	سن	۱۹۹۷
اعداد	ساعتِ زہرہ	۲۱۷
اعداد	ٹوٹل	۴۲۶۷

۴ تقسیم: ۴۲۶۷ ÷ ۴ = ۱۰۶۶

۴
×
۲۶
۲۴
۲۷
۲۴
۳

۳ باقی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ زید پر بذریعہ جنات سحر کرایا گیا ہے۔

سحری وجادوئی اعمال کی بنیاد پر مسلّط کروائے گئے آسیب و جنّات کا علاج

مولانا محمد رفیق زاہد

مندرجہ ذیل نادر و نایاب طلسماتی و روحانی عمل سے ہر شخص بلاتمیز مذہب و ملت ضرورت و حالات کے مطابق جن گرفتہ مریضوں کا کامیاب علاج کر سکتا ہے۔ سحر و جادو کے عمل کی مدد سے جنّاتی ٹولہ کا شکار ہونے والے ایسے بدقسمت مریض جن کا کہیں بھی علاج معالجہ ممکن نہ ہو رہا ہو ان پر مسلط جنات و شیاطین کسی بھی عمل و عامل کو خیال و خاطر میں نہ لاتے ہوں تو اس عمل کے عامل کے محض ارادہ کے ساتھ ہی حاضر ہو کر فی الفور مریض کا جسم چھوڑ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

اس عمل کے متعلقہ عاملین حضرات کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس قسم کے مریضوں کے علاج کے بعد احتیاطی تدابیر کے طور پر کم از کم ایک چلہ یعنی چالیس یوم تک انہیں اس بات کا پابند بنائیں۔ کہ وہ چلہ کے دوران کسی بھی قسم کا گوشت نہیں کھائیں گے۔ قبرستان یا اہل قبور کی زیارت کو نہیں جائیں گے۔ اسی طرح مرگ و موت والے گھر یا جس گھر میں بچے کی پیدائش ہوئی ہو احتیاط کریں گے۔ مندرجہ بالا شرائط کی پابندی کے بعد مریض کو کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف۔ عارضہ جو جناتی و آسیبی تسلط کے سبب اُسے لاحق تھا۔ باقی نہ رہے گا۔ اور زندگی میں آئندہ چل کر کبھی بھی اس پر قدرتی یا غیر قدرتی کسی طرح سے بھی کوئی خبیث و شریر جن و شیطان مسلط نہ ہو سکے گا۔

عمل بالا سے کام لینے کیلئے عمل کی تسخیر شرط لازم ہے۔ جس کا طریقہ اس طرح پر ہے کہ عمل کے لئے محرم الحرام میں پہلی تاریخ کا چاند دیکھ کر عمل کی عبارت کو ایک ہزار ایک سو گیارہ مرتبہ دس روز تک روزانہ پڑھتا رہے تو اس عمل کا عامل ہو جائے گا۔ تسخیر عمل کے بعد بھی عمل کی مداومت کے طور پر اس کا ایک سو دس مرتبہ روزانہ پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ارباب علم و فن اور قارئین کرام کی خدمت میں ان کی علمی معلومات کے اضافہ کیلئے تحریر کیا جاتا ہے کہ علمائے علم و فن نے جناتی و آسیبی تسلط کو دو طرح پر بیان کیا ہے۔ پہلی قسم کا تسلط و اثر قدرتی جب کہ دوسرے کو غیر قدرتی قرار دیا گیا ہے۔ قدرتی تسلط میں شریر قسم کے جناتی قبیلے کے افراد کا کسی مرد و زن پر خود بخود مسلط ہو جاتا ہے۔ غیر قدرتی اثرات و تسلط سے مراد کسی شخص پر اس کے دشمنوں کی طرف سے بذریعہ سحر و جادو جناتی قوتوں کا مسلط کروا دینا ہے۔ قدرتی طور پر متاثرہ افراد کا علاج نہایت آسانی کے ساتھ ممکن ہوتا ہے۔ چنانچہ متذکرہ بالا عمل و علاج اس سلسلے کے مریضوں کیلئے از بس مفید و کارگر ثابت ہوا ہے۔ سحری وجادوئی اعمال کی بنیاد پر مسلط کروائے گئے۔ آسیب و جنات سے چھٹکارا پانے کیلئے ذیل کے عمل حصار کو گیارہ مرتبہ پڑھ کر مریض کا حصار کریں۔ بحکم خدا مریض کے جسم پر جنات و شیاطین آموجود ہوں گے۔ عامل ان سے جو دریافت کرنا چاہے گا وہ اس کے تمام تر سوالات کے تسلی بخش جواب بھی دیں گے۔ اور عامل کے حکم کے مطابق مریض کا جسم چھوڑ کر واپس اپنے عامل و ساحر کے پاس بھی چلے جائیں گے۔ عمل حصار کی عبارت یوں ہے۔ طَھطَاہِش سَبَادَہِش مہمطاہِش سَلموہِش قمرطَھوہِش سَاسَلھَا یوہِش تَہتطَاہِش صَہَاصوخاہِش أیَاشَھطَا طَشِ شرسَاہِش ھَمسَیَاہِاشوسَلھَاہِش اَلوحَا الوحَا الوحَایاشوھَطَاہِش فَمَاھلمَا شوطِ الآیَاقومِ الجِنّ وَالشَیاطِینِ عَلیٰ إسولَاسوسِینِ بقولِ لکم ھَشَا شوا ھَشَا شَا سَخَا خوا سَخَا خَا أُخرِجُوا بِاِذنِ اللّٰہ تَعَالیٰ۔

اس عمل کا عامل ہر سال محرم الحرام میں اس کی تجدید بھی کرتا رہے گا۔ راقم الحروف خود اپنی طرف سے اور اپنے اکابر بزرگان کی طرف سے اس عمل جلیلہ کی ہر خاص و عام کے لئے اجازت عام کا اعلان کرتا ہے۔ بارگاہ رب العزت سے امید ہے کہ ارباب علم و فن اس عظیم المرتبت عمل سے متمتع ہو کر اس حقیر کے لئے دعاگو ہوں گے۔

چند واقعات

از: شاہد الحق راجستھان

سچی باتیں

(۱) ہمارے پڑوس میں ایک شخص کافی بیمار ہوا۔ اتنا بیمار کہ ڈاکٹروں نے یہ تک کہدیا کہ اب اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے اس کو اسپتال سے اپنے گھر لے جاؤ۔ اُسکو گھر لے آئے اس کے گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ اسکو کسی ایسی جگہ دکھائیں گے جہاں اوپری اثرات کا علاج ہوتا ہو جب یہ مرنے ہی والا ہے تو یہ آخری کوشش اور کر کے دیکھ لیں۔ ہم سب مل کر اُس کو لال خاں بابا کی درگاہ، قصبہ لاکھیری میں لے گئے۔ وہاں بتایا گیا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے۔ جس شخص پر جادو کیا گیا تھا اُس کی یہ حالت تھی جس کروٹ وہ پڑا رہتا تھا یا جس کروٹ اُس کو لٹا دیا جاتا تھا وہ اپنے آپ کروٹ نہیں بدل سکتا تھا۔ کوئی دوسرا شخص اس کو کروٹ بدلواتا تھا۔ اتنی اس میں کمزوری تھی۔ کھڑے ہونے اور بیٹھنے کی بات تو بہت دُور کی تھی۔ اور اس کو منہ میں بڑے بڑے ہی روٹی کے نِوالے توڑ توڑ کر دیئے جاتے تھے۔ تب وہ کھاتا تھا۔ مذکورہ بالا درگاہ پر اُس کا علاج ہوا اور آج وہ اپنے کام دھندے میں لگا ہوا ہے۔ اسی درگاہ پر آسیب زدہ افراد کا بھی علاج ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا واقعہ یہ ہے کہ کسی نے انڈے پر جادو کروا کر چپکے سے پڑوسی کے گھر میں انڈا رکھ دیا۔ گھر کے فرد نے وہ انڈا دیکھا وہ اُٹھا لیا۔ جب اُس انڈے کو اُٹھایا تو اس میں ایسی دھڑکن محسوس کی جیسے نبض میں دھڑکن ہوتی ہے۔ جب اُس نے دھڑکن انڈے میں محسوس کی تو اس شخص کو کچھ شک سا ہوا۔ اس نے انڈے کو تو نالی میں پھینک دیا۔ لیکن کیونکہ کسی نے جادو کروا کر وہ انڈا رکھا تھا۔ اُس کے اثر سے اس شخص کے کلیجے میں سوئیاں سی چبھنے لگیں اور وہ شدید طور پر بیمار ہو گیا۔ کلیجہ ایسا لگتا تھا جیسے اندر کو گھُس رہا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں شدید درد رہنے لگا۔ اس کو بھی مذکورہ بالا درگاہ پر لے گئے وہاں اُس کا علاج ہوا۔

(۳) تیسرا واقعہ یہ ہے کہ محلّے میں ہی ایک شخص شدید طور پر بیمار ہوا۔ اس کے پورے جسم میں سوئیاں سی چبھتی ہوئی محسوس ہوئیں اسکو اُٹھتے بیٹھتے لیٹتے چین نہیں ملتا تھا اور اس نے بھی یہ سوچا کہ اب مرنے کا وقت قریب ہے۔ اُس کو لیکر مذکورہ بالا درگاہ پر گئے۔ وہاں ہمیں بتایا گیا کہ ایک پتلے پر پڑھ کر (سفلی علم) زمین میں دفن کیا گیا ہے اور اس پتلے میں جہاں جہاں سوئیاں گھسائی گئی ہیں۔ وہیں وہیں پر اس شخص کے بدن میں سوئیاں سی چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی ہیں۔ اس طرح وہاں پر بھی اُس شخص کا علاج ہوا اور آج وہ اچھا خاصا کام کر رہا ہے۔

اس طرح کے جادو کروانے کے مشاہدات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ سُننے والوں کو اور پڑھنے والوں کو اس بات کا یقین شاید نہ ہو۔ لیکن میں بالکل وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ باتیں بالکل سچ ہیں۔ اور بھی اس طرح کے مشاہدات ہیں لیکن یہاں پر انھیں ۳ باتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

(نوٹ) یہ مضمون ہمیں ڈاک سے موصول ہوا تھا۔ ہم اس مضمون کو چھاپنے کے بعد اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ اکثر درگاہوں میں علاج کا جو انداز ہے وہ مشتبہ ہے۔ ضروری نہیں ہیکہ ہر جگہ ایک ہی جیسا انداز ہو۔ لیکن ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ جس طریقے سے شرک کی بُو آتی ہو اس سے اجتناب کرنے ہی میں عافیت ہے۔

بزرگوں کے مزارات اپنے اندر برکت ضرور رکھتے ہیں اور وہاں جا کر اگر کسی مریض کا علاج اس نیت سے کریں کہ شفا دینے والی ذات تو حق تعالیٰ ہی کی ہے لیکن یہ بزرگ جن کے مزار پر ہم مریض کو لائے ہیں یہ اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ انکی آخری آرام گاہ پر اگر ہم علاج کرینگے تو اللہ تعالیٰ جلد از جلد شفا اور صحت عطا کریں گے تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر نیت یہ ہے کہ شفا اور صحت صاحبِ مزار ہی عطا کریں گے تو یہ سوچ خطرے سے خالی نہیں ہے۔

طلسماتی دنیا مسلک کی لڑائی سے بالاتر ہو کر اپنے روحانی مشن کے فروغ میں لگا ہوا ہے اور انسانوں کو مادہ پرستی کے بھنور سے بچا کر روحانیت کے کناروں تک پہونچانے کی جد و جہد کر رہا ہے اور اس بارے میں وہ مسلک پرستی کے سکڑے ہوئے دائرے سے آزاد ہو کر کام کر رہا ہے لیکن جو باتیں توحید و سنّت کے منافی ہوں ان باتوں کے بارے میں سکوت اختیار کرنا اپنے ہاتھوں سے اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ اس لئے ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ علاج کوئی سا بھی کریں اور کسی جگہ بھی کریں اس عقیدے کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھیں۔ شفا دینے والی ذات اور زندگی بخشنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(ح-ط)